A People's Life of Christ

(REV. J. PATERSON SMYTH)

احسن الاذکار

یعنی

خداوند یسوع مسیح کے حالات برائے عوام الناس

مصنّفہ

پادری جے۔ پیٹرسن سمائتھ صاحب ڈی۔ڈی

مترجمہ

ڈاکٹر آئی۔ یو۔ ناصر ریٹائرڈ سول سرجن (پنجاب)

ایس۔ پی۔ سی۔ کے۔

انارکلی۔ لاہور

S. P. C. K. Lahore.

احسن الافکار

یعنی

خداوند یسوع مسیح کے حالات برائے عوام الناس

مصنفہ

جے پیٹرسن سمائتھ صاحب ڈی۔ ڈی

مترجمہ

ڈاکٹر آئی۔ یو۔ ناصر ریٹائرڈ سول سرجن (پنجاب)

بار اول | سنہ ۱۹۳۳ء | ۱۰۰۰ جلد

S. P. C. K., LAHORE

احسن الاذکار

مترجم کا دیباچہ

انگریزی زبان میں ہمارے خداوند کی زندگی کے حالات کے متعلق بیشمار کتابیں لکھی گئی ہیں۔ اُن میں سے جو مقبولیت پیٹرسن سمائتھ صاحب کی عوام الناس کے لئے مسیح کی زندگی کی سرگزشت کو حاصل ہے وہ بہت کم دیگر تصانیف کو نصیب ہوئی ہے۔ اِسی کتاب کا ترجمہ حسب فرمائش ایس۔ پی۔ سی۔ کے۔ اُردو زبان میں کیا گیا ہے۔ اور اُسے احسن الاذکار نام دیا گیا ہے۔ یہ کتاب کوئی علم الٰہیات کے مسائل کا مجموعہ نہیں اور نہ اناجیل کی باقاعدہ تفسیر ہے۔ بلکہ قابل مصنف نے مسیح کی زندگی کی سرگزشت کے انجیلی بیانات میں سے منتشر واقعات اور حالات کو ایک مسلسل ترتیب میں لانے کی کوشش کی ہے اور اُن میں سے گہرے رُوحانی مطالب اور دلچسپ نکات اخذ کئے ہیں۔ شروع سے آخر تک صاحب موصوف کا مقصد یہ ہے کہ مسیح کے نورانی چہرے میں خدا کی صورت کا عکس نظر آئے۔ جہانتک انسانی طور پر ممکن ہے عالم ارواح کے حقائق دوزخ بہشت اور روز عدالت کے عجیب کوائف پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ علاوہ اِس کے دیگر متعلقہ امور مثلاً مسیحی عقاید اور اناجیل کی تصنیف اور ابتدائی کلیسیا میں اُس کی اشاعت کے

مضمون کو نظر انداز نہیں کیا گیا۔ غرض بہر پہلو یہ کتاب انجیلی بیانات کا آئینہ اور مسیح کی زندگی کے حالات اور اُس کی تعلیم کا صحیح فوٹو ہے۔

پنجاب کے مشہور عالم مشنری ڈاکٹر ایچ۔یو۔ ڈبلیو سٹینٹن صاحب جو اِس مُلک میں مُدّت مدید کی خدمت کے بعد اب انگلستان میں مقیم ہیں اِس کتاب کے ترجمہ کی سفارش کرتے ہوئے اپنے ایک پرائیویٹ خط میں تحریر فرماتے ہیں کہ "کچھ عرصہ ہوا ہمیں خبر ملی کہ ایک انگریزی خواں بنگالی برہمن نے اسی کتاب کے مطالعہ کے ذریعہ مع اپنے خاندان کے مسیح پر ایمان لاکر بپتسمہ پایا"۔ اِس واقعہ نے خاکسار مترجم کا حوصلہ بڑھانے میں بہت مدد دی۔ جس شُستہ زبان اور پاکیزہ الفاظ میں اصلی کتاب لکھی گئی ہے اُس کو اُردو کا لباس پہنانا آسان بات نہیں۔ مگر حتی الوسع قابل مصنف کے خیالات کو عام فہم زبان میں ادا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ خدا کرے کہ یہ بھی اصلی کتاب کی طرح مقبولِ عام ہو اور اِس کے ذریعہ بہتوں کو فائدہ پہنچے۔ آمین ثم آمین +

لاہور اکتوبر ۱۹۳۳ء

احقر العباد

آئی۔ یُو۔ ناصر

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ

پہلا باب - ابتدائیں

پہلی فصل - عالم سے پیشتر ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔ ۱
دوسری فصل - دُنیا کی تیاری ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۱۱
تیسری فصل - دُنیا کی اندرونی تیاری ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۱۷

دُوسرا باب - جب مسیح آیا

پہلی فصل - مسیح کی پیدائش ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۲۵
دوسری فصل - کنواری سے پیدائش ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۳۴
تیسری فصل - طفولیت کا زمانہ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۴۶
چوتھی فصل - جوانی اور بلوغت ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۵۸
پانچویں فصل - بڑھئی کی دُکان ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۶۷

تیسرا باب - پہلا سال

پہلی فصل - مسیح کا بپتسمہ پانا ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۷۱
دوسری فصل - مسیح کی آزمایش ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۸۲
تیسری فصل - پہلے شاگرد ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۹۷
چوتھی فصل - قانا میں شادی ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۱۰۸

مضمون	صفحہ
پانچویں فصل ۔ یسُوع کا غصّہ	۱۲۱
چھٹی فصل ۔ نیکدیمس	۱۳۱
ساتویں فصل ۔ اصطباغی کی موت	۱۳۹

چوتھا باب ۔ کفرنحوم

مضمون	صفحہ
پہلی فصل ۔ کفرنحوم میں یسوع کی آمد	۱۵۴
دوسری فصل ۔ جھیل کے کنارے پر کفرنحوم	۱۶۵
تیسری فصل ۔ چار شاگردوں کا بُلایا جانا	۱۷۶
چوتھی فصل ۔ پہلا سبت	۱۸۴
پانچویں فصل ۔ نبی اپنے وطن میں	۱۹۴
چھٹی فصل ۔ ایک فضول خرچ آدمی اور ایک محصول لینے والا	۲۰۴
ساتویں فصل ۔ دو ضعیفائیں	۲۱۷
آٹھویں فصل ۔ لوگوں کی بھیڑ	۲۲۷
نویں فصل ۔ کفرنحوم میں ایک دن کی سرگزشت	۲۳۸
دسویں فصل ۔ مُصیبت کا شروع	۲۴۹
گیارھویں فصل ۔ خدا کی بادشاہت	۲۶۳
بارھویں فصل ۔ پہاڑی وعظ	۲۷۵
تیرھویں فصل ۔ بارہ رسول	۲۸۴
چودھویں فصل ۔ نائین کے ایک جوان کا جنازہ	۲۹۶
پندرھویں فصل مچھلی کا دن	۳۰۴

صفحہ	مضمون

سولھویں فصل - قیصریہ فلپی -- -- -- -- -- -- -- ۳۱۶

سترھویں فصل - گلیل کو الوداع -- -- -- -- -- ۳۲۸

پانچواں باب - یروشلیم کی سڑک پر کی یادداشتیں

پہلی فصل - ایک مصنف سڑک پر کی سرگزشت کی یادداشتیں جمع کرتا ہے - ۳۳۷

دوسری فصل - یروشلیم کو جانے کی پہلی کوشش -- -- -- -- -- ۳۴۸

تیسری فصل - اناجیل کے بعض دیگر واقعات -- -- -- -- ۳۶۰

چوتھی فصل - رستے کی تعلیم - ۱ - خدا کی ابوّیت -- -- -- -- ۳۷۰

پانچویں فصل - رستے کی تعلیم - ۲ - انسان کی اخوّت -- -- -- ۳۷۹

چھٹی فصل - رستے کی تعلیم - ۳ - ذمہ واری -- -- -- ۳۸۹

ساتویں فصل - روز عدالت -- -- -- -- -- -- ۴۰۰

آٹھویں فصل - یروشلیم کو جانے کی دوسری کوشش -- -- ۴۰۶

نویں فصل - لعزر کا جلایا جانا -- -- -- -- -- ۴۱۵

دسویں فصل - ایک آدمی کا اُمّت کے واسطے مرنا ضرور ہے -- -- ۴۲۴

گیارھویں فصل - سڑک کا خاتمہ -- -- -- -- -- ۴۳۰

چھٹا باب - یروشلیم

پہلی فصل - کھجور کا اتوار -- -- -- -- -- -- ۴۳۱

دوسری فصل - ملامت آمیز کلمات -- -- -- -- -- ۴۵۱

تیسری فصل - غدار -- -- -- -- -- -- -- ۴۵۸

مضمون	صفحہ
چوتھی فصل - آخری عشا - - - - - -	۴۶۲
پانچویں فصل - گتسمنی - - - - -	۴۷۰
چھٹی فصل - یہودی عدالتی تحقیقات - - - -	۴۷۴
ساتویں فصل - رومی عدالت - - - - -	۴۸۳
آٹھویں فصل - کلوری - - - - - -	۴۹۳
نویں فصل - مسیح کی سرگزشت کا ایک غیر مندرجہ قصہ -	۵۰۴
دسویں فصل - مسیح کا جی اٹھنا	۵۱۰
گیارھویں فصل - ایسٹر کے متعلق ایک پیر روشن ضمیر کی یادداشتیں	۵۱۶
بارھویں فصل - چالیس یوم کی تعلیم	۵۲۷
تیرھویں فصل - باپ کی طرف مراجعت	۵۳۷

پہلا باب

ابتدا میں

پہلی فصل

عالم سے پیشتر

"ابتدا میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا"

مسیح کی زندگی کی طرف یہی اوّل اشارہ ہے۔ دُنیا کے ہر ایک جلیل القدر شخص کی سوانح عمری عالم میں اُسکے روزِ تولد سے شروع ہوتی ہے۔ اور یہ اُس کی ہستی کا آغاز ہوتا ہے۔ مگر ہمارے خداوند کی زندگی کے بارے میں ہمارے تصور کو اُس ازلی عالم کی طرف جس سے وہ تعلق رکھتا تھا پرواز کرنا ضرور ہے۔ اِس ابدیت کے اندر ہماری دُنیا ایک حال کے واقعہ کی مانند ہے۔ ہمارے ایمان کی ساری عمارت اِس بات پر قائم ہے کہ اس عالم کے پرے جس کا

ایک عالم ہے ستاروں اور سیاروں سے پرے۔ مادہ اور مکان و زمان کی حدود
کے اُس طرف وہ حقیقی عالم ہے جو ازلیات اور خدا اور اُس کے مقدس فرشتوں
کا عالم ہے جس سے ہماری دُنیا اور دیگر تمام عالم ظہور پذیر ہوتے ہیں ہم اُس عالم
کو دیکھ نہیں سکتے اور نہ اُس کے براعظموں اور ساحلوں کا نقشہ کھینچ سکتے ہیں۔
اُس کے سنہلے شہروں کی جھلک ہماری آنکھوں پر نہیں پڑتی مگر ہمیں یقین ہے
کہ وہ عالم ازل سے ہمارے چاروں طرف ہے اور وہ جو وہاں سے آیا ہے اُسی
نے ہمیں اُس کا حال بتایا ہے۔

اُس نے ہمیں فقط یہی نہیں بتایا کہ وہ ایک نہایت پاک دُنیا ہے بلکہ
یہ بھی جو ہمارے مفید مطلب ہے کہ وہ بے حد دردمندی اور خیر خواہی کا عالم ہے
اور کہ اُس پار والے ہم اس طرف کے رہنے والوں میں گہری دلچسپی رکھتے ہیں۔
بائبل کے نقطۂ خیال سے اُس نادیدنی عالم کے ایوانوں میں ایسے تماشائیوں
کا ہجوم ہے جو ہم زمین پر کے رہنے والوں کے حرکات اور سکنات کا بغور
مشاہدہ کر رہے ہیں۔ "گواہوں کا بڑا بادل ہمیں گھیرے ہوئے ہے"۔ یسوع
جس کا وطن وہ ازلی عالم ہے ہمیشہ اس قسم کی دلچسپی رکھتا ہے وہ بیان کرتا
ہے کہ باپ ہماری طرف محبت بھری اور ہمدردانہ نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اور کہ
ایک گنہگار کے لئے جو زمین پر توبہ کرتا ہے آسمان میں کیسی خوشی ہوتی ہے۔
اور کہ زمینی فرزندوں کے محافظ فرشتے "آسمانی باپ کا منہ ہر وقت دیکھتے ہیں"
وہ بتاتا ہے کہ وہ عالم ہماری دُنیا میں ایسی دلچسپی رکھتا ہے کہ ابراہیم یہاں اُس
کا دن دیکھنے کی اُمید پر بہت خوش ہوا۔ اُس تبدیلِ صورت کے ٹکڑے میں
عہدِ عتیق کے دو بزرگان اعظم یعنی موسیٰ اور ایلیاہ نادیدنی عالم سے اپنے خداوند
کے ساتھ ملاقات اور بات چیت کرنے آئے۔ اُن کی گفتگو کا کیا مضمون تھا؟

زیادہ اہم اور بھرپور پانی آب اور نباتات کے تاکستان کا جس میں وہ دنیا
کے آغاز سے زیادہ دلچسپی رکھتے تھے چرچا کر رہے تھے؟ ہرگز نہیں۔ وہ بھی
سلسلے کے اعلیٰ اشخاص کی صف میں داخل ہونے کے لئے اوپر اٹھائے گئے
تھے تاکہ ان کے ساتھ ہمارے لئے ہمدردانہ دلچسپی میں شامل ہوں۔ "وہ
اُس کے انتقال کا ذکر کرتے تھے جو یروشلیم میں واقع ہونے کو تھا" کیا اسی
سے ظاہر نہیں ہوتا کہ وہ اور اُن کے جلیل القدر ساتھی جو پس پردہ میں زمین
معاملات کے متعلق واقعات میں کیسی گہری دلچسپی رکھتے ہیں؟

یہ مقابلتاً زمانہ جدید کا واقعہ ہے جس کو فقط دو ہزار سال کا عرصہ گزرا
ہے۔ مقدس پولس افسیوں کو بتاتا ہے کہ ہمارے ساتھ یہ گہری دلچسپی شروع
ہی سے رہی ہے۔ اور کہ مسیح کی آمد محض ایک خیال مابعد کا عمل نہیں ہے۔
بنائے عالم سے پیشتر خدا کی محبت کا ازلی ارادہ تھا کہ ابدی مسیح بنی آدم کو نجات
دے۔ تاکہ بیچارے زمینی فرزند باپ کی گود میں جمع کئے جائیں۔ خدا ہمیشہ
سے اُن کی فکر رکھتا تھا۔

اس خیال کو دل میں رکھ کر ہم بائبل کی تعلیم کو بہتر طور پر سمجھ سکیں گے۔ کہ
جب کبھی خدا انسانی تجربے کے اندر داخل ہوتا ہے تو اس دیدنی عالم میں
اُس کے اظہار سے پیشتر ہی اُس کی تیاری نادیدنی عالم میں ہوتی ہے یعنی اس
دنیا میں اُس کے ظہور سے بہت عرصہ پیشتر ہی اُس عالم میں اُس کا علم ہوتا ہے
اُن ہمدرد عالم میں۔ "ابتدا میں کلام تھا۔ اور کلام خدا کے ساتھ تھا۔ اور کلام
خدا تھا۔" ازلیت میں خدا کے پُرمحبت ارادے میں "ہم آدمیوں کے لئے اور
ہماری نجات کے لئے" تجسم کی تیاری ہو چکی تھی۔

اس میں ہمیں اپنے خداوند کی زندگی کے حالات کے لئے بہت عرصہ پیچھے

[illegible] سے کائنات ہمارے خیال کی رسائی سے بہت پرے کتاب پیدائش
[illegible] بیان سے بے شمار زمانے پیشتر جب خدا نے آسمان اور زمین کو خلق
کیا اور [illegible] سے پہلے جب زمانہ آگے "جب یسوع ہیرودیس بادشاہ کے زمانے
میں یہودیہ کے بیت لحم میں پیدا ہوا"۔

[illegible] کے حالات کا بیان کرتے وقت مقدس یوحنا کا خیال یہی تھا۔

[illegible] افسس کے بوڑھے عزیز بشپ یعنی اُس شاگرد کے بارے میں "جسے
یسوع عزیز رکھتا تھا" خیال کرتا پسند کرتا ہوں کہ اُس نے جو حالات ہمارے خداوند
کی زندگی کے اپنے انتقال سے پیشتر قلمبند کئے وہ ایک بزرگ کی یادداشتوں
کی انجیل تھے۔

لیکن مسیح کے متعلق جو صورتِ انسانی میں تھا تین سال کی یادداشتوں
کی تہہ میں جو اُس نے فلسطین میں انجیل نویس کے ساتھ بڑی محبت سے بسر کئے
ابدی مسیح کا گہرا اور سنجیدہ خیال موجود تھا جس کا "نکلنا قدیم سے ایام ازل سے
ہے" "ابتدا میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا۔ اور کلام خدا تھا" پھر
وہ غور کرتا ہے کہ ابدی مسیح تجسم سے پیشتر کے زمانوں میں اس ناچیز دنیا کی کیسی
فکر رکھتا تھا کسی دور کے دھندلے گذشتہ زمانے میں جب کہ دنیا کو اُس کا خیال تک
نہ تھا ("وہ دنیا میں تھا۔ اور دنیا اس کے وسیلے سے پیدا ہوئی اور دنیا نے اُسے
نہ پہچانا)۔ "اُس میں زندگی تھی۔ اور وہ زندگی آدمیوں کا نور تھا" "حقیقی نور جو ہر
ایک آدمی کو روشن کرتا ہے دنیا میں آنے کو تھا"۔

یہ بھید کی باتیں ہیں۔ انسانی تصور اس لطیف فضا میں پرواز نہیں کر
سکتا ہم فقط حیرت سے اپنے دل میں قیاس کر سکتے ہیں کہ "مسیح ہمیشہ یہاں
تھا۔ کائنات میں اُس کی موجودگی خلقت کی زندگی کے لئے ضرور تھی۔ انسان

میں اُن کی موجودگی سے نور قلب پیدا ہوتا۔ اس دُنیا کے آغاز سے لے کر وہ وقت رہا۔ ... درمیان کھڑا تھا جسے ہم نے نہیں پہچانا۔ مقدس اگسٹینس کا اس قول سے کہ بیت ابتدائے خلقت سے ہمارے ساتھ رہی ہے یہی مطلب تھا یہی اہم خیال ترتلیان کے دل میں تھا کہ تمام زمانوں میں مسیح مجسم ہونے کے لئے تیاری کر رہا تھا۔

مقدس یوحنا کے خیال میں وہ تجسم سے پیشتر کائنات اور عقل اور ضمیر کے ذریعہ لامحدود خدا کا اظہار کر رہا تھا۔ اسی وجہ سے وہ ایک ایسی اصطلاح استعمال کرتا ہے جس سے اُس زمانے کے یونانی اور یہودی واقف تھے یعنی "خدا کا کلام" "ابتدا میں کلام تھا" بادی النظر میں اس اصطلاح کا اطلاق مسیح پر عجیب معلوم ہوتا ہے۔ مگر اس سے رسول کے خیال کا اظہار ہوتا تھا۔ اور اُس سے یہ فائدہ بھی متصور تھا کہ یونانی فلسفہ اور اُس زمانے کے یہودی خیال میں یہ لفظ ویسے ہی معنی میں سمجھا جاتا تھا۔ عام طور پر اس کا مطلب یہ کوئی ایسا ذریعہ جس سے خدا کا اظہار یا انکشاف ہوتا ہے۔ یونانی فلسفہ میں بھی اس کے کچھ ایسے ہی معنی سمجھے جاتے تھے۔ انسان کل اشیا کے لامحدود منبع کو دیکھ یا چھو نہیں سکتا تھا۔ وہ اپنے چاروں طرف عالم میں اُس کے ظہور ہی کے ذریعے سے اُس کا علم حاصل کر سکتا تھا پس اُس نے خدا کے اس مظہر کو ایک لطیف شاعرانہ اصطلاح "کلام" کے نام سے تعبیر کیا۔

ذرا اس تصور پر غور کرو۔ کوئی شخص اپنے خیالات اور باطن کا اظہار کیونکر کرتا ہے؟ اپنے منہ کے کلام کے ذریعے سے۔ اپنے کلام کے ذریعہ وہ اپنا مطلب ادا کرتا۔ اوروں کے ساتھ ربط و ضبط رکھتا۔ اپنے خیالات

اور اپنا ہی کا اظہار کرتا اور اپنے ارادے کو پورا کرتا ہے۔ جو کلام اُس کے خیال اور ارادے سے نکلتا ہے اُس پر اُس کے قلب اور سیرت کا نقش ہوتا ہے۔ اُس کے کلام کے ذریعہ تم اس سے واقف ہو جاتے ہو۔

اب کوئی شخص لامحدود نادیدنی اور بعید الفہم خدا کو کیونکر جان سکتا ہے؟ یہ فقط اسی طرح ممکن ہے کہ خدا اپنا انکشاف انسان کے نورِ قلب اور زندگی کی نیرنگیوں۔ آندھی اور دھوپ اور تاروں بھرے آسمان اور شفق کی حیرت انگیز دلفریبی۔ زمین کی خوبصورتی اور سمندر کی عظمت اور اناج کی سنہلی فصل کے ذریعہ سے کرے۔ یہ خدا کے مظہرات اور انسان کے لئے اس کا کلام ہیں۔ جس قدرت نے ان اشیا کو مہیا کیا اُس کو بت پرست حکما نے بھی باری تعالیٰ کا کلام قرار دیا۔

بُت پرست اقوام کا خیال بھی اس درجہ تک پہنچ سکتا تھا۔ مگر رسول کا خیال اس سے بہت دور گہرائی تک پہنچا۔ اُس کو ایسے مظہر کا علم تھا جو اس سے بڑھ کر مکمل تھا۔ وہ تین سال تک ایک ایسے شخص کے ساتھ فلسطین کی سرزمین میں بود و باش کرتا رہا جس کو وہ اس وقت دُنیا کے لئے خدا کا مکمل مظہر اور مکمل کلام سمجھتا ہے پس وہ اُس کے بارے میں کہتا ہے "کلام مجسم ہوا"۔ وہ کلام جو ابتدا سے خلقت کے عجائبات اور زندگی کے اسرار میں خدا کا مظہر تھا آخر کار وقت کے پورا ہونے پر ایک اعلےٰ مظہر کی صورت میں ہویدا ہوا۔ "کلام مجسم ہوا اور فضل اور سچائی سے معمور ہو کر ہمارے درمیان رہا۔ اور ہم نے اُس کا ایسا جلال دیکھا جیسا باپ کے اکلوتے کا جلال" یہ الوہیت کے مکاشفے کا معراج تھا۔ نہ فقط خدا کی قدرت اور عظمت کا بلکہ اُس کے مافی الضمیر اُس کی دردمندی اور لامحدود شفقت اور محبت کا۔ پس جب رسول اُس کو ایک اعلےٰ معنی میں خدا کا کلام کہتا ہے تو ہم اُس کا مفہوم سمجھ لیتے ہیں۔

مگر اِس بیچاری دُنیا کو اِس مظہر کا مدت تک انتظار کرنا پڑا۔ ہمیں معلوم نہیں کہ زمانے میں اتنی دیر کیوں لگائی۔ ایک بات کا ہمیں علم ہے کہ وہ مسیح کی آمد سے پیشتر اِس خستہ حال دُنیا کی فکر رکھتا تھا۔ اور ہم جانتے ہیں کہ وہ ابد تک اُن کے نقصان کی تلافی کرتا رہے گا۔ خدا کے پاس اِس وقت سے ابدیت کے آخر تک کام کو انجام دینے کے لئے کافی زمانہ ہے۔ اگر اس [illegible]

مسیح سے پیشتر کی بے مونس دُنیا کے بُت پرست لوگوں کے لئے دل بھر آتا ہے۔ اُن کے دل میں بھی نیکی کی ویسی ہی تمنا تھی جیسی ہمیں ہے۔ اُنہیں بھی اندیشے اور امید و بیم تھا۔ اُنہیں اپنے فرزندوں کے لئے جو جنگ میں کام آتے تھے ویسا ہی قلق ہوتا تھا جیسا ہمیں ہوتا ہے۔ اُنہیں بھی ہماری طرح رُوح یا جسم یا مال کا دُکھ اور رنج ہوتا تھا۔ اُن کا کوئی پُرشفقت خدا نہ تھا جس سے وہ مدد کی درخواست کرتے۔ وہ اُس کی بابت ہمدردی پیدا کرنے والے قیاس دوڑاتے تھے۔ اُن کے فلسفہ دانوں نے خلقت میں اس کے مظاہر کے ذریعہ خالق کا ثبوت پیش کیا۔ مگر خلقت یہی بتا سکتی تھی کہ وہ عالیشان اور قادر ہے۔ مہذب اقوام نے اپنے قیاسات کو جسم کا جامہ پہنا کر جوپیٹر اور جونو کی طرح دیوتا اور دیویاں بنا لیں۔ مگر افسوس ہے کہ وہ ایسے وجود نہ تھے کہ جن کی طرف مصیبت زدہ بنی آدم رجوع کر کے دست بدعا ہو سکتے تھے۔ بیچارہ وحشی انسان خلقت کی زبردست طاقتوں سے فقط خائف ہی ہو جاتا تھا۔ وہ تند طوفان کے زور اور جنگل کے درختوں کے ٹوٹنے کے شور اور بادل کی گرج اور بجلی کی چمک میں اولوں کے گرنے کی آواز سُن کر ڈر کے مارے اپنے غار میں دبک جاتا۔ اور بت اور پتھر کے معبود بنا کر اُن کے آگے زاری کرتا کہ وہ ایسی طاقتور ہستی یا ہستیوں کے غضب کو ٹھنڈا کریں۔ وہ اُن ناچیز بتوں کو خدا کا مظہر بنانے کی کوشش کرتا تھا۔

... تاریخ کے مطالعہ سے اکثر اوقات یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ بیچاری تباہ حال دُنیا خدا کو ڈھونڈ رہی تھی "شاید کہ ٹٹول کر اُسے پائے"۔ وہ اپنے فلسفہ اور علم کے افسانہ جات اور بتوں اور وحشیانہ معبودوں کی حدود سے باہر نہ جا سکی ہو گیا یہ رقت انگیز خیال ہے کہ جو کچھ وہ جاننا چاہتی تھی کوئی اس کو بتانے والا نہ تھا۔ وہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ کیا وہ شخصی خدا جس کے پہلو میں دل ہے؟ کیا اُس کے اندر انصاف یا محبت ہے؟ کیا وہ اُس مصیبت زدہ ماں کی آواز سنتا ہے جو اپنے مرے ہوئے بچے پہ نوحہ کر رہی ہے؟ کیا وہ کبھی ہمارا خیال تک کرتا ہے؟ واقعی یہ خیال دردانگیز ہے۔ اگر مجھے یہ اعتقاد نہ ہوتا کہ خدا اُن لوگوں کی پروا کرتا ہے اور کہ وہ ایک نہ ایک دن کسی دُنیا میں اُن کے نقصان کی تلافی کریگا تو میں ضرور سمجھتا کہ اُن کو ایسی حالت میں چھوڑ دینا بے رحمی ہے۔ کسی نے اس کی نسبت شاعرانہ طرز پر یوں کہا ہے کہ "ہائے وہ قدیم زمانے کی نسلیں جنہوں نے کبھی گرجے کے گھنٹے کی آواز نہ سُنی اور جو خاموش افلاک کی طرف بے صبر آنکھیں اُٹھاتی تھیں۔ ایسے بے شمار مُردوں کے لئے میری روح بیکل ہو جاتی ہے"۔ ایک مکاشفہ کہتا ہے کہ اُن مُردوں کو خدا کے ہاتھ میں سپرد کر دو۔ مسیح کو اُن کی فکر ہے۔ وہ اُن کو فراموش نہ کرے گا۔ وہ اُس جماعت میں ہیں جس کے پاس مسیح نے سیدھا صلیب پر سے جا کر تین دن تک قیدی روحوں میں منادی کی۔ کسی اور شاعر نے کہا ہے کہ "مسیح کی صلیب دُکھ درد اور تباہی کی گہرائی تک پہنچ جاتی ہے کوئی گہراؤ ایسا عمیق نہیں جس کی تھاہ صلیب نہیں لگا سکتی"۔ پس ہم اُن قدیم زمانے کے لوگوں کو مسیح کے ہاتھ میں چھوڑ سکتے ہیں۔ اُن کے لئے اس سے اور کونسی جگہ بہتر ہو سکتی ہے؟

اسی طور پر دُور دراز کے تاریک زمانے گذرتے چلے گئے۔ تاہم خدا کی

طرف سے کوئی نشان نمودار نہ ہوا۔ مگر ان قدیم ایام میں خدا کا ارادہ آہستہ آہستہ
اور بلاتوقف انجام پا رہا تھا۔ مسیح مختلف طریقوں سے تجسم کی تیاری کر رہا تھا۔ ہمیں
کافی علم نہیں کہ تواریخ میں اسکے نقش پا کیا تھے۔ ہم فقط قیاس دوڑا سکتے اور
گاہ بگاہ ان کے نشان دیکھنے کی توقع رکھ سکتے ہیں۔ ہم اسیریہ اور بابل اور فارس
اور یونان اور روما کی قدیم سلطنتوں کی شاندار رفتار کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ قدیم انبیا
ہمیں بتاتے ہیں کہ سلطنتوں کا یہ جلوس خدا کے کسی مقصد عظیم کا حصہ تھا۔ اور
کہ یہوواہ کسی بھاری مدعا کو پورا کر رہا تھا۔

اور ایک موقع پر یہ نشان کسی قدر صاف نظر آتا ہے۔ تجسم سے دو ہزار سال پیشتر
ایک نوجوان چرواہا اسیریہ کے پہاڑوں پر دکھائی دیتا ہے۔ جس کے دل میں اعلیٰ تصورات
موجزن ہو رہے ہیں۔ اسکو حکم ملتا ہے کہ اپنے گھر اور قبیلے سے نکل کر ایک ایسے ملک میں چلا
جائے جس کا اسے علم نہیں۔ ابرہام اپنے اور ابدی خدا کی دعوت کو سن کر اسکے حکم کی تعمیل کرتا ہے
اور سراسر ناواقفی کی حالت میں اپنے وطن سے نکل جاتا ہے۔ وہ گویا قدیم دنیا کا یہ حصہ
بننے والا تھا تاکہ خداوند کی راہ تیار کرے۔ یہ یہودی قوم کی تربیت کا آغاز تھا۔ وہ قوم
علیحدہ رکھی گئی تاکہ ایک نیا مکاشفہ قبول کرنے کے لائق ہو جائے۔ وہ اپنے باپ دادا کی
بت پرستی اور کثیر التعداد معبودوں کی پرستش سے الگ کی گئی تاکہ خدائے واحد کا علم حاصل
کرے۔ اس نے یہوواہ کے عرفان کی ایسی تعلیم و تربیت پائی جو پیشتر کبھی کسی قوم کو
نصیب نہ ہوئی تھی۔ اپنی ہستی کے دوران میں اس نے انبیا کو خدا کے نیک ارادے
کا بیان کرتے سنا۔ نبوت کے سلسلے میں ایک سرے سے دوسرے تک کسی آئندہ
زمانے کا یہ عجیب اسرار وعدہ سنہلی تار کی مانند چمکتا نظر آتا ہے۔ کہ ان کے اور ان کی نسل
کے وسیلہ سب قومیں برکت پائیں گی۔ انبیا کی مستقبل زمانے کی رویتوں میں ایک
شخص کی صورت بار بار دھندلی سی دکھائی دیتی ہے وہ کبھی تو انسان کی اور کبھی خدا

ان ۵. الفاظ لاثانی ہے۔ وہ شخص بھی داؤد کا بیٹا کبھی ابن آدم کبھی ابن اللہ کبھی یہوواہ کا خادم محبوب مسیح سلامتی کا شہزادہ کہلاتا ہے جس کی سلطنت کی انتہا نہ ہوگی۔ ایسا بڑہ ہے بھیڑ کی مانند۔ ذبح کرنے لے جاتے ہیں۔ جس پر خداوند ہم سبھوں کی بدکاری لادوے گا۔

ان سب نبوتوں کے باعث بنی آدم آئندہ زمانے کی طرف چشم براہ تھے مگر خدا خاموش رہا۔ یہودی سلاطین اور انبیا جاتے رہے۔ اور جلاوطنی کے دردانگیز ایام آپہنچے۔ یہودی روئے زمین پر تتر بتر ہو گئے۔ دُنیا رنج و راحت اور جدوجہد اور گناہ کے رستے پر لگاتار چلتی رہی۔ مگر خدا کی طرف سے کوئی نشان ظاہر نہ ہُوا +

دوسری فصل

دُنیا کی تیاری

آخر کار جب وقت قریب آپہنچا۔ تو ایک حیرت انگیز بات واقع ہوئی۔ یعنے دُنیا میں تیاری شروع ہوگئی جس طرح سمندر خود بخود مدوجذر کے ذریعہ چاند کی حرکات کا جواب دیتا ہے معلوم ہوتا ہے ویسے ہی یہ دُنیا بے خبر طور پر ابدی دُنیا کی حرکات کا جواب دیتی ہے جب اُس عالم میں مسیح کو ہمارے پاس بھیجنے کی تیاری ہورہی تھی تو یہ دُنیا بھی تیاری کرنے لگی اب گذشتہ حالات پر مسیح کی آمد کے بہت عرصہ پہلے غور کرتے ہوئے عیاں نظر آتا ہے۔ کہ خدا مسیح کی آمد کے لئے دُنیا کی تواریخ کو ایک خاص سانچے میں ڈھال رہا تھا۔

ذرا تواریخ کے اُن واقعات پر غور کرو۔ مسیح کی آمد کے وقت تین قومیں دُنیا پر خاص اثر ڈال رہی تھیں یعنی یونانی اور رومی اور یہودی۔ یونانی قوم مہذب تھی۔ رومی بااقتدار تھی۔ اور یہودی قوم قابل نفرت اور حقیر سمجھی جاتی تھی۔ یہی مہذب دُنیا کی ممتاز قومیں تھیں۔ بلکہ یہی قومیں مہذب دُنیا کی ساخت میں شامل تھیں۔ باقی اقوام کسی شمار میں نہ تھیں۔ جب پیلاطس نے عبرانی اور لاطینی اور یونانی میں کتابہ لکھ کر صلیب پر لگا دیا تو اُس نے بھی اسی بات کا ثبوت دیا۔ اب اگر تینوں قومیں مسیح سے پیشتر بغیر جانے اور بلا ارادہ اُس کی آمد کی تیاری میں متفق معلوم ہوتی ہیں تو کیا اس سے یہ نتیجہ نکالنا بعید از قیاس ہے کہ یہ تیاری خدا کی طرف سے تھی؟ جو لوگ مسیح کو خاطر میں نہیں لاتے وہ شاید تواریخ کے واقعات کو محض اتفاق کا نتیجہ قرار دینگے

... یہ سب خیال ہیں۔ جو بنی نوع کی آمد کے عظیم الشان واقعہ کو مانتے ہیں اُس زمانے کی تواریخ کے مطالعہ سے یہ سمجھیں گے کہ نہ فقط یوحنا اصطباغی بلکہ چاروں طرف دُنیا "خداوند کی راہ تیار کرنے کے لئے" مقرر کی گئی تھی کم از کم ایسا ہی واقع ہوُا۔

اور رومی قوم نے بادشاہ کی آمد کے لئے سڑک تیار کی مسیح کی آمد سے ایک صدی پیشتر دُنیا بیشمار حدود کے اندر چھوٹی چھوٹی قوموں میں منقسم تھی۔ جن کے مذاہب رسوم اور قوانین مختلف تھے۔ یہ قومیں ایک دوسرے سے بدظن اور خائف اور باہمی جنگ میں مشغول تھیں۔ اور جنگ پر آمادہ ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے کی حدود کے اندر داخل نہیں ہو سکتی تھیں خشکی پر لٹیروں کے قافلوں نے خلقت کا ناک میں دم کر رکھا تھا۔ اور بحری ڈاکوؤں نے سمندر کے رستے بند کر دیئے تھے۔ انسانی خیال سے مسیح سے ایک صدی پیشتر مذہبی کی کوئی تحریک ملک کی حدود سے باہر پھیل نہیں سکتی تھی۔ اور ناممکن تھا کہ عالمگیر انجیل آزادی سے دُنیا میں ترقی کرے۔

ایسے اہم موقعہ پر ایک عجیب تبدیلی پیدا ہوئی جس کے انجام دینے والے رومی لوگ تھے۔ مسیح کی آمد کے وقت علیحدہ علیحدہ حدود کے اندر باہمی بدگمان اقوام کے بجائے دنیا ایک ہو گئی تھی۔ اُس کی چار دیواریاں ٹوٹ گئی تھیں۔ روم نے بکھرے ہوئے ممالک کو ایک شیرازے میں پیوستہ کر دیا تھا اور جُدا جُدا حُب الوطنی اور مذاہب کو توڑ پھوڑ کر دُنیا کو ایک عظیم الشان سلطنت میں متحد کر دیا۔ رومی سڑکوں کا تانا بانا مہذب دُنیا میں پھیلا ہوا تھا۔ اور قیصروں کی فولادی طاقت عالمگیر امن کو قائم رکھتی تھی مسیح کی شاہی آمد کے لئے شاہراہ کھلی تھی۔ اس بات کے ثبوت کے لئے کہ رومی امن اور رومی سڑکوں اور رومی عالمگیر اتحاد نے اس نئے مذہب کے پھیلانے میں کیسی مدد دی سلطنت بھر میں مقدس پولس کے آزادی سے بلا روک ٹوک سفروں پر غور کرو۔

یہاں تک تو رومیوں اور انکی سڑکوں کا بیان ہو چکا۔ اب یونانیوں کا اس تیاری

میں کیا حصہ تھا؟ اگر آنے والی انجیل کے لئے عام استعمال کی کھلی سڑکوں کے ساتھ ساتھ اس کے دنیا میں پھیلانے کے لئے ایک مشترک زبان نہ ہوتی تو کیا حاصل ہوتا؟ یہودی ارامی زبان بولتے تھے۔ رومی لاطینی زبان جانتے تھے۔ اور بہت سے لوگ ایسی گڑبڑ بولیاں بولتے تھے جیسے برج بابل کے وقت تھیں۔ مگر جوں جوں مسیح کی آمد کا زمانہ قریب آتا گیا یونانی بغیر جانے خداوند کی راہ تیار کرنے میں ہاتھ بٹانے لگے۔ اُن کی عمدہ نرم لہجے دار بولی سلطنت کی خاص زبان بن گئی بحیرہ روم کے چاروں طرف لوگ اپنی اپنی بولی کے ساتھ یونانی زبان کا استعمال بھی سیکھ گئے۔ یہ زبان تمام مہذب دُنیا کی بولی بن گئی۔ اِس طور پر اُس نئی تعلیم کے پھیلانے کا ذریعہ مہیا ہو گیا۔

ہمیں مقدس پولُس کے سفروں سے پھر ایک عملی سبق حاصل ہوتا ہے جیسا وہ رومیوں اور کرنتھیوں اور شائستہ اتھینیوں کو ویسا ہی کوہستان گلتیہ کے ناشائستہ بُت پرست فرقوں کو "خدا کے عجیب کاموں" کا بیان ایک ایسی زبان میں سُناتا ہے جسے عوام سمجھ سکتے ہیں۔

یونانی رومی اور یہودی خداوند کی راہ تیار کرنے کے لئے بطور سفرمینا تھے۔ رومی نے سڑک صاف کی۔ یونانی نے زبان مہیا کی۔ اب یہودی کونسا کام انجام دے سکتا تھا؟ زبردست اقوام اس سے نفرت کرتی اور اُسے حقیر جانتی تھیں وہ سلطنت کے ایک چھوٹے سے دُور افتادہ کونے میں بند تھا۔ اُس سے ایسی عالمگیر تحریک میں کس بات کی توقع ہو سکتی تھی؟۔

جو شخص مسیح کے لئے تیاری میں خدا کا ہاتھ تلاش کرتا ہے۔ اُس کے لئے مسیح کے زمانے کا یہودی سب سے حیرت انگیز مثال ہے۔ صدیوں تک فلسطین کی پہاڑیوں میں بند رہ کر وہ دُنیا کے لئے خدا کے الہام اور روحانی مذہب کی تعلیم اور اُس زمانے کے متعلق نبوتوں کا جو آنے والے کے بارے میں تھیں محافظ تھا۔

بعدازاں یہودیوں کے لئے اسیری کا غم خیز سانحہ وقوع میں آیا۔ جیسے اُس واقعے سے مدت کے بعد نظر ڈالنے پر معلوم ہوتا ہے تواریخ کے دیگر غم خیز واقعات کی طرح وہ القادر کے ارادے کا صریح عمل تھا۔

وجہ اس کی یہ ہے کہ جلاوطنی نے یہودیوں کو دُنیا میں منتشر کر دیا۔ جیسے مالی پودوں کو ذخیرے سے اُکھاڑ کر دوسری جگہ لگا دیتا ہے ویسے ہی خدا نے اسرائیل کو اُکھاڑ کر قوموں کے درمیان لگا دیا۔ اسیری کے بعد تھوڑے سے لوگ فلسطین کو واپس لوٹے جلاوطنوں کا بڑا حصہ یا تو اپنے نئے مسکنوں میں بس گیا یا تجارت کی خاطر گرد و نواح کی قوموں میں پھیل گیا۔ اس زمانے کے مؤرخ بیان کرتے ہیں کہ کوئی ایسی قوم نہ تھی جس کے اندر یہودی آباد نہ ہو گئے۔ وہاں اُن کی طاقت اور تجارتی رسوخ بڑھتا گیا۔ وہ سلطنت میں ہر کہیں بڑی تعداد میں تھے۔ سلطنت کے باہر بابل اور سکندریہ میں اُنکی بڑی بستیاں قوم کا صدر مقام تھیں۔ جیسے ہم آج کے دن برطانیہ کلاں میں سب نو آبادیات اور سلطنت انگلشیہ کے زیر سایہ ممالک شامل کرتے ہیں ویسے ہی اسرائیل کلاں میں وہ سب یہودی شامل تھے جو مہذب دُنیا میں پھیلے ہوئے تھے اور جن کی تعداد فلسطین میں رہنے والے یہودیوں سے کہیں زیادہ تھی مگر یروشلیم کو جلاوطنوں کی طرح اپنا وطن سمجھتے تھے۔ مصر میں اُنکی تعداد کل آبادی کا آٹھواں حصہ تھی ہمیں ان کے شمار اور ملک ملک پھرنے کا کچھ اندازہ اُس مجمع سے ہو سکتا ہے جو پچاس سال کے بعد عید پنتیکوست کے موقعہ پر یروشلم میں فراہم ہوا تھا۔ یعنی پارتھی اور مادی اور عیلامی اور رہنے والے مسوپتامیہ اور یہودیہ اور کپدکیہ اور پنطس اور آسیہ اور فروگیہ اور پمفولیہ اور مصر اور لبوآ کے علاقے کے جو کرینی کی طرف ہے۔ اور رومی مسافر خواہ یہودی خواہ اُن کے مرید اور کریتی اور عرب۔

وہ ہر کہیں تھے۔ اور جہاں کہیں وہ گئے اپنا مذہب اور اپنی مقدس کتابیں لیے

ہمراہ لیتے گئے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ "ہر شہر میں موسیٰ کی توریت کی منادی کرنے والے ہوتے چلے آتے ہیں اور وہ ہر سبت کو عبادت خانوں میں سُنائی جاتی ہے"۔

اور سب سے بڑھ کر وہ ہر کہیں اپنی قومی امید کو پھیلاتے رہے کہ مسیح آنے والا ہے۔ مسیح کی آمد وہ اعلےٰ معراج تھا جس کے لئے یہودی جیتے تھے۔ تالمود میں لکھا ہے کہ "انبیا بالعموم مسیح کی پیشین گوئی کرنے والے تھے" اور کہ "فقط مسیح کے لئے دُنیا خلق ہوئی تھی"۔ یہ سچ ہے کہ وہ نہیں جانتے تھے کہ مسیح کب آئے گا۔ یہ سچ ہے کہ اُن کے خیالات یہودیوں کو رہائی دینے اور سرفراز کرنے کے بارے میں تنگ اور نفسانی تھے۔ وہ غیر قوموں کو روشنی دینے والے نور کے منتظر نہ تھے۔ بلکہ فقط اپنی اُمت اسرائیل کے جلال کی راہ دیکھتے تھے۔ تو بھی غور کرو کہ ایسے لوگوں کا بُت پرست اقوام کے درمیان ہر کہیں مسیح کی تیاری کے لئے ایسے اعتقاد کے پھیلانے کا باعث ہونا کیسا پُر معنی تھا۔

گو عوام اُن کو شخصی طور پر ناپسند کرتے تھے تاہم اُن کا اثر نہایت وسیع تھا۔ اُن کے چاروں طرف غور کرنے والے بُت پرست اپنی مکروہ دیوتا پرستی اور بُت پرستی سے بیزار تھے اور اپنے درمیان ایک ایسے مذہب کی طرف مائل ہو گئے تھے جو صاف آواز سے ایک واحد خدا کی منادی کرتا تھا جو اعلیٰ اور پاکیزہ صفات رکھنے والا نیکی اور چلن کی قدر کرنے والا۔ انسان کی فکر رکھنے والا اور دعاؤں کا سُننے والا تھا اور بنی آدم کے لئے کسی آنے والی بھاری بات کا مدعا رکھتا تھا۔ ہر شہر کے بُت پرستوں میں سے یہودی نو مرید عبادت خانے کے ساتھ شمولیت کا رشتہ پیدا کر لیتے تھے اس طبقے کے باہر کثیر التعداد پیرو تھے (جو اعمال کی کتاب میں خدا ترس یا دیندار کہلاتے ہیں) مثلاً وہ صوبہ دار جس کا نئے عہد نامے میں ذکر ہے۔ یہ لوگ اسرائیلی عقاید کی طرف مائل اور اُن کے مقدس نوشتوں سے واقف تھے۔ اور جیسا تھا نے

کے بیرونی حلقے میں غیر اقوام کے ساتھ ملی جُلی زندگی بسر کرتے تھے۔

پھر اس سلسلے میں ایک نہایت بھاری واقعہ ظہور میں آیا یعنی مسیح سے قریب دو سو سال پیشتر عبرانی بائبل عوام کی بولی یعنی یونانی زبان میں ترجمہ ہوئی۔ جو سیپٹوجنٹ کے نام سے مشہور ہے۔ اس بائبل کو یہودی اور غیر قوم والے دونوں پڑھ سکتے تھے اور یہ دونوں کو سچے خدا اور کسی عالی قدر آنے والے کی خبر سُناتی تھی۔

گو یہودیوں کے بڑے حصے کی آنکھیں تاریک اور اُن کے دل بند تھے۔ گو فلسطین نے مسیح کو اُس کی آمد پر صلیب دی تو بھی جب ہم مقدس پولُس کے بیان پر غور کرتے ہیں کہ عبادت خانہ ہر کہیں کلیسیا کے پودوں کا ذخیرہ تھا تو ہم سمجھ سکتے ہیں کہ اُن پراگندہ اسرائیلیوں نے "خداوند کی راہ تیار کرنے میں" کیسی مدد دی۔

بلا ریب یہ کچھ معنی رکھنے والی بات ہے کہ ٹھیک اس موقع پر جب ابن اللہ دنیا میں آنے کو تھا اُس زمانے کی تین بڑی اقوام نے جن کے ملنے سے دنیا بنی تھی نامعلوم طور پر متفق ہو کر اُس کا رستہ تیار کیا۔ یقیناً اس سے کم از کم یہ اشارہ ملتا ہے کہ خدا کا ہاتھ بہت سے عناصر کو ملا کر ایک بڑا بھاری نتیجہ پیدا کر رہا تھا۔

تیسری فصل

دُنیا کی اندرونی تیاری

علاوہ اُن تغیرات کے جو جغرافیہ اور مملکت کے ساتھ وابستہ تھے ہمیں اُس زمانے کے خیالات اور احساسات میں بھی اُسی قسم کی بھاری اندرونی تیاری نظر آتی ہے جس دُنیا میں مسیح کی آمد کی انتظاری ہو رہی تھی وہ ماندہ اور شکستہ اور اپنی حالت سے بیزار تھی۔ اُس کو کسی ایسے شخص کی ضرورت تھی جو اُس کی مدد کرے اور جنت پہنچائے یہ کسی حد تک مسیح کی آمد سے پیشتر ہر زمانے پر راست آتا ہے۔ مگر دُنیا میں انسانیت کی صفات ترقی کر رہی تھیں اور کانشنس اپنے اعلیٰ اختیار پر اصرار کر رہی تھی۔ بنی آدم زیادہ سے زیادہ سوچ بچار کر رہے تھے اور اپنی عدم آسودگی کو زیادہ محسوس کرتے تھے۔

ہم اِن ہر سہ اقوام یعنی یونانی، رومی اور یہودی کے بارے میں ذرا غور کریں۔ یونانی متکبر، جوشیلے، چنچل مزاج اور خوش شکل تھے۔ اُن کا ہنر علم ادب اور فلسفہ اعلیٰ تھا۔ وہ حُسن پرست اور شاعرانہ تخیل رکھنے والے تھے جس کی مدد سے اُنھوں نے کوہ اولمپس کو دیوتاؤں سے آباد کر دیا۔ آج تک تمام مہذب دُنیا اِن قدیم یونانیوں کو حیرت اور تعریف کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ ہماری سب سے اعلیٰ دماغی ترقی اُن کی ممنونِ احسان ہے۔ یہ دماغی ترقی اُن کی سب سے بڑی صفت تھی جس کے سبب کبھی کسی قوم کو اُن سے بڑھ کر فخر حاصل نہ ہوا اور اُن کا فخر بے جا نہ تھا۔

مگر ہائے افسوس ہم نے گزشتہ جنگِ عظیم کے ایام میں سیکھا ہے کہ مذہب سے بغیر تہذیب کا کیا انجام ہوتا ہے۔ اور اُس زمانے کے بیچارے یونانی وہ سبق سیکھ رہے تھے جو ترقی

دن میکوالر فائدہ اٹھائے گا کہ دُنیا محض تہذیب سے ترقی نہیں کر سکتی۔ مجھے یونانی لوگ زمانہ حال کے پیرس کے رہنے والوں کی طرح معلوم ہوتے ہیں جو سبک مزاج، زندہ دل اور تیز طبع ہیں۔ اور تفریح اور عیش میں زندگی بسر کرنا پسند کرتے ہیں۔ مگر یہ بہار بہت کچھ اوپر ہی اوپر تھی سطح کے نیچے زندگی کس قدر رقت انگیز تھی۔ ان کے سب سے عمدہ دن جا چکے تھے۔ یونان کا سنہلا زمانہ گزر چکا تھا۔ ان کی ملّی جمعیت کا شیرازہ بکھر چکا تھا۔ اُن کے اوقات فضول کھیل تماشے بلکہ بدتر مشاغل میں بسر ہوتے تھے۔ اوباشی اور عیاشی کا مہلک مرض اُن کو کھوکھلا کر رہا تھا۔ اور اُن کے خوشنما مذہب میں طاقت نہ تھی کہ بدی کی طرف اُن کے طبعی میلان کو روک سکے۔ اور یہ کیونکر ممکن تھا جب کہ اُن کے اعلیٰ ترین ایام میں بھی کوہ اولمپس کے خوبصورت دیوتاؤں کا چلن پایۂ اخلاق سے گرا ہوا تھا۔ یہ خیال میں بھی نہیں آسکتا کہ کوئی شخص ایسے معبودوں سے روحانی دُعا کیونکر مانگ سکتا تھا۔

وہ اپنی شہ زور قوت کے ایام میں سادہ دلی سے سمجھتے تھے کہ اُن کے معبود حقیقی وجود رکھتے ہیں۔ وہ اُن کے معتقد تھے اور وہ دیوتا بھی کچھ ایسے بُرے نہ تھے۔ جُوپیٹر دیوتا خوش مزاج باپ اور خالق تھا۔ اُن کے دیوتا درہ تھرموپلی میں اُن کے ساتھ جنگ میں شریک ہوئے تھے جہاں تین سو مشہور بہادروں نے یونان اور حق کی خاطر اپنی جانیں قربان کر دیں۔

مگر اب وہ قوم اُمید اور مردانگی سے خالی ہو گئی تھی۔ گو اُن کے رسمی طور طریقے اور بُت تو موجود تھے مگر اُن کا حقیقی اعتقاد سراسر جاتا رہا تھا۔ ان کے دیوتاؤں کی تاریخ ایک دلفریب فسانہ بن گئی۔ کسی نے کہا ہے کہ لوگ اولمپس پر چڑھ گئے تھے مگر وہاں کوئی دیوتا موجود نہ تھا۔ اس لحاظ سے یونانیوں کے لئے دنیا سنسان تھی۔ ٹوکیو کے بشپ صاحب نے راقم الحروف سے بیان کیا کہ آج یہی حال جاپان کا ہے جوانی کے خوش باش ایام میں تو میں اور عام لوگ فضول کھیل۔ تماشوں اور عیش و عشرت اور

بُت بازی اور شاعری جیسے مشاغل میں وقت بسر کر سکتے ہیں۔ مگر وہ دن آسکتے ہیں جب وہ چیزیں جاتی رہتی ہیں۔ ہمیں اپنے غم کے ایام میں کسی ایسے خدا کی ضرورت ہے جس پر ہم دوسرے سے نتیجہ کر سکتے ہیں۔ جو پیڑ اور جو تو بھی کسی مصرف کے ہو سکتے ہیں بشرطیکہ ہمارا اعتقاد اُن پر ہو لیکن اگر ہم اُن کو نہ مانیں تو پھر ہمیں کیا حاصل ہوگا؟

اب رومیوں کی طرف دیکھو۔ یہ قوم یونانیوں کی طرح زوال کی حالت میں نہ تھی۔ انکی طاقت اور حکومت اور اقبال کے نقشے میں وہ بہادر اور شاندار لوگ تھے مگر مؤرخ بیان کرتے ہیں کہ اس ظاہری طاقت اور شان کے پیچھے سڑاہٹ کا تعفن تھا۔ خانگی زندگی کی حالت نا کفتہ بہ تھی۔ تشدد اور ظلم زوروں پر تھا۔ عوام ذلیل اور حیوان صفت تھے۔ انکی مرغوب تفریح اکھاڑے کے وحشت انگیز مقابلے تھے۔ غلامی سلطنت کے لئے لعنت کا باعث تھی۔ روم کے بازاروں میں ہر تین آدمیوں میں سے دو غلام تھے۔ اور تین عورتوں یا لڑکیوں میں سے دو اپنے آقاؤں کی وحشت اور شہوت رانی کا سامان تھیں۔ غلاموں کی حالت خستہ تھی۔ ان میں سے جو اچھے تھے وہ مسیحیت کی آمد پر اُس کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئے۔ اور جو بُرے تھے انہوں نے روم کو اوباشی میں ڈبو دیا۔ وہ اپنے ساتھ نئی اور خلاف فطرت بدیوں کو لیتے آئے۔ انہوں نے آقاؤں کے اخلاق خراب کر دیئے اور بچوں کو بگاڑ دیا۔ وہ روم کے عمدہ جوانوں کی ہر ایک نفسانی خواہش کو پورا کرتے تھے روم کے نوجوان بدکاری کی وجہ سے بیس سال کی عمر سے پیشتر ضعیف ناتوان اور پژمردہ ہو جاتے تھے۔ اس سے نصف صدی کے بعد مقدس پولس عوام کی حالت رومیوں کی طرف کے خط کے ہولناک پہلے باب میں بیان کرتا ہے۔ خدا نے انکے دلوں کی خواہشوں کے مطابق انہیں ناپاکی میں چھوڑ دیا۔ رومی دُنیا باوجود اپنے غرور اور حشمت کے فرو آمر دوں اور عورتوں کے لئے سنسان دُنیا تھی۔ ایک ایسی دُنیا جو بغیر خدا کے تھی۔ اگر کوئی غمگین یا اپنے سے بیزار تھا یا سچائی کی تمنا رکھتا تھا تو سوشے

روما کی دیوی اور شہنشاہوں کے جو دیوتاؤں میں شامل کیا گیا تھا اور جس کی بطور روح کے نام نہاد ہونے کے پرستش کی جاتی تھی کوئی خدا نہ تھا جس کے آگے دعا کی جائے۔ خود اپنے آپ کو ان لوگوں کی جگہ رکھ کر خیال کرو کہ تمہارا کیا احساس ہوتا۔

لیکن اصل بات یہ نہیں، غیر اقوام کا حال ہمیشہ یہی رہا ہے۔ اصل نکتہ یہ ہے کہ رومیوں میں سے بہترین لوگ ان باتوں سے بیزار تھے اور جو چیز ان کو اوپر اٹھانے والی ہو اُسے خوشی سے قبول کرنے کے لئے تیار تھے۔ اُن بُت پرستوں میں بعض کی سیرت قابل تعریف تھی۔ چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد نئے عہد نامے میں ہم رومی صوبیداروں کا ذکر پڑھتے ہیں کہ جب اُن کا مسیحی مذہب سے لگاؤ ہوا تو وہ کیونکر اس کے گرویدہ ہو گئے۔ رومی خیالات کے پیشواؤں کے اس حالت کو محسوس ہونے پر دل میں رقت پیدا ہوتی ہے۔ وہ ایسا دور تھا جب فلسفہ دان راستی اور چال چلن کے لئے ہدایت کی ٹوہ میں تھے۔ عوام بے فکری کے درجے سے آگے قدم بڑھا رہے تھے اور دل و جان سے سوچنے سمجھنے لگے تھے۔ جب انہوں نے یونانیوں کی طرح اپنے آسمان کو بھی دیوتاؤں سے خالی پایا تو وہ کسی ایسے مذہب کے اختراع کرنے میں لگ گئے جس کے مطابق انسان زندگی بسر کر سکتا ہے۔ انہوں نے کانشنس کے معمہ پر گہری نظر سے غور کی۔ وہ اُس کے اختیار کے قائل تھے۔ چنانچہ کچھ عرصے کے بعد اُن میں سے کسی نے کہا کہ کانشنس ایک قسم کی اندرونی الوہیت ہے۔ بُت پرست اقوام کے لئے یہ ایک بڑی دور کا خیال تھا۔ یہ عمدہ تعلیم اُن کے ستوئیکی فلسفہ دانوں کے دماغ کا نتیجہ تھی کہ نیکی کی تلاش کرو۔ کانشنس کی آواز پر کان لگاؤ۔ کیونکہ کانشنس ایک قسم کی اندرونی الوہیت ہے۔ غالباً کوئی عظیم ہستی اس کے پس پشت ہے۔ لہٰذا اگر یہ بھی ہو تو اس آواز کی پیروی کرو۔ کیا بُت پرستوں کے لئے یہ ایک صادق اور قابل تعریف خیال نہ تھا؟

...نمائی اور دکھ رہا تھا۔ وہ جو دُنیا میں آنے والے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے اُن ... والوں کو روشن کر رہا تھا۔ ایک شاعر کا قول ہے۔

...دل ... تھے وہ آہیں بھرتے   جس نیکی کو تھے نہ وہ سمجھتے
تاریکی میں ہاتھ مارتے تھے   اندھوں کی طرح ٹٹولتے تھے
پھر ... گیا ہاتھ انہیں خدا کا   جس نے اُنہیں تھام کر سنبھالا

اُن قدیم سوچ و فکر کرنے والوں نے حتی المقدور خوب ہی عقل دوڑائی۔ اس سے بڑھ کر وہ کیا کر سکتے تھے؟ مگر یہ محض قیاس ہی تھے۔ مگر وہ یہودیوں کی طرح کسی پختہ بنیاد پر مذہب قائم نہ کر سکتے تھے اس لئے اُن کی اعلیٰ ترین امید وجہد بے سُود رہی۔ اُن کے قیاس زندگی کی کش مکش کا مقابلہ نہ کر سکتے تھے۔ اُنکے عمدہ نظریوں نے کبھی عوام الناس کو گرویدہ نہ کیا۔ وہ محض عقل کے ذریعہ مذہب کو قائم کرنے کے اعلیٰ ترین تصور کے زینے پر چڑھ گئے۔ مگر ناکام رہے۔

وہ ناکام رہے۔ مگر کیا یہ قابل لحاظ نہیں کہ جب بہت بہت اشخاص روشنی کی تلاش میں تھے۔ اور جب بے مدد الٰہی بنی آدم کی اعلیٰ ترین کوششیں برباد ہو چکی تھیں عین دُنیا کی تواریخ کے اسی نازک وقت پر مسیح کی آمد وقوع میں آئی۔

اب دُنیا کے تہائی بڑے حصے یہودی کے بارے میں کیا کہہ سکتے ہیں؟۔ شاید بعض جواب دینگے کہ خواہ یونانی اور رومی کی نسبت کچھ بھی کہا جائے یہودی اپنی ضد کی کج روی کے باعث آنے والے مسیح کو قبول کرنے کے لئے تیار نہ تھا۔

شاید اس میں مبالغہ ہے۔ آپ اُن متعصب یہودیوں کو دیکھ کر فیصلہ نہ کیجئے جو اپنی مخالفت کی وجہ سے نئے عہدنامے میں نمایاں ہیں یاد رکھئے کہ بہت سے بہترین یہودیوں نے انبیا کی اُمید کو مسیح میں پُورا ہوتے دیکھا اور تو خیر کلیسیا

کے پیچھے اور نہایت جان نثار مسیح کا بن گئے۔

اُس زمانے کی کُتب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یونانیوں اور رومیوں کی طرح یہودی بھی اپنے مذہب سے مطمئن نہ تھے۔ فلسطین سے باہر رہنے والے یہودی دیگر ممالک کے لوگوں سے مِل جُل کر اور غیر اقوام کی بہت سی تعلیم کے ساتھ ہمدردی پیدا کر کے وسیع خیال ہو گئے تھے۔ وہ فلسطین کے الگ تھلگ رہنے والے یہودیوں سے راہ و ربط نہ رکھتے تھے جو اپنے بُت پرست دوستوں کے ساتھ لطف آمیز تعلق رکھنے کے باعث محسوس کرتے تھے کہ اگر یہودی مذہب اُن لوگوں کو اپنے میں شامل نہیں کر سکتا تو وہ بنی آدم کا مذہب کہلانے کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ اور یہوواہ فقط اسرائیل ہی کا قومی خدا تھا۔ اُس تک دُنیا کی باقی اقوام کی رسائی اسرائیلی ہونے اور ختنہ کرانے اور شریعت کے سخت قواعد کی پابندی ہی سے ہو سکتی تھی۔ یہ حالت ناقابلِ برداشت تھی۔ ایسے یہودیوں کی تصانیف سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے مذہب کو کسی ایسے مذہب کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کی کوشش میں تھے جو سب کے لئے وسیع امیدیں رکھنے والا ہو۔

کاش یہ ممکن ہوتا کہ یہودیت سے جس کا علمِ الٰہیات عالیشان تھا ایک ایسا عظیم عالمگیر مذہب پھوٹ نکلے جس میں یہودی اور غیر قوم۔ یونانی اور وحشی۔ غلام اور آزاد کا امتیاز نہ رہے۔ فی الحقیقت سوچ بچار کرنے والا یہودی جانتا تھا کہ قدیم انبیا کی روحوں کے مطابق ایک دن یہوواہ کے تنے سے ایک عالمگیر مذہب کا گُل شگفتہ ہوگا جس سے مسیح کی آمد پر تمام بنی نوعِ انسان برکت پائیں گے۔

ایک اور بات بھی غور طلب ہے کہ مقدس پولُس کے نمونے کے سرگرم روحانی لوگ شریعت کی حدود سے ترقی کر گئے تھے۔ پولُس کہتا ہے کہ شریعت کا مدعا ہی یہ تھا کہ اُس کو پیچھے چھوڑا جائے۔ کہ وہ ایک عارضی شے تھی۔ ایک ایسا اُستاد (اتالیق) جو انسان کو مسیح تک لے جانے والا تھا۔ وہ اپنے تبدیلِ قلب سے بیشتر اپنی روحانی کشمکش کی سخت تکلیف

کا اظہار کرتے ہوئے دکھاتا ہے کہ سرگرم یہودی کیونکر خدا کی قربت حاصل کرنے کے کسی زیادہ موزوں طریق کی تلاش میں تھے۔ ایسے آدمیوں کے لئے مسیح ایک نہایت فرحت افزا امکا شغف تھا۔

مگر جس شخص کو اس کا علم نہیں اُس کے لئے یہ ایک نہایت قابلِ لحاظ اور بیحد حیرت انگیز بات ہے کہ مسیح کی آمد کے وقت اُس زمانے کی یہودی دُنیا میں سخت انتظار پھیل رہا تھا۔ میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ دُنیا کی کسی قوم کی تواریخ میں کوئی ایسی عجیب اور حیرت افزا بات نہیں ملتی جیسی کہ مسیح کی آمد سے پیشتر یہودی دُنیا کی دلی حالت میں نظر آتی ہے۔

آخری نبی جس نے اُس آنے والے کی بابت پیشگوئی کی پانسو سال گذرے مر چکا تھا اور اس عرصے میں کچھ واقع نہ ہُوا۔ اس سے یہ اندیشہ پیدا ہوتا ہے کہ عوام اتنے عرصے کے بعد اس بات کو بھول گئے ہونگے اور اُن کی اُمید جاتی رہی ہوگی۔ برخلاف اس کے جوں جوں وقت قریب آتا گیا ساری کی ساری قوم بڑی بے قراری سے انتظار کر رہی تھی۔ نئے اور پُرانے عہدناموں کے درمیانی زمانے میں اس اُمید کے اظہار کے لئے اس مضمون کی بہت سی عام فہم کتابوں کا ذخیرہ جمع ہوگیا تھا۔ جن کا بیان کرنے کی یہاں گنجائش نہیں۔ ان میں سے ایک تصنیف "حنوک کی کتاب" میں سے ایک عبارت بطور مثال ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ جس روایت کا اس میں ذکر ہے وہ مسیح سے پیشتر دو صدیوں میں عام زبان زد تھی۔ اور مقدس یہوداہ کو اُس کا علم تھا۔ یقیناً یسوع بھی اُس سے واقف تھا۔ مجھے اکثر اوقات خیال آتا ہے کہ اُسی میں سے اُس نے اپنا پسندیدہ لقب اختیار کیا ہوگا۔

"اور میں نے اپنی رویت میں دیکھا کہ اُس ابدی کے ساتھ ایک ایسا شخص تھا جس کا بشرہ انسان کی طرح تھا۔ اُسکے چہرے سے شفقت ٹپکتی تھی۔ اور میں نے فرشتے

سے پوچھا اور اُس نے مجھے جواب دیا کہ یہ ابن آدم ہے جو راستبازی کا مسکن ہے۔
اور جو چھپی ہوئی باتوں کو ظاہر کرتا ہے۔ اور یہ ابن آدم راستبازوں کا عصا اور غیر قوموں
کا نور اور پریشان خاطر لوگوں کی امید ہے۔ زمین پر کے سب رہنے والے اُسکے آگے سجدہ
کرینگے۔ اسی وجہ سے وہ بنائے عالم سے پیشتر ہمیشہ کے لئے چن لیا گیا تھا۔

ان کتابوں میں بڑھتی ہوئی انتظاری کا پتہ چلتا ہے مگر اناجیل کے شروع ہی سے ہر
صفحے پر اُس کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔ قدیم انبیا کے پیغاموں نے مل کر ایک قومی
امید کی صورت اختیار کر لی تھی جب کبھی کوئی پیشوا ظاہر ہوتا تو وہ امید سرگرم تحقیقات
کی صورت میں نمودار ہو جاتی تھی جب یہوداہ گلیلی اسم نویسی کے دنوں میں اُنکو بہت سے
لوگ اسکو مسیح سمجھ اُس کے پیچھے ہو لئے۔ جب یوحنا بپتسمہ دینے والا مبعوث ہوا تو عوام
کا اول خیال کیا تھا؟ سب اپنے اپنے دل میں یوحنا کی بابت سوچتے تھے کہ آیا وہ مسیح ہے
یا نہیں؟ اور جب اُس نے منادی شروع کی تو اُس سے پہلا سوال کیا پوچھا گیا؟
ہمیں بتا کیا تو مسیح ہے۔ کیا تو وہ ہے جو آنے والا تھا؟ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ
زمانہ اشد انتظار کا وقت تھا۔

فقط آج کے دن ہی پیچھے کی طرف نظر دوڑا کر ہم اُس زمانے کی حالت کو
سمجھ سکتے ہیں۔ ہم نے دیکھا ہے کہ ولادت مسیح کے ایک خاص وقت پر زمین کی قومیں
نادانستہ طور پر مسیح کے لئے راہ تیار کر رہی تھیں۔ یہودی قوم سخت انتظار میں تھی۔
اور بیچاری دُنیا نہایت پست حالی میں اندھوں کی طرح ٹٹول رہی تھی کہ کوئی اُسے
اُٹھانے والا ہو۔

عین اس موقع پر مسیح آیا۔

دوسرا باب
جب مسیح آیا

پہلی فصل
مسیح کی پیدائش

عین ایسے زمانے میں مسیح آیا۔ جب وقت پورا ہو گیا تو خدا نے اپنے بیٹے کو بھیجا" ابدی وطن سے اس دنیا میں۔ ان دونوں عالموں کا ہمیشہ خیال رکھو۔

اب ہم بنی نوع انسان کی تواریخ کے اس واقعہ کا بیان کرینگے جسکے لئے ساری گذشتہ تواریخ محض بطور تیاری کے تھی۔ وہ ایسا بھاری واقعہ تھا جس نے خدا اور انسان کے درمیان خلیج کے اوپر پل باندھ دیا۔ یعنی مسیح انسانی صورت اختیار کرکے آیا۔" جس کا نکلنا قدیم سے ایام الازل سے ہے"۔

پہلی قابل لحاظ بات جو سراسر خلاف قیاس ہے اور جس کا فوراً یقین کر لینا ناممکن ہے یہ ہے کہ یہ بڑا بھاری واقعہ سادہ اور معمولی طریق پر ظہور میں آیا۔

اگر وہ کسی بڑے قیامت خیز حادثے یا آسمانوں کے پھٹ جانے کی صورت میں واقع ہوتا تو کوئی حیرت کی بات نہ ہوتی۔ حیرت کی بات تو یہ ہے کہ وہ ایسے سادہ اور معمولی طور سے آیا۔ مگر کیا غور کرنے سے معلوم نہیں ہوتا کہ خدا کے سب عجائبات اسی طریق پر ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ یہی اُس ابدی ہستی کا دستور العمل ہے۔ کسی بڑے بھاری درخت کی ساخت۔ کسی ستارے کی بناوٹ۔ علی الصبح کی عجیب شفق۔ پکی فصل کا معجزہ۔ یہ سب خدا کے کام ہمیشہ کیسے خاموش سادہ اور نامعلوم طور پر ہوتے ہیں۔

لیکن ویسے ہی مسیح نہایت غیر متوقع سادگی سے آیا۔ وہ نہ کسی شان و شوکت یا دھوم دھام یا آسمانوں کے پھٹنے کے ساتھ بلکہ شبنم یا شفق کی طرح نہایت آہستگی اور خاموشی کے ساتھ آیا۔ یہ حیرت انگیز ماجرا قیاس کی گرفت سے بعید ہے۔ مگر زندگی کے معمولی سادہ ترین عناصر کے ساتھ ایسی آسانی سے ہم آہنگ ہو جاتا ہے کہ اسکے لئے ہماری حیرت دیر پا نہیں ہوتی۔ اُس کا بیان پڑھ کر وقت معلوم ہوتا ہے کہ کوئی دیہاتی قصہ پڑھ رہے ہیں۔

ایسے بہ سہولت اور سادگی تمام سے قدرتی طور پر مسیح انسان بنا۔

قصے کا آغاز دیہات کی ایک بستی میں ہوا جو کوہستان گلیل کی پہاڑیوں کے پردے میں بند تھی۔ بستی کے اندر ایک بڑھئی اپنی دکان کے تختے پر بیٹھا آری اور ہتھوڑے اور چھینی کے ساتھ دیہاتی لوگوں کے لئے میزیں کرسیاں ہل اور جوئے بنا رہا ہے۔ وہ نہایت محنت سے اور خوشی خوشی کام کرتا ہے۔ اُس کے دل میں اپنی منگنی اور اپنی زوجہ کے لئے گھر تیار کرنے کا خیال ہے۔

بستی کے دوسرے حصے میں اناکی بیٹی مریم اُس کی منسوبہ رہتی ہے گو وہ شاہی خاندان کی لڑکی ہے مگر اپنے گھر میں چرخہ کاتتی۔ روٹی پکاتی اور شام

کے وقت بستی کی دوسری لڑکیوں کے ساتھ کوئیں پر سے پانی بھر کر لاتی ہے۔ وہ خوش سیرت اور پاک دامن ہے۔ اور پاک باطن کے ساتھ پاکیزہ صورت بھی رکھتی ہے۔

یوسف بڑھئی اُسے پیار کرتا تھا۔ بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عمر میں اُس سے بڑا تھا شاید اسی وجہ سے وہ اُسے تلطف کی نظر سے دیکھتا تھا۔ جب وہ ادھر اُدھر آتی جاتی تو وہ بڑے غور سے اس پر نگاہ کرتا اور آئندہ ایام میں مل کر زندگی بسر کرنے کے خواب دیکھا کرتا ہوگا۔ اور جب وہ اپنے کام سے فارغ ہوتا ہوگا تو وہ نوجوان خاتون اس سے ملاقات کرتا اور اُسکے بڑے بڑے ارادوں اور امیدوں کے بارے میں اس کی باتیں سُننا پسند کرتی ہوگی کیونکہ گلیل میں مردوں اور عورتوں کے میل جول کے متعلق ویسی ہی سخت پابندیاں نہ تھیں جیسی کہ جنوبی علاقے کے یروشلیم میں تھیں۔

مگر اُن کے دل میں دوسرے اور اِن سے اعلےٰ باتوں کے خیال بھی تھے۔ اُن کا کوئی معمولی عشق نہ تھا۔ وہ اپنے اور اپنے مستقبل کے خیالات میں مگن نہ تھے لکھا ہے کہ یوسف "راستباز" تھا اور مریم پاک دامن اور عالی نسل خاتون تھی جو خدا کے ابدی ارادوں کی تکمیل کے لئے چُنے جانے کے لائق تھی۔ وہ دونوں دیندار تھے جیسے کہ تمام باہمی محبت کرنے والوں کو اپنی زندگی کے ایسے سنجیدہ اور خوبصورت زمانے میں ہونا چاہئے۔ اُن کی خوشی کے ساتھ خدا اور اس کی رحمت کے تصورات کی آمیزش تھی اور یقیناً وہ وقتاً فوقتاً ایک دوسرے کے ساتھ مسیح کی آمد کے بارے میں بات چیت کیا کرتے ہونگے کیونکہ اُس زمانے کے سب دیندار یہودیوں کے دل میں اسرائیل کی بڑی اُمید تھی جو مسیح کی آمد کے بارے میں تھی ہم تصور کی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں کہ وہ نوجوان خاتون اس قسم کی گفتگو کے بعد گھر میں جا کر اپنے کمرے کے دریچے کے پاس گھٹنے ٹیک کر

خدا سے اپنے اور اپنے عزیزوں کے لئے دُعا مانگتی ہوگی۔

کون گمان کر سکتا تھا کہ اُن سادہ حالات کے درمیان زمانوں کا معجزہ عمل میں آ رہا ہے؟ وہ نادیدنی عالم جو عرصہ دراز سے اُس کی تیاری کو نہایت دلچسپی سے دیکھ رہا تھا اب نجات کی تدبیر کو اِس دُنیا میں منتقل کر رہا ہے۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ جب وہ خاتون شاید رات کے وقت دعا میں مشغول تھی اُس پر ایک قسم کی آسمانی دہشت طاری ہو گئی۔ اُسے ایک فرشتے کی رویت دکھائی دی اور نادیدنی عالم سے ایک آواز آئی "سلام تجھ کو جس پر فضل ہوا ہے۔ خداوند تیرے ساتھ ہے" اور جب وہ تعجب سے اِس کو تکتی ہوئی حیرت اور خوف کے مارے کانپ رہی تھی اُس کو عجیب خبر دی گئی کہ اسرائیل کی بڑی اُمید جو مدتوں سے لگ رہی تھی آخر کار پوری ہونے کو ہے۔

"اے مریم۔ خوف نہ کر کیونکہ خدا کی طرف سے تجھ پر فضل ہوا ہے۔ اور دیکھ تو حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی۔ اُس کا نام یسوع رکھنا۔ وہ بزرگ ہوگا۔ اور خدا تعالیٰ کا بیٹا کہلائے گا۔ . . . اور اُس کی بادشاہی کا آخر نہ ہوگا۔ روح القدس تجھ پر نازل ہوگا اور خدا تعالےٰ کی قدرت تجھ پر سایہ ڈالیگی۔ اور اس سبب سے وہ پاکیزہ جو پیدا ہونے والا ہے خدا کا بیٹا کہلائے گا"۔

اور مریم نے کہا۔ "دیکھ مَیں خداوند کی بندی ہوں۔ میرے لئے تیرے قول کے موافق ہو"۔

پھر فرشتہ اُس کے پاس سے چلا گیا۔ مناسب ہے کہ ہم یہاں سکوت اختیار کریں اور ایک عورت کی دلی حالت پر پردہ ڈالیں۔ اس قصے کو بجز خود مریم کے کسی نے بیان کیا ہوگا مقدس خاموشی کی تفسیر و تشریح زیبا نہیں۔

وہ خاتون اُس حیرت انگیز راز سے جیسا کبھی کسی عورت کے دل کے اندر چھپا

نہیں ہوگا۔ مغلوب ہوکر جلدی سے پہاڑی ملک میں یہودیہ کے ایک شہر کو گئی۔ تاکہ ایک عورت کو یہ سب حال سنائے۔ وہ اس شخص پر بھی جس سے اُسکی نسبت ہوئی تھی اپنے خیالات کا اظہار نہیں کر سکتی۔ ایسے موقع پر عورت کو کسی عورت ہی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اُس کی رشتہ دار الیشبع ایک دیہاتی کاہن کی بیوی تھی۔ فرشتے نے کہا کہ وہ بھی القادر کے مدعا کے پورا کرنے میں مدد دے گی۔ اس سے بھی ایک لڑکا پیدا ہوگا جو اسرائیل کو مسیح کی آمد کی خبر دے گا۔

پس مریم حبرون کے کوہستان میں اُس کاہن کے ہاں گئی اور دونوں عورتوں نے ایک دوسری سے مل کر اپنا اپنا قصہ سنایا جس کی تفصیل انہوں نے حیرت کے ساتھ بار بار بیان کی ہوگی۔ ان تین مہینوں کا مقدس تجربہ جب رات دن اُس پُر امن پہاڑی مکان میں ایک دوسری کے اور اپنے اپنے دل کے اور خدا کے ساتھ ہمکلام ہوتی تھیں جن کو کبھی بھول نہیں سکتا تھا۔ عوام کو جو اپنے چھوٹے چھوٹے دھندوں میں مصروف تھے کیا معلوم تھا کہ کیسی بھاری باتیں واقع ہوئی ہیں۔ مقدس کنواری ناصرۃ میں اپنے گھر کو لوٹی۔ مگر اب وہ وہی زندہ دل بےفکر نوجوان لڑکی نہیں ہے جو گھر سے گئی تھی۔ اس تین ماہ کے عرصہ میں وہ عورت بن گئی ہے۔ اور روحانی قد و قامت میں ترقی کر گئی ہے۔ وہ اب ایک عجائبات سے بھری ہوئی دنیا میں خدائی مقاربت میں رہتی ہے۔ اور دل ہی دل میں اُس عجیب و غریب راز پر جو اُسکے سینے کے اندر بند تھا تھرتھراتی ہوئی خوشی سے غور کرتی ہے۔ یوسف کو بھی اُس کا حال معلوم نہ تھا لیکن جوں جوں مہینے گزرتے ہیں اُس کی حیرت انگیز خوشی سخت ملال میں منتقل ہوتی جاتی ہے کیونکہ وہ رفتہ رفتہ محسوس کرتی ہے کہ اُسکے عزیز کے دل میں کیسا شک و شبہ پیدا ہوگا اور اُسکے ایمان کا کیسا سخت امتحان ہوگا۔ اُس روز اُن دونوں کی دلی بیتابی پر غور کرو جب اُس

کے منسوب شوہر یوسف نے جو راستباز تھا اور اُسے بدنام کرنا نہیں چاہتا تھا چپکے سے اسکو چھوڑ دینے کا ارادہ کیا"۔ فی الحقیقت ابھی سے مریم کی جان تلوار سے چھد گئی تاکہ بہت لوگوں کے دلوں کے خیال کھل جائیں۔

تکلیف کے وہ ایام گذر گئے۔ رات کی رویت میں جب رُوحوں کا عالم انسانی رُوح پر اپنا اثر پیدا کرتا ہے خدا کا پیغام اُس آدمی کے پاس آیا جس کی جان شکنجے میں تھی۔ اور وہ دل کی تسلی شرم اور خوشی کے ساتھ بیدار ہوا تاکہ اپنی بیوی مریم کو اپنے ہاں لے آئے۔ اور اس کنواری ماں اور پیدا ہونے والے مسیح کو اپنی شفقت کے سایہ کے نیچے محفوظ رکھے مگر مریم کو اُن ایام کی یاد آسانی سے بُھول نہیں سکتی تھی۔ اس قسم کے تجربے عورت کے دل پر اپنا نقش چھوڑ جاتے ہیں۔

تین مہینے گذر چکے ہیں۔ سورج بیت لحم کی پہاڑیوں پر غروب ہو رہا ہے۔ اُس کی شعاعیں یہودیہ کے بیابان کی سطح مرتفع اور دُور فاصلہ پر افق کے مقابل موآب کے ارغوانی پہاڑوں کو منور کر رہی ہیں۔ وادی میں بیت لحم کی سڑک پر ادھر اُدھر بکھر کر چلنے والے مسافروں کا تانتا بندھا ہوا ہے۔ اُس ہجوم کے درمیان ایک جوان دیہاتی خاتون بے آرامی سے گدھے کی پشت پر سوار ہے اور اس کا شوہر اُسکے ہمرکاب جانور کو چلا رہا ہے۔ "قیصر اوگوستس کی طرف سے یہ حکم جاری ہوا کہ ساری دُنیا کے لوگوں کے نام لکھے جائیں۔ اور یوسف بھی گلیل کے شہر ناصرت سے داؤد کے شہر بیت لحم کو گیا۔ اِس لئے کہ وہ داؤد کے گھرانے اور اولاد سے تھا۔ تاکہ اپنی منگیتر مریم کے ساتھ جو حاملہ تھی نام لکھوائے"۔

پس وہ ایک ایسے علاقے میں سے ہو کر بیت لحم کے نزدیک آپہنچے۔ جو بہت سی تواریخی یادگاروں کے ساتھ وابستہ ہے۔ ان کے آس پاس وہ چراگاہیں

تھیں جہاں مدت ہوئی رُوت۔ بوعز کے کھیتوں میں خوشہ چینی کرتی تھی۔ پھاٹکوں
کے باہر وہی جانب وہ سفارہ تھا جہاں تین بہادر اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر
داؤد کے لئے بیت لحم کے کنوئیں سے پانی بھر کر لائے تھے۔ رستے سے کچھ فاصلے
پر ایک یادگار سب یہودیوں کیلئے مقدس مقام ہے۔ جہاں یعقوب کے گھر کا
چراغ گل ہو گیا یعنے جہاں "راخل نے میرے سامنے ملک کنعان میں وفات
پائی اور میں نے اُسے وہیں افرات کے راستہ میں دفن کیا (بیت لحم وہی ہے")۔

مگر وہ دونوں ان سے زیادہ ضروری باتوں کے خیال میں جو جلد واقع ہونے
والی تھیں محو تھے۔ اور یوسف اپنی رفیق کے لئے آرام اور پناہ کی جگہ کی تلاش میں
جلدی کر رہا تھا۔ وہ آخری چند میل اس خاتون کے لئے بہت کٹھن ہو رہے
تھے۔ معمولی ایام میں ٹھکنے کے لئے جگہ کا انتظام کرنا کوئی تردد کی بات نہیں کیونکہ
مسافر دوست مشرقی ممالک میں مہمان نوازی ایک مقدس فرض ہے مگر
اس وقت شہر میں اسم نویسی کے مسافروں کا ہجوم ہو رہا ہے۔ رات کو دیر سے
میں آنے والے مسافروں کے لئے سرائے میں بھی کوئی جگہ نہیں۔

یہ کسی کا قصور نہ تھا۔ کوئی نہیں جانتا تھا کہ مسیح آ رہا ہے سوائے اُس گروہ
کے جو آسمان سے نیچے دیکھ رہا ہے جہاں سے مسیح آیا۔ اس عالم کے خیر اندیش
رہنے والے ہمیں سرد مہری کا الزام نہیں دیتے گو وہ اس عجیب تماشا کو دیکھ دیکھ
کر مسکراتے ہونگے کہ کائنات کا خداوند اپنی چھوٹی سی دُنیا میں آیا اور کسی نے اُس کو
جگہ نہ دی۔

آخر کار انہوں نے پہاڑ کے پہلو کے ایک قدرتی غار میں پناہ لی۔ جہاں
مواشی کا طویلہ تھا۔ اسی غار میں جہاں کسی ہمدرد عورت کی مدد میسر نہ تھی اس
اکیلی خاتون کو دردِ زہ شروع ہو گیا۔ "اور وہ اپنا بیٹا جنی اور اسکو کپڑے میں لپیٹا"

یہ کام اُسے خود بخود کرنا پڑا کیونکہ اور کوئی مددگار نہ تھا۔ پھر اُس نے بچے کو مواشی کے درمیان چرنی میں سُلا دیا۔

کیا کبھی دُنیا میں کوئی اور بچہ اس سے زیادہ پست حالت میں پیدا ہوا ہے اور کیا اس پستی کی وجہ سے ہم سب اُس کو زیادہ پیار نہیں کرتے؟ اگر وہ کسی محل میں پیدا ہوتا اور شہزادیاں اُس کی خدمت کے لئے حاضر ہوتیں اور سردار کاہن دست بستہ اُسکے آگے کھڑے ہوتے تو یہ تصویر ہی بگڑ جاتی۔ وہ بیچارہ چھوٹا بچہ جس کا کسی نے خیال تک نہ کیا ہمارے پاس ایسی بے کسی کی حالت میں آیا اور ہماری محبت کو کھینچنے کے لئے اُس نے گویا اپنے آپ کو سراسر ہمارے ہاتھوں میں سپرد کر دیا۔

کائنات کا یہ حیرت انگیز واقعہ صبح کی شفق کی طرح معمولی طور پر اور سادگی سے ظہور میں آیا یعنی جلال کے خداوند نے ایسے ہی طریق سے انسانی جسم اختیار کیا۔ دُنیا کی نگاہ کے لحاظ سے اصطبل اور چرنی اور طویلے میں مواشی اور ایک عورت کو اپنے بچے کو کپڑوں میں لپیٹے ہوئے دیکھتے ہیں۔ اور جب تک اس عالم سے جہاں سے وہ آیا۔ اس منظر پر نور نہ پڑتا اُس میں نہ تو حیرت اور نہ خوف کی کوئی بات تھی۔ پھر اصطبل کے باہر بلند و بالا تاروں بھری رات میں آسمانی گروہ کے درمیان اُس بچے مسیح کی پیدائش پر مسرت آمیز نغمہ گونج جاتا ہے۔

یاد رکھو کہ یہ ایک ہی قصہ اور ایک ہی تصویر ہے کہ آسمان کا بادشاہ زمین پر وہ الٰہی بچہ ہے جو آسمانوں سے آیا۔ اور آسمانوں پر فرشتے اُس کی پیدائش پر خوشی مناتے ہیں۔ میں پھر کہتا ہوں کہ مسیح کی زندگی میں ہمیشہ اُس عالم کو خیال میں رکھو جس سے وہ آیا۔ ہم اُس کو مانتے تو ہیں مگر ایسے غبی اور معمولی سمجھ رکھنے والے ہیں کہ اسکو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اس طور پر وہ تصویر گڑبڑ ہو جاتی ہے۔

اس قصے میں سب سے زیادہ خوبصورتی اس حصے میں ہے جہاں دوسرے

عالم میں ذکر اُن میں داخل ہو جاتا ہے۔ اس کا نغمہ بیت لحم کی چراگاہوں کے اوپر کیونکر
موجزن ہوا اور سنایا گیا۔ اس کا مضمون بڑی خوشی کی بشارت تھی جو ساری اُمت کے
واسطے تھی۔ آسمان کی افواج اُس کو سُنکر مارے خوشی کے ایسے وجد میں آگئیں کہ اپنے
عالم کے ابدی گیت گانے لگیں۔ "عالم بالا پر خدا کی تمجید ہو۔"

پس زمین پر رہتے ہوئے وہ عالم اپنا وطن تھا دونوں عالم ایک ساتھ دیکھتا ہے۔ وہ
آسمان اور فرشتوں اور ارواح کا ایسے بے ساختہ طور پر ذکر کرتا ہے جیسے ہم اپنے وطن اور
دوستوں کا ذکر کیا کرتے ہیں۔ جب وہ زمین پر کسی چھوٹے بچے کو دیکھتا ہے تو وہاں اُس کے
فرشتے کو بھی دیکھتا ہے جو آسمان میں باپ کے سامنے ہے۔ جب وہ زمین پر کسی گنہگار
کو توبہ کرتے دیکھتا ہے تو وہ اُس خوشی کو بھی دیکھتا ہے جو فرشتوں کے سامنے
ہوتی ہے۔ وہ محسوس کرتا ہے کہ وہ عالم ہر وقت اُسکے چاروں طرف ہے اور
ہمیشہ ہماری دُنیا میں دلچسپی رکھتا ہے۔

ہم ابھی ذکر کر چکے ہیں کہ جب کبھی خدا انسان کی زندگی کے اندر آتا ہے یا جہاں
کہیں دُنیا روحانی طور پر اوپر اُٹھائی جاتی ہے پیشتر اس کے کہ اس کا اظہار اس
دُنیا میں ہو اُس کا آغاز اُس عالم میں ہوتا ہے۔ وہاں مدتوں پہلے اس کا علم ہوتا ہے
ذرا غور کرو کہ آسمان میں ابدی ابن کے مجسم ہونے کی عظیم الشان تجویز پر شروع میں مرحبا کے
نعرے کس قدر بلند ہوئے ہونگے اور بعد ازاں جب اُس تجویز سے متعلق واقعات کا
سلسلہ اس دُنیا میں تبدیل ہوا تو وہاں کیسی انتہائی دلچسپی پیدا ہو گئی ہوگی۔ اور ہم
دیکھ چکے ہیں کہ اُس رات اُس بشارت کے لئے جو ساری دُنیا کے واسطے تھی فرشتوں
کو خوشی منانا کیسا با موقع تھا۔ "آج داؤد کے شہر میں تمہارے لئے ایک منجی پیدا
ہوا یعنی مسیح خداوند۔" ◆

دوسری فصل

کنواری سے پیدائش

چونکہ گذرے چند سال سے ہمارے خداوند کے کنواری سے پیدا ہونے کے سوال پر سر بازار بحث کی جاتی اور اکثر اوقات بے چینی اور شبہ کا اظہار کیا جاتا ہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پر اس مضمون پر مختصراً کچھ کہا جائے۔

یہ شبہ کا اظہار فقط غیر مسیحیوں کی طرف سے ہی نہیں کیا جاتا بلکہ ایسے مسیحی بھی ہیں جو دعوے کرتے ہیں کہ اس سے مسیح کی الوہیت کے سوال پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔ اور وہ چاہتے ہیں کہ اس کو بغیر فیصلہ کے چھوڑ دیا جائے اور کہ شک کے رفع کرنے کے لئے یہ فقرہ مسیحی عقیدے میں سے اڑا دیا جائے کہ روح القدس کی قدرت سے پیٹ میں پڑا۔ کنواری مریم سے پیدا ہوا۔

ہم یہ ماننے کو تیار ہیں کہ اس قسم کے شبہ کا اظہار کرنے والے نیک نیت ہیں مگر ایسا دعویٰ یا اعتقاد رکھنا سخت غلطی ہے۔ کوئی ایسی بات واقع نہیں ہوئی جب سے یہ اعتقاد بجا سمجھا جائے۔ آخر کار اس سے مسیح کی الوہیت کے عقیدے پر ضرور اثر پڑے گا۔ کلیسیا نے اپنے عقاید ناموں میں اس فقرے کو عبث نمایاں جگہ نہیں دی۔ تواریخ نے یہ سبق سکھایا ہے کہ خداوند کے کنواری مریم سے پیدا ہونے کے اعتقاد میں کمی واقع ہو جانے کا ضروری نتیجہ یہ ہے کہ تجسم کے مسئلے کا اعتقاد بھی کمزور ہو جائے۔

اس وسیع مضمون کو چند الفاظ میں ادا کرنا مشکل ہے۔ میں اول یہ بیان کرنے

کی کوشش کرونگا کہ اس کی تواریخی حیثیت کیا ہے جس سے ظاہر ہوگا کہ یہ مسئلہ عقاید نامہ میں کیونکر داخل کیا گیا۔ پھر اس کے متعلق اعتراضوں اور شکوک پر غور کرونگا۔ اور آخرکار اس بات پر زور دونگا کہ اس تعلیم کو ایمان کا جزو بنا لینا کیسا لازمی ہے۔

اوّل۔ تواریخی حیثیت۔ ہمارے خداوند کی زندگی میں رسولوں کے درمیان اس سوال کا کبھی خیال تک نہ ہوا جب تک انہوں نے مسیح کی الوہیت کا یقین نہیں کر لیا تھا ایسی بات بے معنی خلاف عقل اور ناقابل یقین تھی۔ کنواری ماں "ان سب باتوں کو اپنے دل میں رکھ کر غور کرتی رہی" اُس کی پاک خاموشی سے ثابت ہوتا ہے کہ شاید یہ حال سوائے چند بے تکلف دوستوں کے کسی پر ظاہر نہ کیا گیا۔ اور ظاہر کیا بھی کیونکر جا سکتا تھا؟ غور کرو کہ جب تک مسیح ہنوز محض انسان ہی مانا جاتا تھا تو یہ مضمون کیسا نازک اور قدرتی طور پر پوشیدہ رکھنے کے لائق سمجھا جاتا ہوگا اگر ہمارے دل میں مجسم کے بھید کی تکریم ہو تو پھر کسی قسم کے شبہات پر بحث کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ تواریخ شاہد ہے کہ برخلاف اسکے مابعد کے زمانے میں مسیحیت کے مخالفوں نے کیسے کیسے گندے بہتان گھڑ لئے۔ کیا وہ مبارک ماں کبھی اس عجیب دن کو فراموش کر سکتی تھی جب اُس کے اپنے منسوب خاوند یوسف نے بھی اُس پر شبہ کیا تھا؟ جب تک مابعد کے ایام میں اُس نے مسیح کی الوہیت اور کنواری سے پیدائش کے حیرت انگیز مطلب کو نہ سمجھا وہ بدگمان دنیا کے آگے اپنا تجربہ کیونکر بیان کر سکتی تھی جو ان کے لئے بے معنی اور ناممکن تھا؟

ہمیشہ یاد رکھو کہ شاگردوں نے یسوع مسیح کو آدمی جان کر قبول کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ خدا کا یہی ارادہ تھا اور مسیح کی مرضی کے مطابق تھا۔ بطور انسان کے اُس نے اُن کی محبت اور تحسین اور تکریم کو حاصل کیا۔ رفتہ رفتہ اُنکا احساس حیرت اور ایک

قسم کی ہیبت اور پریشانی اور تذبذب کی حد تک گھبراہوتا گیا۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ اُس کے بارے میں کیا خیال کریں۔ اور اُس نے بھی کچھ نہ بتایا اور الوہیت کے راز کو مخفی رکھا۔ یہاں تک کہ جب اُن کو اُس کی جھلک نظر آئی تو اُس نے اُنہیں منع کیا کہ کسی سے نہ کہیں۔ اپنی تبدیلِ صورت کے بعد اُس نے انہیں تاکید کی کہ جب تک ابنِ آدم مُردوں میں سے جی نہ اُٹھے" اُس کا ذکر کسی سے نہ کریں۔ جُوں جُوں اُس کا آخری وقت قریب آتا گیا اُس نے اپنے آپ کو اُن پر ظاہر کرنا شروع کر دیا۔ اُس نے فرمایا "تم خدا پر ایمان رکھتے ہو مجھ پر بھی ایمان رکھو"۔ "میں اور باپ ایک ہیں" "رُوح القدس جس کو میں تمہارے پاس باپ کی طرف سے بھیجوں گا"۔
"میں ایک دن زندوں اور مُردوں کی عدالت کرنے کو آؤنگا"۔

لیکن یہ اُسکے جی اُٹھنے اور پُراسرار چالیس ایام اور آسمان پر صعود کرنے اور رُوح القدس کے آنے کے بعد تھا کہ یہ حیرت افزا مکاشفہ اُن پر پورے طور سے جلوہ فگن ہوا اور اُنہوں نے پُر تعظیم خوف کے ساتھ معلوم کیا کہ اُس عجیب تین سال کے عرصے میں کون اُن کے ساتھ کنعان میں بود و باش کرتا تھا۔ چنانچہ اُنہوں نے لکھا کہ "کلام مجسم ہوا اور ہمارے درمیان رہا اور ہم نے اُس کا ایسا جلال دیکھا جیسا باپ کے اکلوتے کا جلال"۔

اِس میں کنواری سے پیدائش کا کچھ لحاظ نہ تھا۔ اُن میں سے اکثر اس کی بابت کچھ نہیں جانتے تھے۔ اور اگر اُن کو پیشتر اس کا علم نہ بھی ہوتا تو بھی ان کے ایمان کو جنبش نہ ہوتی جو ہم جانتے ہیں کہ خدا کا بیٹا آگیا ہے۔ مگر غور کرو جب آخرکار یہ مدت سے محفوظ رکھا ہوا راز ایسی فضا میں جو اس کے قبول کرنے کے لائق تھی منکشف ہوا تب اُن کے ایمان کو کیسی فرحت بخش تقویت اور تکمیل حاصل ہوئی ہوگی۔ اب اس کا مطلب روشن ہوگیا ہوگا۔ اس سے الوہیت کے بھید کے متعلق مشکلات

کامل ہو گیا یہ گویا تم کے قفل کی چابی مل گئی یا یوں کہو کہ گورکھ دھندے کا کھویا ہوا پرزہ ہاتھ آگیا۔

اس میں شک نہیں کہ یہ بات براہ راست کنواری ماں یا اُس کے بیٹے مختلف بیان ہونے کے علاوہ غالباً اُس کی اپنی رفیق مقدس عورتوں سے اور مقدس یوحنا سے معلوم ہوئی ہوگی ہمیں معلوم نہیں کہ اُس کا اول اعلان کیونکر ہوا ہوگا۔ اور نہ ہمیں علم ہے کہ کلیسیا نے کس شہادت پر اُسے مان لیا ہوگا۔ ہم جانتے ہیں کہ "یسوع کی ماں مریم بھائیوں کے ساتھ تھی" ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ اس بات کا علم چند سال میں فلسطین کی چاروں سمت پھیل گیا تھا۔ اول تو کچھ عرصہ تک وہ زبانی روایت کے طور پر مروج رہا۔ بعد ازاں مقدس متی نے اور بہ تفصیل طور پر مقدس لوقا نے اس کو قلمبند کر دیا۔ کلیسیا نے اُن اناجیل کو اپنے ایمان کا اظہار مان کر انہیں دنیا میں پھیلا دیا۔ اور اس اعتقاد کو اپنے ابتدائی عقاید ناموں میں شامل کر لیا چنانچہ قریب ۱۵۰ء میں رومی پتسمے کے عقاید نامے میں یہ الفاظ مندرج ہیں۔ کہ "روح القدس کے ذریعہ کنواری مریم سے پیدا ہوا" اور اُس وقت سے ہر زمانے میں کلیسیا نے اس کو بلا تبدیل اور بلا شک و شبہ اپنے عقاید ناموں میں تجسم کا مرکزی بیان قرار دیا ہے۔ آج کے دن تک دُنیا کے ہر حصے میں کلیسیا اپنے شرکا کو تاکید کرتی ہے کہ تجسم پر ایمان کا اظہار ان الفاظ میں کیا کریں "میں اعتقاد رکھتا ہوں اُس کے اکلوتے بیٹے ہمارے خداوند یسوع مسیح پر جو روح القدس کی قدرت سے پیٹ میں پڑا۔ کنواری مریم سے پیدا ہوا"

سب باتوں کو اسی سلسلے میں رکھو جس میں وہ شاگردوں پر گذری تھیں۔ سب سے پہلے مسیح کی الوہیت کا نہایت زبردست یقین پیدا ہونا ضرور تھا۔ جب انہوں نے اس کو مان لیا تو پھر کنواری سے پیدائش کے سوال پر بحث

ہو سکتی تھی۔ بغیر اُس کے اِس سوال کے کچھ معنی نہ ہوتے جب وہ مسیح کے صعود کے بعد اُس کو خدا مان کر اُس کی پرستش کرتے تھے اُسی وقت وہ مریم کے اِس الٰہی راز کا مطلب پورے یقین کے ساتھ سمجھ سکتے تھے۔ کہ روح القدس تجھ پر نازل ہوگا اور خدا تعالیٰ کی قدرت تجھ پر سایہ ڈالے گی۔ اور اِس سبب سے وہ پاکیزہ جو پیدا ہونے والا ہے خدا کا بیٹا کہلانے گا۔ تب گویا قفل کو چابی لگ گئی اور گورکھ دھندے کا کھویا ہوا پرزہ مل گیا اور مسیح کی الوہیت کی حقیقت سمجھ میں آنے لگی۔

یہ بات عوام میں بہت عرصے کے بعد نہیں پھیلی ہوگی مسیح کے جی اُٹھنے کے بعد ہی جب ہنوز روایات جڑ پکڑنے نہیں پائی تھیں لوگوں کو اِس کا علم ہو گیا ہوگا۔ پروفیسر ہارنک جو اِس زمانے کے حالات کا سب سے بڑا مستند عالم ہے گو خود کنواری سے پیدائش کا قائل نہیں مگر مانتا ہے کہ یہ بات اول صدی کے اختتام کے قریب ہر کہیں مسیحیوں میں مشہور ہو گئی تھی۔ اور اِس نے فلسطین میں اس کی تاریخ مسیح کے جی اُٹھنے کے دس بیس سال بعد قائم ہونی چاہیے۔ اِس کا کیا ثبوت ہے؟ کسی تواریخی واقعہ کا ثبوت بہت سال کے بعد فقط یہی ہو سکتا ہے کہ اُس زمانے کے لوگوں نے جو اِس واقعہ کی شہادت کا موازنہ کر سکتے تھے اُس کو مان لیا اور اپنے خداوند کے بارے میں اِس کو معتبر سمجھ کر مشتہر کر دیا۔ چنانچہ انہوں نے یقیناً ایسا ہی کیا۔

مقدس متی اور مقدس لوقا کا کلیسیا کے اعتقاد کو قلمبند کرنا اور کلیسیا کا اُن کی لکھی ہوئی اناجیل کو قبول کر لینا اور اپنے اعتقاد کا صحیح بیان سمجھ کر ان کو شائع کر دینا ہی اسکو ثبوت کے لئے کافی ہے۔ عجیب بات ہے کہ لوگ اِس نکتہ کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ کنواری سے پیدائش کے خلاف دلیل کو پڑھ کر خیال پیدا ہوتا ہے کہ فقط مقدس متی

اور مقدس لوقا ہی تو وہ تھے جنہوں نے اپنے بناوٹی نظریئے قلمبند کر دیئے اور ان کے بارے میں وہ چاہتے تھے کہ کلیسیا ان کو مان لے۔ اِس امر کو بخوبی ذہن نشین کر لو کہ وہ محض کلیسیا کا اعتقاد قلمبند کر رہے تھے۔ اس کو اچھی طرح سے سمجھ لو اور قول زبان کر لو کہ کلیسیا نے کنواری سے پیدائش کے واقعہ کو اس لئے نہیں مان لیا کہ وہ ان اناجیل میں مندرج تھا۔ بلکہ وہ اناجیل میں اِس لئے درج کیا گیا کہ کلیسیا نے اُسے مان لیا تھا۔ ساری کلیسیا مقدس متی اور مقدس لوقا کی پشت پر ہے۔

اگر لوگ اِس کو یاد رکھیں اور ٹھنڈے دل اور عقل سے اِس پہ غور کریں تو شبہ کرنے والے مسیحیوں کی خاص مشکل کہ عہدِ جدید کے باقی راقموں نے کنواری سے پیدائش کے بارے میں کچھ نہیں لکھا حل ہو جائیگی۔

اب میں مسیحیوں کی اِس مشکل کے متعلق چند خیالات پیش کرونگا۔ اس وقت کے بیدینوں کے اعتراضوں کو نظر انداز کر دو۔ مسیحی معترض کہتے ہیں کہ نہ مقدس مرقس اور نہ مقدس یوحنا اپنی اپنی انجیل میں اور نہ مقدس پولس اپنے کثیر التعداد خطوط میں کنواری سے پیدائش کا ذکر کرتا ہے۔ کیا اِس سے ظاہر نہیں ہوتا کہ وہ اِسکے قائل نہ تھے؟ بادی النظر میں یہ اعتراض وزنی معلوم ہوتا ہے۔

اول یاد رکھو کہ جب کلیسیا نے مقدس متی اور مقدس لوقا کی اناجیل کو دینی تعلیم کا صحیح بیان مان لیا تو اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ اعتقاد عالمگیر تھا۔ تو مقدس مرقس نے اِس کو درج کیوں نہ کیا؟ اُسکی کتاب کھول کر دیکھو کہ وہ بغرضِ عوام الناس میں مسیح کی خدمت کا بیان کر رہا ہے۔ وہ اُس کے حالات اُس کے بپتسمے اور گلیلی خدمت سے شروع کرتا ہے اور اس سے پیشتر کسی

اور بات کا ذکر نہیں کرتا۔ حالانکہ مقدس لوقا کا مدعا یہ تھا کہ سب باتوں کا سلسلہ شروع سے "لکھے"۔ اِس لئے مرقس کا بیان کسی پہلو سے۔ یہ مطلب نہیں ہوسکتا

مقدس یوحنا نے اس کا ذکر کیوں نہ کیا؟ اس کے بارے میں کیا کہیں؟ یاد رکھو کہ وہ مقدس متی اور مقدس لوقا کی اناجیل سے واقف ہوگا۔ بہر صورت وجہ تھا کہ اُسکے زمانہ میں کنواری سے پیدائش کا واقعہ ساری کلیسیا میں تسلیم کر لیا جاتا تھا۔ اور اُس کا مدعا یہ تھا کہ باقی انجیلوں کا ضمیمہ لکھے اور فقط ان باتوں کا بیان کرے جو اُن میں موجود نہ تھیں اور یہ اعتقاد تو اُن میں مسطور ہو چکا تھا۔ اگر یہ جواب کافی نہیں تو اِس بات پر غور کرو کہ مقدس یوحنا مسیح کی پیدائش کو زمینی پہلو سے نہیں بلکہ آسمانی پہلو سے دیکھ رہا ہے۔ وہ بھی مسیح کی پیدائش کا ذکر کرتا ہے مگر بجائے یہ کہنے کے کہ وہ یہودیہ کے بیت لحم میں پیدا ہوا وہ بتاتا ہے کہ یسوع نیچے عالم بالا سے آیا۔ یعنی اُس نے مسیح کی پیدائش کے بارے میں اپنے دیباچہ میں لکھا جو مقدس متی اور مقدس لوقا کے بیانات سے مطابقت رکھتا ہے۔

"ابتدا میں کلام تھا۔ اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا...... اور کلام مجسم ہوا اور ہمارے درمیان خیمہ زن ہوا اور ہم نے اُس کا جلال دیکھا" کیا اِس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مقدس یوحنا اپنے زمانے کے کلیسیائی اعتقاد کے خلاف تھا؟

اب مقدس پولس کو دیکھو۔ لوگ کیوں یاد نہیں رکھ سکتے کہ ہمارے پاس مسیح کی زندگی کے سب حالات کی جو اُس نے بیان کئے اور جس کی وہ اور دیگر رسول روزمرہ منادی کیا کرتے تھے کوئی تحریر نہیں ہے۔ وہ مسیح کی زندگی کے متعلق باقاعدہ تعلیم دیتا تھا۔ وہ اُس کو "میری انجیل" کہتا ہے "یسوع مسیح میری انجیل کے مطابق مُردوں میں سے جی اُٹھا"۔

بلکہ پاس اُس انجیل کی یعنی مسیح کی سوانح عمری کی جس کی وہ ہر روز منادی کرتا تھا کوئی تحریر نہیں۔ اس لئے اگر تم سمجھتے ہو کہ اُس نے کنواری سے پیدائش کے واقعہ کی بابت منادی نہ کی ہوگی تو کوئی تمہاری تردید نہیں کر سکتا مگر ایک ضروری بات قابل جاننا ہے کہ اگر مقدس پولس نے کوئی انجیل نہ لکھی تو اُس کے شاگرد اور کلام کے دوست مقدس لوقا نے جو اُس کا ہم صحبت تھا ایک انجیل ضرور قلمبند کی وہ مدت ایام تک مقدس پولس کے ساتھ رہا اور دو کتابوں کے لکھنے میں مشغول رہا۔ جن میں ایک پولس کی زندگی کے حالات کا روزنامچہ تھا جو بعد میں رسولوں کے اعمال کے نام سے شائع کیا گیا۔ دوسرا مسودہ جو زیادہ قابل قدر اور ضروری تھا اور جو پہلے شائع ہوا تھا اُس میں اُس کے مبارک خداوند کی سوانح عمری تھی سمجھا جاتا ہے کہ مقدس پولس نے اُسے اس کام کے لئے منتخب کیا گیا۔ اور کہ وہ خود اس تصنیف میں اُس کا مددگار تھا اور کہ وہ مقدس پولس کی تعلیم تھی۔ ابتدائی کلیسیا نے اُسے مقدس پولس کی انجیل نام دیا چنانچہ یہ دوسری صدی کے دو آبا کے اقوال سے ثابت ہوتا ہے۔ فرانس میں آیرینیس کہتا ہے کہ "لوقا نے ایک کتاب میں اس انجیل کو قلمبند کیا جس کی پولس منادی کرتا تھا" افریقہ میں ترتلیان کہتا ہے کہ "جو تعلیم کا خلاصہ لوقا نے تصنیف کیا وہ عموماً پولس کی طرف منسوب کیا جاتا ہے" اور یہی وہ انجیل ہے جو یسوع کے کنواری سے پیدائش کو خاص نمایاں طور پر پیش کرتی ہے۔

ایسے واقعات کے مقابل خطوط کی خاموشی کوئی توجہ طلب بات نہیں ہے۔ ان خطوں میں مسیح کی زندگی کے حالات کی طرف بمشکل کوئی اشارات پائے جاتے ہیں وہ خط خاص خاص موقعوں پر زیادہ تر اُس وقت کے بحث طلب امور کے متعلق لکھے گئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ کنواری سے پیدائش کا سوال کبھی زیر بحث نہ آیا۔ غالباً اس کی وجہ

یہ تھی کہ کبھی کسی نے اُس کے خلاف جھگڑا نہ اُٹھایا۔

ہم نے یہاں شبہات کرنے والے مسیحیوں کی خاص مشکل یعنی نئے عہدنامے کی سکوت کا بیان کیا ہے۔ خود فیصلہ کرو کہ کیا یہ مشکل ایسی بھاری ہے جس سے ہمارے عقائد ناموں میں خلل واقع ہو سکتا ہے۔ بیدین اس ساری بحث کو یہ کہہ کر ٹال دیتے ہیں کہ کنواری سے پیدائش کبھی انسانی تجربے میں نہیں آئی۔ مانا کہ یہ سچ ہے مگر مسیح بھی تو ہمیشہ پیدا نہیں ہوا کرتے۔ بائبل کا یہ دعوےٰ ہے کہ یہ دونوں باتیں ایک مرتبہ واقع ہوئیں اور دونوں کا آپس میں تعلق ہے۔ اسی جواب سے بیدین معترض قایل تو نہیں ہوگا مگر مسیحیوں کے مقابل اُس کی دلیل کا زور ٹوٹ جائے گا۔ ہماری بحث بیدینوں کے ساتھ نہیں۔ جو لوگ مسیح کی الوہیت کے منکر ہیں اُن کے لئے یہ اعتقاد نہ تو کچھ معنی رکھتا ہے اور نہ یقین کے قابل ہے۔

اب آخری امر پر غور کریں گے کہ اس تعلیم کو اپنے مسیحی ایمان میں جگہ دینا کیوں ضروری ہے۔ بعض مسیحیوں نے جن کی تعداد قلیل ہے خواہش ظاہر کی ہے کہ صدق دل سے شبہات رکھنے والوں کی تسکین کی خاطر یہ فقرہ کہ "روح القدس کی قدرت سے پیٹ میں پڑا کنواری مریم سے پیدا ہوا" عقائد ناموں میں سے قلمزن کر دیا جائے۔

کنواری سے پیدائش پر اعتراض کوئی نئی بات نہیں۔ اس کی قدامت کلیسیا کی قدامت کے برابر ہے۔ ابتدائی زمانے میں ملحد سیرنتھس نے جو مقدس یوحنا کا مخالف تھا یہی اعتراض پیش کیا تھا۔ یہ وقتاً فوقتاً سر اُٹھاتا رہا ہے اور آج کل بھی نمودار ہو گیا ہے۔ مگر فرق ایک بات کا ہے۔ ابتدائی زمانے میں حملہ بیرونی مخالفوں کی طرف سے ہوا جو مسیح کی الوہیت کے منکر تھے۔ ان دونوں خیالات یعنی مسیح کی الوہیت اور کنواری سے پیدائش میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ لوگوں نے یا تو دونوں کو مان لیا اور یا دونوں کا انکار کیا۔ اس زمانے میں ان دونوں کو علیحدہ کرنے کی کوشش کی جا

رہی ہے۔ بعض لوگ جو مسیح کی الوہیت کے قائل ہیں مطالبہ کرتے ہیں کہ کنواری سے
پیدائش کا سوال بلا فیصلہ چھوڑ دیا جائے۔

شبہ کرنے والوں کی خاطر یہ ہمدردانہ کوشش اِس غرض سے کی جا رہی ہے کہ
مسیحی عقیدے کو ماننا آسان ہو جائے۔ مگر یہ انہونی بات ہے۔ ممکن نہیں کہ مسیحی
عقیدے کو ماننا سہل ہو جائے۔ ساری کائنات میں اس عقیدے کو تسلیم کرنا کہ
لا انسان بنا اور کلام مجسم ہوا سب سے حیرت انگیز اور ناقابلِ یقین بات ہے۔

اندیشہ پیدا کرنے والی بات تو یہ ہے کہ اِس قسم کا شبہ بجائے آسان کرنے
کے اعتقاد کو اور بھی مشکل کر دے گا کیونکہ کچھ عرصے کے بعد معترض یقیناً یہ سوال اپنے
آپ سے کرے گا کہ خدا انسان کیونکر بن گیا۔ سب دقیقہ رس غور کرنے والوں کو آخر
اس سوال کو حل کرنا پڑے گا۔ کنواری سے پیدائش کا انکار کرنا ایک قدیم بدعت ہے
اور اس سوال کا بہترین حل یہ سمجھا گیا تھا کہ آسمانی شخص مسیح تبریُس قیصر کے عہد
کے پندرھویں سال میں عرشِ معلّیٰ سے اُتر آیا اور انسان یسوع کے ساتھ جو اس
وقت قریب تیس سال کا تھا مل گیا تھا۔ کنواری سے پیدائش کی جگہ اس ڈھکوسلے کی
بابت تمہارا کیا خیال ہے؟ ان کا قیاس اِس سے آگے نہ بڑھ سکا اور دوسرے
باقی بھی غور و فکر کے بعد بہتر نتیجہ پیدا نہ کر سکے۔ تم بھی کوشش کر دیکھو کہ کیا اس سے بہتر
قیاس کر سکتے ہو۔ اور کنواری سے پیدائش کا انکار کر کے تم کو مان سکتے ہو۔ اس عقیدے
کے ماننے میں سہولت پیدا کرنا نامعقول بات ہے۔

کہا جاتا ہے کہ اگر یسوع یوسف اور مریم کا بیٹا ہوتا تو خدا اس طریق سے بھی
بآسانی جسم اختیار کر سکتا تھا۔ ہم مانتے ہیں کہ خدا کے نزدیک سب باتیں ممکن ہیں۔
مگر کنواری سے پیدائش کیوں ممکن نہیں جبکہ اس کے لئے شہادت موجود ہے؟
معمولی طریق سے خدا کا مجسم ہونا بھی ویسا ہی آسان ہے۔ مگر کیا ہمارے لئے ایسے مجسم

کو مان لینا بھی ویسا ہی آسان ہوتا؟ ہم کیوں قیاس کے گھوڑے دوڑانا چاہتے ہیں کہ خدا کیا کر سکتا تھا؟ اُس بات کو قبول کیوں نہیں کر لیتے جسے کلیسیا اور بائبل دعوے سے کہتی ہے کہ خدا نے کیا ہے۔ اور جو تجسم کے اعتقاد میں ویسا ہی کام دیتی ہے جیسا کہ کنجی قفل کے کھولنے میں۔

تجسم اور کنواری سے پیدائش کے عقاید دونوں اکٹھے کھڑے رہینگے یا ایک ساتھ گر جائینگے۔ مثال کے طور پر جرمنی کے اُس بڑے الٰہیات کے ماہر کو دیکھ لو جو تجسم کی تعلیم تو دیتا تھا مگر کنواری سے پیدائش کا انکار کرتا تھا۔ اُس کے طلبا نے اِن دونوں عقاید کو اکٹھا رکھا یہ کہہ کر کہ یا تو ہم دونوں کو مانینگے یا دونوں کا انکار کرینگے۔ ایک فریق جس نے مسیح کی الوہیت پر خوب گہرے طور سے غور کیا کنواری سے پیدائش کا عقیدہ ماننے پر مجبور ہو گیا۔ دوسرے فریق نے دونوں عقاید کو مسترد کر دیا اور یونی ٹیرین بن گیا۔

تجربہ اسی نتیجے پر پہنچ جاتا ہے۔ آخر کار یہ دونوں عقاید ساتھ ساتھ چلینگے۔ نصف سچے پر ٹھہرنا نچلے درجے کی مسیحیت کی طرف لے جاتا ہے جس میں سلامتی نہیں۔

ہم اپنے خداوند کے بارے میں علم الٰہیات کی بحث سے ذرا قطع نظر کر کے خود اپنے عزیز خداوند کے متعلق اپنے شخصی خیال کی طرف رجوع کرینگے۔ حیرت اور تکریم کے ساتھ تجسم کے بھید پر غور کرو کہ کلام مجسم ہوا۔ خدا انسان بنا۔ وہ جو ہمیں پیار کرنے کو پہنچتا ہے اور جس سے ہم محبت رکھنے کی کوشش کرتے ہیں وہ مسیح خدا کا ابدی فرزند ہے جس کا نکلنا قدیم سے ایام ازل سے ہے۔ اور جب ہم اُس دیرینہ عزیز کرسمس کے قصے میں چھوٹے بچے مسیح کے بارے میں غور کرتے ہو اپنے سادہ پُرانے ایمان میں خوش

اور مطمئن رہو کوئی ایسی بات واقع نہیں ہوئی اور نہ ہو سکتی ہے جو اس ایمان میں خلل انداز ہو جس کا کلیسا دو ہزار سال سے کہتی آئی ہے وہ برسوں کی انتہا تک یہی چلی جائے گی کہ میں اعتقاد رکھتا ہوں یسوع مسیح پر جو اُس کا اکلوتا بیٹا اور ہمارا خداوند ہے جو رُوح القدس کی قدرت سے پیٹ میں پڑا اور کنواری مریم سے پیدا ہُوا" *

تیسری فصل

طفولیت کا زمانہ

کسی بڑے آدمی کی سوانح عمری کا سب سے دلکش حصہ اُس کی طفولیت کا حال ہوتا ہے یعنی اُس کے بچپن کی بھولی بھولی باتیں۔ اُس کے بڑھتے ہوئے لڑکپن کی سادہ بات چیت۔ اُس کی دماغی ترقی۔ اس کی بابت چھوٹی چھوٹی حکایات۔ اس کی روزمرہ زندگی کے حالات جن میں اُس کے ہونہار ہونے کے آثار پائے جاتے ہیں۔

ہم اکثر اوقات حیران اور مایوس ہوتے ہیں کہ اناجیل میں ہمارے مبارک خداوند کی طفولیت کے کوئی واقعات مندرج نہیں کیا انجیل نویسوں کو اُن کا علم نہ تھا؟ اُس کی ماں نے اُس کی پیدائش کے حالات لوگوں کو بتائے ہونگے تو اُس کے لڑکپن کی باتیں کیوں نہ بتائیں؟ شاید اُس نے بتائی ہونگی مگر اُس کے دیہاتی جان پہچان اپنے اپنے بچوں کے خیال میں اُن کو بھول گئے ہونگے۔ اغلب ہے کہ اُس نے نہ بتائی ہونگی۔ اناجیل میں بار بار ذکر آیا ہے کہ وہ اُس کے لڑکپن کے واقعات کو دیکھتی اور اُن پر غور کرتی اور حیران ہوتی تھی۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خاموش اور کم گو خاتون تھی۔ اور اپنے بچے کی محبت اور پاکیزہ خیالات میں مگن تھی جن کو اس کی اعجازی پیدائش کی یاد نے اور بھی سنجیدہ بنا دیا تھا۔ وہ دیکھتی تھی کہ وہ بچہ ایک روز صاحب اقبال ہونے والا ہے مگر وہ یہ نہیں سمجھتی تھی کہ یہ کیونکر ہوگا۔ اور اسی سبب سے وہ اکثر حیران رہ جاتی تھی۔ جو عجیب باتیں واقع ہوتی تھیں وہ اُن کا بڑے غور سے مشاہدہ کرتی تھی

ان باتوں پر جو تعجب انگیز تھیں جواب جگہ دینے کی کوشش کرتی اُن پر سوچ کر حیرت زدہ
ہوتی اور ... نہ تھی۔ مریم ان سب باتوں کو اپنے دل میں رکھ کر غور کرتی رہی مگر
معلوم ہوتا ہے اور اُس نے ان باتوں کا چرچا نہ کیا۔

بہت سے انگیز خیال خود بخود دل میں پیدا ہوتا ہے کہ وہ اُس بچے کے بارے
میں کیا سوچتی تھی۔ کیا وہ خیال کرتی تھی کہ اُس کا فرزند خدا اور خدا کا ابدی بیٹا ہے؟
انجیل بیان سے پتا ممکن معلوم ہوتا ہے اور ہماری اپنی عقل بھی گواہی نہیں دیتی۔
کیا یہ ہو سکتا تھا کہ اُس کی پرورش معمولی بچوں کی طرح ہوتی اور وہ اپنے والدین کے
تابع رہتا۔ اور یہ کہ وہ حکمت اور قد و قامت میں اور خدا کی اور انسان کی مقبولیت میں
ترقی کرتا گیا؟" اُس کی ماں نے اس کو کیونکر ملامت کی ہوگی کہ ہیکل میں استادوں
کے بیچ میں بیٹھا رہا؟ وہ اُس کے ساتھ اپنے بچے کی طرح کیونکر سلوک کر
سکتی تھی؟ اُس کی الوہیت کے خیال نے ہر ایک کو دنگ کر دیا ہوتا اور اُس کے
ساتھ معمولی انسان کے طور پر برتاؤ کرنا ناممکن ہوتا۔ گھر میں اس کی بود و باش ناممکن
اور بے ... ہوتی۔ تجسم کا مدعا یہ تھا کہ وہ فی الحقیقت انسان بنے اور اپنی
نفسی زندگی اور انسانی علم میں رفتہ رفتہ ترقی کرتا جائے۔

نہیں مریم نے اُسے خدا نہیں سمجھا ہوگا۔ وہ جانتی تھی کہ وہ مسیح موعود ہے
یہودیوں کے خیالات مسیح کے بارے مبہم تھے۔ وہ علم رکھتی تھی کہ اس کی اعجازی
پیدائش نے اُسے مخصوص کر دیا ہے۔ مگر وہ اُس کی الوہیت کے بھاری راز کو
سمجھ نہ سکتی تھی۔ اُس کا علم اس کے مابعد کے سالوں میں حاصل ہوا۔

شاگردوں نے بھی نظر کے قریب اس کو معلوم کیا۔ الوہیت کا راز مسیح کی
زندگی کے زیادہ حصے میں سربستہ رہا تاکہ وہ انسان ہو کر رفتہ رفتہ انسانوں کے
متعلق تجربہ حاصل کرے۔ اور لوگ اُسے انسانی دوست سمجھیں تاکہ پطرس اُس سے

سوال پوچھ سکے۔ اور یوحنا اپنا سر اُس کے سینے کی طرف جھکا سکے تاکہ چھوٹے بچے اُس پر بھروسہ کر کے اُس کی گود میں بیٹھ سکیں۔ اور محصول لینے والوں اور کسبیوں میں اُس کے ساتھ ہم کلام ہونے سے ہمت پیدا ہو جائے۔ اگر وہ اُس کو خدا سمجھتے تو یہ باتیں کیونکر ہو سکتی تھیں؟

جوں جوں اخیر کا وقت قریب آتا گیا اُس نے آہستہ آہستہ اِس راز کا افشا شروع کر دیا۔ رسولوں میں حیرت اور ہیبت کا احساس رفتہ رفتہ بڑھتا گیا جب کبھی راستی کی جھلک تھوڑی دیر کے لئے اُن پر پڑتی وہ حیرت زدہ ہو جاتے تھے۔ اور انہیں تاکید کی جاتی تھی کہ کسی سے اُس کا ذکر نہ کریں۔ مگر جب تک وہ مر کے جی نہ اُٹھا اور پھر پورے طور پر جب تک کہ وہ صعود کر کے اپنے جلال میں داخل نہ ہُوا اور اُس نے موعودہ رُوح القدس کو نہ بھیجا اُن پر اس بھاری راز کا کامل انکشاف نہ ہُوا تب انہوں نے گذرے تین سال پر نظر کر کے اُن پیاری پیاری باتوں کو یاد کیا جب وہ اُس کی رفاقت میں رہتے تھے اور حیران تھے کہ اُن کی آنکھیں کیسی بند ہو گئی تھیں کہ انہوں نے جو کچھ اب دیکھتے ہیں اُس وقت نہ دیکھا۔ یعنی یہ کہ "کلام مجسم ہُوا اور ہمارے درمیان خیمہ زن ہُوا اور ہم نے اُس کا ایسا جلال دیکھا جیسا باپ کے اکلوتے کا جلال۔ فضل اور سچائی سے معمور"۔

کیا ہم تعظیم اور تامل کے ساتھ ایک قدم آگے نہیں بڑھ سکتے؟ ہم مقدس زمین پر ابدی اسرار کے مقابل کھڑے ہیں۔ مگر ہم مسیح کی بابت سوچنے سے باز نہیں رہ سکتے۔ ہم جانتے ہیں کہ جہاں تک ہماری عقل کام دیتی ہے اُس کو اپنی فہم کی گرفت میں لائیں۔ اُس پاک بیٹے کو خود اپنی نسبت کیا احساس تھا؟

یاد رکھو کہ ہمیں جیسا اُس کی الوہیت کے ویسا ہی اُس کی انسانیت کے بارے میں اعتقاد رکھنا ضرور ہے۔ وہ برحق انسان تھا سب باتوں میں ہماری مانند سوائے

ان باتوں کے بغیر ہم اُس پر ہرگز عمل نہیں کر سکتے یعنی سوائے ہماری نادانی اور خود سری اور گناہوں کے۔ یسوع لڑکا انسانی لڑکا تھا ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس پر اسکے اعلیٰ احساس کا انکشاف کب شروع ہوا یا وہ اپنے دل کی اندرونی گہری تہ کے تحرک سے کب آگاہ ہوا۔ کیا جب بھی اُس نے اپنے لڑکپن کی دعاؤں میں اپنی کسی یاد سے اتری ہوئی کا بہیہ جلالت کی جھلک دیکھی یا اُس دُنیا کے نور اور خوبصورتی کا جلوہ اُسے دکھائی دیا جو اس دُنیا کے نظاروں سے کہیں برتر تھا تو اُس پر ایک قسم کی ہیبت کا جذبہ طاری ہو گیا ہو گا؟ کیا اُس بڑھتے ہوئے لڑکے کے دل میں کبھی یہ معلوم کرنے کی خواہش پیدا ہوئی ہو گی کہ میں کون ہوں؟ کیا اُس نے کبھی یہ سمجھنے کی کوشش کی ہو گی کہ میرا کام کیا ہے اور یہاں میری ہستی کا کیا مقصد ہے؟

ہم جانتے ہیں کہ جب اُس نے انسانیت کی پابندیوں کو اختیار کر لیا تو اُس کے یہ معنی تھے کہ اُس نے ابدی دُنیا کی حقیقی شان کے پورے احساس کو کسی حد تک عائد کر دیا۔ ورنہ وہ برحق انسان نہ ہوتا۔ مگر ہم شاید اس سے کچھ زیادہ بھی کہہ سکتے ہیں۔ یہ ایک دلچسپ خیال ہے کہ ممکن ہے کہ یسوع کا راز کسی طور سے اسکے دل میں ظاہری حواس کی تہ میں تھا۔ یعنی اُس کے ظاہری حواس تو فی الحقیقت معمولی انسان لڑکے کے تھے مگر الوہیت کا احساس پوشیدہ اور سطح کے نیچے تھا۔ چند سال سے اُن ...نی تجربات کا مطالعہ کیا جا رہا ہے جو دل کے پس پردہ خیالات کا نتیجہ ہیں جہاں بھولی ...ری یادگاروں کا ذخیرہ ہے۔ اور جو گاہ بگاہ مختلف اوقات پر کسی فوری اشتعال کے بعد حواس کی سطح پر تیرنے لگتی ہیں۔ کبھی کبھی ہم کسی کھوئے ہوئے بچے کا حال پڑھتے ہیں جو کسی خانہ بدوش یا غریب آدمی کے ہاں بیس برس تک رہا۔ پھر جب کسی خاص موقع پر اسکے دل میں تحرک پیدا ہوتا ہے تو گزرے ہوئے ایام کے ایک عمدہ مکان اور اسکے گرد و نواح کا دھندلا سا نقشہ اور اپنی ماں کا سایہ تمثال چہرہ اُس کی آنکھوں

میں پھر جاتا ہے۔ شاید ناصرۃ کے اُس پاک بچے پر بھی کچھ ایسا ہی واقع ہوا ہوگا۔

ہم یہاں تک تو اپنے خیالات کی جولانی کو گستاخی نہیں سمجھتے۔ مگر اس سے آگے قدم بڑھانے کی جرأت نہیں کرینگے۔

بہرصورت اُس کی طفولیت کے بہت تھوڑے حالات لکھے گئے ہیں۔ ہم بلا تامل اُس کا نقشہ دل میں جمانے کی کوشش کرکے اُس پر دھیان کرسکتے ہیں۔ ہمیں جہاں تک اُس کے گردوپیش کا علم ہے اُس کو مطالعہ کرکے بڑے ادب سے اُس کا خیالی خاکہ کھینچ سکتے ہیں۔ جب ہم اُس کے مابعد کے اقوال میں اپنے لڑکپن کی باتوں کی طرف اشارات پاتے ہیں تو ایسا کرنا اور بھی ممکن ہو جاتا ہے۔

اول ناصرۃ کا خیال کرو جو اُس کا گھر اور زمین پر سب سے مقدس مقام تھا اور جس کے ساتھ اُس کی طفولیت اور شباب کی تمام یادگاریں وابستہ تھیں عوام اُسے ہمیشہ یسوع ناصری کہا کرتے تھے۔ یہی وہ نام تھا جو لکھ کر صلیب پر لگایا گیا تھا۔ اور وہ جس نے شاؤل ترسیسی کے ساتھ آسمان سے کلام کیا کہتا ہے کہ وہ "یسوع ناصری ہے جسے تو ستاتا ہے"۔

اب ہم ناصرۃ کا کچھ حال بیان کرینگے فلسطین کا نقشہ اس وقت میرے سامنے ہے۔ اور میں شمال کی جانب دیکھ رہا ہوں۔ میری بائیں جانب بحیرۂ شام ہے اور دہنی طرف دریائے یردن کی لکیر اُسکے متوازی ہے۔ اب اپنے دل میں ایک چوڑی وادی کا نقشہ جماؤ جو ان دونوں حصوں یعنی یردن اور بحیرۂ شام کو ملاتی ہے۔ اور وسطی فلسطین کے کوہستان میں سے گزرتی ہے۔ یہ وادی یزرعیل ہے۔ اِسکے شمال کی طرف گلیل کا علاقہ ہے۔ اس وادی کے مرکز میں کھڑے ہو کر شمال کی جانب دیکھو۔ اب تم ناصرۃ کی سڑک کے مقابل ہو جو پہاڑوں کے ایک قدرتی دائرے کی طرف جاتی ہے۔ یہی وہ پہاڑی حلقہ ہے جو مسیح کے لڑکپن کی دُنیا تھی۔

کو ترکی ملامت نے اس علاقے کو برباد کر دیا ہے تو بھی مسیح کے زمانے سے اب تک اس کے عام نقشے میں بہت تھوڑی تبدیلی واقع ہوئی ہے۔ مسیح بھی ان تنگ اور ٹیڑھے کوچوں کو اور شہر سے باہر کھیتوں کو اور باغوں میں مکانوں کو اور ان تالابوں کو جو پہاڑیوں کے ڈھلوان پر تھے اور سبز وادیوں کو جو موسم بہار میں رنگا رنگ کے پھولوں سے لدی ہوئی ہوتی تھیں دیکھتا ہو گا شمالی فلسطین جنگلی پھولوں کی کثرت اور خوبصورتی کے باعث مشہور تھا۔ اب تک وہی پہاڑی رستے ہیں جن پر وہ سیر کو جایا کرتا ہو گا۔ قصبے کی پچھلی طرف وہی اونچی پہاڑی ہے جس پر سے صاف دن میں وہ تبور اور حرمون اور جلبوعہ کے پہاڑوں کو دیکھتا تھا۔ اسی موخر الذکر مقام پر ساؤل اور یونتن کھیت رہے تھے۔ اُس کے سامنے گلیل کے ناہموار میدان نقشے کی طرح پھیلے ہوئے نظر آتے تھے۔ اور دُور فاصلہ پر بحیرہ شام کا سیاہی مائل پانی دکھائی دیتا تھا۔ ان مشرقی ممالک میں جہاں طور طریقے نہیں بدلتے بچے گلیوں میں ویسا ہی شور مچاتے ہیں اور لڑکیاں گاؤں کے کوئیں پر ویسے ہی پانی بھرنے جاتی ہیں۔ اور سڑکوں پر اُسی طرح دیہاتی لوگ اپنا خوشنما لباس پہنے نظر آتے ہیں۔ وہ سب ایک دوسرے کے جان پہچان ہیں۔ ہوا کے پرندے بھی وہی ہیں جن کا مسیح ذکر کرتا ہے۔ وہی خوش الحان چڑیاں ہیں اور وہی معمولی گورتیا کے جھنڈ ہیں جن کی خدا فکر کرتا ہے اگرچہ وہ بازار میں ایک پیسے میں دو بکتی ہیں۔

یہی ناصرۃ اُس کا گھر تھا۔ اسی کے کسی کوچے میں وہ ایک بڑھئی کے جھونپڑے میں معمولی لڑکے کی طرح زندگی بسر کرتا تھا۔ اس گھر میں اس کے سوا اور بھی بچے تھے۔ تمہیں یاد ہے کہ اُسکے ہمسائے جو پاس کے کوچے میں رہتے تھے اُسکے بڑھئی خاندان کو جانتے تھے اور اسلئے اُسے طنزاً کہا کرتے تھے کہ کیا یہ وہی بڑھئی مریم کا بیٹا نہیں؟

کیا یعقوب اور یوسیس اور یہوداہ اور شمعون اُس کے بھائی نہیں ؟ اور اُسکی بہنیں یہاں ہمارے ہاں نہیں رہتیں"

یہاں اِس سوال کے چھیڑنے کی ضرورت نہیں جس پر اکثر بحث ہوتی چلی آئی ہے کہ وہ مریم کے بچے تھے یا یوسف کی پہلی بیوی کی اولاد تھی۔ دونوں جانب سے اس پر بہت لے دے ہو چکی ہے۔ مگر کوئی نتیجہ ایسا نہیں نکلا جس پر عوام کا اتفاق ہو۔ ہمارے لئے یہی جاننا کافی ہے کہ اُس گھر میں بھائی بہن تھے جو اُسکے ساتھ بودو باش کرتے تھے۔

ابدی بیٹے کے خیال سے جس کا نکلنا قدیم سے ازل سے تھا ناصرۃ کے اُس چھوٹے بچے کے تصور تک پہنچنے کی کوشش کرنا دشوار ہے جو اپنی ماں کے پیغام اِدھر اُدھر لے جایا کرتا اور بڑھئی کی دکان میں لکڑی کی چھیلن اکٹھا کرتا اور بازار میں لڑکوں کے ساتھ کھیلا کرتا تھا۔

تم نے کبھی غور کیا کہ لڑکپن کی دنیا کیسی ناتبدل پذیر ہے۔ صدیاں گزر جاتی ہیں اور اس میں کوئی تغیر واقع نہیں ہوتا۔ بچے جیسا بابل کے برج کے وقت کھیلا اور گایا کرتے تھے آج کے دن بھی ویسے ہی کھیل کھیلتے اور ویسے ہی گیت گاتے ہیں۔ دو ہزار سال گذرے کہ ناصرۃ کے لڑکے ایک گیت گایا کرتے تھے جس کا ترجمہ یوں کیا گیا ہے۔

ہم نے تمہارے لئے بانسلی بجائی اور تم نہ ناچے۔
ہم نے ماتم کیا اور تم نہ روئے۔

ناصرۃ کی بولی میں یہ ایک مثل ہے جس کے دونوں مصرعوں کا قافیہ ایک دوسرے سے ملتا ہے۔ مسیح اپنے لڑکپن میں اِس کو جانتا تھا۔ اور اس نے ایک روز اس شعر کو ایک نہایت سنجیدہ تقریر کے دوران میں سُنایا۔

ابھا ... ہے اور اُس کی تمثیلوں میں بہت سے چھوٹے چھوٹے اشارات لڑکپن کے زمانے کی باتوں کو یاد کرکے خود بخود اُس کی زبان سے نکلے ہونگے۔ مثلاً جب لڑکے نے ... کی چڑیا کے بچے کو جو گھونسلے سے گر گیا تھا بڑی دردمندی سے اُٹھا کر پھر وہیں رکھ دیا تو وہ محسوس کرتا تھا کہ خدا اُس بچے کی فکر کرتا ہے۔ ایک چھوٹی چڑیا بھی تمہارے باپ کی مرضی بغیر زمین پر نہیں گر سکتی۔ یا شاید ... کے ایک جھونپڑے میں کسی لا دلگیر بیوی کا درہم کھو جاتا ہے جو اُس کے لئے بہت قیمتی ہے۔ تو وہ چراغ جلا کر گھر میں جھاڑو دیتی ہے اور جب تک مل نہ جائے کوشش سے ڈھونڈتی رہتی ہے۔ کوئی عورت اپنے گھر میں تین پیمانے آٹا اپنے چھوٹے گھرانے کے ہفتہ وار خرچ کے لئے رکھتی ہے اور اُس میں خمیر ملاتی ہے۔ گھر میں ایک ننھا سا بچہ ہے جس کا سر روٹی بنانے کی میز تک پہنچتا ہے۔ وہ آٹے میں اُنگلیاں ڈالتا ہے اور اپنی ماں سے اُس کے بارے میں ہر قسم کے سوال پوچھتا ہے۔ مسیح کو کوئی ایسی قسم کی لڑکپن کی بات یاد آگئی ہوگی جب اُس نے کہا کہ "آسمان کی بادشاہت اُس خمیر کی مانند ہے جسے کسی عورت نے لے کر تین پیمانے آٹے میں ملا دیا اور ہوتے ہوتے سب خمیر ہو گیا" جب بڑی بڑی باتیں بھول جاتی ہیں تو اکثر اوقات ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں کی جھلک ہمارے دل پر پڑتی ہے۔

یسوع لا محدود علم کے ساتھ زمین پر نہ آیا۔ اُسے اپنے مذہب کے واقعات بھی سیکھنے پڑے۔ لیکن اگر ایسی تعلیم کا اثر زیادہ تر بچے کی اپنی استعداد پر موقوف ہے تو غور کرو کہ مسیح کے لئے اُسکے کیا معنی ہونگے۔

بلا ریب اُس کو پہلا دینی سبق اُس کی ماں نے دیا ہوگا۔ دُنیا بھر میں خدا نے ماں کو یہ رُتبہ بخشا ہے اگرچہ یہودیوں میں تعلیم کی ذمہ واری باپ کے سر پر تھی۔ غور کرو کہ وہ کیسی مقدس گھڑیاں ہونگی جب مریم نے اپنے بچے کو سُلانے سے پیشتر

دعائیں سکھائی ہونگی۔ اور آسمانی باپ کا حال بتایا ہوگا۔ اور وہ خود اپنے دل میں اُس بچے کی آئندہ عظمت کے خیالوں میں مگن ہوگی۔ آے مریم۔ اور اُس سے کمتر درجے کی سب ماؤں جنکے سپرد ایسی خدمت ہے۔ تم عورتوں میں مبارک ہو افسوس ہے اُس ماں او بچے پر جہاں اِس فرض کا احساس نہیں۔

یہودی اپنی اولاد کی دینی تعلیم کے بارے میں خاص طور پر محتاط تھے۔ ہمیں معلوم ہے کہ ایک غیر یہودی ملک میں نوجوان تمطاؤس جس کا باپ غیر قوموں میں سے تھا اور ماں یہودن تھی "بچپن سے پاک نوشتوں سے واقف" تھا۔ بچے کی دینی تعلیم اُسی وقت سے شروع ہو جاتی تھی جب وہ بولنا سیکھتا تھا اُس کو شیمہ "جو بمنزلہ ہمارے عقاید نامے کے ہے سکھایا جاتا تھا۔ گیتوں کی جگہ وہ آسان آسان زبور سیکھتا تھا۔ اور بجائے تواریخ کے اُن تعلقات کے بارے میں تعلیم پاتا تھا جو خدا کے اسرائیل کے ساتھ تھے سب سے پہلے جب وہ ہنوز ڈگمگاتا ہوا بچہ دروازے کی دہلیز پر سے گذرتا تھا تو مقدس آیات کو دیکھتا تھا جو تعویذ کے طور پر چوکھٹ پر کیلوں سے جڑی جاتی تھیں تاکہ اسرائیل کے مکانات کی محافظ ہوں۔

چاروں طرف کی ہر ایک چیز سے اُسے دین کی تعلیم ملتی تھی۔ مثلاً سبت کا کھانا سبت کا چراغ۔ عبادت خانے کی ہفتہ وار عبادت۔ سالانہ عیدیں یعنی فصل کی عید ہفتوں کی عید کفارے کا دن۔ اور عید فسح جسے لوگ سال بسال دیہات سے یروشلیم میں آکر منایا کرتے تھے۔ غور کرو کہ زندگانی کے کاروبار میں ہر وقت خدا کو خیال میں رکھنا ابن مریم کے لئے کیا معنے رکھتا ہوگا۔ پس انسانیت کے لحاظ سے وہ رفتہ رفتہ بڑھتا اور قوت پاتا گیا اور خدا کا فضل اُس پر تھا۔ اور وہ حکمت اور قد و قامت میں اور خدا کی اور انسان کی مقبولیت میں ترقی کرتا گیا"۔

جب وہ پانچ برس کا ہوا تو وہ اُس قصبے کے عبادت خانے کے مکتب میں داخل ربی سے تعلیم پاتا ہوگا۔ اُس زمانے کے یہودی اپنے مکتب کو نہایت ہی لگاوٹ سے دیکھتے تھے جہاں بچوں کے لئے مکتب نہ ہوتا وہاں رہنا ناجائز سمجھا جاتا تھا۔ دس برس کی عمر تک بائبل ہی درسی کتاب ہوا کرتی تھی۔

پس وہ چھوٹا لڑکا اپنے بھائیوں اور بہنوں کے ساتھ مکتب کو جایا کرتا ہوگا۔ اور اپنے ہمجولیوں کے حلقے میں فرش پر بیٹھ کر اپنے اُستاد سے خدا کا کلام سیکھتا ہوگا۔ جب اُس نے پڑھنا سیکھا تو غالباً مقدس نوشتوں کے صحائف ہی اُسے میسر ہو سکتے تھے۔ یہودی مصنف بیان کرتے ہیں کہ بچوں کے لئے چیدہ واقعات مثلاً پیدائش کا قصہ جمع کر کے کتابیں بنائی جاتی تھیں۔ اِس پڑھتے ہوئے بچے کے لئے کتابِ مقدس کیا منزلت رکھتی تھی اس کا بیان آئندہ کسی موقع پر کیا جائیگا۔ فی الحال ہم فقط اس بات پر زور دینا چاہتے ہیں کہ اُس کی تعلیم کی مرکزی بنیاد اُس کے بچپن ہی سے مقدس نوشتوں کے پاک اثر پر ڈالی گئی۔ کاش ہمارے گھروں میں بھی ایسا ہی ہو۔

لیکن ہم جانتے ہیں کہ اُسکے لئے ساری خلق اللہ مقدس اور تعلیم دینے والی تھی۔ تحریری کلام کے ساتھ ساتھ اُسکے چاروں طرف خوبصورت بلاتحریر کلام تھا یعنے باپ کی جلیل القدر کتاب جو نیچر کہلاتی ہے۔ وہ بلا الفاظ گیت ہے جس کے الفاظ بائبل میں پائے جاتے ہیں جنکے ذریعے سے باپ اُس سے ہمکلام ہوتا تھا۔ ہم جانتے ہیں کہ باپ کی حضوری کا خاص احساس اُس کے اندر ہمیشہ موجود رہتا تھا۔ بچے کے خیالات کے نشوونما سے بیشتر اُس کی روح کی خدا کے ساتھ رفاقت کیسی بعید الفہم شیریں اور عجیب ہوتی ہے۔ تو اِس پاک بچے کے ساتھ کتنی زیادہ نہ ہوگی۔ جب میں ناصرۃ کی تصویر کو جو میرے دفتر میں آویزاں ہے دیکھتا ہوں تو مجھے

اُس لڑکے کا خیال آتا ہے جو اُس پہاڑ کے پہلو پر اِدھر اُدھر گھوما کرتا تھا اور قدرت کے خوبصورت نظاروں سے جو خدا کے مظہر ہیں لُطف اُٹھاتا تھا۔ جو خدا کے سبز پہاڑوں اور خوشنما خرام ندیوں کا اور آفتاب کا جو اپنے طلوع ہونے سے دُنیا کو منور کرتا اور آتشین رنگوں کے ساتھ سمندر میں غوطہ زن ہو جاتا ہے مشاہدہ کیا کرتا تھا جو اپنے باپ کے پھولوں اور پرندوں اور جانوروں کو دیکھ کر خوش ہوتا اور اُن سے اُنس رکھتا تھا۔ اور محسوس کرتا تھا کہ باپ بھی اُن سے خوش ہوتا اور اُن سے محبت رکھتا ہے۔ بعد میں جب کبھی وہ قدرت کے نظاروں کی طرف اشارہ کرتا ہے تو یہ سب مناظر یاد آجاتے ہیں جن کی پُشت پر خدا ہے جو اُن میں دلچسپی رکھتا ہے۔ وہ چھوٹے چھوٹے برّوں کو کھیتوں میں کھیلتے کودتے دیکھنا پسند کرتا ہے۔ وہ بیچاری بھٹکی ہوئی بھیڑ کی خبر رکھتا ہے۔ وہ ہوا کے پرندوں کو کھلاتا ہے جو نہ محنت کرتے نہ کاتتے ہیں۔ وہ گوریے کے بچے پر جو گھونسلے سے گر گیا نظر رکھتا ہے۔ وہ میدان کی گھاس کو پہناتا ہے۔ اور اپنی خوشنودی کے لئے پہاڑ کے جنگلی پھولوں کو آراستہ پیراستہ کرتا ہے چنانچہ سلیمان بھی باوجود اپنی ساری شان و شوکت کے اُن میں سے کسی کی مانند پوشاک پہنے ہوئے نہ تھا اور جب ناصرۃ کا کسان زمین میں بیج بوتا ہے تو وہ لڑکا دیکھتا ہے کہ بیج کی زندگی جس سے وہ اعجازی طور پر اُگتا ہے خدا کی طرف سے ہے۔ "اوّل پتّی بعد ازاں خوشہ اور آخر اناج بالوں میں پیدا ہوتا ہے"۔

کیا کبھی رُوئے زمین پر کسی لڑکے نے نیچر سے ایسا حظ اُٹھایا اور اُس سے ایسی الفت رکھی۔ اور اُس میں خدا کو دیکھا جیسا ناصرۃ کے اس لڑکے نے دیکھا؟ اے کاش ہم اپنے بچوں کی تربیت اسی طرح کرتے۔ کاش کہ ہم نیچر کی زندگی میں خدا کو متحرک دیکھتے اور کلیوں کے چٹکنے کا شکریہ کے ساتھ مشاہدہ کرتے۔ اور جب ہم کسی چھوٹی چڑیا کو چوٹ لگاتے یا جنگلی پھولوں کی کیاری کو پاؤں تلے روندتے ہیں

تو اس کو خداوند اپنے خدا کا نام بے فائدہ لینا سمجھیں۔ ذرا سوچو کہ ہم بچے
کے مذہب کو اُس کے دل میں یہ خیال پیدا کر کے کیسا فرحت بخش اور قدرتی
بنا دیتے کہ وہ اپنے مہربان پُر محبت باپ کے ہر وقت نزدیک رہتا ہے۔ یقیناً
یسوع بیشتر اس کے کہ دُنیا کے دُکھ درد اور گناہ کے احساس کا بوجھ اُس
کے دل پر آ پڑا تا صرف کے اُس سادہ اور آزاد لڑکپن کے ایام میں خوش
و خرم رہتا تھا۔

چوتھی فصل

جوانی اور بلوغت

جب یسوع بارہ برس کا ہوا تو اسکے لڑکپن کا ایک قصہ مندرج ہے جو اُس کی تیس سال کی عمر تک ایک ہی واحد واقعہ ہے۔ کیا اِس واقعہ کے بیان کرنے کا کوئی خاص مقصد ہے؟ کیا اس وقت اُس کی زندگی میں کوئی بھاری تبدیلی پیدا ہوئی تھی؟ کیا اس موقع پر اُسکے دل میں اپنے مسیح ہونے کا اول احساس پیدا ہوا تھا؟

یہودیوں میں جب کوئی لڑکا بارہ برس کا ہو جاتا تھا تو اُسکو "شریعت کا فرزند" کہتے تھے۔ اُس وقت ایسی رسوم ادا کی جاتی تھیں جن کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ اب وہ بچہ اپنی مذہبی جماعت کے حقوق میں شامل ہو گیا ہے یہ استحکام کی رسم کے مشابہ ہے۔ اُسے مذہب کی بھاری ذمہ داریوں کا بوجھ اُٹھانے کی اجازت مل جاتی ہے۔ اب وہ عمر میں بڑے آدمیوں کے ہمراہ عیدوں میں جا سکتا تھا۔ چنانچہ یسوع کے بارے میں لکھا ہے کہ "اُسکے ماں باپ ہر برس عید فسح پر یروشلیم کو جایا کرتے تھے" اور جب وہ بارہ برس کا ہوا تو وہ بھی اُن کے ساتھ عید میں گیا۔

اس واقعہ کو خاص اہمیت دینے سے ہماری توجہ اِس کی طرف کھنچی جاتی ہے۔ ذرا اپنے تصور میں اُس چپ چاپ غور فکر کرنے والے لڑکے کو دیکھو جو مہینوں سے اِس موقع کا انتظار کر رہا ہے۔ وہ بڑے پُر شوق جوش کے ساتھ ناصرۃ کے زائرین کے ہمراہ روانہ ہوتا ہے۔ اور ناصرۃ کی سڑک پر سے

میدان میں اُتر آتا ہے۔ ہر ایک جو راستے پر نئی نئی جماعتیں ایک نہایت بڑا گروہ بن جاتا ہے۔ پھر وہ تواریخی مقامات کے قریب سے گزرتا ہے جو قدیم بزرگوں اور انبیا کے یادگار ہیں۔ مثلاً شونیم کی بستی پر الیشع کا قصہ یاد آجاتا ہے۔ پھر آگے بڑھ کر ساؤل بادشاہ کی جائے ولادت جلبوعہ ہے۔ پھر جب دور سے یروشلم کا اوّل نظارہ دکھائی دیتا ہے تو وہ زائروں کے ساتھ مل کر وہ گیت گاتا ہے جو زبور کی کتاب میں مَعلوت یا ہیکل کی زیارت کے گیت کہلاتے ہیں۔

جیسے یروشلم پہاڑوں سے گھرا ہے۔
ویسے ہی اب سے ابد تک۔
خداوند اپنے لوگوں کو گھیرے رہے گا۔

مَیں خوش ہُوا جب وہ مجھ سے کہنے لگے۔
آؤ خداوند کے گھر چلیں۔
اے یروشلم! ہمارے قدم تیرے پھاٹکوں کے اندر ہیں۔

یروشلم کی سلامتی کی دُعا کرو۔
وہ جو تجھ سے محبت رکھتے ہیں اقبال مند ہونگے۔
تیری فصیل کے اندر سلامتی
اور تیرے محلوں میں اقبالمندی ہو۔
خداوند اپنے خدا کے گھر کی خاطر۔
مَیں تیری بھلائی کا طالب ہونگا۔

ہمارے لئے کسی سرگرم یہودی لڑکے کے خیالات کو جو مقدس یروشلیم کو پہلی

مرتبہ دیکھنے سے پیدا ہوتے تھے کما حقہٗ سمجھنا محال ہے مگر ایسے حالات میں لڑکے مسیح کے خیالات کو تصور میں لانا تو اِس سے کہیں دشوار ہے۔ اُس کے لئے یہ شہر محض قوم کا دارالخلافہ یا تواریخی واقعات کا یادگار نہ تھا بلکہ یہ وہ مقدس شہر تھا جس کا تعلق اُس کے مذہب اُس کی دعاؤں اُس کی بائبل اُس کی قوم کی زندگی کے نہایت مقدس اوقات کے ساتھ وابستہ تھا جب زائرین دمشقی دروازے میں سے اندر آتے تھے تو وہ گویا خدا کے شہر میں داخل ہوتے تھے۔

یقیناً مسیح کے لئے یہ دن قابلِ یادگار تھا اُسکی حیرت اور دلی تکریم اِس مقام میں بڑھتی چلی جاتی تھی جس وقت وہ اُس عظیم الشان ہیکل میں جو اُس کے باپ کا گھر اور روئے زمین کے یہودیوں کی عبادت کا مرکز تھی داخل ہوا تو اس کے خیالات کیسے سنجیدہ ہو گئے جب اُس نے دیندار یہودیوں کے اُس بھاری مجمع کو جو دنیا کی ہر قوم میں سے دس لاکھ سے زیادہ کی تعداد میں فراہم ہوا تھا دیکھا تو اُس کے دل میں کیسا جوش پیدا ہوا ہوگا۔ گلی کوچوں میں ہر کہیں آدمیوں کی بھیڑ تھی۔ بہتوں نے پہاڑ کے پہلو پر ڈیرے ڈالے تھے۔ اور سب ایک ہی مدعا یعنی باپ کی تقدیس ہیکل میں اُس کی عبادت کرنے کے لئے جمع ہوئے تھے۔ بلا ریب عمر رسیدہ بزرگوں میں سے بعض جو درشت مزاج اور اصلیت سے واقف تھے اُس عبادت کی حقیقت کو بہت کچھ ناقابلِ لحاظ سمجھتے تھے۔ مگر اصلیت کی پہچان بارہ برس کی عمر سے پیشتر حاصل نہیں ہوتی۔ مسیح کے لئے تو وہ بڑا ولولہ خیز نظارہ ہوگا۔

پھر اُس متبرک رات میں اُس کا خیال کرو جب ہر ایک خاندان یا خاندانوں کا گروہ کسی "بالاخانے" میں فسح منا رہا تھا جو صدیوں سے اُسی کی اپنی طرف اشارہ کر رہا تھا۔ جب وہ برہ جو ذبح کیا گیا تھا اور بے خمیری روٹی اور ترکاریاں میز پر رکھی تھیں تو سب سے چھوٹا لڑکا جو غالباً خود یسوع ہوگا مقررہ رسم کے مطابق پوچھتا

تھا کہ "اس عبادت سے تمہارا کیا مقصد ہے؟" اور سب سے عمر رسیدہ آدمی جواب دیتا تھا کہ "یہ خدا وند کی فسح کی قربانی ہے جو بنی اسرائیل کے گھروں کو چھوڑ گیا اور یُوں ہمارے گھروں کو بچا لیا۔" یقیناً ایسے نظارے سے اُس لڑکے کے اندر عجیب جذبات پیدا ہوئے ہونگے۔

پھر کسی وجہ سے یہ ہیکل کا قصہ ربیوں کے ساتھ اُس کے ہمکلام ہونے کا خاص طور پر بیان کرتا ہے۔ یہودی تالمود سے معلوم ہوتا ہے کہ ہیکل کی صدر انجمن سنہیڈرم کے شرکا عیدوں کے موقع پر چبوترے پر بیٹھ کر سادہ اور عام فہم درس دیا کرتے تھے۔ ہر ایک کو آنے اور سوال پوچھنے کی اجازت تھی۔ ایک روز وہ لڑکا ہیکل کے شاندار صحنوں میں اِدھر اُدھر گھومتا حیرت بھری آنکھوں کے ساتھ اور نئے نئے عجیب تاثرات کے درمیان دفعتاً اُس چبوترے پر پہنچ گیا۔ پل بھر میں وہ اپنی ماں اور دوستوں کو اور اور سب کچھ بھول گیا۔ اُس کی لڑکپن کی روح علم کو ترستی رہی تھی جسے ناصرۃ کے جاہل خرانٹ ربی نے بھوکوں مارا تھا۔ اب اِس جگہ قوم کے بڑے بڑے استاد اور عالم موجود تھے۔

دن بھر تو وہ شوق سے باتیں سُنتا رہا۔ رات کے وقت جب وہ اپنے دوستوں سے جُدا ہو گیا تو شہر میں بھٹکتا پھرا ہوگا۔ اور کسی رحم دل عورت نے اُسے کچھ کھانے کو دے دیا ہوگا۔ دوسری صبح وہ پھر اپنی جگہ پر جا کر غور سے باتیں سُنتا اور عقل دوڑاتا ہے کبھی کبھی وہ سوال پُوچھنے لگ جاتا ہے۔ آخر کار عمر رسیدہ ربیوں کی توجہ اُسکی طرف کھنچ گئی اور وہ اُس میں دلچسپی لینے لگ گئے ہیں۔ اور "اُسکی سمجھ اور اُس کے جوابوں سے دنگ ہیں"۔

جہاں تک ہمارا علم ہے اُن یہودی ربیوں سے یہ اُمید نہیں ہو سکتی تھی کہ وہ کسی لڑکے کے دل میں بیداری کا احساس پیدا ہونے میں مدد دے سکیں۔ مگر لڑکے

پر بھی بہت کچھ موقوف ہو سکتا ہے بعض اوقات بڑے سے بڑا خشک الٰہیات کا معلم بھی بخوبی سمجھتا ہوگا کہ وہ خود بھی کسی زمانے میں لڑکا ہوا کرتا تھا۔ اور اِس قسم کے سمجھ والے اور شوق رکھنے والے لڑکے کو بہترین استاد بھی پسند کرتے ہونگے! اور اِن یہودی ربیوں میں سے سب سے اعلیٰ ربّی بھی علم الٰہیات کے معمولی معلم سے کچھ بڑھ کر ہوتے تھے۔ اُن میں بعض گہرے سوچ والے عالی منش آدمی بھی تھے مثلاً ربّی ہلیل اور شمائی اور گملیئل جو پولُس کا اُستاد تھا۔ یہ آج تک یہودی تواریخ میں مذہبی دنیا کے اعلیٰ ترین پیشوا مانے جاتے ہیں۔ غالباً یہ تینوں ربّی اُس روز اُس چبوترے پر موجود تھے۔ کیونکہ ممکن نہیں کہ وہ فسح کے موقع پر غیر حاضر ہوں۔

مابعد کے ایام میں یسُوع کا عام خیال ربیوں کے بارے میں اچھا نہ تھا۔ مگر اِس وقت وہ ربّی اور وہ ایک دوسرے سے دلچسپی رکھتے تھے اُنہوں نے ایک دوسرے میں خیالات کا سلسلہ پیدا کر دیا ہوگا۔ یہ کہنا دشوار ہے کہ اُس کا اُن کی تعلیم کی نسبت کیا خیال تھا کہ اُس نے اُن سے کس قسم کے سوال پوچھے۔ وہ بہت سی باتوں کی بابت علم حاصل کرنا چاہتا ہوگا۔ مثلاً خدا کا مقصد اسرائیل کے بارے میں کیا ہے۔ مسیح کی بابت وہ کیا اُمید رکھتے ہیں فسح کی منزلت کیا ہے۔ شاید وہ جاننا چاہتا ہوگا کہ باپ کی محبت کی موجودگی میں دُکھ درد اور گناہ کی ہستی کا کیا راز ہے۔ دِل اُس کے سوال و جواب سُننے کا کیسا خواہشمند ہے۔ اگر اُس قصّے کا مدعا یہ ظاہر کرنا ہے کہ اُس لڑکے کی زندگی میں انقلاب کیونکر پیدا ہوا تو ہم اُسکی ضرورت کو سمجھ سکتے ہیں۔ مگر مقدس لوقا وہی بات جانتا ہے جس کا علم مریم کو ہے۔ اور وہ اِس ماجرے کے خاتمے پر آتی تھی معلوم ہوتا ہے کہ لوقا نے اس معاملے کا حال اُسی سے سُنا۔ سچ پوچھو تو یہ قصّہ نہایت نامکمل ہے۔

شاید بعض بزرگ ربّی جو وہاں موجود تھے اُسکے پُرجوش خیالات سمجھنے کے قابل

تھے۔ کم از کم یہ اُن کے لئے اچھا تھا کہ وہ ٹھہر کر اُن کی باتیں سُنے اور اُن سے سوال کرے کیونکہ ناصرین سے رخصت ہونے کا وقت بے خبری میں گذر گیا۔ اور تین دن کے بعد فکر سے پریشان ہو کر اُس کی ماں اور یوسف اُسے ڈھونڈتے ہوئے آئے اور اُسے ہیکل میں اُستادوں کے بیچ میں بیٹھے اُنکی سُنتے اور اُن سے سوال کرتے ہوئے پایا۔

اُس کی ماں مریم اُسے دیکھ کر حیران ہوئی۔ شاید اس لئے کہ اُس کا شرمیلا بچہ بڑے بڑے ربیوں کے ساتھ بڑی توجہ سے خیالات کا تبادلہ کر رہا تھا۔ مگر شاید اُس کا سبب اِس سے کچھ بڑھ کر تھا۔ وہ لڑکا کچھ مختلف معلوم ہوتا تھا۔ اُس کی آنکھوں میں کوئی نئی بات دکھائی دیتی تھی۔ ضرور کچھ نہ کچھ واقع ہُوا ہو گا۔

ہاں۔ اُس کی تبدیلی کا باعث خود شہر یروشلم اور وہ خلوتی فسح اور اُس کے باپ کی ہیکل اور دس لاکھ آدمیوں کا خدا کے سامنے سرنگوں ہونا اور اُس کا ربیوں سے سوال کرنا ہے۔ اِس آخری واقعہ سے جس کا نمایاں طور پر ذکر کیا گیا ہے ثابت ہوتا ہے کہ اس کا تعلق اُسکی اندرونی تبدیلی کے ساتھ بہت کچھ تھا گو اسکی بابت بہت تھوڑا بیان کیا گیا ہے۔ بہر صورت اُس لڑکے کی رُوح میں کوئی نہ کوئی بات واقع ہوئی ہو گی۔

پہلے فسح کا یہ قصّہ۔ جو اُسکے لڑکپن کے خاموش زمانے کا اکیلا واقعہ ہے ضرور اِسی سبب سے بیان کیا گیا ہو گا کہ اس سے اُس کی زندگی میں ایک بھاری انقلاب کا ثبوت ملتا ہے۔

مریم کا ملامت آمیز سوال کہ "بیٹا۔ تُو نے کیوں ہم سے ایسا کیا؟" نہایت قدرتی معلوم ہوتا ہے۔ ہر ایک متردد ماں جب اپنے بچھڑے ہوئے بیٹے کی تلاش کرتے کرتے گھبرا جاتی ہے اور اس کا بیٹا دفعتاً اُسے صحیح سلامت اور خوش اور اُسکے فکر سے سراسر ناواقف مل جاتا ہے تو یہی سوال کرے گی۔ وہ بیچاری

انسانی ماں گھبرانے کی بےچینی کا خیال کر رہی تھی۔ اور کسی اور ماں کی طرح وہ اپنے بچے کے پُر اسرار خیالات کو نہیں سمجھتی تھی۔

جو جواب یسوع نے اُسے دیا وہ اُسکے اوّل مندرج الفاظ ہیں۔ اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس کی ماں نے اُسے کیسی اچھی طرح سے آسمانی باپ کی بابت تعلیم دی ہوگی۔ اُس جواب سے یہ خیال بھی پیدا ہوتا ہے کہ مریم نے اغلباً اُس کو اُس کی عجیب و غریب پیدایش اور خدا کے ساتھ اُس کے خاص تعلق کا حال جتایا ہوگا۔ یسوع کا جواب دُوسرے الفاظ میں یہ ہوگا کہ امّاں جان! تم حیران کیوں ہو؟ کیا تمہیں توقع نہ تھی کہ مجھے یہاں اپنے باپ کے گھر میں اپنے باپ کی باتوں میں مشغول دیکھو گی؟

مگر اُس کے جواب سے اِس سے کچھ زیادہ پایا جاتا ہے۔ وہ اب ایسے طور پر کلام کرتا ہے کہ گویا وہ اپنی ماں کی زندگی سے کچھ الگ ہے۔ اور اُسکے دل میں ایسے خیالات تُو نے شروع ہوئے ہیں جن میں وہ بھی شریک نہ ہو سکتی تھی ہم ادب کے ساتھ یہ قیاس کرنے کی جرأت کرتے ہیں کہ ابدیت کا سویا ہوا طبعی احساس اُس بچے کے اندر بیدار ہو رہا تھا۔ جس سے اُسکے دھندلے اندرونی علم پر روشنی پڑتی تھی۔ اور وہ محسوس کرتا تھا کہ کسی نہ کسی طرح اپنے اِرد گِرد کے بچوں سے جن کے ساتھ وہ کھیلا کرتا تھا اور اپنے والدین سے جنہوں نے اُسکی پرورش کی تھی مختلف ہے۔ بچے کے دل کا نشو و نما رفتہ رفتہ ہوتا ہے اور نظر نہیں آتا جیسے موسم بہار میں چھوٹے پیڑ کا رس اوپر کو چڑھتا ہے۔ کبھی کبھی اُس ترقی کے دوران میں خاص خاص موقعے آتے ہیں۔ بارہ برس کے معمولی لڑکے کی زندگی میں بھی ایسے سنجیدہ اوقات ہوتے ہیں جب خدا اُس کی رُوح میں خاموشی سے اور خفیہ طور پر آتا ہے۔ جس کی بابت اُس کے بزرگ کچھ نہیں جانتے۔ چنانچہ ہم میں سے بعض کو یاد آتا ہوگا۔

کہ ہماری زندگی میں بھی اس قسم کے اوقات گذر چکے ہیں۔ انسانی فرزند کو بارہ برس کی عمر میں ہو جو یہ حاصل ہوتا ہے وہ پاک ابن آدم کو اُس فسیح کے سننے کے سنجیدہ اور جوش پیدا کرنے والے تاثرات سے بدرجہ غایت حاصل ہوا ہوگا۔

اس کی سمجھ بلاشک اُس کی ماں پر بھی پڑی ہوگی کیونکہ لکھا ہے کہ جو بات اُس نے اُن سے کہی اُسے وہ نہ سمجھے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مگر اُس کی ماں نے یہ سب باتیں اپنے دل میں رکھیں۔ فقط یہی ایک موقع نہ تھا کہ اس کی ماں نے اُس کی بات نہ سمجھی۔ جیسا ہمیں بعد کے حالات سے معلوم ہے۔ اُس کی مابعد کی زندگی میں یہ ناگزیر تھا کہ وہ اکثر اوقات الگ کھڑا رہنے پر مجبور ہو اور کوئی اُس کی بات نہ سمجھے۔ مگر اب وہ صرف بارہ برس کی عمر میں اپنے خیالات کی علیحدگی کو محسوس کرتا ہوگا۔ یہ اُسکی تنہائی کا آغاز ہے۔

ان خیالات سے اگلے مختصر فقرے پر زیادہ زور پڑتا ہے یعنی "وہ اُن کے ساتھ روانہ ہو کر ناصرۃ میں آیا اور اُن کے تابع رہا"۔ کسی سمجھ والے لڑکے کے دل میں خواہ وہ معمولی انسان بچہ ہی کیوں نہ ہو اس قسم کے اعلےٰ خیالات اور ایسے بھاری واقعات کے بعد وہ باقی بے لطف زندگی سے نفرت پیدا ہو جائیگی۔ کیا وہ یروشلیم میں بڑے بڑے اُستادوں کے پاس نہیں ٹھہر سکتا تھا؟ کیا وہ اپنے باپ کے ہاں رہ کر بڑی بڑی باتیں نہیں سیکھ سکتا تھا اور بڑے بڑے کام نہیں کر سکتا تھا؟ اگر وہ ایسا کرتا تو ہمارے لئے اُس میں اعلےٰ اور پاک نتیجے ہوتے۔ مگر اُس الہٰی بچے نے خود سیکھا تھا اور اپنے نمونے سے ہمیں سکھایا ہے کہ سادہ فرمانبرداری اور بے لطف کاروبار بعض اوقات باپ کی نظر میں بہتر ہوتے ہیں۔ ہمارے لئے جو روزمرہ کے معمولی بدمزہ کلام سے گزرتے ہیں یہ سیکھنا اچھا ہے کہ اسی قسم کا کام یسوع کا بھی حصہ تھا۔

مسیح کے لئے اِس وقت ایک ہی بے لُطف روزمرّہ کا کام اُس کے "باپ کا کام" تھا۔ وہ صرف بارہ برس کا لڑکا تھا اور گھر کی سادہ زندگی اور اپنے والدین کی متابعت ہی یقیناً اُس کے مستقبل کے لئے بہترین تیاری تھی۔ اُس کی زندگی میں کسی غیر طبعی اشتعال یا پیش از وقت پختگی یا کسی قسم کی خوشامد یا تعریف کو دخل نہ تھا۔ ضرور تھا کہ اُس کا لڑکپن قدرتی اور معمولی طور پر جسمانی صحت کے ساتھ ترقی کرے۔ اُس کو نامعلوم اور بے خبر طور پر بلوغت تک پہنچنا تھا۔ اُسے معلوم نہ تھا کہ اُس کو خدا کی ہدایت سے اور اٹھارہ برس تک اُس گمنام گاؤں میں رہنا ہے اور شاید اپنی بیوہ ماں کی پرورش کا انتظام کرنا ہے۔ پس وہ لڑکا اپنے دِل میں نئے نئے شُبہات لئے ہوئے اور نئی حیرت بھری آنکھوں کے ساتھ ناصرۃ میں اپنے گھر کو گیا تاکہ ہم آدمیوں اور ہماری نجات کے واسطے اپنی آئندہ خدمت کے لائق بنتا جائے ✦

پانچویں فصل

بڑھئی کی دُکان

اِس واقعہ کو اٹھارہ سال گزر گئے ہیں۔ اب پھر ناصرۃ کے اُس گھر کو ذرا سرسری نظر سے دیکھیں۔ وہ پاک لڑکا بالغ ہوگیا ہے۔ یوسف بڑھئی وفات پاچکا ہے اور اُس کی بیوہ تنہا رہ گئی ہے۔ سوائے اُس عزیز فرزند کے کوئی اُس کا غمگسار نہیں۔ آئندہ برسوں میں وہی اُس کا مونس اور مددگار ہے۔ اور جب وہ صلیب پر دُکھ اُٹھا کر دُنیا سے رخصت ہونے کو ہے تو اُسکو اپنے سب سے گاڑھے دوست کے سپرد کرتا ہے۔ یہ کہہ کر کہ "اے عورت! دیکھ۔ تیرا بیٹا یہ ہے۔ بیٹا! دیکھ تیری ماں"۔

معلوم ہوتا ہے کہ اُس کی اپنی ماں کی پرورش اُس کے ذمے ہوگی۔ شاید اُس کے بھائیوں اور بہنوں کی شادی ہوچکی ہوگی۔ اور وہ سب اپنے اپنے گھر میں آباد ہوگئے ہونگے۔ ناصرۃ میں اُس کے ہمسائے جو اُس خاندان کے حالات سے ضرور واقف ہونگے یوں کہتے تھے کہ "کیا یہ وہی بڑھئی نہیں جو مریم کا بیٹا ہے؟" پس مسیح بالغ ہو کر بڑھئی کا کام کرنے لگا۔ تو قیاس چاہتا ہے کہ وہ اپنی بیوہ ماں کی پرورش کرتا ہوگا۔

ابن اللہ کی پیشے کو دیکھو۔ وہ بڑھئی کا کام کر کے روپیہ کماتا تھا۔ کیا ہم حرفت اور روپیہ پیسہ کے متعلق اُس کے خیالات جاننا چاہتے ہیں؟ اُس بڑھئی کی دُکان سے جو سبق حاصل ہوتے ہیں اُن پر غور کرو۔ وہ ہل اور جُوئے بنایا کرتا تھا اور

یقین ہے کہ وہ اعلےٰ درجے کے آلات ہونگے۔ جو کسان کھرا کام مانگتا ہو اُس کے پاس آتا ہوگا۔

اِس طور پر اُس نے بنی آدم کو خدا کی نگاہ میں ہمیشہ کے لئے بادیانت محنت کے اعلےٰ رُتبے کا سبق سکھایا۔ اُس وقت جیسا کہ اب بھی ہے عوام محنت سے روزی پیدا کرنے والے کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ ناصرۃ میں اُس کے پڑوسی ناک بھوں چڑھا کر کہتے تھے "کیا یہ بڑھئی نہیں ہے؟" سِسِرو کا قول ہے کہ "اہل حرفت کا پیشہ ذلیل کام ہے۔ اور کوئی کارخانہ شرافت کے ساتھ میل نہیں رکھ سکتا" غور کرو کہ یسوع نے ہاتھ سے کام کرکے ہر قسم کی بادیانت محنت کو کیسا مشرف بنا دیا ہے۔ ہر ایک بڑھئی اپنے کارخانے میں محسوس کر سکتا ہے کہ وہ اپنے خداوند کے ساتھ کام کر رہا ہے۔

پھر غور کرو کہ اُس کو لکڑی خریدنے۔ تیار مال بیچنے اور گاہکوں کے ساتھ معاملہ کرنے میں روپیہ پیسہ سے واسطہ پڑتا ہوگا۔ اور اِس طور پر مسیح نے ہم کو سکھلایا ہے کہ ہر قسم کا کاروبار پاک ہو سکتا ہے۔ اور کہ جیسا حُبّ الوطنی کی خاطر تلوار چلانا حقارت کا کام نہیں نقدی سے واسطے رکھنا بھی ویسا ہی ہے اور دفتر اور دکان کی میز خدا کی قربان گاہ کی طرح بدی سے پاک رکھی جا سکتی ہے

ذرا اور تھوڑی دیر کے لئے اُس دُکان میں ٹھہرے رہو۔ غالباً چھوٹے بچوں کو کارخانے کے اندر لکڑیوں کی چھیلن کے بیچ آنے سے منع نہیں کیا جاتا ہوگا۔ وہ یسوع کو پسند کرتے تھے۔ انجیل میں لکھا ہے کہ وہ خدا اور انسان کے نزدیک مقبول تھا۔ ہمیں یقین ہے کہ وہ بچوں کے نزدیک بھی مقبول ہوگا۔ اور وہ بڑھئی بھی بچوں کو اپنی چاروں طرف دیکھنا پسند کرتا ہوگا۔ اور ضرور انہیں کہانیاں سُنایا کرتا ہوگا۔ کیونکہ مابعد کی زندگی میں وہ ہمیشہ قصے سُناتا تھا

اور یہ خیالات ایسے تھے کہ اُس نے پہلے کبھی نہ سُنے ہوں اور یقیناً بچوں نے اُن کہانیوں سے خدا کی محبت اور پرہیزگاری کا سبق عبادت خانے کے مکتب کی مذہبی تعلیم سے بہت زیادہ سیکھا ہوگا۔

جب اس لمبے انتظار کے زمانے کا خاتمہ نزدیک آتا گیا تو ہماری کیا مجال ہے کہ ایسے بڑے خیالات کو سمجھنے کی کوشش کریں جب کہ وہ دن کے وقت کام میں مشغول تھا یا شام کے وقت ناصرۃ کی پہاڑیوں پر تنہائی میں اپنے مستقبل کے راز پر غور کرتا تھا یا مابعد کے ایام کی طرح پہاڑ کی چوٹی پر ٹھہر کر رات بھر خدا سے دُعا مانگا کرتا تھا؟

ہم اُس کی زندگی میں کامل خود ایثاری اور باپ کے ساتھ لگاتار رفاقت کو دُور سے دیکھتے ہیں ہم اُسکے بارے میں خیال کرتے ہیں کہ وہ روزمرہ اپنی قوم کے مُلہم روحیں دیکھنے والوں اور شاعروں اور نبیوں کے ساتھ وقت صرف کرتا ہوگا۔ فی زمانہ اِس پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ اِسکے سوچنے سے ہمارے دل میں بائبل کی توقیر بڑھ جائے گی کہ مسیح کا بائبل کی نسبت کیا خیال تھا۔ اُس کے پاس فقط پُرانا عہدنامہ ہی تھا جسے بہت لوگ بے قدری کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ وہ ہمیں بتاتا ہے کہ وہ عہدنامہ کس بات میں ناکامل ہے اور کس اعلےٰ منزل کی طرف ہماری ہدایت کرتا ہے۔ مگر زندگی بھر یہی اُس کی تعلیم کی بائبل اور یہی اُسکی خدمت کی بائبل تھی۔ وہ اُس کے بنیادی مسائل کو مان لیتا تھا۔ وہ اُسے اپنی نسبت تیاری کا ذریعہ سمجھتا تھا اور اپنے شاگردوں کو سکھاتا تھا کہ اُسے اُس میں تلاش کر کے پائیں۔ وہ اُسے اپنی رسالت کی تصدیق کے لئے اور صلیب کے بھید پر روشنی ڈالنے کے لئے استعمال کرتا تھا۔ سب

سے بڑھ کر اُس کے مضامین اُس کی اپنی زندگی کی خوراک تھے۔ اور وہ اپنی زندگی کے بڑے بڑے ضروری موقعوں پر اُسے خدا کا پاک کلام سمجھ کر اُس پر سہارا کرتا تھا۔

اِس طور پر وہ خاموشی کے سال گذرتے گئے۔ اور "یسُوع برس تیس ایک کا ہونے لگا" اُس وقت آخر کار اُس کی زندگی کا اہم موقع آپہنچا۔

اُس سال وہ سارا ملک سخت جوش سے تھرتھرا رہا تھا۔ پانچ سو برس کی خاموشی کے بعد اسرائیل میں پھر ایک نبی مبعوث ہؤا۔ اور لوگ بڑے زور و شور سے دریافت کر رہے تھے کہ "کیا تو ایلیاہ ہے؟" کیونکہ عام اعتقاد کے مطابق ایلیاہ پھر آنے والا تھا۔ اور اُس کی آمد کے وقت مسیح کے قدم دہلیز پر ہونگے۔

یوحنا بپتسمہ دینے والا اُس منتظر قوم کے دلوں کو ہلا رہا ہے۔ "توبہ کرو کیونکہ مسیح آرہا ہے۔ خدا کی بادشاہت نزدیک آگئی ہے میں وہ موعود قاصد ہوں جو اُس کے آگے بھیجا گیا ہوں تاکہ اُسکی راہ تیار کروں" یہ جوش لوگوں کے درمیان یردن کی وادی میں ستر میل کے فاصلے تک اپنے عروج کو پہنچ گیا۔ دیہاتی لوگ وہاں جاکر باتیں سُنتے اور واپس آکر وہاں کی خبر سُناتے تھے۔ ناصرة میں تہلکہ مچا ہؤا تھا۔ اور سب اِسی بات کا چرچا کرتے تھے۔

یہ باتیں یسوع کے کان تک پہنچیں اور وہ سمجھ گیا۔ ایک دن شام کے وقت اُس نے بڑھئی کے ہتھیار ہمیشہ کے لئے رکھ دیئے۔ اُس لمبے انتظار کا زمانہ ختم ہو چکا تھا۔ "اُس وقت یسوع گلیل سے یردن کے کنارے یوحنا کے پاس اُس سے بپتسمہ لینے آیا" +

تیسرا باب

پہلا سال

پہلی فصل

مسیح کا بپتسمہ پانا

تھوڑی دیر کے لئے تیس سال پیشتر کے اُس وقت کا تصور کرو جب کنواری مریم جبرائیل فرشتے سے خوشخبری پاکر اُٹھی اور جلدی سے کوہستان میں یہوداہ کے ایک شہر کو گئی تاکہ الیشبع کو حال بتائے۔ جونہی الیشبع نے مریم کا سلام سُنا تو بچہ خوشی کے مارے اُس کے پیٹ میں اُچھل پڑا گویا اُس بچے نے اپنے آنے والے خداوند کا خیر مقدم کیا۔

دونوں لڑکوں کی پیدائش کے درمیان چند ماہ کا وقفہ گذرا۔ ہم ناصرۃ میں یسوع کی طفولیت کے خیال میں ایسے محو ہو گئے کہ کوہستان جبرون کے اُس بوڑھے

کہ ہن کے بیٹے کے لڑکپن کو بالکل فراموش کر دیا۔

یوحنا ہمارے خداوند کی زندگی کے حالات میں ایک نہایت افضل درجہ رکھتا ہے۔ وہ اُن انبیا کے لمبے سلسلے کا آخری نبی تھا جو اسرائیل کے گزشتہ زمانے کے افق پر پہاڑوں کی چوٹیوں کی طرح تنہا سر اُٹھائے کھڑے ہیں۔ اور جو خدا کی مرضی کا اظہار کرنے اور خداوند کے آنے والے دن کی خبر دینے آئے تھے

یوحنا کی عظمت اِس درجے کی ہے کہ خداوند نے اُس کو سب انبیا سے جو عورتوں سے پیدا ہوئے بڑا قرار دیا۔ اُس کے بارے میں ایک پورا باب بلکہ کئی باب لکھے جا سکتے ہیں۔ مگر ہم اپنی آنکھیں اُس مرکزی تصویر پر لگائے رکھنا چاہتے ہیں لیکن یوحنا کا ہلکا سا خاکہ محض اُس اصلی تصویر کی تکمیل کے لئے کھینچیں گے۔ کسی بڑے بھاری مصوّر کا ذکر ہے کہ اُس نے آخری عشا کی تصویر کھینچی جب کسی نے اُس تصویر کے ایک خاص حصّے کی عمدگی کی تعریف کی تو مصوّر نے فوراً اُس حصّے کو مٹا دیا تاکہ توجہ مسیح سے کسی اور طرف نہ کھینچی جائے۔

مسیح کی ابتدائی زندگی کے حالات ہمیں بہت تھوڑے معلوم ہیں۔ یوحنا کے اِس سے بھی کم ہیں۔ دونوں کی تیاری میں بہت فرق ہے مسیح جسے ہمارے ساتھ سراسر ایک ہو جانا تھا گاؤں میں ہر قسم کے لوگوں کے درمیان بود و باش کرتا رہا۔ مگر اُس کے فروتن پیشرو نے تنہائی میں پرورش پائی۔

ہم تصوّر میں یوحنا کو ایک چپ چاپ تنہائی پسند لڑکا دیکھتے ہیں۔ وہ اپنے بوڑھے باپ کا اکیلا بیٹا تھا جس کے بھائی بہن نہ تھے۔ نہ تو کوئی اُس کے ساتھ کھیلنے والا اور نہ رفیق تھا۔ اس وجہ سے وہ پیش از وقت اپنی خصلت میں پختہ ہو گیا ہو گا۔ اسکے والدین نے اُسے بتایا ہو گا کہ وہ بڑا ہو کر کس خدمت کو انجام دے گا۔ وہ تخلیہ میں خاص طور پر خوش رہتا تھا۔ اور کئی کئی دن تک

اُس ویران کوہستان میں سوچ اور فکر میں ڈوبا ہوا اِدھر اُدھر گھوما کرتا تھا۔ جب وہ بالغ ہوا تو آبادی سے دُور تارک الدُنیا ہو کر اوقات بسر کرتا رہا۔ اُسکی صورت مجذوبوں کی سی تھی۔ وہ زاہدوں کی طرح انسانی علائق کے بند توڑ کر جائز آرام سے بھی کنارہ کش رہتا تھا۔ وہ روزے اور توبہ کے ذریعہ نفس کشی میں مشغول رہتا اور بالوں کی پوشاک پہنے ہوئے ٹڈی اور جنگلی شہد کی فقیرانہ غذا پر گزارہ کرتا تھا۔ وہ ہر وقت اپنی قوم کے اُن نبیوں کی باتوں پر دھیان لگائے رہتا تھا جن کے ذریعہ قدیم زمانے میں خدا نے انسان سے کلام کیا تھا۔ اُن کی درشت کلامی اور گناہ پر ملامت اور اُنکی توبہ کے لئے دعوت یوحنا ایسے آدمی کی طبیعت کے عین مطابق تھی مگر یہ سب اُس مرکزی خیال کا حاشیہ ہی تھا جو انبیا کے صحائف میں اس کی دلبستگی کا باعث تھا یعنی خیال کا وہ عجیب سلسلہ جو آٹھ صدیوں کے عرصہ تک انبیا کی نبوت میں نمایاں تھا اور جو ایک سُنہلے زمانہ اور خدا کی بادشاہت اور کسی آئندہ زمانے میں ایک عظیم ہستی کی آمد کی اُمید کے ساتھ وابستہ تھا۔ اُن نبوتوں میں اُس کو مستقبل زمانے کی رویت نظر آتی تھی مگر اُس آنے والے شخص کا قیاس یوحنا کے لئے دُشوار اور پریشانی میں ڈالنے والا اور نقیض باتوں کا مجموعہ تھا۔ اُس کا سب سے مرغوب مصنّف یسعیاہ بھی اس میں اُس کی کچھ مدد نہیں کر سکتا تھا کیونکہ ایک مقام میں تو وہ اُس کو "عجیب مشیر خدائے قادر جس کی سلطنت کی کچھ انتہا نہ ہوگی" کہتا ہے۔ اور دوسری جگہ "برّہ جسے ذبح کرنے کو لے جاتے ہیں جس پر خداوند نے ہم سب کی بدکاری لادی"۔ یہ آنے والا مسیح ایک پیچیدہ معمہ تھا۔

اُسے معلوم تھا کہ کسی عجیب طرح سے اُس آنے والے کے ساتھ اُس کا تعلق ہے۔ اُسکے باپ نے ضرور اُسے فرشتے کا پیغام سُنایا ہوگا جو اُس نے اُسکی

پیدائش کے وقت دیا تھا کہ "وہ ایلیاہ کی رُوح اور قوت میں اُسکے آگے آگے چلے گا"۔ اُس کے لئے یہ پیغام نہایت سنجیدہ معنی رکھتا تھا۔ کیونکہ وہ اُس قدیم نبوت کو جانتا تھا کہ "میں اُسکے آگے ایلیاہ کو بھیجونگا" وہ اِس شاعرانہ خیال سے واقف تھا جو عوام میں زبان زد تھا کہ "ایک روز ایلیاہ پھر آئے گا اور جب وہ ظاہر ہوگا تو مسیح کے قدم بھی دہلیز پر ہونگے"۔ اس آدمی کا اپنی زندگی کو وحدہ گرانقدر شے سمجھنا کوئی تعجب کی بات نہیں۔ وہ کسی نہ کسی طرح محسوس کرتا تھا کہ وہ مسیح کے آگے بطور ایک مقرر شدہ نقیب کے تھا۔ اور اُس کا ایسا انتظار کرتا تھا "جیسے کہ وہ جو صبح کا انتظار کرتے ہیں"

جب ہم اس دردانگیز صورت والے آدمی کو موٹے بالوں کا لبادہ پہنے ہوئے پہاڑوں کے تاریک گڑھوں میں یا بحیرہ مُردار کے کنارے پر سُنسان بیابان میں دیکھتے ہیں تو ہمارے دل میں اُسکے لئے کشش پیدا ہو جاتی ہے وہ ہمیشہ اکیلا رہتا اپنی مشکلات پر غور کیا کرتا یا اپنے شبہات اور مایوسی کے خلاف جنگ کیا کرتا تھا۔ کوئی اُسے ہمت دلانے والا نہیں۔ کوئی اُسکی تعریف کرنے والا نہیں۔ وہ اپنے آپ کو ناچیز سمجھتا تھا۔ "میں بیابان میں ایک پکارنے والے کی آواز ہوں"۔ اپنے لئے نہ وہ کچھ مانگتا تھا اور نہ اُسے کچھ ملتا تھا۔ اُس کا کام فقط اَوروں کے لئے دروازہ کھلا رکھنا تھا۔ اُس جلیل القدر اصطباغی کو خود کبھی بیتسمہ نہیں ملتا تھا۔ یسوع کی رفاقت کی خرمی اُسکے نصیب میں نہ تھی جیسی اَوروں کو تھی۔ جب اَور لوگ اُس بادشاہت کو جسکی وہ منادی کرتا تھا لا رہے تھے وہ قیدخانے کی کوٹھڑی میں قتل ہونے کو تھا۔

وہ ایک قابلِ رحم تنہا آدمی تھا مگر خدا نے اکثر اوقات اپنے سب سے بڑے نبیوں اور واعظوں کی اِسی طور سے تربیت کی ہے۔ تنہائی

میں سادہ ایمان کے ذریعہ اُس میں گہری سرگرمی پیدا ہوگئی۔ وہ اپنے پیغام کی اہمیت پر پورا یقین رکھتا تھا اور انسان کے چہرے کی مطلق پروا نہیں کرتا تھا۔ اسی سبب سے وہ اپنے خداوند کی راہ تیار کرنے کے لائق بن گیا۔ اس تنہائی میں اُس کے لئے خدا کی حضوری اور عمانوئیلی دُنیا جس سے مسیح آنے والا تھا زیادہ حقیقی بن گئی۔

آخر کار اُس کا وقت آپہنچا۔ لکھا ہے کہ "تبریُس قیصر کی حکومت کے پندرھویں برس جب پنطیُس پیلاطُس یہودیہ کا حاکم تھا اور ہیرودیس گلیل کا۔ اور حنّاہ اور کائفا سردار کاہن تھے۔ اُس وقت خدا کا کلام بیابان میں زکریاہ کے بیٹے یوحنا پر اُترا۔ اور وہ یردن کے سارے گرد و نواح میں جا کر گناہوں کی معافی کے لئے توبہ کے بپتسمہ کی منادی کرنے لگا جیسا یسعیاہ نبی کے کلام کی کتاب میں لکھا ہے کہ بیابان میں پکارنے والے کی آواز آتی ہے کہ خداوند کی راہ تیار کرو۔ اُس کے راستے سیدھے بناؤ۔"

جس قوم کے پاس یوحنا آیا وہ خستہ حال اور پامال قوم تھی۔ وہ اپنے دشمنوں کے ہاتھ کے نیچے دبی ہوئی تھی۔ اُن اشخاص کے نام ہی سے جن کا ذکر کیا گیا ہے اُس وقت کی حالت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ تبریُس قیصر جابر حاکم تھا۔ پنطیُس پیلاطُس نے یہودیوں کے مذہبی احساس کو ایسا ٹھکرایا تھا کہ کبھی کسی حاکم نے نہ ٹھکرایا ہوگا۔ سردار کاہن اپنے عہدے اور خدمت کے لحاظ سے بر ملا رسوائی کا باعث تھے۔ اور یہی عوام کے مناسب حال تھے۔ جیسے لوگ ویسے ہی اُن کے کاہن تھے۔ فلسطین کا ملک ہمت ہار چکا تھا۔ اسرائیل کی قدیم روح مُردہ معلوم ہوتی تھی۔ اگر کوئی زندگی کا نشان باقی تھا تو وہ شمالی قوم پرستوں میں تھا جو گلیل کے آزاد کوہستان میں حکومت خود اختیاری کے

دلدادہ تھے۔ اور کسی غیر ملک کا اُنپر مسلّط ہونا نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور اُس گذرے ہوئے اعلیٰ زمانے کا خواب دیکھا کرتے تھے جب یہوواہ اُن کا بادشاہ تھا۔ اُس باغی گروہ میں یسوع کے بھائی شمعون کا ہونا بھی خالی نہیں اِسی سبب وہ زیلوتیس کہلاتا تھا۔ یہ فرقہ ہمیشہ حکومت کے پہلو میں خار تھا۔ اُنکے سُر کا خدا کی بادشاہت تلوار کے زور سے لانا چاہتے تھے۔ اور جنہوں نے تلوار چلائی وہ تلوار ہی سے کھیت آئے۔ مگر اُن کی ہمت پست نہ ہوئی۔ اُن کو اُمید تھی کہ کسی روز خدا کی وہ بادشاہت ضرور آئے گی۔

تعجب کی بات ہے کہ باوجود اُنکی خستہ حالت کے عوام کے اندر یہ اُمید پھیلی ہوئی تھی او پر کہا گیا ہے کہ اسرائیل کی قدیم رُوح مُردہ معلوم ہوتی تھی یہ فقط ظاہری طور پر ایسا نظر آتا تھا۔ مگر اس پژمردگی کی تہ میں آنے والے چھٹکارے کی گہری اور قوی اُمید تھی جیسی جاڑے کے موسم میں مُردہ جڑیں برف کے نیچے دبی رہتی ہیں۔ یہ اُمید کسی ناگہانی تحریک سے زندہ ہو سکتی تھی۔

یہودی تواریخ میں سب سے حیرت افزا بات یہ ہے کہ اُس زمانہ میں ساری یہودی دُنیا کے اندر ایک بڑی بھاری اُمید موجزن ہو رہی تھی۔ کسی قومی تواریخ میں اُس انتظار سے بڑھ کر کوئی دلچسپ یا یقینی منظر نظر نہیں آتا تھا جیسا یہودیوں میں مسیح کے متعلق تھا۔ آخری نبی جس نے اُس آنے والے کی پیشگوئی کی تھی پانسو سال پیشتر انتقال کر چکا تھا اور اِس درمیان میں مسیح کی آمد کے بارے میں کچھ واقع نہ ہُوا۔

باوجود اس کے جب اصطباغی مبعوث ہُوا تو اس کی نسبت پہلا خیال کیا تھا؟ سب اپنے اپنے دل میں یوحنا کی بابت سوچتے تھے کہ آیا وہ مسیح ہے یا نہیں؟ یہی پہلا سوال ہے جو وہ اشتیاق سے پوچھتے تھے کہ ”ہمیں بتا

کہ کیا تو ایلیاہ ہے جو راستہ تیار کرنے والا ہوگا؟ کیا تو مسیح ہے؟ کیا تو وہ ہے جو آنے والا ہے؟ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُس وقت کیسی سخت انتظاری تھی۔

دفعتاً بیابان سے ایک آواز گونجتی ہوئی آئی کہ "آسمان کی بادشاہت نزدیک آگئی ہے" یروشلیم میں جوش پھیلنا شروع ہوگیا۔ حیرت انگیز افواہیں ہر طرف اُڑنے لگیں۔ ہر کہیں چرچا ہو رہا تھا کہ کوہستان میں ایک مقدس گوشہ نشین اور ایلیاہ صفت عجیب آدمی رہتا ہے جس کی پوشاک اونٹ کے بالوں کی اور چمڑے کا پٹکا کمر سے باندھے ہوئے ہے۔ کوئی کہتا تھا کسی نے مجھ سے کہا ہے کہ اُس نے کسی کی زبانی سنا ہے کہ کسی نے پہاڑوں میں اُس کی باتیں سنی ہیں کچھ عرصہ کے بعد شہر میں لوگ بڑے جوش میں آکر کہہ رہے تھے کہ "ہم نے اُس کی باتیں سنی ہیں اور اُسے دیکھا ہے۔ وہ ایلیاہ ہے جو دوبارہ آیا ہے۔ وہ ہمارے گناہوں کے لئے برملا الزام دے رہا ہے۔ وہ لوگوں کو توبہ کے لئے بلا رہا ہے۔ وہ بادشاہت کی منادی کرتا ہے۔ اور اُس کے بارے میں جو آنے والا ہے عجیب عجیب باتیں کہتا ہے"۔

ایک مہینے کے عرصہ میں تمام دیہات میں تہلکہ برپا ہوگیا۔ مرد اور عورتیں۔ شہری اور دہقانی سوداگر اور محصول لینے والے۔ سپاہی اور کسان۔ شریعت کے سکھانے والے اور ربی۔ غرض ہر قسم کے مسافر جوق در جوق سڑکوں پر سے یردن کی طرف جلدی جلدی قدم بڑھانے لگے۔ بہت عرصہ کے بعد یسوع عوام کو جوش سے بھری ہوئی بھیڑ کے اُسکے پاس جانے کے واقعہ کو یاد دلا کر کہتا ہے کہ "تم بیابان میں کیا دیکھنے گئے تھے؟"

فلسطین میں یہ ایک سنجیدہ اور جوش کا وقت تھا جو اوّل اوّل ہمیں اپنے تجربے سے مختلف معلوم نہیں ہوتا۔ بعض ممالک مثلاً ویلز۔ آئرلینڈ اور

امریکہ میں ایسے غیر مستقل مذہبی جوش ہو گذرے ہیں جن میں مہینوں تک سارا علاقہ ایک قسم کے جنون کی گرفت میں رہا۔ اور پھر وہ جوش رفتہ رفتہ ٹھنڈا پڑ گیا یہاں تک کہ اکثر اوقات اُس کا دائمی نتیجہ باقی نہ رہا۔

مگر یہاں کچھ اور ماجرا تھا۔ یوحنا محض توبہ کی منادی نہیں کرتا تھا۔ یہ توبہ ایک آنے والی بات کی تیاری تھی جیسا کہ بہت عرصہ پیشتر اسرائیل نے مقام سینا پر خدا کی آواز سننے کے لئے اپنے آپ کو پاک کیا تھا۔ توبہ کا مسیح کی آمد کے ساتھ ایسا گہرا تعلق تھا کہ یہودیوں میں ایک مقولہ تھا کہ اگر اسرائیل ایک دن کے لئے حقیقی توبہ کرے تو ابن داؤد آجائے گا۔

منادی کرنے والے کے درشت الفاظ گونج رہے تھے کہ "توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہت نزدیک ہے۔ کیا تم اس بادشاہت کے آنے کو ملکی بات سمجھتے ہو؟ کیا تم اپنی بیفکری کی حالت میں سمجھتے ہو کہ تم اُسکے لئے تیار ہو؟ توبہ کرو اور تیار ہو۔ یہ تمہاری قوم کے لئے نازک وقت ہے۔ اب درخت کی جڑ پر کلہاڑا رکھا ہوا ہے خبردار ایسا نہ ہو کہ وہ کاٹا اور آگ میں ڈالا جائے۔ اپنی ریاکاری اور مکر اور ظاہرداری سے کنارہ کرو۔ توبہ کے لائق پھل لاؤ۔ کیونکہ مسیح آرہا ہے۔ اُس کا چھاج اس کے ہاتھ میں ہے۔ وہ بھوسی کو گیہوں سے اور دھوکے کو حقیقت سے جدا کرے گا۔ اور اپنے دلوں میں یہ کہنے کا خیال نہ کرو کہ ابرہیم ہمارا باپ ہے کیونکہ خدا ان پتھروں سے ابراہیم کیلئے اولاد پیدا کر سکتا ہے"۔

"او نہیں۔ میں مسیح نہیں ہوں۔ میں وہ نبی نہیں ہوں۔ میں بیابان میں ایک پکارنے والے کی آواز ہوں کہ خداوند کی راہ تیار کرو۔ اُسکے پاؤں دہلیز پر آپہنچے ہیں۔ میں اس لائق نہیں کہ اُس کی جوتیوں کا تسمہ کھولوں۔ میں تمہیں اُس کے لئے تیار کرنے کو آیا ہوں۔ میں تو فقط توبہ کے لئے پانی سے بپتسمہ دیتا ہوں

وہ تمہیں روح القدس اور آگ سے بپتسمہ دے گا۔"

یوحنا شمال کی طرف یردن کے کنارے کنارے چلا گیا۔ اور خلقت روز بروز اُس کے پاس جمع ہوتی جاتی تھی۔ وہ مقام بیت عبارہ میں جو ناصرۃ سے بیس میل کے فاصلے پر ہے پہنچا تھا کہ ایک روز ناصرۃ کا ایک خاموش نوجوان پہاڑی سڑک کے راستے سے اُتر کر بھیڑ کے بیچ میں چُپ چاپ آ کھڑا ہوا۔ اور کیا دیکھتا ہے کہ ایک پُرجوش آدمی آنکھیں چمکتی ہوئیں اور چہرہ سوکھا ہوا اونچے کنارے پر کھڑا ہو کر بڑے زور سے تقریر کر رہا ہے۔ اور اُس کے گرد جوش سے بھرے ہوئے لوگ جمع ہیں۔ بعض عجیب عجیب سوال پوچھ رہے ہیں۔ بعض حیران اور پریشان ہیں۔ مگر زیادہ تر ایسے لوگ ہیں جن کو مذہبی جوش کی رَو بہائے لئے جاتی ہے۔ اور جو تائب ہو کر زار زار رو رہے ہیں۔ "کیونکہ اُس وقت یروشلم اور سارے یہودیہ اور یردن کے گرد نواح کے سب لوگ نکل کر اُس کے پاس گئے۔ اور اپنے گناہوں کا اقرار کر کے دریائے یردن میں اُس سے بپتسمہ لیا۔" یسوع نے یہی ماجرا وہاں دیکھا۔

یسوع روز بروز ان لوگوں کو غور سے دیکھتا رہا۔ اور پھر ایک روز کا ذکر ہے کہ جب یوحنا بپتسمے دینے سے فارغ ہو کر تنہا کھڑا تھا یسوع اکیلا اُس کے پاس پانی میں چلا گیا۔ یوحنا دفعتاً چونک اُٹھا اور یسوع کی طرف بڑی غور سے دیکھنے لگا۔ پھر اُس پر پریشانی اور حیرت طاری ہو گئی اور اُسکی حیرت زدہ نگاہ گویا یہ پوچھ رہی تھی کہ "یہ کون ہے؟"

شاید وہ دونوں بچپن میں ایک دوسرے سے ملے ہونگے مگر بالغ ہو کر ملاقات نہیں ہوئی ہو گی کیونکہ یوحنا کہتا ہے کہ "میں تو اُسے پہچانتا نہ تھا" غالباً وہ واقف نہ ہوگا کہ آیا مسیح زمین پر آ چکا ہے۔ یا وہ ناگہاں آسمان سے قدرت اور

بڑے جلال کے ساتھ آنے والا ہے۔ مگر اُس کی حضوری میں اُس کے دل کے اندر سخت تحریک کا احساس پیدا ہو گیا۔ اُس آدمی میں کوئی ایسی بات تھی جس سے آنے والے واقعات کی عجیب آگاہی ملتی تھی۔

پھر یسوع نے آنکھیں اُٹھا کر سیدھا اُس کے چہرے کی طرف نظر کی۔ اور یوحنا نے معلوم کر لیا کہ جس کی انتظاری وہ اِتنے سال تک تنہائی میں کرتا رہا ہے اور جس کے پاؤں کی آہٹ سننے کے لئے اُسکے کان از حد مشتاق تھے آ پہنچا ہے یعنے مسیح اسرائیل کی اُمید آ گیا ہے۔

کیا تم قیاس کر سکتے ہو کہ اِس آدمی کے دل میں کیسا ولولہ کیسی حیرت کیسی حد درجے کی فروتنی اور آواز میں کیا۔ گی کیسی تبدیلی پیدا ہو گئی؟ ابھی ابھی تو وہ متکبر فریسیوں کو اپنی آتش زبانی سے بھسم کر رہا تھا۔ "اے سانپو۔ اے افعی کے بچو" مگر اب اُس کی ہمت اور دلیری جاتی رہی۔ اور وہ کہتا ہے کہ "میں آپ تجھ سے بپتسمہ لینے کا محتاج ہوں اور تو میرے پاس آیا ہے؟"

لیکن یسوع نے نرمی سے جواب دیا کہ اپنا کام کئے جا۔ یہ سچ ہے کہ مسیح کو توبہ کے بپتسمے کی ضرورت نہ تھی۔ مگر یہ بپتسمہ ایمانداروں کی جماعت میں شامل ہونے کی غرض سے تھا۔ اور یسوع حقیر ترین ایماندار کے ساتھ متابعت منظور کر کے کہتا ہے کہ "اب تو ہونے ہی دے۔ کیونکہ ہمیں اسی طرح ساری راستبازی پوری کرنی مناسب ہے"۔ اِس پر اُس نے ہونے دیا۔ یوحنا نے اپنے ہاتھ اُس پر رکھ کر اُسے پانی کے نیچے جھکایا۔ اِس طور پر یسوع اپنی خدمت کے کام میں داخل ہو گیا۔ اس کے نجاری کے کام کا خاتمہ ہو گیا۔ اب ایک نیا دَور شروع ہوا۔ ناصرۃ کے کارخانے کا غریب دہ ۔انی اب سے خدا کا مسیح بن گیا کیونکہ اب ایک ایسا معاملہ واقع ہُوا جس کو اِن دونوں میں سے کوئی مجہول

نہیں سکتا تھا جب یسوع بپتسمہ پا کر دُعا مانگتا ہوا پانی سے نکلا (شاید یہ اُس کی وہی مرغوب دُعا ہوگی "اے باپ۔ تیری بادشاہت آئے۔ تیری مرضی پوری ہو") تو فی الفور اُس کے لئے آسمان کھل گیا۔ اور روح کبوتر کی مانند یسوع پر نازل ہوا۔ اور آسمان سے یہ آواز آئی جو خدا کی آواز تھی کہ "یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے میں خوش ہوں" اور یوحنا کو یقین ہوگیا کہ اُس نے مسیح کو پالیا ہے۔

مابعد کے ایام میں جب یوحنا قید خانے میں سخت مایوسی کی حالت میں تھا اُس کے دل میں تھوڑی دیر کے لئے ایک شُبہ پیدا ہوا۔ اور اُس کی موت کے بعد اُس کا اپنا ایک شاگرد بیان کرتا ہے کہ اُس نے کیونکر اُن میں سے دو کو یہ دریافت کرنے کے لئے بھیجا کہ "آنے والا تُو ہی ہے یا ہم دوسرے کی راہ دیکھیں" مگر اس وقت کوئی شُبہ نہ تھا۔ بپتسمہ کے بعد اُس نے اپنے سامعین کو سنجیدگی سے کہا کہ "تمہارے درمیان ایک شخص کھڑا ہے جسے تم نہیں جانتے" آزمایش کے بعد جب اُس نے یسوع کو پھر دیکھا تو اُس نے پکار کر کہا۔ "دیکھو خدا کا برّہ" +

دوسری فصل

مسیح کی آزمایش

"اُس وقت یسوع جنگل میں لایا گیا تاکہ ابلیس سے آزمایا جائے" یہ عین بپتسمہ کے بعد واقع ہوا۔ تب فی الفور بیرونی حالات کا نقشہ اور اندرونی تجربہ دونوں بدل گئے یعنی بپتسمہ کے بعد آزمایش۔ اور نور کے بعد تاریکی آسمان کے کھُل جانے اور باپ کی آواز کے بعد یسوع بیابان میں لایا گیا تاکہ ابلیس اُسے آزمائے۔

جو اہمیت اِس واقعہ کو اناجیل میں دی گئی ہے اُس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ کوئی اتفاقی واقع نہ تھا۔ بلکہ یسوع کی زندگی میں ایک بھاری اور نہایت ضروری نازک وقت تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی زندگی کے بھاری کام پر غور کر رہا تھا اور اُس کی پیچیدگیوں کے خلاف جدوجہد کر کے رستہ نکال رہا تھا۔ اور شیطان کے نہایت طاقتور خدمتگزار اُس کے خلاف جنگ کر رہے تھے۔ اور اُس کو آزمانے اور گمراہ کرنے اور رستے سے منحرف کرنے کے درپے تھے۔ ضرور تھا کہ وہ جو خدا کی بادشاہت قائم کرنے کے لئے انسان بنا تھا انسان کی حیثیت سے بدی کی بادشاہت کی طاقتوں کا مقابلہ کر کے اُن پر غالب آئے۔

کسی روز خداوند نے اپنی آزمایش کا حال اپنے بعض شاگردوں کو سنایا ہوگا غالباً اُس کی گہری حقائق اُن کی سمجھ سے باہر تھیں۔ شاید اُس نے اُن کو تمام اِس قصے کو سادہ الفاظ میں ادا کیا ہوگا۔ مگر اُن سادہ الفاظ میں بھی شاید اُن کو کچھ

مانند نہیں رہا ہوگا۔ لہٰذا وہ بھی ہماری طرح متحیر ہو گئے ہونگے؟ کیا انہوں نے اپنی
پریشانی کا اظہار کیا ہوگا؟ اور اُس سے سوال پوچھے ہونگے جن کا جواب اُن کو
ملا ہوگا؟۔ انہوں نے زندہ روٹی کے بارے میں جو آسمان سے اُتری سوال
کئے تھے؟ (دیکھو یوحنا باب ۶) ہمیں کچھ بتایا نہیں گیا۔ شاید اس کا منشا یہ
ہے کہ ہم خود اس مشکل کو حل کریں۔ پس ضروری ہے کہ ہم اُس پر غور کریں۔ شروع
ہی میں دو مشکلات رونما ہوتی ہیں۔

کیا ہم اس قصّے کو ظاہری لفظی اور حقیقی طور پر سمجھیں جس میں بدرُوحوں کی
آوازیں ہوا میں سنائی دیتی ہونگی اور ایک تاریک اور قوی ہستی یسُوع کو اٹھا
کر ایک اونچے پہاڑ کی چوٹی اور ہیکل کے کنگرے پر لے گئی ہوگی؟ یا یہ اُس نے
اپنی رُوح کے اندر جدوجہد کے بیان کرنے کا ایک مصورانہ طریق اختیار کیا
تھا؟ اگر ہم اُس آزمائش کو دیکھ رہے ہوتے تو کیا ہم ایک اکیلے آدمی کو بیابان
کی ویران چٹانوں میں دیکھتے جو خیالات میں غرق چالیس دن تک بدی کی اُن
اندیکھی طاقتوں کے مقابل جو اُس کی رُوح کے امتحان پر کمربستہ تھیں کھڑا اپنی
آئندہ خدمت کی نسبت سوچ رہا ہے۔ ہر ایک تجویز پر یکے بعد دیگرے
غور کرتا اور پھر اُسے رد کر دیتا ہے۔ یہ تجویزیں بظاہر معقول مگر گناہ آلودہ تھیں۔
شاید ہم میں سے بعض اس موخر الذکر خیال کو زیادہ قدرتی اور اپنے تجربے کے
مطابق سمجھیں گے۔ اس سے اُسکی آزمائش ہماری آزمائش کی مانند ہو جاتی ہے
یسُوع کے لئے یہ دونوں رائیں عملی طور پر ایک ہی ہونگی کیونکہ ابلیس
کو یسُوع دیدنی یا نادیدنی طور پر اپنے پاس موجود دیکھتا ہوگا۔ ہمارے لئے
دونوں خیالات کی گنجائش ہے بشرطیکہ وہ ترغیبیں جو اُس کے سامنے پیش
کی گئیں حقیقی آزمائشیں تھیں اور اُسکی بے گناہ رُوح کے لئے اندرونی نہیں

بلکہ خارجی دباؤ کا نتیجہ تھیں۔

اس سے ضروری طور پر یہ بڑا بھاری سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر خداوند یسوع گناہ سے مبرا تھا تو وہ حقیقی معنے میں کیونکر آزمایا گیا؟ ہمارے لئے آزمائش کے یہ معنے ہیں کہ ہم میں بدی کی طرف ایک طبعی میلان ہے جو آزمائش کے ساتھ ہمساز ہو سکتا ہے۔ یسوع کی انسانیت بے گناہ تھی تو کیا اُس کے لئے آزمائش محض ایک مصنوعی جنگ تھی جس میں نہ کوئی حقیقی خطرہ اور نہ حقیقی مقابلہ تھا؟

خدانخواستہ اگر واقعی ایسا ہو تو میرے لئے آزمائش کے وقت کیا تسلی ہے؟ مجھے ناگوار تجربے سے معلوم ہے کہ میرے لئے یہ کوئی مصنوعی جنگ نہیں ہے۔ مجھے اس علم سے کیا تسلی ہو سکتی ہے کہ وہ فاتح شخص خدا ہے جس کے چمکدار بکتر پر کوئی تیر اثر نہیں کر سکتا؟ ایک روز کا ذکر ہے کہ کسی سوچنے والے عمر رسیدہ آدمی نے جو مسیح پر ایمان نہیں رکھتا تھا مجھ سے کہا کہ "اگر تمہارا مسیح خدا ہے تو اُسکی آزمائشیں میرے لئے تسکین کا باعث نہیں ہیں"۔ اُس آدمی کو تسلی بخش جواب دینا مشکل تھا۔ اُسکے دل میں فی الحقیقت یہ طبعی احساس تھا کہ وہ اپنے ساتھ کسی ایسے زندہ انسانی دوست کی تمنا رکھتا تھا جو اُسکی مانند فی الحقیقت آزمائش میں مبتلا ہؤا ہو اور جو عقلمند اور واقف بڑے بھائی کی طرح ہمدرد اور مددگار ہو سکے۔

کیا اس لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ مسیح آزمایا گیا تھا؟ بائبل صاف کہتی ہے کہ ہاں وہ آزمایا گیا تھا۔

اب اس پر غور کرو کہ بے گناہی کے یہ معنی نہیں کہ گناہ کے لئے ترغیب کبھی ہوگی نہیں یا اگر ہوگی بھی تو معلوم نہیں ہوگی کہ یہ ترغیب ہے۔ بلکہ اس

لے چلتی ہیں کہ جب کسی کے سامنے آزمائش آئے تو وہ اُس سے دبے نہیں
نہ اُس کی مانے۔ بلکہ اُس کے مقابلہ میں اُس کی مرضی ثابت قدم رہے
بیرونی آزمائش جس کو شدت سے محسوس کیا جائے اور اندرونی فاسد اور
استحسان قبول کر لینے والے خیال کی آلودگی میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ پس
آزمائش کا آ پڑنا کسر شان نہیں ہے بلکہ برعکس اس کے راستباز آدمی کی
زندگی کے سب سے شاندار اور مبارک یادگار اوقات وہ ہیں جو آزمائش
پر غلبہ کے متعلق ہیں۔ کاش ہماری زندگی میں ایسے بہت سے اوقات ہوتے
تو بھی ہمارے دل میں اپنے خداوند کے لئے ایسی گہری تعظیم ہے کہ ہم
اِس خیال سے جھجکتے ہیں کہ اُس نے آزمائش کو محسوس بھی کیا ہوگا۔ مگر کیا اِس
کا سبب یہ نہیں ہے کہ ہم نہیں سمجھتے کہ انسانیت اختیار کرنے سے اُس نے
کامل خود ایثاری اختیار کی۔ جب کبھی ہم خیال کرتے ہیں کہ وہ حقیقی خدا تھا تو ہمیں
اس پر بھی زور دینا چاہئے کہ وہ ہم آدمیوں اور ہماری نجات کے لئے حقیقی انسان
بنا۔ اُس نے خدا ہو کر نہیں بلکہ انسان ہو کر آزمائش کو مغلوب کیا۔ جب ہمارے
سردار نے پستی اختیار کر کے ہمارے ہم پہلو جنگ کرنا منظور کیا تو وہ اپنا چمکیلا
بکتر اُتار کر عام سپاہی کی طرح پا پیادہ ہمارے ساتھ ہو کر لڑا۔ اُس نے کسی بات میں
اپنے آپ کو ہم سے الگ نہ رکھا۔ وہ ہماری مانند آزمایا گیا۔

خواہ ہم اُس کو سمجھیں یا نہ سمجھیں ہمیں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ یسوع نے ہماری
انسانی سرشت اختیار کرنے سے اس سرشت کے جائز انسانی تقاضا یعنی جسمانی
میلان اور خواہشوں کو بھی لے لیا جن سے گناہ ہمارے اندر داخل ہو سکتا ہے۔
اُس نے بھوک کی تلخی کو محسوس کیا اور صلیب پر پیاس کی سخت اذیت اِس
درجہ کی تھی کہ اُس نے پینے کو کچھ مانگا۔ اُس کا جسم درد کے احساس کے مارے

سہم گیا۔ اُس کی رُوح گتسمنی باغ میں دلی عذاب سے عنقریب کچلی گئی۔ یہ قدرتی تھا کہ وہ اُن تکالیف سے بچنے کے امتحان میں مبتلا ہو اور کہے کہ "اگر ہو سکے"۔ ورنہ وہ انسان نہ ہوتا۔ پس ہمیں صاف بتایا گیا ہے کہ اُس کی بے گناہ سرشت سخت امتحان میں مبتلا ہو سکتی تھی کہ امتحان کے مقابلے میں اُس کی جد و جہد اکثر شدید تھی۔ اور کہ اُس نے حقیقی جانفشانی سے غلبہ حاصل کیا چنانچہ کتاب مقدس میں لکھا ہے کہ "جس صورت میں اُس نے خود ہی آزمایش کی حالت میں دُکھ اُٹھایا تو وہ اُنکی بھی مدد کر سکتا ہے جن کی آزمایش ہوتی ہے" اور پھر یہ کہ "ہمارا ایسا سردار کاہن نہیں جو ہماری کمزوریوں میں ہمارا ہمدرد نہ ہو سکے۔ بلکہ ساری باتوں میں ہماری طرح آزمایا گیا۔ تاہم بے گناہ رہا"۔ یہ یسوع کی پہلی آزمایشیں نہ تھیں اور نہ ہی آخری تھیں۔ اِس سے پیشتر کی عمر میں وہ ہماری مانند آزمایا گیا۔ اور بعد میں بھی اُس کی باقی عمر بھر یہی حال رہا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ ابلیس "کچھ عرصے کے لئے اُس سے جُدا ہوا"۔ گتسمنی میں بھی آزمایش نے اُس کا پیچھا نہ چھوڑا۔ "اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے"۔ اور وہ اپنے شاگردوں سے اپنی زندگی کے اخیر پر بڑی دلسوزی سے کہتا ہے کہ "تم وہ ہو جو میری آزمایشوں میں میرے ساتھ رہے ہو"۔ مگر وہ ہمیشہ فتحیاب رہا۔

یہاں تک تو اِس معاملہ کو سمجھنے کے لئے ہماری ناچیز کوششیں ہو چکیں۔ اب ہم اصلی قصے کی طرف متوجہ ہونگے۔ ہم اپنے تصور میں اُس روز یسوع کو یردن سے اوپر آتے دیکھتے ہیں۔ اُسکے اندر گہرے جذبات جوش زن ہو رہے ہیں۔ رُوحانی لحاظ سے وہ ایک بڑے بھاری نازک وقت میں سے گذر رہا ہے چنانچہ آسمان سے آواز کا آنا۔ رُوح القدس سے اُس کی

نفرتیں۔ خوش اعتقادیت لذتوں کا احساس۔ اُس کی زندگی کی مہم کا آغاز جلالی بیان حیرت انگیز بات کا علم کہ باپ کے کام میں مشغول ہونے کے کیا معنی ہیں اس امر کی دلیل ہیں۔

بعد ازاں یسوع خود اپنی تجویز سے نہیں بلکہ باپ کی الٰہی تحریک کے تابع ہو کر رُوح کی ہدایت سے جنگل میں گیا۔ تاکہ ابلیس سے آزمایا جائے۔

خیالات اور جذبات کے ایسے زبردست تلاطم میں انسان عوام سے دُور تخلیہ میں رہ کر سوچ اور فکر کرنا پسند کرتا ہے۔ یسوع دریا کے کنارے پر بھیڑ میں سے گذر کر تن تنہا اِدھر اُدھر بکھرے پہاڑی رستے پر سے جنگل میں چلا جاتا ہے۔ رات بھر چلتے چلتے آس پاس کی چیزوں سے بے خبر وہ بیابان کی سُنسان چٹانوں اور غاروں کے بیچ جہاں جنگلی جانور رہتے تھے پہنچ جاتا ہے۔

مقدس لوقا کہتا ہے کہ چالیس دن وہ رُوح کی ہدایت سے بیابان میں پھرتا رہا۔ اور ابلیس اُسے آزماتا رہا۔ میں تمہیں اُن چالیس ایام کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ ہم میں سے اکثر اُسکو نظر انداز کر دیتے اور فقط اُن حالات کا خیال کرتے ہیں جو اِن ایام کے بعد واقع ہوئے۔ یہ ہماری غلطی ہے۔ ہم جس قدر زیادہ اس پر غور کرتے ہیں ہم پر روشن ہو جاتا ہے کہ یہ وقت اُسکی جنگ کا سب سے بڑا زمانہ تھا۔ اُن چالیس دن کے عرصے میں اُس کے دل میں اس درجے کا جوش موجزن تھا کہ اُس نے خوراک کی ضرورت کو محسوس نہ کیا۔ کیا تم دُھندلے طور پر بھی کسی آدمی کی حالت کو خیال میں لا سکتے ہو کہ اُس کے دل و دماغ پر کس قدر زور پڑتا ہوگا جس کی وجہ سے وہ چالیس دن بغیر خوراک کے رہا؟

جب آدمی ایسی ہولناک کشمکش کی حالت میں ہوتا ہے تو اُسکو اپنے ارد گرد کسی چیز کا ہوش نہیں رہتا۔ اور نہ اُس کو کھانے پینے کا خیال ہوتا ہے اگر

اُس کو وفعتاً اِس بات کا احساس پیدا ہو جائے کہ وہ بھوکا ہے تو کیا اِس سے یہ سمجھا جائے گا کہ اُس کی دلی کشمکش کم ہو رہی ہے ؟ اِس بات کا ثبوت اُن بیانات میں پایا جاتا ہے جو مسیح کی آزمائشوں کے بارے میں مندرج ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح کو جدوجہد کے بعد دلی آرام حاصل ہو گیا اور رُوح کے اندر سخت کھینچا تانی کے بعد وفعتاً سکون پیدا ہو گیا۔ چالیس دن کے قلبی اضطراب کے بعد گویا وہ زمین پر واپس آ گیا اور پہلی مرتبہ اُسے بھوک کی تکلیف محسوس ہوئی۔ وہ چالیس دن کا عرصہ کیسا ہولناک ہوگا جسکے خیال ہی سے کلیجہ مُنہ کو آتا ہے۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک وسیع پُر اسرار رُوحوں کا عالم ہمارے چاروں طرف ہے جس میں نادیدنی بد رُوحیں رہتی ہیں اور وہ انسان اور خدا کا مقابلہ کرتی ہیں تعجب نہیں کہ اُن چالیس دن کے واقعات نے یسوع کی اُس پسندیدہ دُعا میں یہ فقرہ بڑھا دیا ہوگا۔ "ہمیں آزمائش میں نہ لا بلکہ اس شریر سے بچا" یسوع نے کبھی کسی فانی انسان کو نہیں بتایا ہوگا کہ اُن چالیس دن کی عجیب روحانی جنگ کیسی تھی۔ شاید وہ قصہ عام فہم الفاظ میں ادا بھی نہیں ہو سکتا ہوگا۔ ممکن ہے کہ یہ پُر اسرار واقعہ اُس نے فقط آخری وقت پر بیان کیا ہو جب وہ انسانی طور پر ادا ہو سکتا تھا۔ شاید وہ اُس عرصے میں دُنیا سے بے خبر تھا اور اُس کی رُوح رُوحانی عالم کی لا انتہا وسعت میں ہولناک لگاتار اور شدید جنگ میں مصروف تھی۔ وہ ہمارے عِلم کی رسائی سے دُور نکل گیا۔ بھوک شاید اُس کے لوٹ کر آنے کا اوّل نشان تھی۔ شاید اُسی وقت امتحان کا وہ حصہ شروع ہوا جسے ہم سمجھ سکتے ہیں۔

لکھا ہے کہ وہ چالیس دن کے بعد بھوکا ہوا۔ ایسی سخت بھوک کے بارے میں ہمیں کچھ علم نہیں۔ جن لوگوں کو بہت دنوں بھوکا رہنے کا تجربہ ہوا ہے

وہ بیان کرتے ہیں کہ وہ کس قسم کی شدید خواہش ہوتی ہے۔ یسوع یوحنا کی طرح نفس کشی میں مشاق نہ تھا۔ اِس موقع پر اُس کے تندرست انسانی جسم کو غذا کی خواہش ہوئی جو برداشت سے باہر تھی۔ بھوکے آدمی کو دھندلی روشنی میں بکھرے ہوئے پتھر روٹیوں کی طرح نظر آتے ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ بے حد افسردگی کی وجہ سے ناقص شبہات پیدا ہو گئے ہوں۔ وہ بھوک کی شدت سے بے تاب ہو رہا تھا اور شیطان کے ساتھ اکیلا تھا۔ ایسے موقع پر ہر ایک اچھی چیز شک میں ڈالنے والی اور غیر حقیقی نظر آتی ہے۔

پس اِس موقع پر شیطان کا اوّل حملہ شروع ہوتا ہے۔ "اگر تو خدا کا بیٹا ہے" کیا تجھے یقین ہے کہ تو خدا کا بیٹا ہے؟ کیا ممکن نہیں کہ وہ مجذوب بپتسمہ دینے والا غلطی پر ہو؟ ممکن نہیں کہ آسمان سے آواز کا آنا اور روح مقدس کبوتر دماغی دھوکا ہو؟ اِس خدمت کے شروع کرنے اور اَوروں کو گمراہ کرنے سے پیشتر اپنے آپ کو جانچ۔ کوشش کر کے دیکھ کہ کیا تو اپنے تئیں بھی بھوکوں مرنے سے بچا سکتا ہے۔ آ اے خدا کے بیٹے۔ اگر تو خدا کا بیٹا ہے تو فرما کہ یہ پتھر روٹیاں بن جائیں۔

کیوں نہیں؟ بادی النظر میں یہ بات سادہ اور معقول معلوم ہوتی ہے شاید یسوع کو اوّل مرتبہ اپنی بے حد طاقتوں کا احساس ہوا۔ اب امتحان درپیش ہے اپنی فوق العادت طاقت کو وہ کیوں کام میں نہ لائے؟ مابعد میں اُس نے اپنی اُس طاقت کو ایک بڑی جماعت کو کھلانے اور پانی کے مے بنانے میں ظاہر کیا۔ اِس وقت کیوں اُس کا اظہار نہ کرے؟

اِس آزمائش میں یہی تو دھوکا ہے کسی صریحاً ناجائز بات کو پیش کرنا حماقت ہوتی۔ کیا ہم نہیں سمجھتے کہ ہماری سب سے بڑی آزمائش وہ ہے جس

ہیں ہم کسی معقول عمل کی نسبت یہ دریافت کرکے دھوکا کھا جاتے ہیں کہ کیا یہ بات یقیناً غیر واجب ہے؟

گو یسوع اس وقت بھوک کی شدت سے بیدم اور ماندہ ہو رہا تھا اُس نے ایسا کرنا مناسب نہ سمجھا۔ ہم تعظیم کے ساتھ اس کی نسبت قیاس دوڑا سکتے ہیں۔ کیا یہ اس لئے نہ تھا کہ روح اُسے اس شدید امتحان کے لئے لایا تھا جس سے اب اُسے پہلو تہی نہیں کرنی چاہئے تھی؟ کیا اس کا سبب یہ نہ تھا کہ جو طاقت کہ اوروں کی خدمت کے لئے ملی تھی وہ اُسے اپنے لئے اور اپنے آرام کی خاطر صرف نہیں کرنا چاہتا تھا؟ کیا اس کی وجہ یہ نہ تھی کہ وہ خود اپنی مدد کے لئے اپنے آپ کچھ نہ کرے بلکہ اپنے کو سراسر باپ کے ہاتھ میں سپرد کر دے؟ جب اس نے ہمارا حوصلہ بڑھانے کے لئے ہماری ناچیز انسانیت کی شرائط کے تابع ہونا منظور کر لیا تو اب وہ اپنے آرام کی خاطر ان شرائط کو توڑ نہیں سکتا۔ اس سے وہ بنی نوع انسان کے حلقے میں سے خارج ہو جائے گا۔ اگر یہ بیچارہ ابن آدم انسان جس کو سر دھرنے کی بھی جگہ نہ تھی اس وقت ایسا کرتا تو وہ کیوں افلاس اور احتیاج اور غربت سے بچنے کے لئے بار بار ایسا نہ کیا کرتا؟ وہ گتسمنی کی جان کندنی سے کیوں نہ بچ جاتا؟ وہ نزع کے وقت اپنے آپ کو کیوں نہ بچاتا جب اسی قسم کا امتحان اُس کے سامنے رکھا گیا کہ "اگر تو خدا کا بیٹا ہے تو صلیب پر سے اتر آ"۔

نہیں ہرگز نہیں۔ اس نے اوروں کو بچایا۔ وہ نہ اُس وقت نہ اب اپنے آپ کو بچا سکتا ہے۔ اگر وہ غیر واجب عمل کئے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا تو اُسے موت منظور ہے۔ وہ بھوک سے مرتا ہوا مسیح کبھی اس سے پیشتر موت کے اس قدر نزدیک نہیں پہنچا تھا۔

ایسے اوقات ہماری زندگی میں بھی رونما ہوتے ہیں جب ہم خدا کی پاک

رنجی کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے کے بجائے آرام اور زیادہ خوشگوار زندگی اور روپیہ حاصل کرنے اور خوشحالی اور اپنے خاندان کے لئے بہتر انتظام کرنے کو زیادہ پسند کرتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ ہمیں دُنیا میں زندگی بسر کرنی ہے۔ یسوع اِس امتحان پر فتح پا کر بیابان سے ہم کو کہہ رہا ہے کہ "میرے پیچھے۔ میں روٹی کھانے والے کی آزمائش کو سمجھتا ہوں۔ مجھے خود اس کا تجربہ ہے۔ مگر اسے سیکھو۔ راستی کے خلاف عمل کرنے سے مرنا بہتر ہے"۔

اب دوسرا امتحان شروع ہوتا ہے۔

خدا پر ایمان یعنے پاک نوشتوں کی تلوار کے ذریعہ یسوع نے فتح پائی تھی اب شیطان اُسی ہتھیار کو لے کر مقابل میں آتا ہے۔ چونکہ تمہارا ایمان خدا پر ہے اب اُس ایمان کو دکھاؤ۔ کاہنوں اور عبادت کرنے والوں کی جماعت کے دیکھتے ہوئے اپنے آپ کو ہیکل کے کنگرے پر سے نیچے گرا دو۔ اِس سے کامل ایمان کا ثبوت مل جائے گا۔ یہ تمہارے مسیح ہونے کا سب سے بڑا نشان ہوگا۔ کیونکہ قدیم نوشتوں میں لکھا ہے کہ "وہ تیری بابت اپنے فرشتوں کو حکم دے گا۔ اور وہ تجھے ہاتھوں پہ اُٹھا لینگے۔ ایسا نہ ہو کہ تیرے پاؤں کو پتھر سے ٹھیس لگے"۔

ہم اِس آزمائش کے بارے میں کیا سمجھیں؟ کیا ابلیس نے فی الحقیقت مسیح کو اٹھا کر ہیکل کے کنگرے پر کھڑا کر دیا ہوگا؟ ہم رُوحانی عالم کی طاقت سے واقف ہیں اور باور کر سکتے ہیں کہ یہ سراسر قابلِ یقین ہے۔ یا کیا یہ گھر سے رُوحانی امتحان کے بیان کے ادا کرنے کا ایک مصورانہ طریق ہے؟

بلا ریب وہ اپنی زندگی کے کام پر غور کر رہا ہوگا۔ اپنی غیر طبعی طاقتوں کا احساس اُس کے رستے میں بڑا بھاری امتحان ہوگا۔ بیچاری مصیبت زدہ دُنیا پر خدا کی بادشاہت کی برکت لانے کا بہترین طریق کیا ہو سکتا ہے؟ کیا وہ

آسمانی لشکروں کو لے کر اُس بادشاہت کا جھنڈا کھڑا کرے گا؟ کیا وہ اپنی اعجازی طاقتوں کو دکھا کر لوگوں کو مطیع کر لے گا؟ عوام مسیح کے دعووں کے ثبوت میں معجزوں کے منتظر تھے۔ ورنہ وہ اُس کو کبھی قبول نہ کرتے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بعد میں اُنہوں نے بار بار آسمانی نشان طلب کیا۔ کیا اُسے اِس وقت کوئی قاطع نشان دکھانا چاہئے تھا جو مذہب کا ایک سنسنی پیدا کرنے والا اشتہار ہوتا؟ کیا اُسے بطور ایک بڑے بھاری معجزہ نما کے ظاہر ہونا چاہئے تھا؟ اگر وہ اپنے آپ کو مقدس پرستش عبادت کرنے والوں کے مجمع میں گرا دے یا کسی اور ایسے ہی اعجازی طریق پر اپنا کام شروع کرے تو لوگ اُسکو کمال درجے کی خوشی اور واہ واہ کے نعروں کے ساتھ قبول کرینگے۔ اور وہ ہیکل سے ظفر مندوں کی طرح کوچ کرتا ہوا نکلیگا اور لگاتار معجزات دکھا کر سب لوگوں کو اپنی فرماں روائی میں لے آئے گا۔

آزمانے والے نے اُس کے کان میں کہا "اے خدا کے بیٹے (اگر تو فی الحقیقت خدا کا بیٹا ہے) اب تیرا موقع ہے۔ اپنے تئیں نیچے گرا دے۔ اب دکھا دے کہ تو خدا کا ہمجنس ہے۔ جس خدا کی بادشاہت کو تو بنی آدم کو عطا کرنا چاہتا ہے اُسے قوت کے ساتھ لے آ۔ اس طور پر بلا تکلیف اور بغیر حد سے زیادہ زحمت کے تو منزل مقصود پر پہنچ جائے گا۔

کیا ابنِ آدم کے لئے یہ حقیقی آزمائش نہیں؟ اس میں کوئی خود غرضی نہیں۔ ابلیس بھی واقف تھا کہ کوئی ذاتی آرام یا شان و شوکت کا خیال اُس کے لئے باعث امتحان نہ ہوگا۔ فقط ہم ہی ایسی بھدے طعمے سے لبھائے جا سکتے ہیں مگر اُس کو بیچاری مصیبت زدہ اور گناہ آلودہ دُنیا کا خیال تھا جس میں وہ خدا کی بادشاہت بہت جلد لے آنا چاہتا تھا۔ یسوع نے اس معجزے والی تجویز پر غور کیا ہوگا۔ ورنہ وہ اُس کو آزمائش نہ سمجھتا۔ وہ کم از کم پل بھر کیلئے اُسکو معقول معلوم ہوئی ہوگی

لیکن وہ جانتا تھا کہ حیرت اور ایمان دو مختلف چیزیں ہیں۔ تم معجزے کے ذریعہ کسی کو حیرت زدہ کر کے لازمی طور پر بہتر نہیں بنا سکتے۔ مسیح اپنی قوت سے نہیں بلکہ اپنی محبت سے آدمیوں کو جیتنے آیا تھا۔ وہ خدا کی اُلفت اور دردمندی اور خود شاری ظاہر کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔ اگر ان سے دُنیا فتح نہیں ہوگی تو اور کسی بات سے نہیں ہو سکتی۔ اُس نے اِن دونوں باتوں کا موازنہ کیا۔ ایک طرف تو کٹھن رستہ مایوسی۔ توقف دُکھ مصیبت اور صلیب ہے۔ دوسری جانب اسرائیل کا عرصہ دراز کا انتظار کہ مسیح اُن کو فتحمند کی طرح ہیکل کے مقدس سے لے چلیگا۔

یسوع نے اِن دونوں باتوں میں سے ایک کو چُن لیا۔

اُس نے معجزوں والی آسان تجویز کو تو دیکھتے ہی رد کر دیا۔ فرض کی ادائیگی میں وہ بلا تامل اپنے آپ کو ہیکل کے کنگرے پر سے تو کیا کائنات کے کنگرے پر سے گرا دیتا۔ لیکن جب تک کوئی شخص صریحاً فرض کے رستے پر نہیں اُس کا خدا سے طلب کرنا کہ وہ اپنے فرشتوں کو حکم دے محض گستاخی کا عمل ہے۔ یسوع نے کہا۔ "لکھا ہے کہ تو خداوند اپنے خدا کی آزمائش نہ کر"۔

"اور ابلیس نے اُسے ایک بہت اونچے پہاڑ پر لے جا کر دُنیا کی ساری بادشاہتیں پل بھر میں دکھائیں"۔ شاید یہ لفظی طور پر صحیح ہے کہ ابلیس ہمارے خداوند کو "بدن سمیت یا بغیر بدن کے" ایک اونچے پہاڑ پر لے گیا۔ اور اعجازی روحانی طاقت سے اُسے دُنیا کی ساری بادشاہتیں اور اُن کی شان و شوکت دکھائی۔

مگر شاید اِس کے یہ معنی ہیں کہ یسوع خدا کی بادشاہت کے لانے کی آئندہ تجاویز پر غور کر رہا ہے۔ اور اُسکے دل کی آنکھ کے سامنے وہ رویت دکھائی دے رہی ہے جس میں مسیح غیر قوموں کو میراث میں اور دُنیا کی انتہا کے ممالک کو اپنے قبضہ میں لے آئے گا۔ یا اُس کی موجودہ بادشاہت ہے۔ اب بیابان نظر سے

غائب ہوگیا ہے۔ اور دُنیا سامنے آگئی ہے جس کی حدود اُس کے تصور میں وسیع ہوتی جا رہی ہیں اور ساری خوبصورت دُنیا اُس کے آگے پھیلی ہوئی ہے۔ جس پر سُورج چمک رہا ہے اور جس میں شہر اور محل اور فوجیں ہیں اور مالدار اور عظیم الشان اور زبردست قومیں آباد ہیں اور دُنیا جسے اُس نے بنایا اپنے خداوند کے آگے عاجزی سے جھکنے سرنگوں ہے۔ وہ اِس رویت کے پُورا ہونے کے لئے ترستا ہے تاکہ وہ اِس گُناہ آلودہ دُنیا میں خوشی اور نجابت کا دَور لے آئے اگر یسُوع دُنیا کا بادشاہ ہو۔ تو یہ دُنیا کیسی عمدہ ہو جائے گی۔ مگر یہ کس طرح سے انجام پا سکتا ہے؟ ابلیس نے نے کہا "اگر تُو جھک کر مجھے سجدہ کرے تو یہ سب چیزیں اور اُن کی شان و شوکت تجھے دے دُونگا"۔

معلوم ہوتا ہے کہ مسیح نے اِس آزمائش سے یہ سمجھا کہ ابلیس کا مقصد یہ ہے کہ کوئی ایسا عمل کرے جس سے ثابت ہو کہ وہ اُس بد رُوح کی تعظیم کرتا ہے۔ شاید اُس کا مدعا یہ تھا کہ وہ جبر سے اپنی بادشاہت قائم کرے۔ یا زیادہ اغلب ہے کہ وہ مسیح سے کہہ رہا ہے کہ "یہ مدعا جلد اور آسانی پُورا ہو سکتا ہے اگر تم اپنے دعوے سے دستبردار ہو کر دُنیا کے بڑے بڑے آدمیوں رومی حکومت اور فقیہوں اور فریسیوں کے ساتھ اتحاد پیدا کر لو۔ دُنیا کی ہر ایک تحریک اسی طرح کامیاب ہوئی ہے۔ دُنیا کو فتح کرنے کا یہی ایک طریق ہے"۔ یہ ویسی ہی بات ہے جیسے کوئی واعظ دل میں کہے کہ "میں تھوڑی سی مداہنت سے اور زبردست آدمیوں کے ساتھ دوستی پیدا کرنے اور عوام کی رائے کی مخالفت نہ کرنے اور بعض ضروری حقائق پر جن کو میں دل سے مانتا ہوں کم زور دینے سے خدا کے لئے بہتر کام کر سکونگا۔ میرا رسوخ بڑھ جائے گا۔ لوگ میری باتیں زیادہ غور سے سنیں گے اور میری منادی زیادہ مؤثر ہو گی"۔

جو کچھ ابلیس نے یسوع سے کہا اُس میں بہت سی راستی ہے۔ اگرچہ ابلیس

لیکن اگر ہم اُس کے پرستار ہوں تو ہمیں بھی دُنیا اور اُس کی شان و شوکت کا کچھ حصہ مل جائے گا۔ وہ چاہتا ہے کہ میری تعظیم کرو کلیسیا بھی ہمیشہ اس امتحان سے نہیں بچی۔ وہ اپنے اصولوں سے دستبردار ہو کر اور دُنیا کے صاحب اقتدار آدمیوں کے ساتھ موافقت اور قول و قرار کے ذریعہ دُنیا پر غالب آنے کی کوشش کرتی رہی ہے۔

مگر یسوع گناہ آلودہ دُنیا کے ساتھ ساز باز نہیں کرے گا۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ وہ محبت اور خود انکاری خود ضبطی اور خود ایثاری اور اپنی رضامندی سے لوگوں کے ہاتھ سے تکلیف سہنے کا آہستہ رو اور پر تکلیف طریق اختیار کریگا۔ یہ طول طویل اور تھکا دینے والا رستہ ہے جسکے طے کرنے میں صدیوں کا عرصہ درکار ہے۔ اس دو ہزار سال کے عرصے میں وہ مقصد نصف بھی پورا نہیں ہوا۔ مگر آخر وہ پورا ہوگا۔ اس دُنیا کی بادشاہتیں ہمارے خدا اور اسکے مسیح کی بادشاہتیں ہو جائینگی اور وہ ابد تک بادشاہی کرے گا۔ غرض کے اس سخت اور دشوار گزار رستے کی جگہ شیطان ایک آرام کا رستہ پیش کرتا ہے جو ہموار اور لُبھانے والا ہے بشرطیکہ بدی کے آگے سر تھوڑا سا جھکا دیا جائے۔ مگر یسوع کبھی اسکو قبول نہیں کرنے کا۔

"اے شیطان دُور ہو کیونکہ لکھا ہے کہ تو خداوند اپنے خدا کو سجدہ کر اور صرف اُسی کی عبادت کر۔"

اب دیکھیں کہ ہم نے کیا سیکھا ہے:-

(۱) ہمارا خداوند جس کے سامنے ہم اپنی کوتاہیوں کا اقرار کرتے ہیں ہماری آزمائشوں میں ہمدردی کر سکتا ہے۔ وہ ساری باتوں میں ہماری طرح آزمایا گیا تاہم بے گناہ رہا۔ چونکہ وہ آزمائش سے مغلوب نہ ہوا۔ اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ وہ ہمارے ساتھ پوری ہمدردی نہیں کر سکتا۔ ذرا غور کرو۔ ہم تین بھائی ایک اونچے

پہاڑ پر چڑھنے کے لئے جد و جہد کر رہے ہیں۔ پہاڑ کی چڑھائی سو درجے کی ہے تم میں
پچاس درجے پر بیٹھ گیا۔ میرا دوسرا بھائی ہانپتا ہوا ستر درجے تک پہنچ کر ہمت ہار گیا
وہ میرے ساتھ ہمدردی کر سکتا ہے۔ سب سے بڑا بھائی بمشکل سے دم لیتا ہوا ہمارے
ساتھ ساتھ چلا جاتا ہے اور ہم کو آگے بڑھنے کے لئے ہمت دلاتا ہے۔ تاریکی چھا
رہی ہے۔ مگر وہ زور مار کر چڑھتا جاتا ہے۔ اُس کا پسینہ بہہ رہا ہے اور دم چڑھا ہوا
ہے مگر وہ آگے بڑھتا جاتا ہے۔ آخر وہ گرتے پڑتے چوٹی پر پہنچ جاتا ہے۔ کیا
دوسرے بھائی کی نسبت اُس کی ہمدردی میرے ساتھ کچھ کم ہوگی؟ اُس نے ہم
دونوں سے زیادہ تکلیف اٹھائی ہے۔

(۲) اُس نے وہ کام کیا ہے جو دوسرے بھائی سے نہ ہو سکا یعنی اُس نے فتح
حاصل کرنے کا امکان مجھے ثابت کر دیا ہے۔ یہ دوسرا سبق ہے یعنی آزمائش سے ہماری
ہمت افزائی ہوتی ہے۔ فتحمند یسوع بیابان میں سے کہہ رہا ہے کہ اے میرے خستہ حال
بیدل آزمائش میں پڑے ہوئے بھائی۔ بڑھتا چلا آ۔ اور غالب ہو تم غالب آ سکتے ہو۔ کوئی وجہ
نہیں کہ تم غلبہ حاصل نہ کرو تم نے ہمت ہار دی ہے۔ تمہارا خیال آزمائش کی طاقت اور ناکامیابی
کے رنج پر لگا ہوا ہے۔ یہ حد درجے کی درد انگیز محض خیالی اور بزدلانہ بات ہے اور اس میں راستی
نہیں ہے۔ مرد بنو میری طاقت کے سہارے پر از سر نو کوشش کرو میں نے تمہاری انسانیت اختیار
کی ہے تاکہ تم پر ظاہر ہو جائے کہ انسانیت کیا کچھ کر سکتی ہے میں نے انسان ہو کر تمہارے
پہلو بہ پہلو جنگ کی ہے اور مجھے سوائے خدا پر ایمان کے اور کسی قسم کی مدد حاصل نہ تھی۔ اور
وہی مدد تمہیں بھی میسر ہو سکتی ہے تمہاری جنگ سے میری جنگ بہت سخت تھی اور مجھے فتح نصیب
ہوئی اور چونکہ مجھے بھاری لڑائی میں فتح حاصل ہوئی تمہیں ہلکی لڑائی میں بھی حاصل ہو سکتی ہے۔

"تب ابلیس اُسکے پاس سے چلا گیا اور دیکھو فرشتے آ کر اُسکی خدمت کرنے لگے" جو بوجھ اُسکے کم قدر
نوکروں کو ہر ایک آزمائش پر فتح پانے کے بعد نصیب ہو گا یہ اُس کا بیعانہ ہے ◆

تیسری فصل

پہلے شاگرد

اب ایک ہفتے کے بعد کا ذکر سُنو۔ سنسان بیابان میں ابلیس کے ساتھ جنگ کے بعد جب ہم خداوند کو اُس کے اپنے عزیز سادہ گلیلی دہقان دوستوں کے ساتھ معمولی آدمیوں کی طرح چلتے پھرتے دیکھتے ہیں تو ہمارے دل کے اندر امن اور راحت کا احساس پیدا ہو جاتا ہے۔

اگر پچاس سال کے بعد عمر رسیدہ مقدس یوحنا پرانی باتوں کی محبت بھری یادداشت قلمبند نہ کرتا تو مسیح کی آزمائش کے ایک ہفتہ بعد کا ایک نہایت دلچسپ قصہ یعنی پہلے شاگردوں کی بلاہٹ کا حال ہمارے ہاتھ سے جاتا رہتا۔ مقدس متی اور مقدس مرقس اور مقدس لوقا خداوند کی زندگی کے خاص خاص حالات کا بیان کرتے ہیں۔ وہ معمولی واقعات ہیں جو اوّل زبانی اور بعد ازاں اِن تحریری اناجیل کے ذریعہ نوخیز کلیسیا کو سکھائے گئے تھے مگر وہ سوانح غیر مسلسل ہیں اور اُن کے درمیان بہت سے خالی وقفے رہ جاتے ہیں۔ مثلاً یہی ایک قصہ ہے۔ وہ تینوں انجیل نویس مسیح کی آزمائش کے بعد فوراً اُس کی گلیلی خدمت کا حال شروع کر دیتے ہیں۔ اور درمیانی عرصہ کے واقعات کی طرف کوئی اشارہ نہیں کرتے۔

لیکن دور فاصلہ پر افسس میں ایک بوڑھا شاگرد ان اناجیل کا مطالعہ کرتا ہے۔ اور پڑھتے پڑھتے اپنے خیال میں اُن وقفوں کو جو اُن واقعات

کے سلسلے میں نظر آتے ہیں پر کرتا جاتا ہے جب وہ آزمایش کا حال پڑھتا ہے تو دل میں کہتا ہے کہ لکھنے والے آزمایش کے بعد کے عجیب ایام کا ذکر چھوڑ گئے ہیں جب وہ پڑھتا ہے کہ مسیح نے اپنے شاگردوں کو خدمت کے لئے علانیہ طور پر بلایا تو وہ خیال کرتا ہے کہ یہاں ان دنوں کے بارے میں کچھ نہیں کہا گیا جب ہم شاگردوں کو پہلے پہل مسیح سے واقفیت پیدا ہوئی۔

مقدس یوحنا کو اُس تین سال کے عرصہ کی جب وہ یسوع کی رفاقت میں رہتا تھا بعض ایسی پیاری بے تکلف باتیں یاد تھیں جو اوروں کو نہ تھیں۔ جب اُسے اُن کا خیال آیا تو اُس نے وہ باتیں اپنے لوگوں کو بتائیں اور بعد ازاں وہی باتیں اُس کی انجیل میں درج کی گئیں۔

اُن پرانی باتوں میں سے ایک جو نہایت نمایاں تھی اُس دن کی یاد تھی جس روز وہ پچاس سال گذرے کہ اپنے خداوند سے چار بجے شام پہلی مرتبہ ملا تھا۔ وہ اُس کی زندگی میں ایک خاص قابلِ یادگار دن تھا جس کو وہ نظر انداز کرنا نہیں چاہتا تھا پس وہ آزمایش کے بعد کے ہفتے کی تصویر کھینچتا ہے جس کا مرکز وہی خاص دن ہے یہ کہنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ وہ غالباً ہفتہ یعنے سبت کا دن ہوگا کیونکہ وہ چار دن کا حال متواتر بیان کرتا ہے اور اِن کے بعد تیسرے دن قانائے گلیل میں ایک شادی ہوئی تھی۔ اب یہودیوں میں یہ ایک مقررہ دستور تھا کہ لڑکیوں کی شادی بدھ کے روز ہوا کرتی تھی۔ اُس بدھ سے پیچھے کی طرف شمار کرنے سے وہ ہفتہ جمعرات کے دن شروع ہوا ہوگا۔

اب ہر ایک دن کے واقعات پر غور کرو۔ پہلا دن جمعرات تھا۔ مقدس یوحنا بیت عبارہ میں اصطباغی کے ساتھ ہے۔ وہ اور اُسکے جوان ساتھی دل میں اعلےٰ باتوں کا شوق لئے ہوئے عوام کے ہمراہ گلیل سے اُس نئے نبی کا کلام سننے کو آتے

ہیں وہ اُس کی باتوں کو فوراً قبول کر کے اُس کے شاگرد بن جاتے ہیں۔ اور اُسکے ساتھ رہتے ہیں اور مچھلی پکڑنے کے موسم کے آنے پر پھر جھیل کو لوٹ جاتے ہیں۔

یوحنا کی منادی نے سارے علاقے میں ایسا تہلکہ برپا کر دیا تھا کہ فریسیوں نے مناسب سمجھا کہ ایک وفد اُسکے بارے میں دریافت کرنے کے لئے بھیجا جائے۔ وہ جمعرات کے دن یعنے غالباً یسوع کے بیابان سے لوٹ آنے سے ایک دن پیشتر وہاں پہنچا ہو گا۔ وہ مبلغ کھلے دل سے اُن سے ملا۔ کوئی چھپانے کی بات تو تھی نہیں۔

اُنہوں نے اُس سے پوچھا کہ "تو کون ہے؟" اُس نے جواب دیا کہ "مَیں مسیح نہیں ہوں" "پھر کون ہے؟ کیا تُو ایلیاہ ہے؟" اُس نے کہا "مَیں نہیں ہوں" "کیا تُو وہ نبی ہے؟" اُس نے جواب دیا "نہیں" اُنہوں نے اُس سے کہا پھر تُو ہے کون؟ تاکہ ہم اپنے بھیجنے والوں کو جواب دیں۔ تُو اپنے حق میں کیا کہتا ہے؟" اُس نے کہا "مَیں جیسا یسعیاہ نبی نے کہا ہے بیابان میں ایک پکارنے والے کی آواز ہوں کہ تم خداوند کی راہ کو سیدھا کرو" اُنہوں نے اُس سے سوال کیا کہ "اگر تُو نہ مسیح ہے۔ نہ ایلیاہ۔ نہ وہ نبی۔ تو پھر بپتسمہ کیوں دیتا ہے؟" اُس نے جواب دیا کہ "مَیں پانی سے بپتسمہ دیتا ہوں۔ تمہارے درمیان ایک شخص کھڑا ہے جسے تم نہیں جانتے"۔

دوسرے دن "اصطباغی اپنے بعض بے تکلف دوستوں کیساتھ کھڑا تھا تو دفعتاً یسوع پہاڑ کے اُسی ڈھلوان کے رستہ پر سے اُنکی طرف آیا جس پر وہ چھ ہفتے پیشتر جاتے جاتے غائب ہو گیا تھا۔ وہ چالیس دن کی کلفت کے بعد تھکا ماندہ ہے۔ اُس کی آنکھوں میں آسمانی نُور چمک رہا ہے۔ اصطباغی حیران تھا کہ وہ کہاں چلا گیا۔ اب وہ اُس کو پہچان کر فوراً بڑے اشتیاق

اور تکریم سے اپنے رفیقوں کو اُس کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ "دیکھو یہ خدا کا برّہ ہے جو دُنیا کا گناہ اُٹھا لے جاتا ہے۔ یہ وہی ہے جس کی بابت میں پیشتر کہہ چکا ہوں۔ میں نے رُوح کو کبوتر کی طرح آسمان سے اُترتے دیکھا ہے اور وہ اُس پر ٹھہر گیا۔ اور میں نے دیکھا اور گواہی دی ہے کہ یہ خدا کا بیٹا ہے"۔

جب افسس کے اُس عمر رسیدہ بشپ کو یاد آتا ہے کہ اُس روز جب اُس نے پہلی مرتبہ اُس کو دیکھا جس کی آمد کے لئے مدتوں سے اسرائیل کی آنکھیں ترس رہی تھیں جو جہان کا گناہ اُٹھا لے جانے والا اور دُنیا کا بوجھ اُٹھانے والا ہوگا تو اُس کی رگوں میں جوانی کا جوش بھر آیا۔

اب ایک اور بات یاد آگئی۔ پھر دوسرے روز یعنی سبت کے دن دوپہر کے بعد وہ اور اُن کا ساتھی اندریاس اپنے اُستاد یوحنا کے ساتھ بات چیت کر رہے ہیں۔ اُن کی گفتگو ضرور یسوع کے بارے میں ہوگی جو پیچھے یردن کے کنارے کنارے راستہ پر گزر رہا ہوگا۔ اصطباغی نے جوش میں آکر اپنے جوان رفیق کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالا اور کہا "دیکھو! خدا کا برّہ" جب تک اُنہوں نے خدا کے بیٹے کو کلوری پر قربان ہوتے نہ دیکھا وہ اِس کا مطلب بخوبی سمجھ نہ سکتے تھے۔ بگرنا گہائی تحریک کے باعث بڑی دلیری سے "وہ دونوں شاگرد اُسکو یہ کہتے سُن کر یسُوع کے پیچھے ہو لئے"۔ غالباً اصطباغی نے اُن کو ہمت دلائی ہوگی۔ اب اُس کے ساتھ اُن کا شخصی لگاؤ اُن کے رستے میں حائل نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ تو محض اپنے خداوند کا پیشرو ہی تھا۔

وہ دونوں جھجکتے ڈرتے ڈرتے کچھ حیرت کچھ امید کے ساتھ نیچے اُتر گئے تاکہ یسوع اُن کے ساتھ ہمکلام ہو۔ یسُوع نے اُن کے پاؤں کی آہٹ سُنی اور پھر کر اُنہیں اپنے پیچھے آتے دیکھا جیسا کہ وہ یقیناً ہر زمانے میں اُن ڈرپوک

شاگردوں کی طرف پھر کر دیکھتا ہے جو اُس کی پیروی کی آرزو رکھتے ہیں۔ اُس نے نرمی سے اُن کی ہمت افزائی کر کے اُن سے پوچھا "تم کیا ڈھونڈتے ہو؟" شاید وہ اُن کا امتحان کر رہا ہے اور چاہتا ہے کہ وہ اپنے دل سے یہ سوال کریں کہ وہ کیا ڈھونڈتے ہیں۔ وہ چاہتا ہے کہ وہ خود معلوم کریں۔ اگر کوئی محسوس کرتا ہے کہ "میں خدا کا طالب ہوں اور مسیح کی خدمت کرنی چاہتا ہوں" تو وہ اُس کی ناواقفی، کمزوری، بے عقلی یا کسی اور بات کی پروا نہیں کرتا۔

وہ حیرت زدہ دیہاتی جوان نہیں جانتے کہ کیا جواب دیں۔ اور کہتے ہیں۔ "اے ربی۔ تو کہاں رہتا ہے؟" یسوع جانتا تھا کہ وہ کیا چاہتے ہیں۔ اُس نے کہا "میرے ساتھ چلو۔" وہ انہیں اپنے چھوٹے غریبانہ ڈیرے میں لے گیا اور وہ اُس روز اُس کے ساتھ رہے۔ یہ واقعہ جس کو نصف صدی کا عرصہ گذر چکا ہے یوحنا کو اچھی طرح سے یاد ہے "یہ دسویں گھنٹے کے قریب تھا" یعنی شام کے قریب چار بجے کا وقت تھا وہ اُس کو کیونکر بھول سکتا تھا؟ غور کرو کہ مابعد کے واقعات کی روشنی میں پوری شام مسیح کے ساتھ اکیلے بسر کرنے کے کیا معنی ہیں وہ اُس کی بے تکلف مہمان نوازی میں شریک ہوتے ہیں۔ اُس سے سوال پوچھتے ہیں۔ اُسکے ساتھ بلا تکلف اور بیساختہ طور پر گفتگو کرتے ہیں۔ اور شاید جب وہ اُن سے دُنیا کے دُکھ تکلیف اور گناہوں کے لئے اپنے رنج و غم کا ذکر کرتا یا خدا کی اُس بادشاہت کے لئے اپنی سرگرم تجاویز اور امیدوں کا اظہار کرتا ہے تو وہ توجہ سے اُس کی باتیں سُنتے ہیں۔ اور جب اُس کی ہمدردی اُن کے لبوں سے مُہر سکوت توڑ دیتی ہے تو وہ شرمیلے طور پر اپنی بڑی آرزوؤں کا ذکر کرتے ہیں جن کو سُن کر اُس نے ضرور کہا ہوگا کہ "مجھے کسی روز تم دونوں کی رفاقت اور مدد کی ضرورت پڑیگی" اسی قسم کی ہمدردی انسان میں سے بہترین صفات کو ظہور

میں لاتی ہے۔

خیال کرو کہ اُس تاروں بھری رات میں یہ دونوں جوان کیسے دلی جذبات کے ساتھ گھر کو لوٹے ہونگے۔ حیرت اور جوش اور اپنے نئے دوست کے لئے بڑی محبت اور تکریم سے اُن کے دل دھڑک رہے ہونگے۔ ہاں وہ اُس کی پیروی کرینگے خواہ اُنکو موت بھی گوارا کرنی پڑے۔ اُس رات اُن کے لئے دُنیا کا رنگ ڈھنگ بدل گیا۔ یوحنا لکھتا ہے "اُن دونوں میں سے ایک شمعون پطرس کا بھائی اندریاس تھا۔ حیاداری یوحنا کی خاص صفت ہے اِسی سبب سے وہ یہ نہیں بتاتا کہ وہ خود اُن دونوں میں سے ایک تھا۔ اندریاس مسیح کی ملاقات سے ایسا محفوظ ہوا کہ وہ فوراً اپنے سگے بھائی کی تلاش میں نکل گیا۔ اور اُسے پاکر کہا "شمعون۔ ہم کو مسیح مل گیا" نہ فقط اصطباغی کے بتانے سے بلکہ ہم نے خود اُسے پالیا ہے۔ اُس شام کو یسوع کے ساتھ بسر کرنے سے اُسکے دل میں پختہ یقین پیدا ہو گیا۔ مبارک ہیں وہ جو اپنے گہرے تجربے سے کہہ سکتے ہیں کہ مسیح ہم کو مل گیا ہے اُن سے بھی بڑھ کر مبارک وہ لوگ ہیں جو کسی اور کو مسیح کے پاس لے آتے ہیں۔

پس "وہ اُسے یسوع کے پاس لایا"۔ اِسی طریق سے پطرس جو جلد باز۔ جوشیلا محبت کرنے والا اور غلطیوں میں پڑ جانے والا تھا اُس جماعت میں داخل ہو گیا۔ یسوع نے اُسکے آتے ہی اُس پر نگاہ کرکے اُسے ایک نیا نام دیا۔ شاید وہ اپنی جلد بھڑک اُٹھنے والی طبیعت اور غیر مستقل مزاجی کے باعث اپنے اوپر اعتماد نہیں رکھتا تھا۔ اور یسوع نے اُس کی طرف دیکھتے ہی بھانپ لیا کہ وہ کس قسم کا آدمی ہے۔ اور اُس سے کہا "اے شمعون یوحنا کے بیٹے۔ میں تمہاری بابت سب کچھ جانتا ہوں۔ ایک دن آئے گا کہ تم کمزور ہونے کے بجائے مضبوط ہو جاؤ گے۔ ایک دن تم کیفاس یعنی چٹان کہلاؤ گے"۔ اِسی طرح سے

خداوند آدمیوں میں عزت پیدا کرتا ہے۔ اور محبت بھری اندرونی نگاہ سے دیکھ کر پہچان لیتا ہے کہ وہ کیا کچھ بن سکتے ہیں۔

یوحنا اپنے حافظہ میں اُس پرانے واقعہ کو یاد کر رہا ہے۔ پطرس مدت ہوئی انتقال کر گیا اور روحوں کے عالم میں اپنے خداوند کے ساتھ رہنے کے لئے چلا گیا مگر اس کہنہ سال شاگرد کو یسوع کی اُس روز کی وہ نگاہ نہیں بھولی جس سے اُس نے پطرس کی طرف دیکھا۔ اُس کو وہ دوسرا موقع بھی یاد ہے جب تین سال کے بعد "یسوع نے پھر کر پطرس کی طرف دیکھا۔ اور پطرس باہر جا کے زار زار رویا۔

دوسرے روز یسوع گلیل کو روانہ ہوتا ہے۔ قانا کی سڑک فلسطین کی شاہراہ کا وہ خوبصورت حصہ ہے جو جنگل میں واقع ہے۔ اُسے قانا میں ایک شادی کی تقریب پر قیام کرنا ہے۔ اُسکے تین جوان دوست بھی اُس کے ہمراہ ہو لیتے ہیں کیونکہ اُن کا مکان بھی اسی قرب و جوار میں ہے۔ اور شادی میں اُن کی بھی دعوت ہے۔ سڑک پر فلپس یسوع کو مل جاتا ہے جسے وہ غالباً پہلے سے جانتا ہے۔ قانا میں فلپس کا ایک بے تکلف دوست نتن ایل برتلمائی ایک یہودی تھا جو دیندار سلیم الطبع اور خدا کی رفاقت میں مگن رہتا تھا۔ یقیناً وہ اور فلپس اکثر مل کر اسرائیل کے آنے والی امید کے بارے میں بات چیت کیا کرتے ہونگے۔

قانا میں پہنچتے ہی فلپس نے اُس سے مل کر کہا۔ "نتن ایل۔ بات سن جس کا ذکر موسٰے نے توریت میں اور نبیوں نے کیا ہے وہ ہم کو مل گیا ہے۔"

"وہ کون ہے؟"

"وہ یوسف کا بیٹا یسوع ناصری ہے۔"

مگر نتن ایل شکی آدمی ہے۔ وہ توقع نہیں رکھتا کہ مسیح ایسے اتفاقی طور پر آئے گا۔ وہ غالباً کچھ عمر رسیدہ آدمی ہے اور آسانی سے اس جوشیلے جوان کی باتوں

میں آنے والا نہیں۔ وہ یہ حقارت آمیز مثل سُنا کر جواب دیتا ہے کہ "کیا ناصرۃ سے کوئی اچھی چیز نکل سکتی ہے؟"

فلپس اُس سے بحث کرنا نہیں چاہتا۔ اور کہتا ہے "چل کر دیکھ لے" یہی اُن لوگوں کے لئے جو یسوع کے بارے میں شک کرتے ہیں سب سے اچھا جواب ہے۔ فلپس سمجھتا ہے کہ یسوع کے ملنے سے وہ سوال خود بخود حل ہو جائیگا۔ یسوع کی ایک نگاہ و ایک بات تمام دلائل سے بہتر کام کر جائیگی۔ اور وہ نتن ایل کو اُوروں سے ملنے کے لئے ساتھ لاتا ہے۔ "اور یسوع نے نتن ایل کی طرف دیکھ کر کہا۔ دیکھو یہ فی الحقیقت اسرائیلی ہے۔ اِس میں مکر نہیں" (قابل لحاظ ہے کہ یہاں یوحنا کو خداوند کی نگاہ پھر یاد آجاتی ہے)۔

وہ نگاہ نتن ایل کو قابو کر لیتی ہے اور اُس کو متکلم کے ساتھ روحانی رشتے میں پیوند کر دیتی ہے۔ دُنیا بھر میں حق پسند دل ایک قسم کے اندرونی احساس سے ایک دوسرے کو پہچان لیتے ہیں۔

تھوڑی دیر کے تامل کے بعد وہ پوچھتا ہے "تو مجھے کہاں سے جانتا ہے؟" یسوع نے اُسکے جواب میں کہا "میں تمہارے بارے میں سب کچھ جانتا ہوں اِس سے پہلے کہ فلپس نے تجھے بُلایا جب تو انجیر کے درخت کے نیچے تھا میں نے تجھے دیکھا" کسی خاص وجہ سے اِن الفاظ کا حیرت انگیز اثر ہُوا۔ یہ نتیجہ محض انجیر کے درخت سے متعلق غیر طبعی علم سے پیدا نہیں ہُوا ہوگا۔ یہ اُس حد درجہ کے استعجاب اور دفعتاً کلی تسلیم کا باعث نہیں ہو سکتا جو اُس کے نہایت حیرت آمیز اقرار سے ظاہر ہوتا ہے میں خیال کر سکتا ہوں کہ اِس کا کیا سبب ہوگا۔ اگر تم اُس انجیر کے درخت کے کسی خفیہ کونے میں چھپے بیٹھے ہو جہاں کسی کی آنکھ تم کو نہیں دیکھ سکتی اور تنہا مراقبہ میں مشغول ہو اور اگر تم نے یسوع کے کلمات اور

آنکھوں میں کوئی ایسی بات دیکھی ہے جس سے تم نے سمجھ لیا کہ وہ اُس پوشیدہ جگہ میں تمہارے ہر ایک خیال اور اشتیاق اور تمہارے منہ کی ہر ایک بات سے واقف ہے اور تم نے معلوم کر لیا کہ وہ تمہاری رُوح کی پوشیدہ تمناؤں کے ساتھ ہمدردی رکھتا اور اُن کی مدد کرتا ہے؟ تو کیا تم حیرت زدہ اور نتن ایل کے ساتھ ہم آواز ہو کر کہو گے

"اے ربّی۔ تُو خدا کا بیٹا۔ تو اسرائیل کا بادشاہ ہے؟"

ہاں۔ وہ خدا کا بیٹا تھا۔ مگر فی الحال وہ اپنی الوہیت کو پردے میں رکھتا اور اِن جوان رفیقوں کے ساتھ بود و باش کرنا پسند کرتا ہے۔ وہ اپنے جواب میں اُس لقب یعنی ابنِ آدم کا استعمال کرتا ہے جس کو وہ اپنی زندگی بھر عزیز رکھتا تھا۔ اور جس سے وہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ بنی آدم کا فرزند ہے چنانچہ وہ کہتا ہے "میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ تم آسمان کو کھلا ہُوا اور خدا کے فرشتوں کو اوپر جاتے اور ابنِ آدم پر اُترتے دیکھو گے"۔ یہ جواب بظاہر بے موقع معلوم نہیں ہوتا۔ مگر ہم جانتے ہیں کہ خدا پرست یہودیوں کا دستور تھا کہ وہ اپنی روزانہ عبادت میں عہدِ عتیق کے خاص خاص حصوں پر دھیان کرتے تھے تعجب نہیں کہ اُس صبح کو نتن ایل انجیر کے درخت کے نیچے یعقوب کی اُس رویا پر غور کر رہا تھا جس میں خدا کے فرشتے اوپر جاتے اور نیچے اُترتے تھے۔ اِس سے یسوع کے الفاظ کا خاص نکتہ فوراً سمجھ میں آ جاتا ہے۔ اِس سے نتن ایل کا یقین پکا ہو گیا ہو گا کہ جس کے سامنے وہ کھڑا ہے اُسکے دل کے ہر ایک خیال سے واقف ہے۔

یہ ایک خوشگوار خیال ہے کہ وہ عمر رسیدہ شاگرد بڑی تعظیم اور اُلفت کے ساتھ اپنی جوانی کے واقعات کو یاد رکھتا ہے۔ اور کہ خدا انسانی صورت میں ہو کر اِن جوانوں کو کیونکر مذہب کی تعلیم دیتا ہے۔ وہ اپنی الوہیت کو ثابت نہیں کرتا وہ گنہگاروں کے انجام کا حال بتا کر اُنہیں خوف نہیں دلاتا۔ بلکہ فقط اُن سے

محبت رکھتا اُن کے ساتھ دوستی پیدا کرتا اور انہیں اپنی پہچان عطا کرتا ہے۔ اس بیان سے مسیح کا دلکش فسون اور عجیب انسانی کشش ظاہر ہوتی ہے۔ صداقت پسند لوگ اندرونی احساس کے ذریعہ اُس کو خوشی سے قبول کرتے اور اُس سے محبت رکھتے تھے۔ اُن کو مجبوراً ایسا کرنا ہی پڑتا تھا۔

جیسا اُس وقت تھا اب بھی ہے۔ وہ جوان شاگرد اُن بے شمار جماعتوں کے مانند ہیں جو ہر زمانے میں روحانی کشش سے یسوع کی طرف کھینچے گئے ہیں۔ اور جو اُس شخصیت کے جادو کے زیر اثر آ گئے ہیں۔ یہی وہ طریق ہے جس سے یسوع فروتن و صاف باطن آدمیوں سے اطاعت کا خراج حاصل کرتا ہے۔ ہم اُنکی طرح یسوع سے جسمانی طور پر نہیں مل سکتے مگر ممکن ہے کہ ہم دُعا کے ساتھ اُس کی زندگی کے ان حالات کا مطالعہ کر کے اُس کی پہچان حاصل کرنے کی کوشش سے ان جوانوں کی مانند اُسکی طرف کھینچے جائیں اور اُس پر بھروسا رکھیں اور کچھ نہ کچھ اُسکی مانند بننے کی آرزو رکھیں۔ اور جب ہم اس طور پر اُس کی پہچان میں ترقی کرینگے تو وہ دوسری تعلیم جو اس قصے سے نکلتی ہے خود بخود نظر آنے لگیگی۔ جس طریق پر ان پہلے شاگردوں نے یسوع کا مذہب پھیلایا وہ صرف یہ تھا کہ وہ اپنے کسی رفیق کو اُس کا حال بتاتے تھے۔ اگر ہم میں سے ہر ایک ایسا ہی کرے تو خدا کی بادشاہت فوراً آ جائیگی۔ چند روز ہوئے میں نے ایک پُرانے طرز کے مصنف کی کتاب میں یہ حیرت انگیز بیان پڑھا کہ اگر اس سال فقط سو سچے مسیحی ہوں اور وہ شروع میں اپنے ایک ایک دوست کو اپنے خداوند کا علم دیں اور سال بسال یہ سلسلہ قائم رہے تو ساری دُنیا پچیس سال کے عرصہ میں اُس کے قدموں میں آ جائیگی پہلے تو مجھے اِس کا یقین نہ ہوا مگر جب میں نے اعداد کو شمار کیا تو ثابت ہو گیا کہ پچیس سال میں مسیحیوں کی تعداد دُنیا کی آبادی سے بڑھ جائے گی یعنی دوسرے سال

میں ۲۰۰ اور تیسرے میں ۴۰۰ علیٰ ہذا القیاس پچیسویں سال میں ایک ارب ساٹھ کروڑ ہوگی۔ چاہئے نہ دوست دوست سے اور رفیق رفیق سے اور ماں بچے سے اس کا ذکر کرے۔ اب تک تو صرف مائیں ہی اس پر عمل کرتی رہی ہیں ہر ایک ماں چاہتی ہے کہ اس کا بچہ یسوع کا علم حاصل کرے۔ اور یہ ماؤں ہی کے ذریعہ سے ہے کہ بادشاہت یہاں تک پھیل چکی ہے۔

چوتھی فصل

قانا میں شادی

لگے بُدھ کے روز تین دن کے بعد یسُوع ایک گاؤں میں شادی کی تقریب پر گیا جس سے اُس کی زندگی میں بھاری نتائج پیدا ہوئے۔ یوحنا جو اُس کے ہمراہ تھا لکھتا ہے کہ "پھر تیسرے دن قانائے گلیل میں ایک شادی ہوئی۔ اور یسوع کی ماں وہاں تھی اور یسوع اور اُس کے شاگردوں کی بھی اُس شادی میں دعوت تھی۔"

یسوع کی ماں کا خاص ذکر۔ انتظام کے متعلق اُس کا تردد۔ نوکروں کو اُس کا ہدایت دینا۔ اِن باتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ شادی اُس کے خاندان میں سے کسی کی تھی۔ دُولہا یا دُلہن میں سے ایک یسوع کا نزدیکی رشتہ دار ہوگا۔ تعجب نہیں کہ وہ دیہاتی دُلہن جو سفید نقاب اوڑھے ہوئے اور بالوں میں خوشبودار مہندی کے پتوں کے سہرے سے آراستہ تھی یسوع کے شادی میں آنے سے خوش اور نازاں تھی۔ وہ غالباً اُس کو بچپن سے جانتی تھی۔ کیونکہ اس کا مکان چار میل کے فاصلہ پر تھا۔ شاید وہ اُن بچوں میں سے ہوگی جن کو یسوع اپنی بڑھئی کی دُکان میں کہانیاں سُنایا کرتا تھا۔ اور اب اپنی خوشی کے موقع پر آرزو رکھتی تھی کہ اُس کا رشتہ دار جسے وہ اپنا بڑا بھائی سمجھ کر اُس کی توصیف کرتی اور پیار کرتی تھی اور جس کو اس وقت لوگ خدا کا بھیجا ہؤا اُستاد ماننے لگے تھے اپنی موجودگی سے اُس کی شادی کی عزت افزائی کرے۔ اُس کی خوشی کو دیکھے اور اُسے برکت دے۔ اِسلئے اُس شادی میں یسوع کی دعوت تھی۔

یسوع نے اپنے اہم خیالات تجاویز اور ذمہ واریوں کے اور سرپرستی آدم کی عاقبت کا بوجھ ہونے کے باوجود اُس دعوت کو قبول کیا اور خوشی سے شادی میں آنا منظور کیا۔ وہاں آنے سے اُسے مسرت حاصل ہوئی تھی۔

بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ وہ شادی میں جانا سنجیدہ فرض سمجھ کر ایک بزرگ خادم الدین کی طرح گیا ہوگا تاکہ مہمانوں کو چند دینداری کے باموقع کلمات سنائے ہرگز نہیں۔ یسوع طبیعت کا نہایت سادہ۔ نرم مزاج اور ہمدرد تھا۔ وہ اِس قسم کی روش اختیار کرنے والا نہیں تھا۔ وہ آیا کیونکہ وہ آنا پسند کرتا تھا۔ کسی شخص نے یسوع کی مانند زندگی کا لطف نہیں اُٹھایا۔ وہ اُس کی ایک ایک بات سے محظوظ ہوتا۔ اور عالم فطرت میں دلچسپی رکھتا تھا۔ چھوٹے بچے اُسکے لئے فرحت کا باعث تھے۔ وہ اپنے دوستوں سے اُلفت رکھتا تھا اور اُن کے بغیر رہ نہ سکتا تھا۔ دوستانہ مجمعوں میں خصوصاً غریبوں کے ساتھ ہم صحبت ہونا اُس کو ایسا پسند تھا کہ فریسی اُسے کھاؤ شرابی محصول لینے والوں اور گنہگاروں کا یار کہتے تھے۔ تھا تو یہ کینہ وری کا بہتان لیکن اگر وہ لوگوں کے ساتھ ملنے جُلنے سے خوش نہ ہوتا اور خوشدلی کے ساتھ کھانا نہ کھاتا تو کوئی اُس پر اِس قسم کا الزام لگا نہ سکتا۔

چونکہ یسوع خود خوش رہتا تھا وہ جہاں کہیں جاتا سب کو خوشی بخشتا تھا۔ وہ شادی کے موقعوں پر خوش مزاجی سے ہنسا کرتا تھا۔ وہ لوگوں سے ملنا پسند کرتا تھا اور مایوس لوگوں میں ہمیشہ اُمید پیدا کرتا تھا اور کہتا تھا "خاطر جمع رکھو"۔ اور وہ کیوں خوش نہ ہوتا؟ آج دُنیا میں سب سے زیادہ خوش وہی آدمی ہیں جو اَوروں کی سب سے زیادہ خدمت کرتے ہیں جن کے خیالات خدا کے بارے میں مسرت آمیز ہیں اور جو خدا پر پورا بھروسا رکھتے ہیں۔ جو سب باتوں میں بااُمید رہتے ہیں اور جنہیں یقین ہے کہ وہ آخر کامیاب ہونگے۔ جو جانتے ہیں کہ موت ایک بہتر زندگی کا دروازہ

ہی ہے۔ اور بدی ایک دن دُنیا سے معدوم ہو جائیگی۔ اگر ہم اِس قسم کے آدمی ہوں تو ہمارا خوش رہنا لازم ہے۔

اِس سے بھی بڑھ کر وہ اپنے روزمرہ کے کام میں خوش رہتا تھا۔ وہ ناپاک لوگوں کو پاک اور غمگینوں کو شادماں بننے میں مدد دیتا تھا۔ وہ محسوس کرتا تھا کہ اُس لامحدود اور خوشی اور پاکیزگی کے عالمِ بالا کے رہنے والے اس کو بڑے شوق اور ہمدردی کے ساتھ غور سے دیکھ رہے ہیں۔ ایک گنہگار کے نیک اور راستباز بننے پر وہ اپنی خوشی میں خدا کے فرشتوں کو بھی شریک ہوتے سُنتا ہے۔

معلوم نہیں ہم میں یہ عام خیال کیونکر پیدا ہو گیا کہ یسوع کے چہرے پر اُداسی چھائی رہتی تھی۔ انجیل میں اِس کا کہیں ذکر نہیں۔ غالباً اِس کا ماخذ یسعیاہ نبی کی اُس پیشینگوئی سے ہؤا کہ "وہ مردِ غمناک اور رنج کا آشنا تھا۔" بڑے بڑے مصوروں نے اُسے ایسا ہی دکھایا ہے۔ اور ہم نے اِس شباہت کو اُس کی زندگی کے حالات میں منتقل کر کے اُن کو بگاڑ دیا ہے۔ یہ سچ ہے کہ اُس نے ہمارے دُکھوں کا بوجھ اُٹھا لیا اور ہمارے رنج و غم کو اُٹھا لے گیا۔ ہم محبت اور شکرگزاری کے ساتھ اِس کا اعتراف کرتے ہیں۔ مگر یہ ضرور نہیں کہ اَوروں کے غم میں ہمدردی کرنے اور اَوروں کے لئے موت گوارا کرنے سے کسی اعلیٰ انسان کی خوشی میں فرق آ جائے برعکس اِس کے ایسے آدمی کی خودنثاری کا دلی ولولہ ہی بذاتِ خود خوشی کا باعث ہے۔ اُس نوجوان سے اِسکے بارے میں پوچھو جو اپنی جان پر کھیل کر اپنے زخمی ساتھی کو جنگ کے میدان سے نکال لے جاتا ہے۔ میرے خیال میں یسوع کا بنی آدم کے لئے جان دینے کو تیار رہنا اُسکی اندرونی خوشی میں اضافہ کر دیتا ہوگا

ہم انسانی طور پر کہہ سکتے ہیں کہ یسوع کی دلی گرمی اور اندرونی شادمانی ہی تھی جس نے اُسے آخر تک سنبھالے رکھا۔ وہ بُری سے بُری غمناک حالت

ہیں اُس سے جاتی نہ رہی۔ گتسمنی کی طرف جانے میں تین گھنٹے ہی باقی تھے کہ اُس نے اپنے شاگردوں کو یاد دلایا کہ وہ مل کر کیسے خوش رہے ہیں۔ اور اُسکی آخری آرزو یہ تھی کہ اُسکے چلے جانے کے بعد جو خوشی اُسے عمر بھر رہی تھی اُن میں رہے اور اُن کی خوشی پوری ہو جائے۔ یسوع اور اُس کے شاگرد کم از کم ابتدائی ایام میں ایسے خوش اور بشاش تھے جیسا روئے زمین پر کوئی نہ ہوگا۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ شاید اُس نے ہنسی ہنسی میں کہا کہ "ہم دُولہا کے براتیوں کی طرح ہیں جب وہ اُن کے ساتھ ہوتا ہے" پژمردہ دل فریسیوں نے یسوع سے پُوچھا کہ تیرے شاگرد روزہ کیوں نہیں رکھتے اور ماتم کیوں نہیں کرتے؟ یسوع نے جواب دیا "اُنہیں ایسا کرنے کی ضرورت نہیں جب تک دُولہا براتیوں کے ساتھ ہے وہ روزہ نہیں رکھ سکتے۔ مگر وہ دن آئینگے کہ دُولہا اُن سے جُدا کیا جائے گا۔ اُس وقت وہ روزہ رکھینگے۔ جب مصیبت سر پر آئے گی تو دیکھا جائے گا"۔ ہاں یقیناً یسوع کا چہرہ اُداس نہیں رہتا تھا۔ ہم جانتے ہیں کہ اُس کی شخصیت نہایت دلکش تھی۔ اور مغموم چہرہ عموماً بہت دلکش نہیں ہوتا۔ ہم اُسے پسند نہیں کرتے۔ اور نہ یسوع پسند کرتا تھا۔ بلکہ وہ شاگردوں کو فرماتا ہے۔ "جب تم روزہ رکھو تو اپنی صورت اُداس نہ بناؤ"۔

اور یسوع خدا تھا جب تم اپنے تصور میں اُسے اُس شادی کی ضیافت میں خوش دیکھتے ہو تو اس سے خدا کی ہمدردسیرت کا علم حاصل کرو۔ خدا بیاہ شادیوں اور خوشی کو پسند کرتا ہے۔ جب تم قانائے گلیل میں اُس ابدی مسیح کو انسان صفت اور سادہ مزاج اور دیہاتیوں کی ضیافت کے چھوٹے مجمع میں شادمان اور دُولہا دُلہن کی خوشی میں شریک ہوتا دیکھتے ہو تو کہو کہ یہ خدا کی سیرت کا عمل ہے۔ بلاشک خدا ہم میں پاکیزگی اور اعلیٰ صفات کی زیادہ پرواکرتا ہے

مگر وہ کوئی سربلند خادم الدین نہیں ہے جس کی دلچسپی فقط گرجوں اور وعظ کرنے اور ساکرامنٹوں کے ادا کرنے میں ہے۔ اور جو ہماری زندگی کے معمولی اوقات میں ہم سے دُور دُور رہتا ہے۔ جن باتوں میں بچوں کی دلچسپی ہے اُن میں باپ کی بھی دلچسپی ہے۔ وہ سارے پاک انسانی جذبات اور خوشیوں میں ہمدردی رکھتا ہے وہ سب دُنیاوی رشتہ داریوں کو جائز سمجھتا اور اُن پر برکت بخشتا ہے۔ وہ ہوا کے پرندوں اور میدان کے جنگلی پھولوں میں اور چھوٹے چھوٹے برتنوں سے سبزہ زار میں کھیلنے کودنے اور بازار میں بچوں کے کھیلنے میں اور کسی ماں کے شیریں خیالات میں جو وہ اپنی گود کے بچے کی نسبت رکھتی ہے اور شرمیلی دُلہن کے اپنے دُولہا سے ملنے میں دلچسپی رکھتا ہے۔ خدا ہمیں زندگی سے حظ اُٹھاتے دیکھنے سے خوش ہوتا ہے۔ وہی موسیقی اور دیگر فنون کا حقیقی مُوجد ہے۔ اُس نے ہمیں زندہ دلی اور ہنسنا عطا کیا تاکہ رستے کی ناہمواریوں پر سے گذرنے میں ہم کو مدد ملے لوگوں کی کسی جماعت میں خوش طبعی سے سادہ ہنسی پیدا کرنا اپنے آسمانی باپ کی مرضی کے مطابق عمل کرنا ہے۔ اگر ہم مذہب کو یسوع کے نقطۂ خیال سے دیکھیں تو وہ نہایت سادہ اور مرغوب اور ہماری اولاد کے لئے زیادہ دلچسپ ہو جائیگا۔

اب ایک مشکل آپڑی۔ یاد رکھو یہ ایک دہقانی شادی تھی۔ وہ غریب لوگ تھے جن کے پاس شادی کی ضیافت کے لئے کافی سرمایہ نہ تھا۔ ضیافت کے دوران میں ایک افسوسناک رُکاوٹ پیدا ہو گئی۔ کسی کو اچانک پتہ لگ گیا کہ مے ختم ہو گئی۔ کوئی آدمی کہیگا کہ یہ کونسی بڑی بات ہے۔ مگر کوئی عورت یہ نہ کہے گی۔ کم از کم قانا کی وہ نوجوان دُلہن ایسا کبھی نہ کہے گی۔ کیونکہ یہ اسکے خیال میں اُس کے اور دُولہا کے لئے خفت کا باعث تھا۔ یسوع نے بھی یہ نہ کہا۔ معلوم ہوتا تھا کہ اِس سے اُس دیہاتی خاندان کی خودداری کو ٹھیس لگیگی

اور ایسے موقع پر مہمان لوادی ہیں کوتا ہی اُن کے لئے کیسی شرم کی بات ہوگی۔ اُس کی ماں نے اُسے چپکے سے کہا۔ "اُن کے پاس مے نہیں رہی" غالباً فقط یوحنا ہی نے وہ بات سُن لی ہوگی۔

ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ معجزے کی توقع رکھتی تھی۔ اب تک یسوع نے کوئی معجزہ نہیں دکھایا تھا۔ اور عام طور پر معجزہ کے لئے ضیافت میں مدد دینے سے بڑھ کر کوئی موقع ہونا چاہئے۔ شاید اپنے خاوند یوسف کے انتقال کے بعد وہ اپنی مشکلات میں ہمیشہ یسوع پر توکل کرنے کی ایسی عادی ہوگئی تھی کہ اس وقت بھی اُس نے قدرتی طور پر اُس کی طرف رجوع کیا۔ اُسے یقین تھا کہ وہ ضرور فکر کرے گا اور اگر ممکن ہو تو کسی نہ کسی طرح ضرور مدد دے گا۔ بہر صورت اپنے دکھوں کو مسیح کے آگے بیان کرنا کوئی ناقص قسم کا ایمان نہیں ہے خواہ اُسوقت تمہیں اُس کا کوئی فائدہ نظر نہ بھی آئے۔

تو بھی یسوع کے جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے یہ سمجھا کہ اُس کی ماں زور دے رہی ہے کہ وہ کچھ نہ کچھ کرے۔ اُس کا جواب ہمارے ترجمہ میں کسی قدر ناگوار معلوم ہوتا ہے "اَے عورت۔ مجھے تجھ سے کیا کام ہے؟" مگر ہمارے پاس اُس کے خالی الفاظ ہی ہیں۔ نہ تو ہمیں اُس کا لہجہ اور نہ آنکھوں کی وضع معلوم ہے اور اِن سے متکلم کے معنی میں بڑا فرق پڑ جاتا ہے۔ لفظ عورت بھی جو ہمیں سخت سنائی دیتا ہے عزت اور پیار کے خطاب کا عام لفظ تھا۔ چنانچہ آگستس نے ملکہ قلیوپترا کو اِسی لفظ سے خطاب کیا تھا۔ قدیم علم ادب میں اعلیٰ رتبہ کی خواتین کو مخاطب کرنے کے لئے یہی لفظ استعمال کیا جاتا تھا۔ جب مریم مگدلینی قبر کے پاس رو رہی تھی تو یسوع نے یہی لفظ کہہ کر اُس سے کلام کیا۔ اُس نے صلیب پر مرتے دم اپنی ماں سے کہا "اَے عورت! دیکھ تیرا بیٹا یہ ہے" پھر غور طلب ہے

کہ اُس کی ماں نے اِس لفظ سے بُرا نہ مانا۔ وہ جانتی ہے کہ وہ کبھی کوئی ناگوار بات منہ سے نہ نکالے گا۔ اور کہ وہ ہمدرد ہے خواہ وہ اُس کی بات نہ سمجھے تو بھی اُس پر بھروسا رکھے گی۔ اور خادموں سے کہتی ہے "جو کچھ یہ تم سے کہے وہ کرو"۔

یسوع نے بے صبری کا اظہار نہ کیا تو بھی اُس نے اپنے جواب سے یاد دلایا کہ اب اُن کے باہمی تعلقات تبدیل ہو گئے ہیں۔ اب اُسے وہی آزادی اختیار نہیں کرنی چاہئے جیسی کہ اُس وقت کرتی تھی جب کہ وہ "ناصرۃ میں آکر اُس کے تابع رہا" تھا۔ اُسکے سامنے بڑا بھاری کام ہے۔ وہ اب اُسکے خیالات کو نہیں سمجھ سکتی۔ شخصی تعلقات کو اس میں مُخل نہیں ہونا چاہئے۔ کسی ماں کے لئے یہ سبق سیکھنا جو یسوع نے اپنی ماں مریم کو دیا۔ بار سکھایا محال تھا۔ اُسے وہ دوسرا جواب یاد آگیا ہوگا جو یسوع نے لڑکپن میں دے کر اُسے حیرت میں ڈال دیا تھا: "کیا تم کو معلوم نہ تھا کہ مجھے اپنے باپ کے ہاں ہونا ضرور ہے؟"

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اِس معجزے کے دکھانے میں وہ پل بھر کے لئے کشمکش و پیچ میں پڑ گیا۔ اگر گستاخی نہ ہو تو میں کہوں گا کہ جب وہ شادی میں آیا تو اُس کا کوئی اس قسم کا ارادہ نہ تھا۔ اُس نے انسانی پابندیاں اختیار کر لی تھیں حتیٰ کہ وہ ہمیشہ ہونے والی باتوں کا علم نہ رکھتے۔ کہیں لکھا ہے کہ وہ کسی غیر متوقع بات سے حیران ہُوا۔ اگر اِس وقت بھی وہی حال ہو تو اُسے فوراً فیصلہ کرنا پڑا ہوگا کہ کیا کرنا چاہئے۔ اب تک اُس نے عوام میں اپنی خدمت شروع نہ کی تھی۔ وہ اِس وقت گویا آستانہ پر کھڑا تھا۔ معجزوں کو شروع کرنا ایسا قطعی فیصلہ تھا جس سے وہ فوراً اپنی خدمت کے بڑے معرکہ میں مشغول ہو گیا جس کا خاتمہ کلوری پر ہُوا۔ کیا یہ باپ کی ہدایت سے تھا کہ وہ معجزات کو اسی موقع پر شروع کر دے یا اُس کے دل میں پُر محبت ولولہ تھا کہ وہ اپنے نوجوان دوستوں کو رسوائی سے بچالے

ہم اِسی قسم کے واقعوں سے معلوم کر لیتے ہیں۔ کہ ہمارے حق میں خدا کی کیا مرضی ہے۔
اُس نے بہت پہلے فیصلہ کر لیا۔ ایک ہفتہ پیشتر اُس نے اپنی بھوک مٹانے
کے لئے پتھروں کو روٹی بنانے سے انکار کیا تھا۔ اِس وقت وہ اپنے احباب کو
شرمندگی سے بچانے کے لئے پانی کو مے بناتا ہے۔ یہ خدا کا طریقِ عمل ہے۔

یسوع نے اُن سے کہا۔ "مٹکوں میں پانی بھر دو" اور اُنہوں نے اُن
کو لبالب بھر دیا۔ پھر اُس نے اُن سے کہا کہ اب نکال کر میرِ مجلس کے پاس لے
جاؤ۔ پس وہ لے گئے۔ جب میرِ مجلس نے وہ پانی چکھا جو مے بن گیا تھا اور نہ جانتا
تھا کہ یہ کہاں سے آئی ہے۔ اور نہ اُس نے دریافت کیا جیسا کہ ہم میں سے اکثر
خدا کے ہاتھ سے نعمتیں پا کر کرتے ہیں) تو میرِ مجلس نے دولہا سے کہا "تو نے اچھی مے
اب تک رکھ چھوڑی ہے"

کیا سمجھتے ہو کہ وہ دولہا اور دلہن اپنے اِس رشتہ دار کے احسان کو کبھی بھول
جائینگے؟ افسوس ہے کہ کسی نے قانا کی اُس نوعمر دلہن سے نہ کہا کہ اُسکی شادی
دنیا کی تواریخ میں سب شادیوں سے زیادہ مشہور ہوگی۔ اور کہ دو ہزار سال
کے بعد اُس کا حال پڑھ کر کہینگے کہ اِس موقع پر خدا نے اپنے تئیں انسان
پر ظاہر کرنا شروع کیا۔

فی الحقیقت یہ شادی یسوع کی سوانح عمری میں ایک اہم واقعہ تھا کیونکہ
اِس وقت نہ فقط عوام میں اُس کی خدمت کا شروع ہوا بلکہ یہ اُس کی ماہیت کے
مکاشفہ کا آغاز بھی تھا۔ مقدس یوحنا نے اُسکے بارے میں یہی سمجھا۔ چنانچہ وہ لکھتا
ہے کہ "یہ پہلا معجزہ یسوع نے قانائے گلیل میں دکھا کر اپنا جلال ظاہر کیا۔
اور اُسکے شاگرد اُس پر ایمان لائے"۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اِس پہلے معجزہ کا ذکر کرتے ہوئے ہم اپنے خداوند

کے معجزات پر تبصرہ کریں بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اناجیل میں معجزے ٹھوکر کا باعث ہیں۔ وہ اُن کے بیانات کو معجزوں کے بغیر زیادہ آسانی سے مان سکتے ہیں۔ شاید یہ درست ہو۔ مگر انجیل نویس لوگوں کے اعتقاد کے لحاظ سے نہیں لکھ رہے تھے۔ وہ اُن حالات کو جیسا وہ جانتے تھے بیان کر رہے تھے اور اُن کے لئے یقیناً وہ معجزے ٹھوکر کا باعث نہیں تھے۔

اُنیسویں صدی کا عالمِ طبعی اِس بات پہ اصرار کیا کرتا تھا کہ "نیچر قوانین کے مطابق یکساں عمل کرتی ہے۔ ہم اُسمیں کسی قسم کی معجزانہ رخنہ اندازی نہیں دیکھتے پس معجزات کے کسی بیان کو کم از کم مشتبہ سمجھنا چاہیئے"۔ مگر بیسویں صدی کا سائنس زیادہ اعتدال پسند ہے۔ وہ اقرار کرتا ہے کہ اُسے فقط مظاہر کے تسلسل کا علم ہے۔ وہ اسباب یا اسباب کے پس پُشت ارادہ کے بارے میں کچھ نہیں جانتا کیونکہ سبب کی پُشت پہ ارادہ کا ہونا ضرور ہے۔ اگر کسی نرالے واقع مثلاً تجسم کو مان لیا جائے تو سائنس خوشی سے قبول کرنے کو تیار ہوگا کہ اُسکے ساتھ اُن عجیب ماجروں کے واقع ہونے کا امکان ہے جن کو ہم معجزات کہتے ہیں۔ اگر پُر تکریم دل میں حیرت کا احساس ہو تو کائنات طلسم اور اسرار سے معمور نظر آئے گی۔ والٹ وٹمین صاحب فرماتے ہیں کہ "میں تو یہ کہونگا کہ مجھے سوائے معجزات کے اور کچھ نظر ہی نہیں آتا میرے لئے نور اور تاریکی کی ہر ساعت ایک معجزہ ہے"۔

اِس معجزے سے اُس کا جلال کیونکر ظاہر ہوا؟ اُس کی ماہیت کے اظہار سے۔ وہ نیچر کا مالک ہے۔ شاید اُن جوان شاگردوں نے اُس وقت اِس بات کو سمجھا۔ اُسکے بارے میں اُن کا علم فقط چند روز سے تھا۔ مگر مقدس یوحنا یسوع کی تصلیب اور اُسکے جی اُٹھنے اور اپنے خداوند کی زندگی پہ پچاس سال تک غور کرنے کے بعد پیچھے کی طرف نظر دوڑا رہا ہے۔ اب اُسے معلوم ہے کہ وہ کون

تھا۔ وہ شیر کا ٹپکا تھا یسوع ابتدا میں خدا کے ساتھ تھا۔ ساری چیزیں اُسکے وسیلہ سے پیدا ہوئیں۔ اور جو کچھ پیدا ہوا ہے اُس میں سے کوئی چیز بھی اُس کے بغیر پیدا نہیں ہوئی" الٰہی نے دُنیا پیدا کی تھی۔ وہ زمانوں کے دوران میں فصلیں عطا کرتا اور تاکستانوں میں پانی کو مے بناتا رہا تھا۔

مجھے یاد ہے کہ میں ایک روز ملک سوئٹزرلینڈ کی وادی رہون میں سفر کر رہا تھا۔ اُس وقت مجھے قانا کے اِس معجزے کا خیال آ گیا۔ موسلا دھار بارش ہو رہی تھی۔ وادی کے ڈھلوان ہر طرف انگور کی بیلوں سے ڈھکے تھے۔ تاکستانوں پر بڑے زور سے پانی برس رہا تھا۔ ایک مہینے کے بعد انگور جمع کرنے والے آ کر اُس پانی کو مے میں تبدیل ہوا ہوا پائینگے۔ اور وہ مے دُنیا کی ضیافتوں میں لے جائینگے اور میر مجلس اُس پانی کو جو مے بن گیا ہے چکھے گا۔ اور اُسے معلوم نہیں ہوگا کہ وہ مے کہاں سے آئی ہے۔ وہ کہیگا "یہ مے کیسی خوشبودار اور خوش ذائقہ ہے یہ سب سورج کی گرمی اور انگوروں کی اندرونی خاصیت اور اُس خاص پہاڑ کے پہلو کی مٹی کے کیمیائی اجزا کی طفیل سے ہے" اور بس۔ اُس کی نگاہ اِس سے آگے نہیں دیکھ سکتی۔ وہ نہیں سمجھتا کہ جب خدا گیہوں کے کھیت میں اور تاکستانوں میں پانی کو مے بنا کر معجزے دکھا رہا ہے تو ہر قسم کی زندگی کی معمولی چیزوں کے چاروں طرف بھی کچھ کم عجیب شان نہیں ہے۔

معجزے فقط اُسی وقت مفید ہوتے ہیں جب ہمیں اُن سے یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ وہی عجیب عظمت ہمارے اِردگرد ہر وقت موجود ہے۔ معجزے میں وہ عظیم الشان کردگار پل بھر کے لئے اپنے آپ کو ہم پر ظاہر کرتا ہے تاکہ ہم یاد رکھیں کہ جب معجزے نہیں ہوتے تب بھی وہ کام کیا کرتا ہے۔ معجزے میں اُسکی پوشیدہ جلوہ نمایاں ہو جاتا ہے۔ غیر معمولی عمل سے فقط یہ ظاہر ہوتا ہے کہ معمولی

عمل میں بھی خدا کی حکمت ہے۔ جیسے کہ بجلی لمحہ بھر کے لئے چمک کر اُس بھاری برقی طاقت کو جو کائنات میں کام کر رہی ہے آشکار کر دیتی ہے۔

پس شاگردوں نے مابعد کے سالوں میں اس واقعہ پر نظر کر کے سمجھا کہ یسوع نے اِس وقت اپنا جلال ظاہر کیا گو یہ درست ہے تو بھی ہمیں خیال نہیں کرنا چاہیئے کہ اُس نے اسی غرض سے یہ معجزہ دکھایا تھا۔ اور نہ اُس کے معجزے دکھانے کی یہی خاص غرض ہؤا کرتی تھی۔ اُسے اپنی الوہیت کے اظہار کی کوئی جلدی نہ تھی بلکہ وہ معجزے دکھانے سے کسی قدر گریز کرتا تھا۔ وہ معجزوں کی خاطر معجزے نہیں دکھاتا تھا تاکہ عوام کے دل میں جبراً اعتقاد پیدا کرے۔ مگر چونکہ وہ خدا تھا وہ اپنی الٰہی طاقت جب مناسب سمجھتا تھا اپنے شاگردوں کو کوئی تعلیم سکھانے اور خصوصاً بنی آدم کو خوشی اور راحت عطا کرنے کے لئے استعمال کرتا تھا۔ اگر کسی شور کرنے والے گروہ نے معجزات نشان کے طور پر طلب کئے تو اُس نے اُن کو یہ کہہ کر ملامت کی کہ "اِس زمانے کے بُرے اور زنا کار لوگ نشان طلب کرتے ہیں" اگر اپنے لئے پتھروں کو روٹی بنانے کا امتحان اُس کے سامنے پیش کیا گیا تو اُس نے ویسا کرنے سے انکار کر دیا لیکن یسوع نے ایک کم سن دُلہن کو اپنے پڑوسیوں کے آگے شرمندہ ہونے سے بچانے کے لئے یا جب نائین کی بیوہ کا اکلوتا بیٹا مر گیا تھا یا کفرنحوم کی ایک خاتون بخار میں مبتلا تھی یا ایک اندھا فقیر سڑک کے کنارے تکلیف کے مارے پکار رہا تھا بلا تامل معجزہ دکھایا۔

اِن معجزات سے یسوع نے اپنا جلال ظاہر کیا خواہ اُس کی غرض یہ نہ تھی۔ شاعر اپنی شاعری کے ثبوت کی خاطر شعر نہیں کہتا۔ اور نہ فیاض اپنی فیاضی کے ثابت کرنے کے لئے خیرات دیتا ہے۔ مگر شعروں سے شاعری اور خیرات سے فیاضی کا اظہار ہوتا ہے۔ یسوع نے اپنی الوہیت کے ثابت کرنے کی

ظاہر معجزے نہ دکھائے۔ تو بھی ان سے اُن صاف باطن لوگوں پر جو یسوعؑ کی پہچان حاصل کرنے کی قابلیت رکھتے تھے اُس کی الوہیت ثابت ہو گئی۔

بہر حال معجزے خدا کا نہایت ادنےٰ درجہ کا مکاشفہ ہیں۔ یہ ہلکے درجہ کا خیال ہے جس میں گہرائی نہیں کہ خدا کی قدرت ہی اُس کا خاص جلال ہے۔ اُس کی قدرت اُس کے جلال کا سب سے ادنےٰ پہلو ہے۔ جب موسیٰ نے خدا سے التجا کی کہ "مجھے اپنا جلال دکھا دے" تو خدا نے فرمایا "میں اپنی ساری نیکی تیرے سامنے ظاہر کروں گا" یہ خدا کا خاص جلال اُس کی قدرت نہیں بلکہ اُس کی نیکی اور ہمدردی اُس کا کرم اور لامحدود شفقت ہے۔ ایک تنگ حال خاندان کو شادی کی ضیافت پر پریشانی سے بچا لینا پانی کو مے بنا دینے کے معجزے سے بہت بڑھ کر خدا کا مکاشفہ ہے۔

جب ہم پڑھتے ہیں کہ یسوعؑ اور اُسکے شاگردوں کی بھی اُس شادی میں دعوت تھی تو کیا ہمارے دل میں خواہش پیدا نہیں ہوتی کہ کاش ہماری شادیوں میں یسوعؑ زیادہ تر بلایا جاتا اور ہمارے جوان مرد اور عورتیں اس سنجیدہ رسم کے لئے ویسی ہی تیاری کرتے جیسی وہ مستقیم ہونے یا عشائے ربانی کی رسم ادا کرنے کے لئے کیا کرتے ہیں؟ میں نہیں کہہ سکتا کہ قاناؔ کے اس جوان جوڑے نے کتنی تیاری کی ہوگی۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اس موقعے کے لئے اُن کی مذہبی ہدایات کیا تھیں۔ ہمارے خداوند کے زمانے میں یہودی شادی محض دھوم دھام یا چہل پہل کے جلسے سے بہت بڑھ کر ہوا کرتی تھی شادی ایک نہایت سنجیدہ موقع ہوتا تھا۔ جوانوں کو نصیحت کی جاتی تھی کہ روزہ اور دعا اور گناہوں کے اقرار کے ذریعہ اُسکے لئے تیاری کریں۔ شادی سے پیشتر کے ایام میں خدا ہر وقت اُن کے خیال میں رکھا جاتا تھا۔ قدیم ربی کہا کرتے تھے کہ ہمارے پہلے والدین کی شادی پر خود یہوواہ نے جام پر برکت دی اور

میکائیل اور جبرائیل رفیق نوشہ تھے اور فرشتوں نے شادی کا نغمہ گایا تھا۔

کلیسیا کی نکاح کی ترتیب میں اس سے بھی اعلیٰ خیالات پائے جاتے ہیں۔ اس میں بیان کیا جاتا ہے کہ یسوع نے قانائے گلیل میں پہلے معجزہ کے وقت اپنی موجودگی سے شادی کو کیسی رونق اور زینت بخشی۔ وہ ترتیب شادی کو ایک پاک حالت ٹھہراتی ہے جس میں مسیح اور اُس کی کلیسیا کے درمیان پُر اسرار رشتہ کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے اسلئے اُس کو ہلکے پن یا بے پروائی سے نہیں بلکہ ادب اور سنجیدگی اور سمجھ اور خدا کے خوف کے ساتھ اختیار کرنا چاہئے جب خدا دو نوجوانوں کو ایک دوسرے کے سپرد کر دیتا ہے یعنی جب کوئی مرد کسی عورت کی حفاظت کی ذمہ واری لیتا ہے یا جب کوئی عورت کسی مرد کی خبرگیری کا ذمہ اُٹھا لیتی ہے بھلائی یا بُرائی یا غریبی میں جب تک موت اُن کو جدا نہ کرے تو یقیناً یہ ایک نہایت سنجیدہ موقع ہے۔ اسکے متعلق فضول خیالات اور بکواس نہ چاہئے بلکہ یہ سنجیدہ پُر مسرت اور مؤثر خیال زیادہ ہونا چاہئے کہ باپ اپنے بچوں کی خوشی میں دلچسپی رکھتا ہے اور اُن کی زندگی بھر اُنہیں برکت بخشتا رہتا ہے۔

مگر شادیاں مختلف قسم کی ہوتی ہیں بعض چند سال کے بعد بے لطف باسی اور لاحاصل ہو جاتی ہیں اور پھر ایسی بھی ہیں جہاں میاں بی بی کے درمیان عمر بھر محبت بنی رہتی ہے۔ فرق یہی نہیں ہے کہ آیا شادی میں حقیقی محبت ہے یا نہیں بلکہ زیادہ تر یہ کہ اُس میں خدا ہے یا نہیں۔ اِسکے بغیر حقیقی محبت بھی بیخطر نہیں ہے دونوں باہمی محبت کرنے والے جوانوں کو ہمیشہ یہ مشورہ دینا چاہئے کہ شادی سے پیشتر کے ایام بہت کچھ دُعا اور دھیان اور پاک ارادوں میں صرف ہونے چاہئیں اگر اس پر عمل کیا جائے تو یقیناً شادی کی زندگی نہایت خوشی سے بسر ہوگی۔ اگر یسوع کی دعوت شادی میں ہو جیسی کہ قانا میں ہوئی تو یقیناً اس موقع کی شان دوبالا ہو جائیگی ✦

پانچویں فصل

یسوع کا غصّہ

قاناؔ میں شادی کے بعد یسوع یروشلیم کی طرف عیدِ فسح منانے کے لئے روانہ ہوا۔ سڑک نیلگوں جھیل گلیل کے کنارے کنارے اُس دلپذیر سرزمین کے سبزہ زاروں اور باغوں میں سے ہوکر گزرتی تھی جسے "شہزادوں کا گلشن" کہتے تھے پہلے وہ شمال کی جانب کفرنحوم گویا جہاں جھیل کے متصل اُسکے بعض جوان شاگردوں کا گھر تھا اور جہاں سے وہ مسافروں کے قافلے کے ساتھ مل کر جو عید کو جا رہا تھا سفر کرسکتا تھا لکھا ہے کہ اُس کی ماں اور بھائی کفرنحوم تک اُسکے ہمراہ گئے۔ وہاں وہ فقط چند روز رہا اور کوئی خاص بات واقع نہ ہوئی۔ ہم اِس کا ذکر نہ کرتے مگر ہم تھوڑی دیر کے لئے کفرنحوم کی طرف متوجہ ہونا چاہتے ہیں کیونکہ اِس سرگزشت کا تعلق جھیل کے کنارے کے اِس خوبصورت قصبہ کے ساتھ بہت کچھ ہوگا۔ یہ یسوع کا وطن اور "اُس کا اپنا شہر" اور گلیل میں اُس کی خدمت کا مرکز اور اناجیل کے بہت سے مشہور حالات کا جائے وقوع بن گیا۔

وہاں سے وہ فسح کی عید منانے کے لئے یروشلیم کو روانہ ہوا جیسا کہ وہ غالباً لڑکپن کی اُس پہلی فسح کے بعد ہر سال جایا کرتا تھا۔ مگر اب حالات کچھ اور ہو گئے تھے۔ اِس وقت وہ محض ایک معمولی عابد کی حیثیت میں نہیں بلکہ قومی مصلح ہوکر وار السلطنت کو اپنے باپ کے گھر میں اپنی خدمت شروع کرنے جا رہا تھا گو عوام میں اُس نے اپنے آپ کو مسیح ظاہر نہیں کیا تھا۔ ہر ایک قوم کا صدر

مقام رائے عامہ کی ساخت کا مرکز ہوا کرتا ہے۔ شاید اسی غرض سے وہ اپنی قوم کے سرداروں اور دُنیا بھر کے ہجوم کے آگے جو عید کی تقریب پر جمع ہوا تھا پہلی مرتبہ علانیہ طور پر ظاہر ہونا چاہتا تھا۔

یروشلیم میں اُن لوگوں کو معلوم نہ تھا کہ یہ اُن کی تواریخ میں کیسا نازک وقت ہے جیسا کہ ملاکی نبی نے فرمایا تھا کہ "خداوند جس کے تم طالب ہو ناگہاں اپنی ہیکل میں آ موجود ہوگا۔ ہاں عہد کا رسول جس سے تم خوش ہو آئے گا۔ وہ سنار کی آگ کی مانند ہے" افسوس ہے کہ وہ لوگ اس پہلی فسح پر اُس سے ناخوش ہوئے۔ دوسری فسح کا حال ہمیں معلوم نہیں تیسری فسح پر انہوں نے اُسے صلیب دی۔

یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ نتیجہ تو پہلے ہی سے نظر آرہا تھا۔ جمہوریت اب تک پیدا نہیں ہوئی تھی۔ عوام میں کچھ زور نہ تھا۔ طاقت اور اختیارات ایک تو مذہبی ملاؤں یعنے فقیہوں اور فریسیوں کے ہاتھ میں تھے جو متعصب اور اپنی نام نہاد مذہبی حالت سے مطمئن تھے۔ اور یا سیاسی امرا کے ہاتھ میں جو ہیرودی کہلاتے تھے یعنے جنکو ہیرودیس کی خاطر منظور تھی۔ اور چونکہ ہیرودیس رومہ کے قیصر کے منہ لگا ہوا تھا اُس کا فرض تھا کہ رعایا کو دبائے رکھے۔

ہر زمانے کے فرقوں کی طرح جو خاص خاص حقوق سے بہرہ ور ہوتے ہیں یہ لوگ یہی چاہتے تھے کہ سب باتوں کو جُوں کا تُوں رہنے دیا جائے۔ اب یہاں ان میں ایک ایسا شخص آ موجود ہوتا ہے جو مصلح سرگرم اور مذہب میں انقلاب پیدا کرنے والا اور پرانے سلسلے کو اکھاڑ پھینکنے پر کمربستہ ہے۔ اُسکی ہمدردی عوام کے ساتھ ہے۔ وہ ان خاص حقوق رکھنے والے فرقوں کو پسند نہیں کرتا۔ وہ ظالم اور مغرور تھے اور غریبوں اور خارج شدہ لوگوں سے نفرت کرتے تھے۔ وہ اُن کے مذہب کی کھوکھلی رسم پرستی اور خدا کے بارے میں اُن کی تنگ خیالی کو ناپسند کرتا ہے۔ اور اُن کی بابت صاف

معاف کرنے سے ذرہ بھر نہیں جھجکتا۔ ایسی صورت میں مقابلہ ہو جانے کا اندیشہ تھا۔

اس موقع کے متعلق فقط دو واقعات نمایاں ہیں یعنی یسوع کا ہیکل کو پاک صاف کرنا اور نیکدیمس کے ساتھ اُس کی ملاقات۔

ہیکل ہر ایک یہودی کے لئے ایک مقدس نشان تھا۔ جتنے اسرائیلی مختلف ممالک میں جلاوطن ہو گئے تھے اُن کی آنکھیں اُس مقدس شہر اور یہوواہ کی ہیکل کی طرف جو اُن کی عبادت کا مرکز تھا لگی رہتی تھیں۔ یسوع کے لئے ہیکل اُس کے باپ کی حضوری کا ظاہری نشان تھا۔ اُس نے بارہ برس کی عمر میں کہا تھا "کیا تم کو معلوم نہ تھا کہ مجھے اپنے باپ کے ہاں کام میں مشغول ہونا ضرور ہے؟" وہ خدا کے گھر سے اُلفت رکھتا تھا اور اُس کی عزت کے لئے نہایت غیرت مند تھا۔ سال بسال وہ اُسے ناپاک ہوتے دیکھ کر غضبناک ہو جاتا تھا اور دیندار عبادت کرنے والوں کی شکایات کے ساتھ اُسے ہمدردی تھی غالباً یروشلم کے قریب آتے ہوئے اُس کے دل میں اِس کا خیال ہوگا۔

حریص کاہنوں کے طمع نے ہیکل کو روپیہ پیدا کرنے کا ذریعہ بنا دیا تھا۔ اُس کا خوبصورت بیرونی احاطہ مویشی کی کراہت انگیز منڈی بنا ہوا تھا جسے سردار کاہن "حنا کے بیٹوں کی منڈی" کہا کرتے تھے۔ منڈی کا غل غپاڑہ نقدی کی جھنکار۔ بھیڑوں کا ممیانا۔ بیلوں کا ڈکرانا ہیکل میں عبادت کرنے والوں کی پرستش میں خلل انداز ہوتا تھا۔ یہ نہایت منفعت بخش کاروبار تھا اور کاہنوں کے لئے اس بے ایمانی کی کمائی سے بے حد پیسہ جمع ہو جاتا تھا۔ ہیکل کے خزانے میں بے اندازہ روپیہ جمع تھا۔

ہم جانتے ہیں کہ جب بدعملیوں کے ذریعہ عوام کو آرام ملتا اور روپیہ پیدا کرنے میں بڑی بھاری مدد ہوتی ہے تو اُن کی طرف سے بآسانی آنکھیں بند کرلی جاتی ہیں۔اس میں کچھ شک نہیں کہ مواشی کی منڈی اور صرافوں کا ہونا ضروری تھا مگر اس میں بدنامی کی بات یہ تھی کہ سادہ لوح عوام خدا کے گھر میں ٹھگے جاتے تھے۔نازیبا خرید و فروخت سے عبادت کرنے والوں کو تکلیف ہوتی تھی۔ اور مواشی کے مالکوں اور صرافوں کے قابلِ اعتراض لین دین سے کاہن بہت فائدہ اُٹھاتے تھے۔لوگ اِس کارروائی سے شرم کھاتے تھے۔بیان کیا جاتا ہے کہ ہیکل کی منڈی نہایت بدنام تھی۔مگر ساری قوم کا اتنے سالوں تک اِس کی برداشت کرنا اِس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ لوگوں کے دل میں ہیکل کی حرمت اور دینداری میں فی الحقیقت کمی واقع ہوگئی تھی۔

مقدس یوحنا کو اُس فسح کے ہفتے میں سے ایک دن کا حال یاد آتا ہے شہر میں خلقت کا ہجوم ہے گلی کوچوں میں رنگ برنگ کے کپڑوں کی بھڑک ہے۔ہیکل کے چاروں طرف دیندار عابدوں کی ٹولیاں اپنے اپنے خوبصورت قومی لباس پہنے ہوئے ہیں جو نہ فقط فلسطین بلکہ دُنیا کی ہر قوم اور ہر ملک میں سے خدا کی پرستش کے لئے آئے ہیں۔اس نظارے سے مسیح کے دل میں کیسا ولولہ پیدا ہوا ہوگا۔

ہیکل کبھی پرستاروں سے بھر جاتی اور کبھی خالی ہو جاتی ہے۔غیر قوموں کے خوبصورت بیرونی احاطہ میں جو اوپر سے کھلا ہے جس کے شاندار حجرے اور کمال کاریگری سے تراشے ہوئے ستون ہیں ایک گروہ انتظار میں کھڑا ہے کہ اُس کی اندر جانے اور عبادت کرنے کی باری کب آئے۔مگر صحن میں مویشی اِدھر اُدھر پھرتے اور پاؤں سے شور کر رہے ہیں۔صراف اور خراج

جمع کرنے والے اپنے سکّے جھنکار رہے ہیں۔ خرید و فروخت کرنے والے نامناسب طور سے غوغا مچا رہے ہیں جن کا شور قدس الاقداس کے اندر تک سنائی دیتا ہے۔

بہت لوگ اس کو معمولی بات سمجھتے تھے۔ وہ اس کے عادی ہو گئے تھے۔ بہت ایسے بھی تھے جو اس کو دیکھ دیکھ کر کڑھتے تھے جیسے وہ بہت سالوں سے کڑھتے چلے آئے تھے۔ بعض بڈھے دُور سے کھڑے ہو کر کہتے تھے کہ "ہمارے دنوں میں تو ایسا کبھی نہیں ہوا کرتا تھا۔" مگر کوئی کاہنوں کے ڈر کے مارے دم نہیں مار سکتا تھا۔

دفعتاً پھاٹک کی طرف ہل چل مچ گئی اور سب کی آنکھیں اُس جوان گلیلی نبی کی طرف لگ گئیں کیونکہ لوگ پیشتر ہی اُس کی بابت بات چیت کر رہے تھے۔ اُدھر گلیل کے رہنے والے جو اس موقع پر آئے تھے اُس کی شہرت پھیلا رہے تھے۔ یہ بھی افواہیں اُڑ رہی تھیں کہ اُس کا واسطہ اُس مشہور اصطباغی کے ساتھ ہے۔ بعض لوگ اُن معجزات کا ذکر کر رہے تھے جو اُس نے شہر میں دکھائے تھے۔ عوام حیران ہو کر پُوچھ پاچھ کر رہے تھے۔

پس اب یسوع داخل ہوتا ہے۔ یہ وہی حلیم اور فروتن یسوع نہیں جو ہماری تصویروں میں نظر آتا ہے اور نہ وہ قانائے گلیل کا دوستی کا دم بھرنے والا یسوع ہے۔ یہ ایک درشت طبع زبردست آدمی ہے۔ جو عجب شان کے ساتھ غصہ میں اُس احاطہ کے اندر لمبے قدم سے چل رہا ہے گویا ایک بادشاہ ہے۔ جو اپنے بےجا حرکات کرنے والے ملازموں کو تنبیہہ کرنے آ رہا ہے۔ وہ خفگی سے ہیکل کے سرداروں کی طرف مخاطب ہوتا ہے۔ فوراً خاموشی چھا جاتی ہے اور یسوع کے ملامت آمیز الفاظ گونجتے سنائی دیتے ہیں۔ "اِن کو یہاں سے لے جاؤ۔ میرے باپ کے گھر کو

تجارت کا گھر نہ بناؤ"۔

کچھ تعجب نہیں کہ لوگ ہکّا بکّا رہ گئے۔ وہ حیرت اور خوف کی نگاہ سے اُس کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ کون آدمی ہے جو الفاظ "میرے باپ کا گھر" استعمال کرتا ہے؟ اور قوم کے بزرگوں کی طرف ایسا تحکمانہ رویّہ اختیار کرنے کی جرأت کرتا ہے؟۔ اور جب مویشی کو پھاٹک سے باہر نکال دیتا اور صرّافوں کے تختے اُلٹ دیتا ہے تو اُس کی آنکھوں میں قدیم انبیا میں سے کسی نبی کی طرح شان اور تعلّی پائی جاتی ہے؟ ہیکل کے اختیار والے سچ مچ ایسے ترساں اور ہراساں ہو گئے کہ اُنہیں مقابلہ کی تاب نہ رہی۔ شاید بعض فقیہ اور فریسی اُس کے پاس آ کر یوں عذرداری کرتے ہیں کہ لکھا ہے کہ "تم اِس طرح یہوواہ کی عبادت کیا کرو۔ لکھا ہے کہ تم قربان گاہ پر قربانی چڑھایا کرو۔" یسوع غصّے ہو کر بلند آواز سے کہتا ہے "میرا گھر دعا کا گھر کہلائیگا۔ مگر تم نے اُسے ڈاکوؤں کی کھوہ بنا دیا ہے"۔

قوم کے سرداروں کو یہ بات حد درجے کی ناگوار گزری۔ اُس نے فریسیوں کے اختیار کا علانیہ مقابلہ کیا اور کاہنوں کے پیسہ کمانے کے ڈھنگ کو برملا پامال کیا۔ اُس کے الفاظ کانٹے کی طرح اُن کے دل میں ہمیشہ کھٹکتے رہینگے۔ اُس روز یسوع نے عملی طور پر یروشلم میں اپنی قسمت کا فیصلہ کر لیا۔ وہ اِس بات کو سمجھتا تھا۔

دو برس کے بعد پھر فسح کی تقریب پر وہ لوگ اِسی جگہ اُس کو قتل کرنے کا مشورہ کرینگے۔ جب اُنہوں نے اُس سے کوئی نشان طلب کیا تو کیا اُس کے دل میں یہی خیال تھا؟ اُنہوں نے کہا "تُو جو اِن کاموں کو کرتا ہے ہمیں کونسا نشان دکھاتا ہے؟" اور اُس نے آہستگی سے یہ نشان دیا۔ "اِس

مقدس کو ڈھا دو" یہ اس نے اپنے بدن کے مقدس کی بابت کہا تھا)۔ "تو میں اس کو تین دن میں کھڑا کر دوں گا"۔

معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت کسی نے اس کی بات نہ سمجھی ہو (یعنی کہ لائے معما تھی)۔ لیکن وہ انہیں یاد رہی۔ اس کے خلاف مقدمہ کے وقت اس کے دشمنوں نے کہا کہ اس نے مقدس کے ڈھا دینے کی دھمکی دی ہے۔ تکفیری پر انہوں نے حقارت سے کہا "اے مقدس کے ڈھانے والے اور تین دن میں بنانے والے اپنے تئیں بچا"۔ اس کے مُردوں میں سے جی اٹھنے کے بعد اس کے شاگردوں کو یہ بات یاد آئی اور پھر انہوں نے سمجھا کہ "میں تین دن میں اُسے کھڑا کر دوں گا" کا کیا مطلب ہے۔

اس طور پر یسوعؔ نے عوام میں اپنی خدمت شروع کی مگر شروع کرنے کے لئے یہ طریق مفید نہ تھا۔ حکمت عملی اپنے موقع پر اچھی چیز ہے مگر بعض اوقات فقط سخت غصہ ہی سے کام چلتا ہے۔ کسی آدمی کی جرأت نہ ہوئی کہ اس کا مقابلہ کرے خوف زدہ لوگوں کی بھیڑ دوبارہ اُس کے ساتھ تھی وہ خوش تھے کہ کوئی شخص ایسا کام کرتا ہے جس کے کرنے کی انہیں خود جرأت نہ تھی۔ پھر ان بے ضابطہ عمل کرنے والوں کا کانشنس بھی یسوعؔ کا طرفدار تھا۔ انہیں معلوم تھا کہ وہ غلطی پر تھے اور اُس نے انہیں اس اپنی غلطی کے ماننے پر مجبور کیا اور خدا کی پرستش کی پاکیزگی قائم رکھنے کے لئے مسیح کے شاہانہ اور زبردست عمل میں ایک قسم کا رعب اور ہیبت تھی اور یقیناً سب سے بڑھ کر یسوعؔ کی نگاہ میں ایک خوف سے بھرا ہؤا اثر تھا جو "برّہ کے غضب" کا نتیجہ تھا۔

برّہ کا غضب! اپنے خداوند کی سیرت کے اس پہلو پر غور کرنا فائدہ مند

ہے۔ معلوم نہیں کوئی بڑا مصور غصہ ور مسیح کی تصویر کیوں نہیں کھینچتا۔ یسوع کی معمولی تصویروں میں اُس کا چہرہ حلیم اور فروتن ہوتا ہے اور اُس کے بارے میں ہماری معمولی تعلیم خاکساری اور محبت کا پہلو لئے ہوئے ہوتی ہے مگر اندیشہ ہے کہ ان سب میں اُس کی غلط اور یکطرفہ تصویر پیش کی جاتی ہے جو گرم جوش طبائع کو ہرگز پسند نہیں آسکتی۔ ایسے لوگ محسوس کرتے ہیں کہ جس محبت میں نفرت اور غصہ کی گنجائش نہیں وہ مکروہ اور پھیکی چیز ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ یہ استقبال کا غصہ جس سے لوگ خائف ہو جاتے ہیں مضبوط آدمی کی سیرت کا ایک جزو ہے اور وہ راستی پر ہیں۔ کیونکہ وہ یسوع جو ایک ہی کامل انسان تھا بار بار غصہ ہوتا تھا۔

ہم یسوع سے سیکھتے ہیں کہ غصہ خدا کی ایک صفت ہے مگر ہمیں اس سے یہ سبق سیکھنا بھی ضروری ہے کہ طاقتور آدمی کی زندگی میں غصہ کیسا ہونا چاہئے کیونکہ اکثر اوقات ہمارا غصہ طاقت نہیں بلکہ کمزوری ہے۔ وہ ایسی بد مزاجی چڑچڑاپن اور طیش ہے جسے ہم قابو میں رکھنے سے عاجز ہوتے ہیں۔ وہ خود غرضی پر مبنی ہوتا ہے اس وجہ سے کہ کسی نے ہمیں نقصان پہنچایا۔ ہمارا غصہ بہت کچھ بیہودہ تلخ اور بے رحم ہوتا ہے۔

اس لئے میں چاہتا ہوں کہ تم ذرا ٹھہر کر غصہ ور یسوع کی طرف دیکھو۔ اس موقع پر وہ لالچ پر اور سادہ لوح لوگوں کو دینداری کی آڑ میں لوٹ لینے والوں پر غضبناک ہے۔ اس سے کچھ عرصہ کے بعد وہ اُن تنگ خیال متعصب لوگوں سے ناراض ہوتا ہے جو سبت کے متعلق اپنے خفیف چھوٹے چھوٹے قواعد کو پیش کر کے اُس کو ایک بیمار کے اچھا کرنے سے روکتے ہیں۔ لکھا ہے "اُس نے چاروں طرف اُن پر غصے سے نظر کی"۔ پھر وہ اس آدمی کے خیال

ہی سے ناراض ہے جو ان چھوٹوں میں سے کسی کو ٹھوکر کھلاتا ہے۔ اُس کے لئے یہ بہتر ہے کہ ایک بھاری چکی کا پاٹ اُس کے گلے میں لٹکایا جائے اور وہ گہرے سمندر میں ڈبو دیا جائے"۔ وہ شدید غصّہ اور سخت ملامت سے اُس ظلم اور ریاکاری کی جو لوگوں کو خدا سے ہٹائے رکھتی ہے پردہ دری کرتا ہے۔ ذرا مقدس متی کی انجیل کے ۲۳ ویں باب کا ملاحظہ کرو۔ "اے فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس۔ اے ریاکارو۔ اے ظاہر دارو۔ اے سفیدی پھری قبرو۔ اے اندھے راہ بتانے والو تم ایسے بھاری بوجھ جن کا اُٹھانا مشکل ہے باندھ کر لوگوں کے کندھوں پر رکھتے ہو مگر آپ اُنہیں اپنی اُنگلی سے ہلانا نہیں چاہتے۔ تم ایک مرید کرنے کے لئے تری اور خشکی کا دورہ کرتے ہو اور اُسے دُونا جہنّم کا فرزند بنا دیتے ہو۔ اے افعی کے بچو تم جہنّم کی سزا سے کیونکر بچو گے؟"

یہ ہے وہ حلیم اور فروتن یسوع جب اُس کا غصّہ بھڑکتا ہے۔ اگر تم حقیقی اور جوان کا غصّہ دیکھنا چاہتے ہو اور معلوم کرنے کے خواہشمند ہو کہ خدا کی نگاہ میں تشدد اور ظاہرداری اور ریاکاری کیسی ہے تو مسیح کے غصّہ کو دیکھ لو۔

ہم میں اِس باطل مسیحیت کا خیال کہاں سے پیدا ہو گیا جس کے مطابق غصّہ ہونا ہی گناہ کے برابر ہے؟ جو شخص ہر قسم کے تشدد کے خلاف غصّہ میں نہیں آتا وہ ہرگز مسیحی نہیں ہے۔ اُس کا مسیح کے ساتھ نہ حصّہ ہے نہ بخرہ۔

غصّہ خدا کی ایک صفت ہے۔ ہمارے لئے غصّہ ہونا اچھا ہے لیکن ہمارا غصّہ مسیح کے نمونے پر ہونا چاہئے۔

(۱) پہلا سبق یہ سیکھو کہ ہمارا غصّہ کسی ذاتی نقصان یا تکلیف کی وجہ سے نہیں ہونا چاہئے۔ لوگوں نے اُس کے ساتھ خواہ کیسا ہی سلوک کیا اُس کو رد کر دیا اُس کی تحقیر کی۔ اُسے ٹھٹھوں میں اُڑایا۔ اُس پر تھوکا۔ اور سخت اذیت

دے کر اُسے صلیب پر کیلوں سے جڑ دیا مگر وہ کبھی ناراض نہ ہُوا۔ کلوری کی چڑھائی پر طعن و تشنیع کے شور میں وہ اُس ہجوم کی نادانی اور عارضی جوش کا خیال کر کے دُعا کرتا ہے "اے باپ اِن کو معاف کر کیونکہ یہ نہیں جانتے کہ کیا کرتے ہیں"۔

لیکن اگر لٹیرے خدا کے گھر کو ناپاک کرتے ہیں، اگر ریاکار لوگ عوام کو مذہب سے نفرت دلاتے ہیں، اگر کوئی کمزور پر ظلم کرتا ہے۔ یا کوئی کسی جوان عورت کی عصمت دری کرتا ہے تو یسوع کا غصہ فوراً بھڑک اُٹھتا ہے۔

یہ ہے یسوع کا غصّہ کوئی ذاتی خفگی نہیں، اگر کوئی اُس کے ایک گال پر مارے تو وہ دوسرا بھی اُس کی طرف پھیر دیتا ہے اور حکم دیتا ہے کہ تم بھی ایسا ہی کرو۔ اپنا گال تو پھیر دو لیکن اگر کسی نے ایک لاچار بیکس کے گال پر مارا تو پھر معاملہ دگرگوں ہے۔

(۲) پھر یہ دیکھو کہ یسوع کا غصّہ اُس کی محبت کا دوسرا پہلو ہے کیا کوئی سمجھتا ہے کہ اُس کا غصہ اُس کی محبت کے مخالف ہے؟ تو یاد رکھنا چاہئے کہ اُس کی محبت ہی اُس کے غصّہ کی بنیاد ہے چونکہ وہ مظلوم سے محبت رکھتا تھا اُسے ظالم سے نفرت تھی۔ چونکہ اُسے خستہ حال عورت سے محبت تھی وہ اُسکی عفت برباد کرنے والے کی دھجیاں اُڑا دیتا ہے چونکہ وہ باپ کے ساتھ لوگوں کو خوشی مناتے دیکھنا پسند کرتا تھا۔ اُس کا غصّہ ان ریاکاروں کو جو مذہب کو ذلیل کرتے تھے جھلس دیتا ہے۔

(۳) مگر اپنی تسلی اور دلجمعی کے لئے یہ دیکھو کہ یسوع کا غصّہ ہمیشہ معافی کے لئے تیار ہو جاتا ہے اُس کا غصّہ دیدہ و دانستہ گناہ کرنے والے ریاکار اور محبت سے خالی آدمی اور اُس شخص کے خلاف ہے جو غیر تائب ہو۔ نفس پرست ہے۔ گنہگار کیلئے غم کے پہلے ہی اشارہ پر یسوع کا دل پگھل جاتا ہے ظالم اور ریاکار کے خلاف وہ ملامت آمیز تمثیلیں بڑے زور شور سے سناتا ہے اُس پچھتانے والے تائب کیلئے جو گناہوں کے خلاف جدوجہد کرتا اور نیکی کے رستے پر چلنے کا ارادہ ظاہر کرتا ہے وہ کھوئی ہوئی بھیڑ کا اور مسرف بیٹے کا قصہ بیان کرتا ہے یہ یسوع کے غصّے کی صفت ہے پس اگر ہم اُس کے نمونے پر چلیں تو ہم حد سے زیادہ غصّے نہیں ہو سکتے۔

چھٹی فصل

نیکدیمُس

تم خیال کر سکتے ہو کہ اُس رات شہر میں کتنا جوش پھیلا ہُوا ہو گا۔ ہیکل کے لُٹیرے یہودیوں کے رُو برو اِس جوان معلّم نے مذہبی اور قومی پیشواؤں کا مقابلہ کیا اور اُن کو برملا ڈاکوؤں کی کھوہ کہہ کر ملامت کی۔ کس کی جُرأت ہے کہ ہمارے پیشواؤں کی مجمع کے خلاف الزام لگائے؟ تم تصوّر میں ایک ایسے غدار یہ وہ آدمی کا خیال کرو جس کی عوام عزت کرتے ہیں کہ وہ ہمارے دار الاراکین میں غصّے سے جبر اور بڑی جرأت کے ساتھ لمبے قدم مار کر چلتا ہے اور خدا اور راستبازی کے نام پر سارے مجمع کو لٹیروں کا گروہ قرار دیتا ہے۔ کیا سمجھتے ہو کہ اس سے شہر میں جوش نہیں پھیلے گا؟

یقیناً اُس رات یروشلیم میں ہر ایک کھانے پر اور گلی کوچوں میں اس عجیب جوان نبی کا اور اُس کے ہیکل میں ہلچل مچانے کا چرچا ہو گا۔ مذہبی فرقہ کے طرفدار مخالف اور نکتہ چین تھے۔ مگر بہت سے سوچ اور فکر کرنے والے فریسی بھی اُس کے عمل سے متاثر ہو گئے تھے۔ وہ کم از کم ایک پاک آدمی اور حق کی زبردست حمایت کرنے والا تھا۔ یہ بھی سرگوشیاں ہو رہی تھیں کہ شاید وہ اس سے بڑھ کر ہے۔ گلیل کے باشندے شمال کی طرف سے عجیب عجیب افواہیں سُنا رہے تھے۔ تعجب نہیں کہ یوحنا اور اُس کے جوان رفیقوں نے اُس کے حق میں اصطباغی کے فیصلہ کا ذکر کیا ہو گا۔ اور اس وقت اصطباغی کی رائے کی

عوام میں بڑی وقعت تھی۔

ممکن ہے کہ انہوں نے ذکر کیا ہو مگر غالباً نہیں کیا ہوگا قرینِ قیاس ہے کہ یسوع نے اُن کو کچھ کہنے سے منع کر دیا ہوگا کیونکہ اُس کے معجزے اور اُس کے بارے میں چرچا اُس کو مشکلات میں پھنسا دیتے اور ایسے لوگ اُس کے پاس جمع ہو جاتے جو اُس کے مفید مطلب نہ تھے۔ یروشلیم کا مجمع گلیل کے مجمع کی طرح خدا کی بادشاہت کو راستبازی کی بادشاہت مگر اس سے بڑھ کر اپنی قوم کے لئے طاقت اور عظمت کی بادشاہت سمجھتا تھا جس میں اسرائیل کی قدیم شان بحال کی جائیگی اور خود یسوع وہ اُن کا بادشاہ ہوگا اور مسیح دُنیوی اقتدار میں اُن کا پیشوا اور قادرِ مطلق خدا کا نائب ہوگا۔

جب اِس قسم کے خیالات پھیل رہے تھے تو اُس کے ساتھ ایسی جماعت آسانی سے جمع ہو سکتی تھی جو اُس کو مشکلات میں پھنسانے والی اور اُس شخص کی جو اُن کی قوم کی عزت بڑھانے والا ہو بڑی سرگرمی سے حامی ہو مگر جو اُس کے حقیقی مُدعا یعنی انسان کی رُوحانی ترقی کی نسبت بے پروا اور مُردہ دِل ہو۔ اِس لئے وہ یروشلیم میں بہت کچھ الگ تھلگ رہتا تھا اور پیش از وقت شہرت سے گریز کرتا تھا۔

مگر اُس کے بارے میں عوام کے خیال تو نہیں رُک سکتے تھے۔ ہر درجہ کے لوگ اُس کی بابت دل میں سوچتے تھے۔ مقدس یوحنا اِس کی ایک نمایاں مثال پیش کرتا ہے۔

"فریسیوں میں سے ایک شخص نیکُدیمُس نام یہودیوں کا ایک سردار تھا۔" یہ شخص حالات پر غور کرتا ہے اور باوجود اپنے رفقا کے مخالفانہ رویہ کے اِس دلیر جوان نبی کو بہت پسند کرتا ہے وہ اس کے بارے میں حیران ہے اور مزید

حالات و روایات کرنا چاہتا ہے وہ درحقیقت بے ریا اور سنجیدہ مگر ڈرپوک اور پرانے خیالات کا پابند فریسی ہے۔ اس قسم کا آدمی کبھی جلدی قابو نہیں آتا اس لئے وہ رات کے وقت فسح کے چاند کی چاندنی میں اپنا لبادہ اوڑھے ہوئے اکیلا چوری چوری آتا ہے اور کوچے میں دیواروں کے سایہ میں ہو کر چلتا ہے اور اس گھر کو ڈھونڈ نکالتا ہے جہاں یسوع غالباً اپنے شاگرد یوحنا کے ساتھ مقیم ہے یوحنا اس نامی گرامی ملاقاتی کو اس غریبانہ چھوٹے بالا خانے میں لے گیا ہوگا جہاں وہ اپنے اُستاد کے ساتھ رہتا تھا اور پھر وہاں ٹھہر کر اس گفتگو کو سُنتا اور ان باتوں کو یاد کرتا رہا ہوگا جو ایک دن اس نے دُنیا کو سُنائی تھیں کیا یہ خواہش گستاخی میں داخل ہے کہ کاش اُس نے اُن باتوں کو ذرا مفصل طور پر یاد کرلیا ہوتا؟ اس نے فقط چند مختصر یادداشتیں ہمارے لئے محفوظ رکھی ہیں ہمیں اس خاکہ کو حتی المقدور خود ہی پُر کرنا ہے۔

غالباً نیکدیمس خدا کی اس بادشاہت کی بابت جسے یسوع قائم کرنے آیا تھا معلوم کرنا چاہتا تھا اُس کے بارے میں اُس کے خیالات عوام الناس کی طرح تھے کو بہت سے لوگوں کی طرح اسرائیل کی شاندار اور خوشحال دنیاوی بادشاہت کی توقع رکھتا تھا۔ اُس کے خیال کے مطابق ہر ایک اسرائیلی روز پیدائش ہی سے اس بادشاہت کا شریک ہو جاتا ہے۔ اُسے اُمید تھی کہ یہ یسوع وہی مسیح موعود بن جائے گا چونکہ نیکدیمس عمر رسیدہ اور دانا آدمی تھا اور مذہبی دُنیا میں اعلیٰ رتبہ رکھتا تھا شاید وہ خیر خواہی سے یہ سمجھتا ہوگا کہ اس سرگرم جوان کے لئے جس نے آج صبح ایسے بیدھڑک پن سے کام شروع کیا ہے میرا مشورہ اور اثر مفید ثابت ہوگا اور اس میں کچھ شک نہیں کہ اگر یسوع اس آدمی کی اُمید کے مطابق بادشاہت قائم کرنے آیا تھا تو وہ اس

کے لئے نہایت قیمتی مددگار ثابت ہوتا۔

لیکن اگر نیکدیمسؔ کے دل میں ایسا مربیانہ خیال تھا تو یسوع اپنے خاموش دبدبے سے اُسے ٹھیک راہ پر لے آیا کیونکہ وہ اس جوان دہاتی نبی کو نہایت ادب سے یُوں خطاب کرتا ہے "اے ربّی۔ ہم جانتے ہیں کہ تو خدا کی طرف سے اُستاد ہو کر آیا ہے کیونکہ جو معجزے تو دکھاتا ہے کوئی شخص نہیں دکھا سکتا جب تک خدا اس کے ساتھ نہ ہو"۔

جو کچھ وہ اس سے آگے کہنا چاہتا ہے ہم فقط اُس کی نسبت قیاس کر سکتے ہیں کیونکہ یسوع دفعتاً اُس کا قطع کلام کرتا ہے گویا اُس کے دل کے سوال کو بھانپ کر اُس کو جواب دیتا ہے "مَیں تجھ سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جب تک کوئی نئے سرے سے پیدا نہ ہو وہ خدا کی بادشاہت کو دیکھ نہیں سکتا"۔

ہم فرض کر لیتے ہیں کہ اُس نے اپنا مطلب زیادہ وضاحت کے ساتھ یوں ادا کیا ہوگا۔ "اے ربّی۔ تمہارا خیال سراسر غلط ہے۔ تمہارے آگے بڑھنے سے پیشتر میں تمہاری غلطی کی اصلاح کرتا ہوں۔ یہ بادشاہت سیاسیات اور دنیاوی طاقت اور استحقاق کی نہیں ہے یہ ایمانداروں کی بادشاہت ہے یعنی ایسے مرد اور عورتوں کی جماعت ہے جن کا نقطۂ خیال اعلےٰ ہے اور جو باطن کی گہرائی میں خدا کے وفادار بندے ہیں۔ اِس کے لئے یہودی پیدائش اور حقوق سے کچھ زیادہ درکار ہے جب تک کوئی آدمی (یہودی یا غیر قوم) از سرِ نو یا اوپر سے یعنی خدا کی رُوح سے پیدا نہ ہو وہ ایمانداروں کی اِس بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتا"۔

تعجب ہے کہ ایسا سمجھ والا مذہبی ربّی اس سے کیوں گھبرا گیا۔ رُوحانی نئی پیدائش کا خیال کسی یہودی کے لئے حیرت کی بات نہ تھی اگر کوئی غیر قوم

کا آدمی۔ یہودی مذہب میں شامل کیا جاتا تو وہ از سرِ نو پیدا ہوا سمجھا جاتا تھا
شاید اس وقت مشکل یہ تھی کہ ہر ایک آدمی کے لئے خواہ وہ یہودی ہو نئے
سرے سے پیدا ہونا ضرور ہے حالانکہ ربیوں کے قول کے مطابق ہر ایک
اسرائیل کا حصہ آئندہ جہان میں ہوتا ہے یسوع کا خیال اُس کے خیال سے
مختلف ہوگا۔ نیکدیمس کہتا ہے "میں یہ بات نہیں سمجھتا۔" "آدمی جب بوڑھا
ہو گیا تو کیونکر پیدا ہو سکتا ہے؟"۔

یسوع اس "کیونکر" کا جواب نہیں دیتا وہ اُس کے اپنے تجربہ کی شہادت
طلب کرتا ہے۔ "تم جسمانی اور روحانی کے درمیان اور جسمانی آدمی جو اس دنیا کے
لئے زندگی بسر کرتا ہے اور روحانی مزاج آدمی کے درمیان جس کا دل خدا پر لگا
ہے فرق جانتے ہو اب جو جسم سے پیدا ہوا جسم ہے اور روحانی وہ ہے جو رُوح
سے پیدا ہوا۔ روحانی مزاج اور اعلےٰ تصورات کا جذبہ اتفاق یا طبعی ترقی کا نتیجہ
نہیں ہے۔ یہ خدا کا رُوح ہی انجام دے سکتا ہے۔ اب "کیونکر" کی بات جانے دو۔
یہ تمہاری سمجھ سے باہر ہے۔ خدا کے رُوح کا اثر ہوا کی طرح آزاد اور پُر اسرار ہے۔
باہر درختوں میں ہوا کے چلنے کی آواز سنو تو نہیں کہہ سکتا کہ وہ کہاں سے آتی
اور کہاں کو جاتی ہے۔ جو کوئی رُوح سے پیدا ہوا ایسا ہی ہے۔ میری بادشاہت
اُن لوگوں کی بادشاہت ہے جو خدا کے رُوح سے پیدا ہوتے ہیں۔"

بڈھا ربّی اب ہار گیا اور پوچھتا ہے "یہ باتیں کیونکر ہو سکتی ہیں؟" یسوع
نے جواب میں اُس سے کہا کہ تم اسرائیل کا استاد ہو کر کیا تو ان باتوں کو نہیں جانتا؟
اگر تم اس سادہ بات کو نہیں سمجھ سکتے کہ خدا کا رُوح ہی آدمی کو روحانی بنا سکتا
ہے تو اگر میں گہرے روحانی اسرار بیان کروں تو کیونکر یقین کرو گے؟ کیونکہ
میں ہی اُن کا بیان کر سکتا ہوں کوئی آدمی اس علم کے لئے آسمان پر نہیں چڑھا

سوائے ابن آدم کے جو (اس وقت بھی) آسمان میں ہے پیشتر اس کے کہ تم میرے اور میری بادشاہت کے بارے میں سمجھ سکو تمہیں بہت سی حیرت انگیز باتیں سیکھنی پڑینگی جیسا تمہیں گمان ہے میں شاہی تخت پر بیٹھ کر خدا کی قدرت ظاہر کرنے نہیں آیا بلکہ شرمناک صلیب پر خدا کی خود نثاری دکھانے آیا ہوں کیونکہ جس طرح موسیٰ نے سانپ کو بیابان میں اسرائیل کو بچانے کے لئے اُونچے پر چڑھایا اسی طرح ضرور ہے کہ ابن آدم بھی اُونچے پر چڑھایا جائے "۔

جب وہ بزرگ ربّی یہ باتیں سُن رہا تھا تو اُس کی دلی حالت کا قیاس کرو۔ اس جگہ ایک گمنام دہقانی جوان ہے جس نے کبھی مدرسے میں تعلیم نہیں پائی جس کے علما اُسے تسلیم نہیں کرتے وہ چُپ چاپ خود فراموشی سے اپنے تئیں اُس سے اعلےٰ قرار دیتا ہے اور آسمان سے اُترنے اور خدا کی باتیں جاننے اور دُنیا کا نُور اور ابدی زندگی کا سرچشمہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یقیناً یا تو وہ دماغی دھوکے میں مبتلا ہے اور یا اُس میں کوئی الٰہی وصف ہے اور کوئی بات ہو نہیں سکتی۔

ہم نہیں جانتے کہ اُس گفتگو کا خاتمہ کیونکر ہُوا کیونکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آخری الفاظ مقدس یوحنا کی اپنی طرف سے شرح کے طور پر ہیں ہمیں یہ بھی علم نہیں کہ اُس بڑے ربّی پر اُن باتوں کا کیا اثر ہُوا آیا وہ انہیں سمجھا یا اُداس ہو کر چلا گیا کیونکہ باوجود اپنی ہوشیاری اور بزدلی کے وہ ہمیں صاف باطن اور حق کا طالب معلوم ہوتا ہے خواہ نتیجہ کچھ ہی ہُوا ہو مگر یسوع کے ساتھ اُس کی اُلفت میں فرق نہ آیا۔ اس کے بعد ہم دو بار اُس کا ذکر پڑھتے ہیں۔ ہر مرتبہ وہ یسوع کے ساتھ دوستانہ سلوک کرتا ہے اور ہر مرتبہ خاص ہوشیاری سے کام لیتا ہے ایک بار تو جب قوم کے سردار یسوع پر سختی کرنا چاہتے تھے اُس نے اُنہیں ایسے طور سے کہا کہ خود اُس پر کوئی گرفت نہ ہو سکتی تھی "کیا ہماری شریعت کسی شخص کو مجرم

ٹھہراتی ہے جب تک اُس کی سُن نہ لے؟" اور پھر جب یسوع مر چکا تھا اور ارمتیہ کا رہنے والا یوسف اس کی لاش کو دفن کرنے لگا تھا نیکدیمس "جو یسوع کے پاس رات کو گیا تھا" بہت سے مصالحے لے کر آیا۔ یہ آخری خدمت تھی جو وہ اپنے اُس جوان دوست کی کرسکتا تھا کیونکہ وہ اُسے عزت کے لائق سمجھتا تھا گو اُس کے انتقال نے اُسے بظاہر ناکامیاب ٹھہرا دیا تھا۔ اب ربی نیکدیمس کا حال ختم ہو جاتا ہے مگر ہم اس سوال پر جس نے اُسے حیران کر دیا تھا اور تھوڑی دیر کے لئے غور کرینگے۔

ہم کم از کم یہ کہینگے کہ اس سے انسانیت کے ارتقا کا سبق حاصل ہوتا ہے۔ خدا بنی نوع انسان کے لئے بڑی بڑی شاندار باتوں کی آرزو رکھتا ہے جیسے کہ ادنیٰ حیوانات سے اُس نے بتدریج انسان کی اعلیٰ ہستی کو بنایا اسی طرح وہ اس جسمانی انسان سے بتدریج ایک اُس سے بھی اعلیٰ ہستی یعنی روحانی انسان جو خدا کے ساتھ ربط و ضبط رکھ سکتا ہے بنا رہا ہے۔ جسمانی انسان میں روحانی انسان بننے کی قابلیت ہے جیسا کہ کملا ترقی کرکے تتلی بن جاتا ہے۔ لیکن ہر ایک کملا ترقی کرکے تتلی نہیں بنتا اور نہ ہر ایک جسمانی انسان ترقی کرکے روحانی انسان بنتا ہے۔ بننے کی قابلیت تو اُس میں ہے مگر وہ بنتا نہیں۔ یسوع کہتا ہے کہ اس کی انجام دہی کے لئے اُس کا خدا کے ساتھ شخصی واسطہ ہونا چاہئے۔ ضرور ہے کہ اُس کی زندگی میں خدا کا رُوح القدس جان ڈالے۔ جسمانی آدمی بہتر قسم کا جسمانی آدمی بن سکتا ہے جیسا کہ کملا عمدہ قسم کا کملا بن سکتا ہے مگر سب سے اعلےٰ قسم کا کملا تتلی نہیں ہے۔ اسی طرح عمدہ قسم کا جسمانی آدمی روحانی آدمی نہیں ہے۔ اُسے خدا کی زندگی بخش قوت کی ضرورت ہے۔

اصطباغی کسی حد تک یہ بات سکھا چکا تھا اُس نے کہا "میں تمہیں پانی

تیار کر سکتا ہوں "میں تو تمہیں توبہ کے لئے پانی سے بپتسمہ دے سکتا ہوں لیکن آنے والا ہی تمہیں روحانی زندگی بخش سکتا ہے۔ وہی روح القدس اور آگ سے بپتسمہ دیتا ہے"۔

شاید ہم میں سے بعض کے لئے یہ ذرا مشکل کلام ہے جیسا کہ نیکدیمس کے لئے بھی تھا مگر چونکہ یسوع اس پر اس قدر زور دیتا ہے کیا مناسب نہیں کہ ہم اس پر غور کریں؟ ہم میں سے بہت لوگ ایسے ہیں جو عمدہ کہلانے یعنی شائستہ اور شریف قسم کے اجسمانی آدمی بننے پر قانع ہوتے ہیں اور خدا کا روح ہمیں بہتر بنانے کی آرزو میں انتظار کرتا رہتا ہے۔ وہ ہوا کی طرح ہمارے چاروں طرف ہے جو جہاں چاہتی ہے چلتی ہے اور ہم نہیں جانتے کہ کہاں سے آتی ہے یہ ایک امید افزا خیال ہے ہمیں خدا کی آزاد ہوا دسانس کو اس مقدس آدمی تک محدود نہیں کرنا چاہئے جو کلیسیا کے ہر قسم کے حقوق میں شراکت رکھتا ہے۔ اگر کسی آدمی نے جس میں بری عادات ہیں اور جس نے کبھی دعا نہیں مانگی خود نثاری سے مسیح کی مانند کسی کو بچانے کے لئے اپنی جان قربان کر دی ہے اور اس کے رفیق اس وجہ سے اس سے محبت رکھتے ہیں تو اس کا یہ قابل تعریف عمل اوپر سے خدا ہی کی بخشش ہے یہ اسی روح کی طفیل سے ہے جس کی رفتار کو ہم نہیں جانتے +

ساتویں فصل

اصطباغی کی موت

ہمیں معلوم نہیں کہ فسح کے بعد جب سب قوموں کے لوگ اپنے اپنے راستوں سے گھر کی طرف روانہ ہو گئے تھے یسوع کتنے عرصہ یروشلم میں رہا مگر شاید یہ عرصہ دراز نہیں ہوگا۔ کسی نہ کسی وجہ سے یروشلم کوئی مرغوب جگہ نہ تھی جن شہروں میں بڑے بڑے عالیشان عبادت خانے ہوتے ہیں وہاں کے رہنے والے متعصب بارعونت اور خادمان دین کے کام مروجہ طور و طریق کے زیر اثر ہوتے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ یروشلم کے لوگ یسوع کے معجزوں سے متاثر ہو کر اُس کے پاس جمع ہو گئے تھے مگر ایک مقام پر یہ عجیب فقرہ آیا ہے یسوع اُن پر اعتبار نہ کرتا تھا اس لئے کہ وہ سب کو جانتا تھا۔ شاید اس کے یہ معنے ہیں کہ وہ جانتا تھا کہ وہ لوگ اسی وقت تک اُس کے پیچھے ہولینگے جب تک اُن کو حقیقت کا پتہ نہ لگیگا جو کچھ وہ چاہتا تھا انہیں پسند نہیں تھا۔ اُس کا رستہ اُن کا رستہ نہ تھا اُس کا نقطۂ خیال اُن کے برعکس تھا۔ جب اُن کو اِس کا علم ہو جائیگا تو وہ اُس کو صلیب دینگے

اس لئے وہ اپنے شاگردوں کے ساتھ دیہاتی علاقہ کے تخلیہ کے مقامات میں چلا گیا شاید وہ اپنی خدمت کے آٹھ مہینوں تک یہودیہ کے کسانوں اور دیہاتی لوگوں کے درمیان چُپ چاپ گشت کرتا رہا۔ اِس عرصہ کے حالات کی ہمارے پاس کوئی تحریر نہیں ہے۔ کہ اُس نے ہمدردی کے

کون سے معجزات دکھائے اور اُس کی تعلیم کے شفقت آمیز کلمات کیا کیا تھے معلوم نہیں اِس فروگزاشت کی کیا وجہ ہے۔ انسانی طور پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ مچھلی پکڑنے کا موسم آگیا تھا اور یوحنا کو گلیل میں اپنے کام پر واپس جانا تھا۔ اِن ایام کے حالات نہایت قابل قدر ہوتے۔ اِس علم کے بغیر ہم کو جو کچھ تھوڑا بہت معلوم ہے اُسی سے اِس کا اندازہ کر سکتے ہیں۔

کیا کبھی تمہیں چند بے تکلف دوستوں کے ساتھ انگلستان یا فرانس کے پُرانے دیہات میں پیدل سفر کرنے کا اتفاق ہوا ہے؟ یہودیہ میں اِس دورے کا مجھے کچھ ویسا ہی نقشہ نظر آتا ہے۔ یہ پہلا سال با امن گمنامی کا زمانہ تھا۔ دوسرا جدوجہد کا اور تیسرا مخالفت خطرے اور موت کا سال تھا۔

میرے خیال میں یہ پہلا سال یسوع کا سب سے زیادہ مسرت اور خوشی کا زمانہ تھا دیہات میں یہ موسم گرما کا شروع تھا اور یسوع دیہات سے اُلفت رکھتا تھا وہ اور اُس کے رفیق خوش اور فکروں سے آزاد تھے۔ اُن کے پلے پیسہ نہ تھا مگر جہاں لوگ مہمان نواز تھے اِس کا کچھ مضائقہ نہ تھا وہ چھوٹی چھوٹی دیہاتی سڑکوں پر پیدل پھرتے اور بھورے رنگ کی پہاڑیوں کے نظارے اور ندیوں کے بہنے کی آواز سے خوش ہوتی ہوگی اور اُن بچوں سے جو جھونپڑوں سے نکل کر دوڑتے ہوئے آتے اور خوشی خوشی اُن مسافروں کو سلام کرتے تھے باتیں کرتی ہوگی۔ اگر اُن کو چلتے چلتے کسی سنسان چوراہے پر کوئی اندھا یا کوڑھی مل جاتا ہوگا تو اُسے اچھا کرتے ہونگے جب وہ تھک جاتے ہونگے تو کسی پہاڑی گاؤں میں دُھوپ سے آرام کرتے ہونگے اُنہیں کوئی جلدی نہ تھی یہ دلی تسکین یسوع کی زندگی میں ہمیشہ ایک نمایاں صفت تھی ساری کائنات میں خدا ہی خاموشی سے بغیر گھبراہٹ کے کام کرتا ہے اُسکے کام کے لئے لامحدود زمانہ ہے

یسوع کا کام ہی تھا کہ دکھائے کہ اُس کی زندگی کیسے بسر ہوتی ہے اور مسیحیت کو روزانہ کام اور آرام کی سادہ زبان میں ادا کرے اور جن دیہاتی لوگوں نے اُس کے بارے میں یروشلیم کے واقعات کے متعلق افواہیں سُنی تھیں شام کے وقت اُس کے پاس جمع ہو جاتے ہونگے اور اُستاد اُن سے باتیں کرتا اور اُنہیں دلچسپ تمثیلی قصے سُناتا اور زندگی اور خدا کی محبت کے بارے میں اُن کے جملہ خیالات کو اُبھارتا ہوگا۔ پھر کوئی شخص اِن مسافروں کو شام کے کھانے کی دعوت دیتا ہوگا اور جہاں یسوع مہمان ہوتا اُس گھر میں کوئی پابندی نہیں ہوگی اور نہ کوئی بے ڈھب خاموشی چھا جاتی ہوگی۔ اگر کسی روز اُس گھر والی کا چھوٹا بچہ کسی مہلک بیماری میں مبتلا ہو جاتا تو یسوع اُس کا حال سُنتا اور اپنے شفا بخش ہاتھ اُس پر رکھتا ہوگا جس سے اُس ماں کا دل ہمیشہ کے لئے اُس کی محبت کا گرویدہ ہو جاتا ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اِسی طریقہ پر یسوع نے بادشاہت کی منادی شروع کی ہوگی۔ اُس نے پہلے ہی اُن سے اطاعت طلب نہ کی۔ شاید اُس نے اُن کے گناہوں کے لئے اُن کو ملامت نہیں کی ہوگی مگر اُس نے اپنی زندگی کی روحانی کشش کے ذریعہ اُن سے خراجِ اطاعت حاصل کیا اور گنہگار اُس کی حضوری میں اُس کی مانند بننے کی خواہش کرنے لگے۔ اگر بعد میں کسی روز اُس بچے کی ماں اور اُن دیہاتیوں کو معلوم ہو گیا کہ وہ غیب دان زمین پر اِس لئے اُتر آیا ہے کہ انسان پر خدا کو ظاہر کرے تو گویا اُن کے دل میں یہ مبارک یقین پیدا نہیں ہو گیا ہوگا کہ خدا محبت اور رفاقت کے لائق ہے؟

میں نے ایک مرتبہ کسی بچوں کی کتاب میں پڑھا کہ وحشی لوگ اور مدرسہ کے لڑکے اور ابتدائی حالت کے آدمی دو قسم کے خداؤں کو مانتے ہیں ایک وہ جن سے محبت رکھ سکتے ہیں اور دوسرا وہ خدا جسے خوش رکھنا پڑتا ہے۔ پہلی قسم

کے خدا کی پرستش محض اُس کی عزت اور تعظیم کے لحاظ سے ہے یعنی اس لئے کہ وہ مہربان اور محبت کے لائق ہے اور جس کے کام اُس کی خدائی کی شان کے شایاں ہیں۔ دوسرے خدا کی عبادت بطور پیش بندی کے کی جاتی ہے کہ چونکہ وہ بے حد قدرت والا اور اپنے کاموں میں سب سے ٹھکانا ہے مبادا اپنے عابدوں کو پھاڑ ڈالے۔ یہ کہنا مشکل نہیں کہ یسوع کو دیکھ کر اُن یہودی دیہاتیوں کے دل میں خدا کی نسبت اِن دونوں میں سے کونسا خیال پیدا ہُوا ہوگا۔

ہم گرمی کے اُن لمبے دنوں میں یسوع کے پیچھے جاتے جاتے اور دیہاتی علاقے میں سے ہوتے ہوئے دفعتًہ اُس جگہ کے متصل پہنچ جاتے ہیں جہاں چند میل کے فاصلہ پر پہاڑوں کے اُس پار یوحنا اصطباغی کا ٹھکانا ہے۔ یہ کچھ حیرت کی بات ہے کیونکہ ہمیں کسی طرح سے یہ گمان تھا کہ اس بڑے اصطباغی کا کام عین اُس دن ختم ہو چکا ہوگا جب اُس نے مسیح کو بپتسمہ دیا اور اپنے شاگردوں پر خدا کے اُس برّہ کا اظہار کیا جو جہان کا گناہ اُٹھا لے جاتا ہے۔ شاید اُس کا کام ہو بھی چکا تھا اور وہ اپنی خدمت سے فارغ ہونے کے لئے اشارے کا انتظار کر رہا تھا۔ یعنے وہ منتظر بیٹھا تھا کہ قوم عوام کے نعروں کے ساتھ مسیح کے پیچھے پیچھے چلیگی۔

مگر کوئی اشارہ نہ ملا۔ کئی مہینے گزر چکے ہیں کہ اُس نے مسیح کے بارے میں جس کا انتظار وہ عمر بھر کرتا رہا تھا بہت تھوڑا سُنا اور دیکھا تو کچھ بھی نہیں اب تک کوئی نشان نہیں کہ یسوع نے اپنے کو ظاہر کر دیا اور مسیح نے اسرائیل کو چھٹکارا دلا دیا ہے۔

پس یوحنا اپنے کام سے فارغ ہونے کے اشارے کے انتظار میں ہے وہ اشارہ بہت جلد آنے والا ہے مگر ایسے طور سے آئیگا جس

لی اُسے توقع نہیں تھی۔ ہیرودیس اور فریسی اِس کا انتظام کر رہے ہیں۔ اِس عرصہ میں وہ راستبازی اور آنے والی بادشاہت کی منادی کرتا چلا جاتا ہے مگر اب وہ طلیماؔ یہوؔن پہ کے اُس دن کی نسبت جو کبھی بھول جانے والا نہیں زیادہ یقین کے ساتھ بولتا ہے۔ اب چونکہ وہ یسوعؔ کو دیکھ چکا ہے اُس کی بابت زیادہ واقفیت سے کچھ کہہ سکتا ہے کیونکہ لوگوں نے اُس کے بعد جب یسوعؔ کی شہرت پھیل گئی تھی یُوں کہا تھا یوحنا نے کوئی معجزہ نہیں دکھایا مگر جو کچھ یوحنا نے اس کے حق میں کہا وہ سچ ہے"۔

یوحنا اپنا کام کرتا جا رہا ہے۔ مگر اب کچھ فرق ہے یعنی اب اُس کی باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کام کا خاتمہ نزدیک ہے۔ اب بھیڑ اُس کے پیچھے نہیں چلتی۔ اُس کا زور کم ہوتا جا رہا ہے۔ اُس کے بارے میں پہلا جوش اب نہیں رہا۔ اُس کے شاگردوں میں اپنے اُستاد کے لئے رشک بڑھنا شروع ہو گیا ہے۔ ابھی چند ماہ کا عرصہ گذرا ہے کہ دُنیا اُس کے پیچھے ہو لی تھی وہ اسرائیل میں سب سے بڑی طاقت تھا۔ مگر جب اُس کی شہرت زوروں پر تھی وہ دفعتاً رُک گیا اور اُس نے ایک ایسے شخص کی طرف اشارہ کیا جو اُس سے بڑا تھا۔ اُس دن اُس کا زوال شروع ہو گیا۔ اُس کے شاگرد اِس بات کو بخوبی نہیں سمجھتے وہ نئے نبی کی بڑھتی ہوئی شہرت کا تذکرہ سُنتے ہیں۔ جو بھیڑ پیشتر جمع ہوا کرتی تھی وہ اُنہیں اب نظر نہیں آتی۔ یہ حالات دیکھ کر اُنہیں سخت رنج ہے کیونکہ وہ اپنے دلیر اور خاموش اُستاد کو جسے لوگ اکیلا چھوڑ رہے ہیں نہایت عزیز رکھتے ہیں۔

معاملہ یہاں تک پہنچ گیا کہ ایک روز یوحنا کے شاگردوں کی کسی یہودی کے ساتھ طہارت کی بابت بحث چھڑ گئی۔ غالباً یہ یہودی یسوعؔ کے ساتھ

رہا تھا اور یوحنا کے بپتسمہ کے بارے میں حقارت آمیز کلمات استعمال کرتا تھا اب یوحنا کے شاگردوں سے دیر تک خاموش نہیں رہا گیا۔ وہ یوحنا کے پاس آکر کہنے لگے کہ "اے ربی۔ جو شخص یردن کے پار تیرے ساتھ تھا جس کی بابت تُو نے گواہی دی ہے دیکھو وہ بپتسمہ دیتا ہے اور سب اُس کے پاس آتے ہیں"؟

اِسی موقع پر انہیں فی الحقیقت معلوم ہو گیا کہ جس شخص کے پیچھے وہ ہو لئے ہیں کیسا بھلا آدمی ہے اِس ناکامیابی کے وقت اُس کی عظمت اور بھی زیادہ نمایاں ہو گئی۔ اُس نے کہا "کچھ مضائقہ نہیں۔ میرا زمانہ ہو چکا ہے جب میں جاتا ہونگا تو ایک بہتر دن آئیگا میں اُسی کی امید میں ہوں تمہیں یاد ہوگا کہ میں تم سے ہمیشہ کہتا رہا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں میں مسیح نہیں بلکہ اُس کے آگے ایک رسول ہوں میں دُولہا کا عاجز دوست ہوں اور اُس کی کامیابی میں خوشی مناتا ہوں۔ میں خاموشی کے عالم میں جا رہا ہوں اور اُس خاموشی میں دولہا کی آواز سنتا ہوں۔ اِس لئے میں شادمان ہوں۔ ضرور ہے کہ وہ بڑھے اور میں گھٹوں۔ اِس لئے میری یہ خوشی پوری ہو گئی۔

کوئی بڑا آدمی ہی اِس قسم کا خیال کر سکتا ہے اِس طور پر اُس بزرگ اصطباغی نے اپنی خدمت کو ختم کیا۔ اُس کے یہی آخری الفاظ مندرج ہیں جو اُس نے عوام کے سامنے کہے۔ اُس سے ایک مہینے کے بعد وہ مکیرس کے تاریک قید خانے میں بند موت کے مقابل کھڑا ہے۔

قابلِ لحاظ ہے کہ پہلے تین انجیل نویس ہمیں ہمارے خداوند کی گلیلی خدمت کا حال شروع کرتے ہیں اور یہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اِسی خدمت کا بیان اُن کے مدِ نظر تھا۔ عملی طور پر یہودیہ اور یروشلیم کے ساتھ اُن کا تعلق نہ تھا۔ ہاں جس وقت وہ مرنے کو جا رہا تھا وہ اُس کے پیچھے ہو لئے تھے۔ وہ

سب اپنا اپنا قصہ اِس ایک ہی نقطہ سے شروع کرتے ہیں یعنے جب اُس نے سُنا کہ یوحنا پکڑوا دیا گیا تو گلیل کو روانہ ہُوا۔ کیونکہ اُسے معلوم ہُوا کہ فریسیوں نے سُنا ہے کہ وہ یوحنا سے زیادہ شاگرد کرتا ہے۔" جس کے یہ معنی ہیں کہ وہ اُس کی تاک میں تھے اور کہ اِس کے بعد وہ جلد ہی پکڑوا دیا جائیگا۔ یہ اُس کی تجویزوں کے موافق نہ تھا۔ اُسے پکڑوا دیا اور صلیب پر چڑھایا جانا اور مرنا تو تھا ہی مگر وہ اُنہیں اسی وقت واقع نہیں ہونے دے گا۔ اُس کا وقت ابھی نہیں آیا۔

اِس خوشگوار خدمت کو یہودیہ کے پہاڑوں میں انجام دے کر وہ سامریہ کے رستے گلیل کو گیا۔ مگر پیشتر اِس کے کہ ہم اُس کی آئندہ خدمت کا ذکر کریں ہم ذرا ٹھہر کر دیکھینگے کہ یوحنا بپتسمہ دینے والے کے آخری ایام میں کیا واقع ہُوا۔ مکیرس کا سیاہ قلعہ فلسطین کے جنوبی حد کے حفاظتی قلعوں میں سے ایک تھا جو آتش فشاں پہاڑوں کے سیاہ پتھروں سے بنا ہُوا تھا اور بحرِ مُردار کے سُنسان قطعۂ آب کے کنارے بلندی پر واقع تھا۔ یہ قلعہ اُس آدمی کا حوصلہ پست کرنے کے لئے مناسب مقام تھا جو فریسیوں اور کاہنوں سے سچی بات کہنے سے جھجکتا نہ تھا اور بدکاری پر صاف لفظوں میں ملامت کرتا تھا خواہ وہ بدکار آدمی خود بادشاہ ہی ہو۔ اِسی قلعہ میں اصطباغی جس کی زندگی پُر فضا جگہ میں بسر ہوئی تھی لمبے گرمی کے موسم میں بند پڑا رہتا تھا اور ڈھلوان پر ہیرودیس کا محل تھا۔ تاریک سطحِ آب کے اُس پار وہ جگہ تھی جہاں وہ لڑکپن میں رہا کرتا تھا اور وہ بیابان جہاں وہ یہوواہ کے بارے میں اعلیٰ خیالات سوچا کرتا اور مسیح اور خدا کی بادشاہت کے خواب دیکھا کرتا تھا۔ یہ بادشاہت آنے میں کیسی دیری کر رہی ہے! وہ مسیح اور یردن پر کی مقدس فاختہ کو جو اُس پر اُتری تھی یاد کیا کرتا تھا۔

بعض اوقات اُس کے شاگرد قید خانے میں اُس کی ملاقات کے لئے آتے اور بیرونی دُنیا کی خبریں سُنایا کرتے تھے وہ فقط اپنے خداوند ہی کی خبر کی پروا کرتا تھا اُس کے شاگرد اُس کی گرفتاری کے بعد تتّر بتّر ہو گئے تھے بعض اُس کی ہدایت کے مطابق یسوع کے پیچھے گلیل کو چلے گئے تھے۔ وہ پریشان اور کسی قدر مایوس ہو گئے تھے۔ کوئی جوش دلانے والی بات واقع نہیں ہوئی تھی۔ مسیح نے اپنا اختیار اور تسلّط ہاتھ میں نہیں لیا تھا اور نہ اسرائیل کی بحالی کا کوئی علانیہ نشان دکھایا تھا وہ یوحنا کو بتاتے ہونگے کہ یسوع لوگوں کے بیچ اِدھر اُدھر پھرا کرتا ہے اور بڑی بھیڑ اُس کی باتیں شوق سے سُنتی ہے۔ مگر اُسے پروا نہیں کہ وہ کیسے قماش کے لوگوں کے ساتھ ربط و ضبط رکھتا ہے اسی سبب سے فریسی اُسے "محصول لینے والوں اور گنہگاروں کا یار" کہتے ہیں۔

پھر وہ اُسے یسوع کی سادہ تعلیم اور اُس کی چھوٹی چھوٹی تمثیلوں کا حال سُنایا کرتے ہونگے۔ اور ایک روز چند حیرت انگیز معجزوں کے بعد نائین کی بیوہ کے بیٹے کو جلانے کا قصہ سُنایا ہوگا۔ لکھا ہے کہ "اُس کے شاگردوں نے اُس کو اِن سب باتوں کی خبر دی"۔

اور وہ سنجیدہ خاموش قیدی یہ باتیں غور سے سُن کر اُن پر سوچتا ہوگا۔ ہمیں کیا معلوم تھا کہ اُس کے دل میں کیسا پوشیدہ درد ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد ایک حیرت انگیز ماجرا واقع ہوتا ہے جس کا حال اگر ہم کسی کم معتبر ذریعہ سے سُنتے تو ہمیں یقین نہ آتا۔

اب ہم گلیل کے ایک موقع کی طرف متوجہ ہوتے ہیں یسوع اُس علاقے میں پھر آ گیا ہے اور بڑی بھیڑ اُس کے گرد جمع ہے۔ اس اژدحام میں تھکے اور اُداس مسافر کھڑے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ مسافت طے کرکے آئے

ہیں جب وہ پاس آتے ہیں تو یسوع اُن سے ملنے کو اُن کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ تھوڑی ہی دیر میں اُن کی تکلیف کا سارا راز کھُل جاتا ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ "اے اُستاد یوحنا بپتسمہ دینے والے نے ہمیں یہ دریافت کرنے کو بھیجا ہے کہ آنے والا تو ہی ہے یا ہم دوسرے کی راہ دیکھیں؟"

ذرا غور کرو کہ مسیح کی آمد کی مُنادی کرنے والا اپنے شک کا اظہار کرتا ہے! اس قصے کی بے ساختہ ایمانداری کا خیال کرو جس سے وہ ایسی سادگی سے درج کیا گیا ہے۔ اُس آدمی کے دل میں شبہ کے باعث کیسا اضطراب ہوگا کہ اُس کو ایسا سوال پوچھنے کے لئے آدمی بھیجنے پڑے۔

ہم کیا کہیں؟ کیا یوحنا کمزور طبع آدمی تھا؟ کیا اُس کا ایمان جاتا رہا اور وہ مسیح کا پیشرو ہونے کے لائق نہ تھا؟ ہرگز نہیں جس شخص کا ایسا خیال ہے اُسے شک کی ماہیت اور کسی ایسے جلیل القدر آدمی کے دلی اضطراب کے حال کا جس کا اعتقاد ڈگمگا رہا ہے بہت تھوڑا علم ہے۔

بیابان کے اُس آزاد آدمی کا خیال کرو جو مہینوں سے ایک گرم اور تاریک قید خانہ میں بند ہے۔ وہ آزاد طبع اور مزاج کا آدمی ہے اور تنہائی اور قید کی پابندی نے اُس کی طبیعت کو اور بھی بگاڑ دیا ہے۔ نہایت مضبوط مذہبی تکیر حق کے اُس تاریک قید خانہ میں کسی کے ایمان کو ہلا دینے سے مشکل بچ سکتا تھا۔ بعض ایسے مبارک دن بھی ہوتے ہونگے جن میں وہ گویا خُدا کی آواز سُن سکتا ہے مگر پریشانی کے دن بھی ہوتے ہیں کیونکہ یوحنا توقع رکھتا ہے کہ مرنے سے پیشتر اُس کی اُمیدیں بر آئینگی مگر یسوع نہایت آہستہ آہستہ چل رہا ہے جیسا یوحنا کے ایام میں تھا اب بھی ہے کہ جب خدا دھیمی رفتار

سے چلتا ہے تو ہمارے ایمان کا سخت امتحان ہوتا ہے۔

پس ایسے بڑے اور تنہا شخص کے لئے جو زندگی بھر ایک آنے والی روشن امید کے سہارے گزار رہا تھا اب زندگی کے اختتام پر جب موت سامنے نظر آ رہی ہے یہ کوئی ہلکی بات نہ تھی کہ وہ شک میں مبتلا ہو جائے۔

بہر صورت یہ اچھا تھا کہ یسوع ایسا شخص موجود تھا جس کے پاس وہ ضرورت کے وقت جا سکتا تھا یسوع بات سمجھ گیا۔ وہ ہمیشہ سمجھ جاتا ہے یسوع جو خود آزمایا گیا جانتا تھا کہ مایوسانہ پژمردگی کا کیا نتیجہ ہوتا ہے۔ یسوع اپنے اس بیچارے خادم کو جواب میں ایک پیغام بھیجتا ہے جس سے وہ سمجھ لے گا کہ وہ پُر امید پیشینگوئیاں جن سے وہ دونوں واقف تھے پُوری ہو رہی ہیں یسوع نے کہا "جو کچھ تم سُنتے اور دیکھتے ہو یوحنا سے بیان کرو کہ اندھے دیکھتے اور لنگڑے چلتے پھرتے ہیں۔ کوڑھی پاک صاف کئے جاتے اور بہرے سُنتے ہیں اور مُردے زندہ کئے جاتے ہیں اور غریبوں کو خوشخبری سنائی جاتی ہے"۔

ہم اس کے بارے میں اور کچھ نہیں جانتے شاید یوحنا کے دل میں اس پیغام سے نئی ہمت اور امید پیدا ہو گئی ہو گی یقیناً وہ شک لانے کے باعث شرمندہ ہو گا۔ اور محسوس کرتا ہو گا کہ اس سے وہ اپنے خداوند کی نظروں سے گر جائیگا۔ امید ہے کہ اُس کے مرنے سے پیشتر کسی نے اُس کو بتایا ہو گا کہ اُن قاصدوں کے چلے جانے کے بعد یسوع نے اُس کے بارے میں کہا تھا۔ کہ "جو عورتوں سے پیدا ہوئے ہیں اُن میں یوحنا بپتسمہ دینے والے سے کوئی بڑا نہیں ہوا"۔

ابن اللہ کی دریا دلی پر غور کرو کہ اُس نے اپنے بیچارے خادم کے حق

ہیں جو اُس وقت جب وہ نہایت شرمسار ہو رہا تھا یہ کلمات کہے۔ اور حوصلہ رکھو کہ اگر تمہیں شرمساری کے وقت اُمید افزا کلمات کی ضرورت ہے تو یسوع ضرور کہیگا۔

اگر تمہارے دل میں حقیقی شک وشبہ اور پریشانی ہو تو یسوع سے کبھی نہ ڈرو۔ شک اُسی وقت گناہ ہوتا ہے جب تم شک پر ہی قناعت کرتے ہو۔ اگر تم ایمان نہیں لا سکتے تو سوائے شک کے اور کیا کر سکتے ہو؟ مگر شک ہی پر اٹکے نہ رہو۔ اس سے تمہیں نقصان پہنچے گا۔ کسی دانا دوست سے حال بیان کرو۔ اگر کوئی خادم الدین تمہاری دانست میں لائق ہو تو اُس سے بات کرو مگر خصوصاً اپنے خداوند کو صفائی سے اور بلا خوف سب کچھ بتا دو۔ وہ سمجھ جائے گا اگر کوئی آدمی اصطباغی کی طرح یسوع سے اپنا شک بیان کر دیتا ہے تو اُس کا ایمان بالکل بھٹک نہیں سکتا۔

اب وہ بیچارہ قیدی گو وہ موت کے کنارے پر ہے ایمان کے ساتھ گا سکتا ہے "اے مالک اب تو اپنے غلام کو اپنے قول کے موافق سلامتی سے رخصت دیتا ہے" مگر خاتمہ سے پیشتر اُس کو عجیب تجربوں میں سے عبور کرنا ہے۔ کسی روز ہیرودیس بادشاہ اچانک اُس کی ملاقات کو آجاتا ہے کبھی وہ اُس کو گفتگو کے لئے محل میں بلوا بھیجتا ہے۔ وہ ایک دوسرے سے واقفیت پیدا کر لیتے ہیں۔ یہ ہیرودیس طرفہ معجون مرکب ہے وہ سفلہ اور دغاباز اور نفس پرست اور سنگدل ہے مگر اُس میں بعض اچھی صفات بھی ہیں۔ کبھی کوئی خراب آدمی بغیر بعض اچھی صفات کے نہیں ہوتا۔ خدا نے ہم کو اپنی صورت پر بنایا اور خراب سے خراب آدمی میں بھی وہ صورت سراسر مٹ نہیں جاتی۔ جو اچھی صفت باقی ہے خدا اُسی کو کام میں لا سکتا ہے۔

ہیرودیس میں کوئی چنداں کارآمد صفت نہ تھی۔ اُس کے خاندانی حالات خراب تھے۔ اُس کی صحبت بُری تھی مگر کلیتہً نہیں۔ اگر ایک عورت اِس وقت اُسے پستی کی طرف کھینچ رہی ہے تو مدت گذری ایک اور عورت کے ساتھ اُس کو سابقہ پڑا تھا جو اُس کی ماں نہ تھی۔ رسولوں کے اعمال کی کتاب میں انطاکیہ کے خادمانِ دین کی فہرست میں مناہیم کا نام مذکور ہے "جو ہیرودیس کے ساتھ پلا تھا۔" مجھے اُس فروتن عورت پر تعجب آتا ہے جس نے اِن دو لڑکوں کو پالا۔ اُن میں سے ایک تو شہوت پرست ظالم اور خونی نکلا اور دوسرا مسیح کی انجیل کا مناد بن گیا۔ ممکن ہے کہ جو خوبی ہیرودیس میں تھی وہ اُسی عورت کے سبب سے ہو۔

ہیرودیس یوحنا کو پسند کرتا تھا۔ اور اُس کے زیرِ اثر تھا۔ یوحنا نے اُس کے کانشنس میں تحریک پیدا کر دی تھی۔ لکھا ہے کہ ہیرودیس خوشی سے اُس کی باتیں سُنتا تھا اور اُس کی خاطر بہت کچھ کرتا تھا۔ مقدس مرقس کہتا ہے کہ یوحنا کو قید خانے میں بند رکھنے کی ایک وجہ یہ تھی کہ وہ اُس کو ملکہ ہیرودیاس کے قتل کے منصوبوں سے بچانا چاہتا تھا کیونکہ ہیرودیاس اُس سے ایسی دشمنی رکھتی تھی جیسی کوئی عورت ہی اپنی ہتک کے بعد رکھ سکتی ہے۔ اگر آدمی عورت کے برابر محبت نہیں رکھ سکتا تو وہ عورت کے برابر دشمنی بھی نہیں کر سکتا۔ کسی نے کہا ہے "جس عورت کی تحقیر کی جائے دوزخ کا قہر بھی اُس کے قہر کے برابر نہیں۔" ہیرودیاس نے دغا سے اپنے پہلے خاوند کو پکڑوا دیا تھا اور اُس کے بھائی ہیرودیس کے ساتھ جب وہ اُس کے گھر میں ملاقات کو آیا تھا آشنائی پیدا کر لی تھی۔ ہیرودیس کی جوان عربی بیوی کو جب یہ حال معلوم ہوا تو وہ ہیرودیاس کے لئے محل

خالی کر کے اپنے باپ کے گھر کو چل دی۔ ہیرودیاس کو اور سارے دربار کو علم تھا کہ اس دلیری نے سہر بازار اُس کے خاوند سے کہا تھا کہ "اپنے بھائی کی بیوی رکھنی تجھے روا نہیں۔" جہاں تک راستبازی کا تعلق تھا یوحنا کسی بادشاہ یا ملکہ کو بھی خاطر میں نہیں لاتا تھا۔ ہیرودیاس نے اس بات کو دل میں رکھا اور موقع کی منتظر رہی۔

تین مہینوں کے بعد ہیرودیس کی سالگرہ کا دن تھا۔ مکیرس کا شاہی ایوان جھاڑ فانوسوں سے بقعۂ نور بن رہا تھا اور ضیافت پر بڑے بڑے امیر اور فوجی سردار اور گلیل کے رئیس مدعو تھے رات گذرتی جا رہی ہے۔ اُدھر رنگ رلیوں کا زور بڑھتا جاتا ہے راگ رنگ اور جشن کے قلق غپاڑے کی آواز اُس قیدی کو قید خانے میں سُنائی دیتی ہے جب جشن اپنے عروج پر تھا ہیرودیاس کو دفعتاً ایک نئی سنسنی پیدا کرنے والی بات سُوجھی یعنی وہ اپنی خوبصورت بیٹی سلومے کو بھیجتی ہے کہ مہمانوں کو خوش کرے۔ وہ لڑکی اوباش اور عشرت پسند تھی اور مشرقی نفس پرست ناچ میں جسے کوئی یہودی گوارا نہ کر سکتا تھا ماہر تھی جہاں اُس کی خوش ادا پر قربان ہوتے تھے اور ہر طرف سے واہ واہ کے نعرے بلند ہو رہے تھے۔ بادشاہ سرور کی حالت میں خوش ہو کر سب کے رُوبرو قسم کھاتا ہے کہ جو وہ مانگے اپنی آدھی بادشاہی تک اُسے دے دیگا۔

وہ جوش سے بھری لڑکی اپنی ماں سے مشورہ کرنے جاتی ہے اور ایک عجیب بے باک نگاہ کے ساتھ اُس شور و غل مچانے والے مجمع میں واپس آتی ہے جب وہ اپنا بے رحم مطالبہ پیش کرتی ہے کہ "میں چاہتی ہوں کہ تو یوحنا بپتسمہ دینے والے کا سر ایک تھال میں ابھی مجھے منگوا دے" تو

سب عش عش کا شور اور قہقہہ تھوڑی دیر کے لئے بند ہو جاتا ہے اور مخمور آدمیوں کا نشہ بہت کچھ کافور ہو جاتا ہے۔

باوجود فاسق ہونے کے اُن لوگوں کے اندر درد اور شرمندگی کا احساس پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ لوگ اُس پاک نبی سے محبت رکھتے ہیں اور یہ بھی انہیں بخوبی معلوم ہے کہ ہیرودیاس کیوں اُس کا سر مانگتی ہے۔ ہیرودیس کا نشہ بھی ہیبت اور نفرت کے مارے اُتر جاتا ہے۔ ہیرودیاس نے میدان مار لیا ہے اور آخر کار بادشاہ کو جال میں پھنسا لیا ہے۔ عزت کے مردود پاس کے سبب سے ہیرودیس کو بھاگنے کا کوئی رستہ نہیں رہتا۔" بادشاہ بہت غمگین ہوا مگر اپنی قسموں کے سبب اُس سے انکار کرنا نہ چاہا۔ اُس نے ایک آدمی بھیج کر یوحنا کا سر قید خانے میں کٹوا دیا۔"

"بادشاہ نہایت غمگین ہوا"۔ اس کے بعد وہ اس سے بھی زیادہ غمگین ہوا جب کہ عوام کی لعنتیں اُس کے کانوں میں گونجنے لگیں۔ "کیونکہ وہ اُسے نبی جانتے تھے"۔ جس کانشنس کی ہدایت سے وہ یوحنا کی باتیں سنتا اور اُس کے لئے بہت کچھ کرتا تھا اب وہی کانشنس اُسے پکڑ کر دوزخ کے غار کے اوپر ہلا رہی ہے۔

سوتے جاگتے اُسے یوحنا کا خیال ہے۔ وہ کٹا ہوا خون آلودہ سر ہمیشہ اُس کی طرف گھورتا نظر آتا ہے۔ جب کچھ عرصہ کے بعد اُس نے یسوع کے معجزوں کی بابت سنا تو اُس کے کانشنس نے اُس کے منہ سے وہم آمیز خوف کے ساتھ کہلوایا کہ "یوحنا لوٹ کر آیا ہے"۔ انہوں نے اُسے جواب دیا کہ شاید وہ ایلیاہ یا نبیوں میں سے ایک ہے۔ اُس نے زور سے کہا کہ "نہیں۔ یہ یوحنا ہے جس کا سر میں نے کٹوایا۔ وہی جی اُٹھا ہے اس لئے

اُس سے معجزے ظاہر ہوتے ہیں"۔

اس طور پر آخرکار جلاد قید خانے میں یوحنا کے خدمت سے فارغ ہونے کا پیغام لے کر آیا اُس کا خون بہتا ہوا سر اُن جشن منانے والوں کے سامنے لایا گیا۔ اور وہ لڑکی اپنی فتح کے مہیب ثبوت کو اپنی ماں کے پاس لے گئی۔ شاگردوں نے اُس بے سر لاش کو دفن کر دیا اور "جا کر یسوع کو خبر دی"

وہ دلیر تنہا ہی نادیدنی عالم میں چلا گیا تاکہ دو سال تک اپنے خداوند کی انتظاری کرے جہاں وہ صلیب پر سے فتحیاب ہو کر مُردوں میں اپنی انجیل کی منادی کرنے کے لئے گیا۔ اُس نے اپنا جھنڈا وہاں گاڑا اور رفتگاں کے اُس پُراسرار عالم میں اپنی صلیب نصب کی۔ وہاں یوحنا اُس برّے سے پھر ملا "جو جہان کے گناہوں کو اُٹھا لے جاتا ہے"۔

چوتھا باب

کفرنحوم

پہلی فصل

کفرنحوم میں یسوع کی آمد

ہم اب ایک اور بھاری موقع پر آپہنچے ہیں جسے انجیل نویس اصلی قصہ کا آغاز سمجھتے ہیں یعنی گلیل میں یسوع کی خدمت کا شروع۔ وہ ایک نمایاں قابلِ یادگار واقعہ کے ساتھ اس کا تعلق قائم کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں "پھر یوحنا کے پکڑوائے جانے کے بعد یسوع نے گلیل میں آکر خدا کی خوشخبری کی منادی کی اور کہا کہ وقت پورا ہوگیا ہے اور خدا کی بادشاہت نزدیک آگئی ہے۔ توبہ کرو اور خوشخبری کو مانو"۔

اگر ہماری بائبل اچھے طریق پر مرتب کی جاتی تو اس موقع کا ذکر خالی

جگہ چھوڑ کر ایک نئے مضمون سے شروع کیا جاتا۔ اب پڑھنے والے کو چاہئے کہ اپنی بائبل میں اس پر اچھی طرح نشان کرلے۔

عوام میں یہی وہ قدرت ہے جس کے ساتھ انجیل نویسوں کا خاص سروکار ہے۔ جو حالات اس سے پہلے بیان کئے گئے وہ اُسے بطور تمہید یا بمنزلہ بنیاد تصور کرتے ہیں۔ ہم اُس بنیاد کا بیان کرچکے ہیں یعنی زمانوں سے اُس کی آمد کی تیاری۔ جس خیر اندیشِ عالم سے وہ آیا تھا اُس میں اُس کی آمد کا ابدی مقصد۔ یہودی نبوت کی صدیاں۔ مسیح کا پُر اشتیاق انتظار۔ غیر اقوام دُنیا میں اُس کی آمد کے لئے بے خبر طور پر تیاری۔ بعد ازاں اُس کی پیدائش اُس کے لڑکپن۔ جوانی میں بڑھئی کا کام اور اُس کی بلوغت۔ اور آئندہ کے لئے اُس کے ارادوں کا بیان کیا گیا ہے۔ پھر وہ بڑا دن جب وہ تخلیہ سے نکل آیا۔ اُس کا بپتسمہ۔ آزمائش۔ اپنے جوان رفیقوں سے پہلی ملاقات۔ یروشلیم میں پہلی بار جانا اور یہودیہ کے کوہستان میں منادی کا خوشگوار دورہ جو اصطباغی کی گرفتاری پر ختم ہوُا۔

انجیل نویسوں کی ترتیب مضامین کے بموجب یہ سب امور بطور دیباچہ کے ہیں جس کی طرف وہ اپنی آئندہ تحریر میں اشارہ کرتے ہیں۔ اُن کی ابتدا تو اسی سے ہوتی ہے مگر اصلی قصہ اسی خاص مقام سے شروع ہوتا ہے۔

اس قصے میں ہم اُس نئے قصبہ تک پہنچ جائینگے جسے ہم یسوع کی بابت خیالات میں عموماً نمایاں جگہ نہیں دیتے۔ چار قصبے اُس کی زندگی میں حصّہ نمایاں رکھتے ہیں یعنے بیت لحم اُس کی جائے ولادت۔ ناصرۃ اُس کی جائے پرورش۔ یروشلیم جہاں اُس کی موت واقع ہوئی۔ اور جھیل کے کنارے پر

وہ چھوٹا سا ماہی گیروں کا قصبہ جہاں ہمیں ایک سال سے زیادہ اُس کے ساتھ رہنا ہے یعنی کفرنحوم جو اُس کی گلیلی خدمت کا مرکز ہے۔

اِس وقت ہم کفرنحوم کی طرف متوجہ ہو گئے۔

اِس گلیلی خدمت کے حالات کا ماخذ پہلی تین انجیلیں ہیں۔ مقدس یوحنا سے ہمیں اُن کے بارے میں بہت مدد نہیں ملتی کیونکہ اُن کا بیان پیشتر کافی طور پر ہو چکا تھا۔

اِس موقع پر اِن تینوں اناجیل کے متعلق کچھ مختصر بیان کرنا بے محل نہ ہوگا۔ اوّل یاد رکھو کہ ہم انہیں ٹھیک ٹھیک اپنے خداوند کی سوانح عمریاں نہیں کہہ سکتے وہ زیادہ تر اُن یادداشتوں اور واقعات اور تقریروں کے مجموعے ہیں جو پہلے شاگردوں کے لوح دل پر محفوظ رہ گئے تھے اور کبھی ترتیب وار قلمبند نہ ہوئے

مسیحیوں کی پہلی پشت کے پاس ہمارے خداوند کی سوانح عمری کی کوئی مسلسل تحریر نہ تھی۔ اکثر لوگ تو وہی باتیں جانتے تھے جو وہ ہر اتوار کو گرجے میں ہمارے "مقررہ انجیل" کے علیحدہ علیحدہ حصّوں کی طرح سیکھتے تھے اور جو قصّے عموماً جماعت میں پھیل گئے تھے وہ اُن اشخاص سے لے کر جمع کئے گئے تھے جنہوں نے خداوند کو دیکھا تھا یا اُس کی باتیں سُنی تھیں۔ وہ شروع کے واقعات کی ترتیب جانتے تھے یعنی مسیح کا مختتن۔ اُس کا بپتسمہ پانا۔ اور اُس کی آزمائش۔ وہ آخری واقعات کی ترتیب سے بھی واقف تھے یعنی اُس کا یروشلیم کی طرف سفر۔ اُس کے خلاف مقدمہ کا حال۔ اُس کا مصلوب ہونا۔ مُردوں میں سے جی اُٹھنا اور آسمان پر صعود کرنا۔ اِن دونوں حدود کے درمیان جو واقعات تھے وہ اُس کی زمینی زندگی کے مرکزی حالات تھے۔ گو وہ لوگ اُن کا علم رکھتے اور اپنے دل میں اُن کو محفوظ رکھتے تھے۔ وہ اُن واقعات اور تقریروں کو علیحدہ

علیحدہ علیحدہ مسلسل طور پر جانتے تھے اور اُنہیں ترتیب وار اپنی اپنی جگہ پر رکھ نہیں سکتے تھے۔ اس کا نتیجہ اُن تحریری اناجیل میں نظر آتا ہے جو فی الحقیقت اُسی روایتی نوشتجری کا مستند تحریری تواریخ ہے جیسی کہ پہلے مسیحیوں کو سکھائی گئی تھی پہلی تین انجیلوں میں ہمارے خداوند کی زندگی کے وہ بیانات ہیں جو اُن ممالک میں سکھائے گئے تھے جہاں انجیل نویسوں نے اُنہیں قلمبند کیا۔ اور جن میں وہ واقفیت ایزاد کی گئی جو لکھنے والوں نے چشم دید گواہوں اور دیگر ذرائع سے حاصل کی۔

سب سے پہلے مرقس کی انجیل لکھی گئی اور اگر ہم یاد رکھیں کہ وہ زیادہ تر اُن احوال کا تحریری بیان ہے جو مقدس پطرس سکھایا کرتا تھا تو مسیح کی گلیلی خدمت کی داستان یقیناً زیادہ صاف اور دلچسپ ہو جائیگی۔ مقدس مرقس کو خداوند کی زندگی کا ذاتی علم تھوڑا ہی تھا مگر وہ اُس آدمی کے ساتھ گہرا تعلق رکھتا تھا جسے اُس کا ایسا پورا علم تھا جو اور کسی کو نہ تھا۔ پطرس اُس کا دلی دوست تھا۔ وہ مرقس کو "میرا بیٹا مرقس" کے نام سے یاد کرتا ہے۔

مندرجہ ذیل بیان جسے اکثر علما مستند مانتے ہیں ہیراپلس کے بشپ پیپاس نے عین مقدس یوحنا کی موت کے بعد لکھا۔

"پطرس کے بیانات کے شارح مرقس نے جو کچھ پطرس نے مسیح کے اقوال اور کاموں کے بارے میں کہا ٹھیک ٹھیک مگر بلا ترتیب قلمبند کر دیا کیونکہ مرقس نے نہ تو خداوند کو خود کلام کرتے سنا اور نہ وہ اُس کا شاگرد تھا مگر وہ پطرس کا ..... تھا جو سامعین کی ضرورت کے مطابق حسب موقع تعلیم دیا کرتا تھا۔ مگر کوائف کا بیان مسلسل نہیں کرتا تھا ..... پس مرقس نے کوئی غلط بیانی نہ کی۔ وہ اِس ایک بات کے بارے میں خبردار تھا کہ جو کچھ اُس نے سنا اُس میں سے کچھ رہ نہ جائے اور نہ غلط طریق پر بیان کیا جائے۔"

ہم اُس کی تصنیف کو بلا تامل مقدس پطرس کی انجیل کہہ سکتے ہیں۔ اس امر کو ملحوظ رکھ کر ہمیں بہت سے چھوٹے چھوٹے دلچسپ اشارات ملتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اُن میں پطرس کا ہاتھ ہے مثلاً جب ہم خیال کرتے ہیں کہ یسوع کفرنحوم میں پطرس کے ہاں مقیم تھا اور پڑھتے ہیں کہ ایک روز "صبح ہی دن نکلنے سے بہت پہلے" وہ دعا مانگنے کے لئے اُٹھا تو ہم قیاس کر سکتے ہیں کہ جب پطرس نے اِس واقعہ کا بیان سُنایا ہوگا تو اُسے یاد آگیا ہوگا کہ اُس نے اُس روز یسوع کو علی الصبح دوسرے کمرے میں چلتے پھرتے سنا تھا۔

الحق سقف بشپ کے مطابق مقدس متی نے ہمارے خداوند کے کلمات کا مجموعہ آرامی زبان میں قلمبند کیا جسے بعد میں اُس نے یا اوروں نے زیادہ وسیع پیمانے میں اور بہت سی باتیں مقدس مرقس کی انجیل سے اخذ کر کے مروجہ متی کی انجیل بنالی۔

ہمارا قیاس ہے کہ مقدس لوقا نے اپنی انجیل پہلے اپنے شہر غالباً انطاکیہ کی کلیسیا میں لکھی مگر اُس نے بہت سا مصالح مقدس متی اور مقدس مرقس سے لیا۔ نیز بہت سے چھوٹے چھوٹے مسودوں سے اخذ کیا جس کی طرف وہ اپنی انجیل کے پہلے باب میں اشارہ کرتا ہے۔ ہم آگے چل کر دیکھینگے کہ اُس نے بہت کچھ اُن کثیر التعداد شاگردوں سے سیکھا جن سے وہ مقدس پولس کے ساتھ ہوتے ہوئے ملاقی۔ انہی اشخاص سے نے اُسے اُس کی انجیل کے عجیب درمیانی حصہ یعنے یروشلیم کی سڑک پر کی یادداشتوں کے لکھنے میں بہت سی مدد دی ہوگی۔

تینوں اناجیل میں خداوند کے کاموں اور کلمات کا جن سے ہم بخوبی واقف ہیں بہت کچھ یکساں بیان ہے مگر اُن کی ترتیب میں فرق ہے۔ اس سے صحیح

کی گلیل کی خدمت کا سلسلہ وار بیان کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

اب ان چند سطور کے بعد ہم اُس قصہ کو بخوبی سمجھ سکینگے۔

ب۔ مال سنہ ۲۷ء سے یسوع کی خدمت کا حلقہ جھیل گلیل کے کنارے بہت اور کام کا مرکز اُس کا گھر کفرنحوم ہے جو جھیل پر واقع ہے۔

گذشتہ باب میں یہودیہ کے دیہات میں اُس کے جنوبی دورے کا حال ختم ہو چکا ہے۔ جب یوحنا پکڑوایا گیا تو وہ شمال کے رُخ گلیل کی طرف روانہ ہو گیا۔ مگر بجائے اُس کے ساتھ ہو لینے کے ہم جنوب میں یہ دیکھنے کے لئے ٹھہر گئے کہ اصطباغی پر کیا گذرتی ہے۔ اب ہم جھیل گلیل کے متصل اُس کی خدمت کے علاقے میں اس کے پیچھے ہو لینگے۔

گلیل کے رستہ پر ضرور بہت سی باتیں واقع ہوئی ہونگی جن کا حال اس زندگی میں ہمیں کبھی معلوم نہیں ہو گا۔ مثلاً مقدس یوحنا کوئیں پر کی سامری عورت کا قصہ بیان کرتا ہو جو یسوع کے گلیل میں پہنچنے سے پیشتر سامریہ کا واقعہ ہے۔

گلیل کی سرحد پر جہاں سڑکیں آڑے طور پر ملتی تھیں اُس نے اپنے ساتھیوں (غالباً پطرس۔ اندریاس۔ فلپس اور شاید یوحنا) کو رخصت کر دیا ہو گا وہ مغرب کی طرف شاید ناصرۃ میں اپنے گھر کی طرف جا رہا تھا۔ اُس کے ساتھیوں کو مشرق کی سمت گھر کو مچھلی پکڑنے کے لئے جانا تھا۔ وہ بہت عرصہ سے اپنے کام سے غیر حاضر رہے ہیں اور اب انکا واپس جانا ضروری ہے۔ یہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اُنہوں نے اب تک مسیح کے ساتھ رہنے کی کوئی پابندی اختیار نہیں کی تھی۔ ابھی کوئی خاص خدمت اُن کے سپرد نہیں ہوئی تھی۔ اُنہوں نے فقط چند مہینے خوشی خوشی مسیح کے ساتھ بسر کئے تھے اُس نے اُنہیں پہاڑی علاقہ کے خوشگوار دورہ گرما میں اپنے ساتھ رکھا تھا۔ اور اُن سرگرم جوانوں

سے عزت اور تعظیم حاصل کی تھی۔ وہ اُن ایام کو کبھی بھول نہ سکتے تھے۔

وہ اُس سرحد پہ اُس کو الوداع کہہ کر خوشی اور جوش کے ساتھ پہاڑیوں پر سفر کرتے ہوئے اپنے وطن کفرنحوم کی طرف چل دیئے ہونگے گو اُن سے کوئی خاص وعدہ نہیں کیا گیا تھا کہ اُن کو کسی روز اُس کی زندگی کے بڑی بھاری کام میں مدد دینے کی اجازت ہوگی مگر انہیں کم از کم اِس کی اُمید تھی اور غالباً انہیں معلوم تھا کہ کچھ عرصہ کے بعد وہ بھی جھیل پہ آ پہنچے گا۔

بلاشبہ یہ اُس کی تجویز کا حصہ اور اُن کی تعلیم کا ضروری جزو تھا کہ وہ چند مہینوں کے لئے اُس سے جُدا رہیں۔ یسوع آدمیوں کی شخصیت کی بڑی توقیر کرتا تھا۔ وہ کبھی لوگوں کا جلد بازی سے کام کرنا پسند نہیں کرتا تھا۔ بلکہ وہ چاہتا تھا کہ وہ غور و فکر سے کام کریں۔ یہ انتظار کا زمانہ سوچ اور بچار کے لئے اچھا تھا۔ وہ روزمرہ مچھلی کا شکار کرتے ہوئے اُس کے آنے کا انتظار کرتے اور اُس کے بارے میں بات چیت کرتے ہونگے۔ وہ اُس کی بابت سوچتے اور اُس سے زیادہ محبت رکھنا اور اُس کی غیر حاضری کو محسوس کرنا سیکھتے ہونگے اور اس طور پر خود بخود آئندہ کے کام کے لئے تیار ہوتے جاتے ہونگے۔

یسوع تن تنہا ناصرۃ کی سڑک پر مغرب کی طرف روانہ ہوگیا۔ اور ہماری نظروں سے غائب ہو جاتا ہے کوئی بتانے والا نہ تھا کہ اُن ہفتوں میں کیا واقع ہوُا۔ جہاں تک ہم قیاس کر سکتے ہیں وہ حتی الامکان اکیلا رہتا تھا یعنی جہاں تک کہ اُسے اکیلا رہنے دیتے تھے کیونکہ اُس کی شہرت پھیل رہی تھی۔ اور گلیلی لوگ جو کچھ فسح کے وقت یروشلیم میں واقع ہوُا تھا بیان کر رہے تھے۔ کیونکہ وہ بھی عید میں گئے تھے"۔ شاید اُس کو اپنی تجاویز پر غور کرنے کے لئے وقت درکار تھا۔ شاید وہ عبادت خانوں اور شام کے وقت مجمعوں میں جب

لوگ اُس کے گرد جمع ہوتے ہونگے تو وہ اُن کو عجیب عجیب باتیں سُنا کرتا ہوگا۔ آپ اُن کی دِلی فکر رکھتا ہے اور خدا کی بادشاہت کے زمین پر آنے کے متعلق اپنی تجویز پیش کرتا ہوگا۔ مگر ہمیں مقدس یوحنا نے سوائے ایک چھوٹے سے واقعہ کے اور کچھ نہیں بتایا۔

دورہ کرتے کرتے وہ ایک روز قانا میں آپہنچا اور غالباً نتن ایل کے ہاں "جو قانائے گلیل کا تھا" فروکش ہُوا۔ یہ وہی آدمی تھا جسے یسوع نے چند مہینے پیشتر اپنی گزشتہ قابلِ یادگار آمد پر اپنی رفاقت کے حلقہ میں داخل کیا تھا۔ میں اپنے تصور میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک روز شام کے وقت جب وہ تھکا ماندہ آیا تھا تو نتن ایل نے بڑی تعظیم اور خوشی سے اُسے اپنے ہاں اُتارا ہوگا۔ شاید اُس نے دوسرے دن صبح کے وقت اُسے اپنا باغ اور انجیر کے درخت کے نیچے بیٹھنے کی وہ جگہ دکھائی ہوگی جہاں اُس کے اندر روحانی انقلاب پیدا ہُوا تھا اور یہ تعجب نہیں کہ اُس روز قانا کی اُس نوعمر دلہن نے خوشی سے اُسے اپنے سر آنکھوں پر بٹھایا ہوگا جس کی شادی پر اُس نے پانی کو مے بنایا تھا۔ ایسے دوستوں کے درمیان دو ایک روز بسر کرنا خوشگوار تھا۔

اُسے آرام کے لئے تھوڑا ہی وقت ملا کیونکہ اُس کے آنے کی خبر چاروں طرف پھیل چکی تھی اور سارے گلیل میں جوش پھیلا ہُوا تھا۔ بیس میل کے فاصلہ پر کفرنحوم میں لوگ اُس کی انتظاری میں چشم براہ تھے۔ کیونکہ اُن جوان ماہی گیر شاگردوں نے گھر پہنچکر جوش پیدا کرنے والی خبریں سُنائی ہونگی۔ اُنہوں نے بتایا ہوگا کہ وہ جس کی شہرت گلیل میں پھیل چکی ہے جلد اُن کے شہر میں آنے والا ہے اور یہ دیکھیں مبتلا اپاہج اور جن عورتوں کے بچے بیمار تھے حیرت اور اُمید سے کہہ رہی تھیں کہ جب وہ بڑا شفا بخشنے والا آئیگا تو کیسے کیسے کام کریگا۔

اِس موقع پر وہ ماجرا واقع ہوا جس کا مقدس یوحنا بیان کرتا ہے جب اُس روز یسوع قانائے گلیل میں نتن ایل اور اُس نوعمر دلہن کے ساتھ تھا تو بیس میل کے فاصلہ پر کفرنحوم شہر کے اوپر کے حصے میں جہاں دولت مند لوگوں کا محلہ تھا ایک گھرانا رنج و غم میں مُبتلا تھا۔ ہیرودیس کا ایک ملازم وہاں رہتا تھا جس کا ایک ہی بیٹا مرنے کو تھا۔ اُس نے افواہ سُنی کہ یسوع آ رہا ہے مگر دیری میں پہنچے گا۔ بچے کی ماں نہایت دلسوزی سے کہہ رہی ہوگی "اب ٹھہرو نہیں۔ وہ قانا میں آ پہنچا ہے۔ کیا جانے وہ ہمارے بچے کو بچانے کیلئے یہاں آ جائے"۔

وہ شخص اُس شام نہایت تیزی سے قانا کو گیا اور یوں کہنے لگا "اے اُستاد کیا تُو آ سکتا ہے؟ میرا بیٹا مرنے کو ہے"۔

خداوند کے لئے یہ بات ہمیشہ مایوس کُن تھی کہ جب تک کسی بیمار کو شفا کی حاجت نہ ہو کوئی اُس کی ضرورت محسوس نہیں کرتا کوئی شخص اُس کی انجیل اور اُس کی بادشاہت کی پروا نہیں کرتا تھا۔ افسوس کی نگاہ سے وہ اُس آدمی کی طرف دیکھتا ہے جو عوام کی دُنیا دار روش کا نمونہ ہے اور کہتا ہے "جب تک تم نشان اور عجیب کام نہ دیکھو ہرگز ایمان نہ لاؤ گے"۔

وہ بیچارہ باپ اُس بات کو نہیں سمجھتا اور نہ سمجھنا چاہتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ "اے خداوند۔ میرے بچے کے مرنے سے پہلے چل"۔ یسوع اُس بات کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا ایک لمحہ میں اُس کا پُرقوت خیال اُس دُور کے گھر میں پہنچ گیا اور اُس نے اُس مصیبت زدہ آدمی سے آنکھیں ملا کر کہا کہ "جا تیرا بیٹا جیتا ہے"۔ اُس کی نگاہ میں کوئی ایسا جادو تھا کہ اُس آدمی کے دل میں شک نہیں ہو سکتا تھا۔ دوسرے روز صبح کے وقت جب اُس کے ہانپتے ہوئے گھوڑے کفرنحوم کے قریب پہنچے تو اُسے اُس کی بیوی کی طرف سے

بچے کی شفایابی کی خبر ملی۔ اُس نے خبر لانے والوں سے پُوچھا کہ "یہ کس وقت ہوا ہے؟" اُنھوں نے جواب دیا۔ "کل ساتویں گھنٹے میں اُس کی تپ اُتر گئی۔" ہیرودیس کا ملازم جان گیا کہ وہی وقت تھا جب یسوع نے اُس سے کہا تھا "تیرا بیٹا جیتا ہے۔" اور وہ خود اور اُس کا سارا گھرانا ایمان لے آیا۔ اُن کو اُس بچے کی جان سے بہت بڑھ کر کچھ ہاتھ آیا۔ اُس گھر کے لوگ جنہوں نے کبھی یسوع کی صورت نہ دیکھی تھی بچے پر اُس کی نظرِ کرم کی وجہ سے شکر گزاری کے باعث کفرنحوم میں اُس کے پہلے شاگرد بن گئے۔ خُدا کے سب سے اچھے شاگرد شکر گزاری کے ذریعہ حاصل ہوتے ہیں۔ "خداوند کی سب نعمتیں جو مجھے ملیں ہیں اُن کے عوض میں اُسے کیا دُوں؟"

ہیرودیس کے ملازم اور اُس کے خاندان کا حال تو یہاں ختم ہو چکا اُن کے بارے میں فقط ایک دلچسپ قیاس باقی ہے۔

مابعد کے حالات میں ہیرودیس کے متعلق دو شخصوں کا ذکر ہے بہت سال کے بعد ہم مقدس پولس کے ساتھی "مناہم" کا حال پڑھتے ہیں جو ہیرودیس کے ساتھ پلا تھا۔ مگر اُس سے مدت پیشتر "یوانہ ہیرودیس کے دیوان خوزہ کی بیوی" کا ذکر پایا جاتا ہے جو اپنے مال سے اُس کی خدمت کرتی تھی۔ اور یسوع کے جی اُٹھنے کے دن اُس کی قبر پر ماتم کرنے آئی تھی۔ ممکن ہے کہ وہ ہیرودیس کے اُس ملازم کی بیوی اور اُس کے چھوٹے بچے کی ماں ہو جو کفرنحوم میں بیمار تھا۔ کیونکہ یسوع بیمار بچوں کی ماں کو زیادہ آسانی سے اپنا معتقد بنا لیتا تھا جیسا کہ وہ اب بھی کرتا ہے۔

تھوڑے ہی عرصے کے بعد اُس ملازم کے خاندان کو بذاتِ خود اُس کا شکریہ ادا کرنے کا موقع ملا۔ تاتا سے جو سڑک کفرنحوم کے ڈھلوان پر چکر

کھاتی ہوئی جاتی ہے اور ناہموار کھلے میدان میں گذرتی ہے موسم بہار میں جنگلی جھاڑیوں کے پھولوں کی کثرت سے پُر بہار ہوتی ہے۔ وہ ملازم اپنے بیٹے کو دیکھنے کے لئے ایسا بے قرار ہو رہا تھا کہ اُس نے اُس سڑک پر گھوڑوں کو خوب تیز دوڑایا ہوگا چند روز کے بعد خداوند خود اُسی سڑک پر سے گذرا تاکہ گلیل میں اپنی خدمت شروع کرے چند میل کے فاصلہ پر پہاڑوں کے ایک درہ میں سے جھیل نیچے دکھائی دیتی ہے۔ اور خرازین اور بیت صیدا اور کفرنحوم اُس کے مغربی ساحل پر پاس پاس آباد تھے پطرس اور اندریاس اور فلپس اور اُن کے ساتھی اُسے اُس سڑک پر ملے ہونگے اور کفرنحوم کے لوگ اپنے ہمسایوں کو اُس اجنبی ربی کے ساتھ آتے دیکھ کر اور گروہ بن کر بڑے غور سے تاک رہے ہونگے۔

اُس روز محصول لینے والا متی سڑک کے کنارے محصول کی چوکی پر بیٹھا ہؤا شاید اُس اجنبی کو آتے دیکھ رہا ہوگا کئی سال کے بعد اُسے وہ موقع یاد آیا کہ اُس کی اہمیت کا خیال کرکے اُس نے اپنی انجیل میں لکھا "جب یسوع کفرنحوم میں آیا جو جھیل کے کنارے زبولون اور نفتالی کی سرحد پر ہے تاکہ جو یسعیاہ نبی کی معرفت کہا گیا وہ پورا ہو کہ زبولون کا علاقہ دریا کی راہ یردن کے پار غیر قوموں کا گلیل۔ جو لوگ اندھیرے میں بیٹھے تھے اُنھوں نے بڑی روشنی دیکھی۔ اور جو موت کے ملک اور سائے میں بیٹھے تھے اُن پر روشنی چمکی"۔

پس یسوع کفرنحوم میں آیا۔

دوسری فصل

جھیل کے کنارے پر کفرنحوم

کفرنحوم جھیل کے کنارے پر گلیل میں مچھلی پکڑنے والوں کا ایک چھوٹا سا قصبہ تھا۔ یہ یسوع کا دوسرا گھر اور انجیل کے سب سے مشہور حالات کی جائے وقوع تھا ایک وقت میں وہ دُنیا میں سب سے زیادہ مقبول عام تھا۔ "اے کفرنحوم۔ کیا تو آسمان تک بلند کیا جائیگا؟ . . . . . جو معجزے تجھ میں ظاہر ہوئے اگر سدوم میں ہوتے تو آج تک قائم رہتا۔"

یسوع کی گلیلی خدمت کو کما حقہٗ سمجھنے کے لئے ضرور ہے کہ گلیل اور اُس کی جھیل اور کفرنحوم[1] کا ملاحظہ کیا جائے۔

گلیل شمال کے پہاڑوں میں ایک غیر مہذب کوہستانی صوبہ تھا یہودیہ کے ساتھ اُس کا بعینہ وہی تعلق تھا جو قدیم زمانہ میں انگلستان کے ساتھ سکاٹلینڈ کا تھا۔ شمالی اور جنوبی صوبے ایک دوسرے سے نفرت کرتے تھے۔ جنوبی شمال کے رہنے والوں کو ادنیٰ قوم سمجھتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ "گلیل میں سے کوئی نبی نہیں اُٹھنے کا" اور نیز یہ کہ "کیا ناصرۃ سے کوئی اچھی چیز نکل سکتی ہے؟" وہ اُن کی بے تہذیبی کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور گلیل کے اُجڈ لہجے پر ناک بھوں چڑھایا کرتے تھے ہمارے خداوند کے زمانے

[1] بائبل کے اکثر علما کا یقین ہے کہ جھیل کے شمال مغربی کنارے پر کھنڈرات کا ٹیلہ جو تل ہوم کہلاتا ہے کفرنحوم کی جائے وقوع ہے۔

یں گلیلی آدمی کی بولی یروشلیم میں ویسی ہی خاص طور کی تھی جیسی سکاٹ لینڈ کے آدمی کی لنڈن میں ہوتی ہے۔ لوگوں نے پطرس کو فوراً پہچان لیا "تو گلیلی ہے۔ تیری بولی سے ظاہر ہوتا ہے"۔

اُدھر وہ آزاد پہاڑی لوگ اِس قسم کے رویّہ سے سخت ناراض تھے۔ وہ ایسے ہی متنفر تھے جیسے کہ مغرور کوہستانی سکاٹ لینڈ کے لوگ جنوبی میدان کے رہنے والوں کے مقابلہ میں ہیں اور وہ بہت کچھ راستی پر تھے کیونکہ وہ وطن دوست اور سرکش تھے اور یہودیہ کے لوگوں کی طرح ظالموں سے دبنے والے نہ تھے۔ یوسیفس مؤرخ کہتا ہے کہ "اُن کا ملک کبھی بہادروں سے خالی نہ تھا"۔ یہودی تالمود میں لکھا ہے کہ "وہ جنوب والوں سے اِس بات میں فرق رکھتے تھے کہ وہ روپیہ کے مقابلہ میں عزت کی زیادہ پروا کرتے تھے"۔ شاید یہ بھی ایک سبب تھا کہ یسوع نے گلیل کو اپنی انجیل کا گہوارہ بنانا پسند کیا وہ خود گلیلی تھا اور بپتسمہ کے بعد جنوب کی طرف جا کر اُس نے یروشلیم کو دیکھا چند مہینوں تک اُس نے یہودیہ کی سرزمین میں دورہ کیا۔ شاید وہ شمال اور جنوب کے علاقہ کا مقابلہ کر رہا تھا اور جب اُس نے فیصلہ کر لیا اور وقت پورا ہوا تو "وہ شمال کی طرف گلیل میں آ کر خدا کی خوشخبری کی منادی کرنے لگا اور کہا کہ وقت پورا ہو گیا ہے اور خدا کی بادشاہت نزدیک آ گئی ہے۔ توبہ کرو اور خوشخبری کو مانو"۔

گلیل کو اپنی زرخیزی اور شادابی پر بھی ناز تھا۔ "آشر اور نفتالی کی سرزمین" میں پانی بکثرت تھا یعنی لبنان سے ندیاں بہتی تھیں اور پہاڑوں میں چشمے تھے۔ "آشر نفیس اناج پیدا کریگا اور بادشاہوں کے لائق لذیذ اشیا

مہیا کر دیا تھا۔ زمین ہر طرف زیر کاشت تھی اور گاؤں کی بڑی بھاری تعداد تھی۔ اُن کے چاروں طرف مالدار غیر اقوام آباد تھیں قدیم دُنیا کی بڑی بڑی سڑکیں اُس کے بیچ اُن میں سے ہو کر گذرتی تھیں اُس وقت دھوئیں کی ریل گاڑی نے ان کی قدرتی دلکشی کو نہیں بگاڑا تھا۔

عمدہ سفید شاہ راہیں قسم قسم کے رنگین لباس والے لوگوں اور مسافروں کی آمد و رفت کے سبب ہر طرف نمایاں تھیں۔ دمشق اور بحیرہ شام کے درمیان وہ بڑی سڑک تھی جس پر سے قافلے اِدھر اُدھر آتے جاتے تھے یعنی وہ مشہور "دریا کی سمت" جس کی بابت یسعیاہ کہتا ہے "قوموں کے گلیل میں دریا کی سمت یردن کے پار" روم کی سلطنت نے اُس کی فرش بندی کروائی تھی اور اُس پر سفر کرنے والوں پر محصول لگا دیا چنانچہ اسی سڑک پر کفرنحوم کے متصل ایک چونگی خانہ تھا جس میں متی محصول کی چوکی پر بیٹھتا تھا۔ علاوہ اس کے ایک چوڑی مشرقی سڑک سیدھی عرب سے آتی تھی۔ اور ایک بڑی جنوبی سڑک مصر کو جاتی تھی جس پر سے گذرتا ہوا مدیانی قافلہ یوسف کو اپنے ہمراہ لے گیا تھا اور اُس کو مصر میں جلوداروں کے سردار پوطیفار کے ہاتھ بیچ ڈالا تھا۔ اسی سڑک پر سے ابرہام کے زمانہ سے لے کر سوداگروں کے قافلے اپنے آہستہ رو اونٹوں کے ساتھ اور سپاہی اور سرکاری عہدہ دار اور ملک ملک کے مسافر ہر روز گذرا کرتے تھے۔

ان شاہ راہوں کے ذریعہ سے گلیل بیرونی عجیب و غریب دُنیا سے مربوط تھا۔ ممکن ہے کہ یسوع نے اِس صوبہ کو اپنا حلقۂ خدمت چن لینے کے لئے اِس امر کو بھی مدِ نظر رکھا ہو۔ حال کا ایک مشہور سیاح رقمطراز ہے کہ گلیل کی سب چیزوں میں سے اِن نہایت قدیم سڑکوں نے مجھے بہت کچھ سکھایا اور مجھ

پر بڑا اثر کیا۔ نہ فقط اس لئے کہ قدیم زمانہ کے آیا اُن پر چلتے پھرتے تھے یا یہود اور رومہ کے رتھ اُن پر سے گذرتے تھے بلکہ اس لئے کہ انہی سڑکوں پر یسوع نے اُن اشخاص کو آتے جاتے دیکھا ہوگا جن کو اُس نے اپنی تمثیلوں کے ذریعہ جاودانی پایہ پر ممتاز کردیا۔ انہی پر سے وہ سوداگر آتے ہونگے جو عمدہ عمدہ موتیوں کی تلاش میں تھے نیز وہ گھر کا مالک جو اچانک نوکروں کے سر پر آپہنچا اور وہ مسرف بیٹا جو دُور دراز ملک سے آیا۔ "مسیح اکثر یہ جملہ "دُور دراز ملک" استعمال کیا کرتا تھا اس کے معنے اُس وقت کُھلتے ہیں جب تم گلیل کی اُن سڑکوں میں سے ایک پر کھڑے ہو جو آشر اور نفتالی کے پاکیزہ گھروں سے فینیکیہ کے اوباش شہروں یا رومہ اور بابل کی طرف بآسانی لے جاتی تھیں۔

پس گلیل میں یسوع کے حالات کے لکھتے وقت اُن پہاڑی قوموں کو خیال میں رکھو جو اُس گلزار ملک میں بود و باش کرتی تھیں اور جسے سورج کی روشنی منور رکھتی تھی وہاں کاروباری لوگوں کی ہر وقت چہل پہل رہتی تھی۔ اور ہر قوم کے آدمی روز مرہ گذرتے ہوئے نامعلوم دُور دراز کے عجیب ملکوں کی طرف چلے جاتے تھے۔ اس سے تم یسوع کی مشغول اور مختلف انواع کی زندگی اور ہر ایک اہم موقع پر اُس کے پاس بھیڑ کا جمع ہو جانا بخوبی سمجھ سکو گے۔ مگر جھیل گلیل کا جو اُس کی ساری خدمت کا مرکز تھا اور جھیل کے کنارے پر کفرنحوم کا جسے اُس نے اپنا گھر ہونے کے لئے چُن لیا تھا ضرور ملاحظہ کرنا چاہئے۔

اوّل جھیل گلیل کو دیکھو۔ ایک نہایت گہری اور مرکزی وادی فلسطین کے شمال سے جنوب کو چلی گئی ہے اس میں دریائے یردن بہتا ہے اس گہری

وادی ہیں جو گلیل میں شروع ہوتی ہے اور پہاڑوں کے دامن میں سمندر کی سطح سے کچھ سو اسی فٹ نیچے جھیل گلیل واقع ہے جسکے کنارے کنارے زمین کے ٹیلے اور ہموار میدان مرتفع ہیں لمبائی اس جھیل کی بارہ میل اور چوڑائی چھ میل ہے یہ یقین کرنا محال ہے کہ بنی آدم کی تواریخ کی مرکزی بازی گاہ اسی چھوٹی سی جھیل کے گرد نواح میں تھی۔

کسی سیاح کی نظر میں آج یہ جگہ سنسان اور بنجر ہے گو اس غیر آباد اجڑی ہوئی زمین میں اپنی ایک خاص خوبصورتی ہے۔ ان قدیم ایام کے بعد اس میں افسوسناک تبدیلی واقع ہوئی ہے کیونکہ ترکی حکومت کی لعنت صدیوں سے اس پر برس رہی ہے گلیل کے مضبوط لوگوں پر اس قدر خراج لگایا گیا کہ وہ معدوم ہو گئے کسان ایسے پیسے گئے کہ ان میں کام کرنے کی ہمت نہیں رہی۔ درخت نہایت بے رحمی سے کاٹ ڈالے گئے اور پھر کسی نے اور درخت نہ لگائے۔ جس ملک کے لوگوں پہ ظلم کیا جائے اور جس کے درخت کاٹے جائیں اس کا وہی حال ہوگا جو گلیل کا ہوا ہے۔

ایک ہزار سال سے یہی دنیا شرمندہ ہو رہی ہے کہ وہ مقدس زمین جس پہ ابن اللہ چلا پھرا کرتا تھا غیر قوم والوں کے ظالم ہاتھوں میں ہے۔ آٹھ سو سال گذرے کہ پیٹر راہب نے یوروپ میں پھر کر مسیحی غازیوں کو ابھارا کہ پہلی صلیبی جنگ میں شامل ہوں۔ پھر یکے بعد دیگرے ایسی سات صلیبی لڑائیاں ہوئیں جن کی داستان تواریخ کے عظیم معرکوں میں سے ہے اور جس میں بڑے بڑے بہادروں کے کارنامے مندرج ہیں۔ قرون وسطی میں بچوں کے ایک صلیبی معرکہ کا ذکر بھی ہے جو نہایت عمدہ اور رقت خیز ہے۔ اس میں جو جوشیلے لڑکے صلیبی جنگ کے لئے تحسین کے نعروں کے درمیان یوروپ سے

روانہ ہوئے تھے وہ کچھ تو راستہ میں موت کا لقمہ بنے اور کچھ بحری ڈاکوؤں سے گرفتار کر لئے گئے۔

صلیبی لڑائیاں ناکامیاب رہیں۔ ترکوں کی آہنی گرفت ڈھیلی نہ ہوئی مگر حال ہی میں ایک حیرت انگیز بات واقع ہوئی ہے۔ سات صلیبی لڑائیوں کی ناکامیابی سے ایک ہزار سال بعد انگلستان نے ایک نیا یعنی آٹھواں لشکر ایک نئے معرکے کے لئے روانہ کیا اور اس مرتبہ انگلستان کو فتح نصیب ہوئی ہے۔ فی الحقیقت ہم ایسے عجیب زمانہ میں رہتے ہیں کہ ہم میں کسی بات کے لئے حیرت پیدا نہیں ہوتی۔ جنگِ عظیم کے خاتمہ پر فتح کے نعروں اور گرتی ہوئی سلطنتوں کے شور کے درمیان یہ ظفرمندی ہمیں حیرت انگیز معلوم نہیں ہوئی۔ آخری صلیبی جنگ ہو چکی ہے اور بیت المقدس آزاد ہو گیا ہے۔ فلسطین کو پھر ایک موقع مل گیا ہے۔ کون جانتا ہے کہ کل کیا ہوگا؟ کیا عہدِ عتیق کا قصہ دُہرایا جائیگا؟ کیا وہ قدیم قوم اُس مُلک میں پھر آباد ہو جائے گی؟ کیا وہ مُلک پھر خداوند کے باغ کی طرح لہلہائیگا اور خوشنما ہوگا جیسا یسوع کے زمانہ میں تھا؟

یسوع کے ایام میں گلیل بالکل اَور طرح کا مُلک تھا۔ یوسیفس اور دیگر سیاح اُس کی خوبصورتی کا بیان کرتے ہیں۔ جو زمین کے ٹکڑے اب درختوں سے خالی پڑے ہیں خوشنما جنگل تھے جہاں اب دلدلیں ہیں وہاں شاداب باغ تھے جہاں اب خستہ حال اُجڑے ہوئے چند گاؤں ہیں اُس جگہ جھیل کے کنارے جھالر کی طرح شاداب شہر تھے۔ سیاح آج جھیل میں فقط چند اکیلی کشتیاں دیکھتا ہے۔ اُس زمانہ میں ماہی گیروں کی کشتیوں کا بیڑا اور شاہی بجرے اور شاہانہ شہر تبریاس اور جھیل پر کے قصبوں کے رہنے

والوں کی سیر کی کشتیاں تھیں۔

اُس وقت وہاں مچھلیوں کی تجارت نہایت سرسبز حالت میں تھی اِس جھیل کی مچھلیوں کی یروشلیم اور سیزریہ کے شہروں بلکہ دُور اُفتادہ روما میں بھی بڑی قدر تھی جھیل کے گرد سبزی ایسے شوخ رنگ کی تھی کہ اس کو قریباً معجزہ سمجھا جاتا تھا۔ یوسیفس کہتا ہے کہ قدرت نے یہاں ہر دیس کے پیڑ جمع کر دیئے ہیں۔ نیچے جھیل کے گرم کنارے پر گرم ملکوں کے پھل پیدا ہوتے تھے۔ اور سیڑھیوں کی طرح مٹی کے چبوتروں پر سال میں دس مہینے مختلف ممالک کے پھل اور پھول پائے جاتے تھے۔ ربّی کہا کرتے تھے کہ یہوواہ نے سات سمندر پیدا کئے مگر گلیل کی جھیل میں اُس کی خاص خوشنودی ہے۔

جب انجیل نویسوں نے اپنی اپنی انجیل قلمبند کی تو یہی وہ خوشنما تصویر ہے جو اُن کے خیال کے پس پشت تھی نہ کہ موجودہ زمانہ کے ویران فلسطین کی۔

اب ذرا اِس تصویر میں دیکھیں کہ کفرنحوم کس موقع پر آباد ہے۔

اپنے تصور میں ہمارے خداوند کے ایام کا خیال کرو جھیل کے دامن میں مقام تریکیئے پر کھڑے ہو جہاں مچھلیاں غیر ممالک میں بھیجنے کے لئے تیار کی جاتی تھیں۔ اب شمال کی طرف کوہ حرمون کی طرف نگاہ کرو جس کے سر پر برف کا چمکیلا تاج ہے پھر کشتی پر سوار ہو کر مغربی ساحل کے کنارے کنارے شمال کی طرف چلو چند خوشنما گاؤں کے پاس سے گذر کر چھ میل مسافت طے کرکے وہ سفید خوبصورت شہر تبریاس ہے جو ہیرودیس کا پایۂ تخت تھا۔ یہ شہر رنگیلا عیش میں ڈوبا ہوا اور نیم بُت پرست تھا جہاں بھڑکیلی پوشاک پہنے ہوئے فوجی سپاہیوں سرکاری اہلکاروں اور درباریوں کی آمد و رفت تھی۔ جہاں خوش باش عیش پسند اور اوباش لوگوں کی چہل پہل رہتی تھی جیسی کہ رومی

آبنگاہوں میں ہوا کرتی ہے۔ اُس کی پچھلی طرف آماؤس کی صحت گاہ تھی جہاں ہر ملک سے دولت مند مریض گرم چشموں میں غسل کے لئے آتے تھے۔ اگرچہ ہمیں اس بات سے حیرت ہو کہ کفرنحوم کے متعلق حالات میں بہت سے بیماروں کا ذکر کیوں آتا ہے تو یاد رکھنے کے قابل ہے کہ آماؤس کی صحت گاہ فقط چند میل کے فاصلہ پر تھی۔

تب یہاں سے شمال کی طرف جاتے ہوئے جھیل کے شمال مغربی کونے کی جانب ٹیلے رفتہ رفتہ پیچھے کو ہٹ جاتے ہیں اور اُن کے ہٹنے سے گنیسرت کا زرخیز میدان نکل آتا ہے۔ عین اُسی جگہ جہاں سے یہ ٹیلے ایک دوسرے سے فاصلہ پر ہونے شروع ہوتے ہیں مگدلا گاؤں آباد ہے جہاں کی مریم مگدلینی کا ذکر انجیل میں پایا جاتا ہے۔ اس مقام سے ٹھیک دو میل آگے خرازین اور بیت صیدا اور کفرنحوم ایک دوسرے کے متصل آباد ہیں۔ ان ناموں سے ہم بخوبی آگاہ ہیں۔ خداوند نے فرمایا "اے خرازین تجھ پر افسوس۔ اے بیت صیدا تجھ پر افسوس۔ اے کفرنحوم کیا تو آسمان تک بلند کیا جائیگا؟"

کفرنحوم کے گھاٹ سے تھوڑا آگے کنارے سے چند گز کے فاصلہ پر لنگر ڈال دو جہاں سے بڑی بڑی بے ڈول مچھلی پکڑنے کی کشتیاں نکل کر جھیل میں جاتی ہیں۔ ملاح ایک دوسرے کو پکار رہے ہیں اور چھوٹے چھوٹے لڑکے ہنستے کھیلتے اور ریت کے گھلونے بناتے ہیں۔ قریب یہی وہ مقام ہے جہاں یسوع نے بونے والے کی تمثیل کہی تھی۔ اور جہاں وہ کشتی میں چڑھ کر اُن سے درخواست کیا کرتا تھا کہ کنارے سے ذرا ہٹا لے چلیں تاکہ لوگوں کی بھیڑ اُسے دبا نہ ڈالے "اور وہ بیٹھ کر لوگوں کو کشتی پر سے تعلیم دیتا تھا"۔

اس سے سیدھے سامنے کو جنگلوں اور باغوں کے بیچ کفرنحوم واقع ہے۔

ڈھالو مقامات سے اوپر او نیچے پرانی سپاہیوں کے مکان ہیں جن سے لوگ نفرت کرتے ہیں۔ مگر اُس وقت سپاہیوں کے دستہ کا افسر ایک بُت پرست مگر جوان تھا۔ اس لیے وہ اُن کے مذہب کے ساتھ ہمدردی ہے۔ "وہ ہماری قوم سے محبت رکھتا ہے اور ہمارے عبادت خانے کو اُسی نے بنوایا"۔ نیچے کوچے میں وہ سفید عبادت خانہ ہے جو اُس نے بنوایا تھا جہاں کئی بار سبت کے روز یسوع نے وعظ کیا تھا۔ خوشنما باغوں میں درختوں کی پچھلی طرف پہاڑ "اوپر کے محلہ" والے لوگوں کے مکان ہیں۔ وہاں عبادت خانے کا سردار یائیر رہتا تھا اور وہ "بادشاہ کا ملازم جس کا بیٹا کفرنحوم میں بیمار تھا"۔ اور اُنہی گھروں میں سے ایک میں اُس روز وہ ایک مالدار فریسی شمعون کے ہاں کھانا کھانے گیا اور وہیں ایک بدچلن عورت "اُس کے پاؤں آنسوؤں سے بھگونے لگی اور اپنے سر کے بالوں سے پونچھے"۔

اب پانی کے کنارے کنارے نظر دوڑاتے چلے جاؤ اور ٹیڑھی گلیوں اور سامنے سے کھلی دکانوں اور چھوٹی سی بندرگاہ سے گذر کر جس کی کشتیوں پر بھورے رنگ کے بادبان لپٹے ہوئے ہیں بیت صیدا دکھائی دیتا ہے۔ بیت صیدا کے معنی ہیں ماہی گیروں کا قصبہ۔ درحقیقت یہ کفرنحوم کا ایک محلہ ہے۔ بڈھا زبدی جو ماہی گیروں میں ایک بڑا آدمی ہے اور جس کی کئی ایک کشتیاں ہیں اپنے بیٹوں یعقوب اور یوحنا اور اُن کی ماں سلومی کے ساتھ یہیں رہتا ہے۔ ہم آگے چل کر دیکھینگے کہ یہ وہی بلند نظر "زبدی کے بیٹوں کی ماں" ہے جو اپنے بیٹوں کے لئے بادشاہت میں اعلیٰ منصب کی درخواست کرتی ہے۔

جھیل کے کنارے پر شمعون پطرس کا گھر ہے جہاں وہ اور اُس کا خاندان اور اُس کی ساس اور اُس کا چھوٹا بھائی اندریاس رہتا ہے۔ اِس گھر کو اچھی طرح خیال میں رکھو۔ کیونکہ اُس کے ایک دریچہ کی پچھلی طرف وہ مقدس کمرہ ہے جس

میں خداوند کفرنحوم میں آتے جاتے قیام کیا کرتا تھا لوگوں نے اُسی گھر کی چھت کھول کر اُس چارپائی کو جس پر مفلوج لیٹا تھا لٹکا دیا تھا اُس مشہور دن پر اُسی کنارے کے قطعہ زمین پر گھر کے دروازے کے سامنے کفرنحوم کے آدمیوں کی بھیڑ لگ گئی تھی۔ اور شام کے وقت ہر قسم کے مریض اُس کے پاس جمع ہو گئے تھے۔

اب کچھ اور دہنے ہاتھ کے رُخ دیکھو وہاں وہ چوڑی سفید رومی سڑک نظر آ گئی جو دمشق سے بحیرہ شام کی طرف جھیل کے شمالی ساحل کے کنارے کنارے جاتی ہے۔ دن بھر اُس پر سے فوجی سپاہی اور مسافر اور بیوپاری کے قافلے مشرقی مال یوروپ کی طرف لے جاتے ہوئے گزرتے ہیں۔ رومی اہلکار اُن سے محصول لیتے تھے۔ اُس سڑک کے کنارے پر جہاں وہ قصبہ کے پاس سے جاتی ہے محصول کی چوکی پر سنہلے عقاب والا جھنڈا لہرا رہا ہے یہیں حلفئی کا بیٹا متی جس سے ہم واقف ہیں محصول جمع کرنے کے لئے بیٹھتا ہے۔

اب گھوم کر سیدھا جھیل کے اوپر سے دیکھو یہی وہ منظر ہے جو پطرس اپنے گھر کے دروازے میں سے دیکھا کرتا تھا جب کبھی رسول یسوع کی گلیلی خدمت کا حال بیان کرتے ہیں تو اِسی موقع کا خیال دل میں رکھا کرتے ہیں۔

جھیل کے اُس پار چھ میل کے فاصلہ پر گراسینیوں کا ناہموار اور اُجاڑ علاقہ ہے جو دور سے اُفق کے مقابل نشیب و فراز کی صورت میں اوپر کو اُٹھتا ہوا نظر آتا ہے جب کبھی یسوع شاگردوں سے درخواست کرتا تھا کہ "آؤ پار چلیں" تو وہ اُسی علاقہ کے رُخ جایا کرتے تھے اِنہی پہاڑوں میں سے کسی پر وہ رات دُعا مانگنے میں مشغول رہا۔ یہیں اُس نے اُس دیوانہ کو دیکھا جس میں ناپاک رُوح تھی اور جو قبروں میں پھرا کرتا تھا۔ اُنہی برہنہ ڈھالو جگہوں پر سؤروں کا سارا غول کراڑے

پرے پھوٹ کر جھیل میں جا پڑا اور پانی میں ڈوب مرا“۔ اور لوگوں نے کہا کہ
ناپاک روحیں ان کے اندر چلی گئی ہیں۔ جنوبی کونے پر یہودی تواریخ کے مشہور میدان
تھے جہاں سِسرا بھاگتا ہوا پیاس بجھانے کے لئے حبر قینی کی بیوی یاعیل
کے ڈیرے کی طرف گیا تھا۔ شمالی کونے پر وہ ”ویران جگہ“ ہے جہاں خداوند
اپنے تھکے ہوئے شاگردوں کو آرام کرنے کے لئے لے گیا تھا اور جہاں روایت
کے مطابق اُس نے پانچ ہزار آدمیوں کو جو اُس کے پیچھے پیچھے گئے تھے کھلایا تھا۔ ”تم
آپ الگ ویران جگہ میں چلے آؤ اور ذرا آرام کرو“۔

اور نیچے جھیل کی ساکن سطح پر گویا شیشہ کی طرح اس سارے نقشہ کا عکس
نظر آ رہا تھا۔ اسی جھیل میں شاگرد اپنی روزی کماتے تھے۔ یہیں یسوع کشتی پر سے لوگوں
کو تعلیم دیتا تھا۔ یہیں پر اُس نے کثرت سے مچھلیاں پکڑے جانے کا معجزہ دکھایا
تھا۔ اسی جھیل پر دفعتاً آندھی کے وقت جب شاگرد ڈر رہے تھے اور کھینے سے
بہت تنگ تھے خداوند اندھیری رات میں جھیل پر چلتا ہوا اُن کے پاس آیا۔
اسی کنارے کی ایک نوک پر سے خداوند نے جی اُٹھنے کے بعد ایک دن علی الصبح
اپنے شاگردوں کو جنہوں نے اُسے صلیب پر لٹکتے ہوئے دیکھا تھا آواز دی۔
اور یوحنا نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ”یہ تو خداوند ہے“۔ اور پطرس نے اپنا کرتا کمر سے
باندھا اور پانی میں چلتا ہوا جلدی سے اُس کے پاس آیا۔

اس تصویر کو اچھی طرح اپنے دل میں نقش کر لو۔ بارونق ماہی گیروں کے شہر
اور کنارے پر اُن کی کشتیاں۔ پہاڑوں کے چوکھٹے میں نیلگوں جھیل کی تصویر پار
کے کنارے پر گراسینیوں کا ناہموار علاقہ یہی وہ خاکہ تھا جس پر یسوع کے کفرنحوم
میں آنے کے بعد انجیلوں کا مرکزی قصہ منقش کیا گیا۔

تیسری فصل

چار شاگردوں کا بُلایا جانا

مقدس مرقس کفر نحوم کا قصہ پہلے رسولوں کے بلاوے سے شروع کرتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ پطرس نے اُسے نہایت ضروری سمجھ کر اسی طرح بتایا ہوگا کہ یہی شروع ہے۔ یہ ایک نہایت مختصر اور جلدی جلدی بنایا ہوا چھوٹا سا خاکہ ہے۔ مقدس متی اُسے قریباً لفظ بلفظ نقل کر لیتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ انطاکیہ کی کلیسیا میں یہ بیان زیادہ مکمل تھا جو لوقا کی تصنیف میں پایا جاتا ہے ہمیں ان دونوں بیانات کو ملا کر ایک بنا لینا چاہئے۔

اُس کے جوان ماہی گیر دوستوں کے لئے اُس روز جب اُن کا پیارا اُستاد کفر نحوم میں داخل ہوا اُس سے ملنا یقیناً خوشی کا باعث تھا مگر ملاقات کی خوشی اور مہمان نوازی کے آداب اُن کے ضروری روزمرہ کے کام کے رستے میں حائل نہیں ہو سکتے۔ اِس سے وہ ایک رات کے بعد وہ اپنے شریکوں کے ساتھ مچھلی پکڑنے کو نکلے۔ ماہی گیروں کی بدقسمتی سے اُس رات طوفان تھا۔ مچھلیوں کے مقامات پر کچھ شکار ہاتھ نہ آیا جال پھٹ گئے اور اُن پر ریت جم گئی کیونکہ صبح کے وقت دو ٹوٹی پھوٹی کشتیاں کنارے پر لگی نظر آتی تھیں۔ جن پر سے مچھلی پکڑنے والے اُتر کر جال دھو رہے تھے۔ یسوع پیشتر ہی اُس کنارے پر پہنچ گیا تھا اور شہر کے لوگوں کی بھیڑ اُس کے گرد جمع ہو رہی تھی وہ بڑے ادب اور شوق سے دریافت کرنے کی خواہشمند

تھی کہ کیا ہو رہا ہے اور "اُس پر گری پڑتی تھی۔ اور خدا کا کلام سُنتی تھی"۔ وہ ہنوز
معجزے دیکھنے کے لئے نہیں چلّاتے تھے اور نہ اُس اجنبی کے مزاج
سے پورے طور پر واقف تھے یسوع اُن کی اس بات کو نہایت پسند
کرتا تھا کیونکہ اُس کے پاس لوگوں کے لئے اُن کے بیماروں کو اچھا کرنے
سے بڑھ کر برکتیں تھیں۔

پھر اُس نے اُن کشتیوں میں سے ایک پر چڑھ کر جو شمعون کی تھی اُس
سے درخواست کی کہ کنارے سے ذرا ہٹا لے چلے اور لوگوں کی بھیڑ پانی
کے کنارے پر جمع ہو گئی۔ گدرا کی زرد پہاڑیاں چمکتی ہوئی جھیل کے اوپر سے
نظر آ رہی تھیں اور وہ لوگوں کو کشتی پر سے تعلیم دینے لگا۔

اور جب وہ تعلیم دے چکا تو ایک معاملہ واقع ہوا ضروری باتوں کے
درمیان یسوع چھوٹی چھوٹی باتوں کا خیال کر سکتا تھا۔ وہ اُن تھکے ہوئے مچھوؤں
اور اُن کی رات بھر کی بے سُود محنت کا خیال کر سکتا تھا وہ جانتا تھا کہ اُن
بیچاروں کے لئے یہ کیسی بھاری بات ہے۔ "جب کلام کر چکا تو شمعون سے
کہا۔ گہرے میں لے چل۔ اور تم شکار کے لئے اپنے جال ڈالو شمعون نے جواب
میں کہا۔ اے صاحب۔ ہم نے رات بھر محنت کی اور کچھ ہاتھ نہ آیا مگر
تیرے کہنے سے جال ڈالتا ہوں"۔ یہ کسی تھکے مایوس آدمی کی جبری منظوری تھی
شمعون جانتا تھا کہ خداوند ایسی بات یونہی نہیں کہے گا۔ اُس نے گویا یہ کہا
کہ "گذری رات ہمیں کچھ حاصل نہ ہوا اور آج بھی ہمیں چنداں اُمید نہیں۔
لیکن اگر آپ کہتے ہیں تو ہمیں کچھ عذر نہیں"۔

"یہ کیا اور وہ مچھلیوں کا بڑا غول گھیر لائے اور اُن کے جال پھٹنے لگے۔
اور اُنہوں نے اپنے شریکوں کو جو دوسری کشتی پر تھے اشارہ کیا کہ آؤ ہماری

مدد کرو پس اُنہوں نے آکر دونوں کشتیاں یہاں تک بھر دیں کہ ڈوبنے لگیں شمعون پطرس یہ دیکھ کر یسوع کے پاؤں میں گرا اور کہا۔ اے خداوند میرے پاس سے جا اس لئے کہ میں گنہگار آدمی ہوں کیونکہ مچھلیوں کے اِس شکار سے جو اُنہوں نے کیا وہ اور اُس کے سب ساتھی بہت حیران ہوئے اور ویسے ہی زبدی کے بیٹے یعقوب اور یوحنا بھی جو شمعون کے شریک تھے حیران ہوئے"۔

اِس سارے قصہ میں اِس بات کا خیال رکھو کہ یسوع کا اِس سے خاص مقصد اُن آدمیوں کی تربیت کرنا تھا جن کے ہاتھ میں وہ اپنی بھاری تجویز کی انجام دہی سپرد کرنا چاہتا تھا۔ اُس نے ابھی سے اُن کی تربیت کرنا اور اُنہیں حیرت میں ڈالنا شروع کر دیا تھا ابھی اُنہیں اور بھی زیادہ حیرت زدہ ہونا ہوگا کیونکہ اب تک اُنہیں اِس سے بڑھ کر تعجب کی بات سیکھنی ہے کہ وہ جس نے اپنی مرضی کے طلسم سے اُن کے جالوں کو مچھلیوں سے بھر دیا تھا وہی ہے جس نے سمندر کی مچھلیوں اور دیگر بحری جانوروں کو پیدا کیا کیا وہ جوش آمیز درخواست کہ "میرے پاس سے جا" پطرس کی عادت کے مطابق نہ تھی؟ اسی طرح اُس نے اُس پہاڑ پر مسیح کی تبدیلِ صورت کے وقت بات کی تھی اور "وہ نہ جانتا تھا کہ کیا کہتا ہے"۔ اِس درخواست سے وہ کبھی نہیں چاہتا تھا کہ خداوند فی الحقیقت اُس کے پاس سے چلا جائے یہ محض اُس ہیبت کا اظہار تھا جو اُس کے دل پر گہرے اثر نے پیدا کی وہ اُس طاقت سے متحیر ہو کر اپنی کمزوری کو اور اُس صاف بے داغ پاکیزگی کے مقابلہ میں اپنی گنہگاری کو محسوس کر رہا تھا۔ وہ بہت کچھ پیشتر دیکھ چکا تھا جس سے یسوع کی حضوری میں اُس کے اندر وہ احساس پیدا ہوا وہ مچھلیوں

سے اُس معجزہ سے کچھ بڑھ کر بات تھی جس نے اُس روز پطرس کو سرنگوں کر دیا۔ اکثر اوقات یہ ہمارے لئے اچھا ہے کہ یسوع ہماری درخواست کے مطابق عمل نہ ہی کرتا پطرس نے کہا کہ میرے پاس سے جا۔ اس لئے کہ میں گنہگار آدمی ہوں"۔ یسوع نے فرمایا "نہیں۔ خوف نہ کر۔ اب سے تُو آدمیوں کا شکار کیا کریگا"۔ اس جواب سے ہمیں فوراً شبہ پڑ جاتا ہے کہ اس معجزہ سے محض اُس رات کی ناکامیابی کی تلافی سے کوئی گہرا مطلب مدِنظر تھا وہ اس وقت اُنہیں آنے والے افسردگی کے ایام کے لئے تیار کر رہا تھا۔ اُس روز مچھلی کا ہاتھ آنا نہایت غیر اغلب معلوم ہوتا تھا مگر یسوع اُن کے ساتھ تھا اور اُن کے جالوں کو پھٹنے تک کی نوبت آ گئی یہ اُن کے لئے ایک نصیحت آمیز سبق تھا۔ ممکن ہے کہ اُنہوں نے بعد کے ایام میں اس واقعہ کو حوصلہ بڑھانے کے لئے ایک تمثیل سمجھا ہو۔ "اب سے تُو آدمیوں کا شکار کیا کریگا"۔ کیا اُنہوں نے اس قول کو اُس عجیب پنتکوست کے دن یاد کیا ہوگا جب پطرس نے یروشلیم کے اُس مایوس کُن مجمع کے سامنے مسیح کا حال سُنایا ہوگا جس نے تھوڑے سے عرصہ پیشتر خداوند کو صلیب پر کھینچا تھا اور جس کا حیرت انگیز نتیجہ یہ ہوا کہ اس جماعت میں سے "اُسی روز تین ہزار آدمیوں کے قریب اُن میں مل گئے"۔ تین ہزار آدمی! جالوں کی پھٹنے تک نوبت آ گئی۔ اُس رات وہ جوش اور حیرت سے بھر گئے ہونگے۔ اور آپس میں کہتے ہونگے "کیا ممکن ہے کہ مسیح نادیدہ طور پر آج ہمارے ساتھ کھڑا ہے؟ پطرس تمہیں یاد ہے کہ اُس روز کفرنحوم میں جب ہم مایوس ہو گئے تو ہم نے مچھلیوں کا کیسا بڑا غول پکڑا تھا؟ کیا اُس کا مطلب یہی تھا؟ اس نے کہا تھا کہ ہم آدمیوں کا شکار کیا کرینگے اس نے کہا تھا کہ وہ ہمیشہ ہمارے ساتھ رہیگا کیا وہ واقعی آج ہمارے

ساتھ موجود ہے؟ کیا وہ پُرانے ایام پھر آ گئے ہیں؟"

"اب سے تُو آدمیوں کا شکار کیا کریگا"۔ کچھ شک نہیں کہ پطرس کو معلوم تھا کہ یہ اُس بُلاوے کی طرف اشارہ ہے جس کے وہ منتظر تھے اور یقیناً وہ جو گناہوں کے بوجھ سے دبا ہُوا یسوع کے پاؤں میں گر پڑا تھا اپنی مقدس خدمت کے لئے زیادہ لائق ہو کر اُٹھا مگر ایسے سنجیدہ بُلاوے کے لئے یہ موقع موزون نہ تھا۔ وہ کوئی گوشہ نشین زاہد نہ تھے جو بافراغت ہو کر روحانی جذبات میں مگن بیٹھے رہتے وہ کندہ ناتراش مچھوے اپنے کام میں مشغول تھے علاوہ اِس کے کشتیاں صاف کرنا اور جالوں کی مرمت کرنا بھی ضروری تھا۔ پھر مچھلیوں کو تبریاس اور یروشلیم میں مچھلی کے سوداگروں کے لئے صندوقوں میں بند کرنا تھا۔ پس رفتہ رفتہ جب کام ختم ہو چکا تو یسوع نے شمعون اور اُس کے بھائی اندریاس سے کہا "میرے پیچھے چلے آؤ تو تمہیں آدمیوں کے پکڑنے والے بناؤنگا"۔ اور وہاں سے اگلی کشتی کی طرف بڑھ کر دو حصہ داروں کو اپنے جالوں کی مرمت کرتے دیکھا "اُس نے زبدی کے بیٹے یعقوب اور اُس کے بھائی یوحنا کو بُلایا اور وہ اپنے باپ زبدی کو کشتی پر مزدوروں کے ساتھ چھوڑ کر اُس کے پیچھے چلے گئے"

اُنہوں نے اِسے صاف اپنی دعوت سمجھا۔ نہ محض شاگرد یا متعلم کے طور پر بلکہ اُس کی زندگی کے کام میں اُس کے مددگار اور رفیق بننے کے لئے۔ جو کام چھ مہینے پیشتر یردن کے کنارے پر شروع ہُوا تھا جب وہ اُس سے ملے تھے اور جب اُن میں سے دو نے اُس کے ساتھ چند گھنٹے اُس کی کوٹھڑی میں بسر کئے تھے اور دُنیا کے مستقبل کے متعلق اُس کی جوش آمیز تجاویز سُنی تھیں اب یہ بُلاہٹ اُسی کا اگلا قدم تھا۔ اِس سے

اُن کی زندگی کا طلوع ہونا اُن کے لئے سراسر بدل گیا۔

یہ خدا کی بادشاہت کا شروع تھا۔ کیا کسی مہم کا آغاز اس سے زیادہ کمزور اور ناچیز ہو سکتا ہے؟ غور کرو کہ اُس روز دُنیا کے کسی عقلمند آدمی کو وہ کیسا معلوم ہُوا ہوگا۔ پانچ آدمی ایک گمنام ماہی گیروں کے گاؤں میں جھیل کے کنارے کنارے پھر رہے ہیں۔ اُن میں سے ایک جو سرگرم ہے خیال کرتا ہے کہ وہ خدا کی بادشاہت کی بنیاد قائم کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے باقی چار جاہل جوان چھوٹے جو اُس کے جادو کے زیر اثر ہیں کچھ نہیں جانتے کہ کہاں جا رہے ہیں یا اُن کا کام کیا ہوگا۔ زبدی اپنی کشتی میں اپنے نوکروں کے ساتھ حیران پریشان بیٹھا سر ہلا کر کہہ رہا ہے کہ اُس کے نادان بیٹوں کو کب عقل آئے گی۔ اور وہ اپنے کام پر کب واپس آئیں گے۔

مگر آج مابعد کی تواریخ پر نظر ڈال کر دیکھو۔ بلا ریب "خدا کی بیوقوفی آدمیوں سے زیادہ حکمت والی ہے۔ اور خدا کی کمزوری آدمیوں سے زیادہ زور آور ہے"۔

چوتھی فصل

پہلا سبت

جہاں تک ہم قیاس کر سکتے ہیں کفرنحوم میں یہ دوسرا سبت ہے جو مقدس مرقس کی اگلی تصویر کا خاکہ ہے۔ اِس موقع پر یسوع عوام الناس کے سامنے عبادت خانہ میں پہلی بار حاضر ہُوا اور پہلی مرتبہ اُس نے گلیل میں علانیہ طور پر اپنی خدمت کا اعلان کیا۔ عبادت خانے میں صبح کی نماز عموماً نو بجے ہُوا کرتی تھی۔ اُن ایام میں لوگ وقتِ مقررہ پر جمع ہو جاتے تھے۔ ربیوں کا قول تھا کہ "عبادت خانے کو جاتے ہوئے جلدی جلدی قدم بڑھاؤ اور واپس گھر کو جاتے ہوئے آہستہ آہستہ چلو تاکہ تم کو سوچنے کے لئے وقت مل جائے"۔

اُس دن صبح کے وقت دیہاتی لوگ سب راستوں پر سے پہاڑ پر نئے سفید عبادت خانے کی طرف آ رہے ہیں جو صوبہ دار نے بنوایا تھا۔ سوائے لباس کے وہ ہمارے دیہاتی گرجوں میں آنے والوں سے کچھ مختلف نہ تھے۔ کسان اور مچھوے اپنے اپنے خاندان کے ساتھ آ رہے ہیں۔ بڈھا زبدی سبت کے لباس میں کچھ عجیب سا نظر آتا ہُوا اپنی بیوی اور جوان بیٹوں یعقوب اور یوحنا کے ساتھ وہاں موجود ہے۔ اندریاس پطرس اور اُس کے خاندان کے ہمراہ چلا آ رہا ہے غالباً خداوند بھی اُن کے ساتھ ہے عبادت خانے کا سردار یائر اوپر کے محلے سے اور بادشاہ کا ملازم "جس کا بیٹا کفرنحوم میں بیمار تھا" اور یقیناً اُس بچے کی ماں بھی آئی ہوگی تاکہ اُس کو دیکھیں اور اُس کی باتیں سنیں

جس نے اُن کے بیٹے کو بچایا تھا۔ گلی کوچوں میں خلقت کا ہجوم ہے اور لوگ رنگ برنگ کے لباس پہنے آرہے ہیں۔ آج عبادت خانے میں تل دھرنے کو جگہ نہ ہوگی اس لئے کہ لوگوں کو معلوم ہے کہ آج وہ اجنبی ضرور وہاں ہوگا اور یہ دستور تھا کہ عبادت خانے کا سردار کسی ممتاز نووارد آدمی کو وعظ کرنے کی دعوت دیتا تھا۔

اب لوگ عبادت خانے میں جمع ہو گئے ہیں۔ اگر گنجائش ہوتی تو میں اُس عبادت کے مفصل حالات بیان کرتا۔ بزرگ امام نماز شروع کرنے کے لئے اُٹھتا ہے۔ اُس پہلی دُعا کو غور سے سُنو جیسی یسوع نے غالباً اُس روز سُنی ہوگی۔

"اے خداوند جہان کے بادشاہ۔ تو مبارک ہو جو نُور کو بناتا اور تاریکی کو خلق کرتا ہے جو صلح کراتا اور ہر شے کو پیدا کرتا ہے .... اُس کی دستکاری کے جلال اور روشنی دینے والے نیّروں کے لئے جنہیں اُس نے اپنی ستائش کے لئے بنایا ہے ہمارا خداوند خدا مبارک ہو۔"

اُس کے بعد دوسری دُعا:۔

"اے خداوند ہمارے خدا۔ تُو نے بڑی محبت سے ہمیں پیار کیا ہے۔ اور اے ہمارے باپ اور ہمارے بادشاہ۔ تُو نے بے حد دردمندی سے ہم پر ترس کھایا ہے۔ ہمارے باپ دادا کی خاطر جن کا بھروسا تجھ پر تھا ...... ہم پر رحم کر اور ہمیں سکھا۔ ہماری آنکھیں کھول کہ ہم تیری شریعت کو دیکھ سکیں ...... ہمیں یکدل بنا کہ ہم تیرے نام سے محبت رکھیں اور اُس سے ڈریں کیونکہ تو وہ خدا ہے جس نے نجات تیار کی ہے اور ہم کو ساری قوموں میں سے چُن لیا ہے .... خداوند مبارک ہو جس نے محبت سے اپنی قوم اسرائیل کو چُن لیا! آمین۔"

دعاؤں کے بعد قدیم یہودی عقیدہ (شیمہ) زبانی بولا جاتا تھا۔ "اے اسرائیل سُن۔ خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے۔ الخ"۔ عقیدہ کے بعد جماعت صاف اور بلند آواز سے جواب دیتی تھی یسوع اور پطرس اور زبدی جماعت کے ساتھ اِس جواب کے بولنے میں شامل ہو جاتے ہیں"

"برحق تُو ہمارا خدا اور ہمارے باپ دادا کا خدا ہے تُو ہمارا بادشاہ اور ہمارے باپ دادا کا بادشاہ ہے۔ تُو ہمارا نجات دینے والا اور ہمارے باپ دادا کا نجات دینے والا ہے۔ . . . . . . یہوواہ ابد تک سلطنت کرے گا مُبارک ہو خداوند جو اسرائیل کو نجات بخشتا ہے۔ آمین"۔

اِس کے بعد یسوع اور ساری جماعت چھ برکت کے کلمات کے لئے سر جھکاتی ہے جن کا شروع یوں ہوتا ہے:۔

"مبارک ہو ہمارا خدا۔ ہمارے باپ دادا کا خدا۔ ابرہام۔ اضحاق اور یعقوب کا خدا . . . . . . مبارک ہے تُو اے یہوواہ۔ ابرہام کی سپر . . . . مُبارک ہے تُو اے یہوواہ جو مُردوں کو جِلاتا ہے . . . . . . تُو پاک ہے اور تیرا نام پاک ہے۔ آمین۔ مُبارک ہے تُو اے یہوواہ۔ واحد خدا۔ آمین"۔

اِس طور سے نماز کی ترتیب کا حِصّہ جاری رہتا ہے پھر "پہلا اور دوسرا درود" پڑھا جاتا ہے جب دُعا کا حصّہ ختم ہو چُکتا ہے تو خادم الدّین عہد کے صندوق کے پاس جا کر بڑے ادب سے شریعت کا طومار اور پھر صحایفِ انبیا کا طومار ہاتھ میں لیتا ہے صحایف میں سے ورد کے بعد اگر کوئی ربّی یا ممتاز شخص ہو تو وہ کہتا ہے "یہاں وعظ شروع ہوتا ہے"۔ اِس موقع پر امام اُس نووارد شخص کی طرف جو پطرس کے پاس بیٹھا ہے متوجہ ہو کر کہتا ہے کہ "صاحب۔ اگر کوئی نصیحت کی بات جماعت کے لئے ہے تو فرمائیے"۔

جماعت بڑے شوق سے یسوع کی راہ دیکھتی ہے اور وہ اُن کے بیچ میں سے ہو کر سامنے آجاتا ہے۔ وہ صحایفِ انبیا میں سے ورد پڑھ کر وعظ شروع کرتا ہے۔ اُس وعظ کی لفظ بہ لفظ نقل نہایت دلچسپی کا باعث ہوتی غالباً وہ نقل کہیں موجود ہے مگر ہمیں معلوم نہیں کس جگہ ہے کیونکہ انجیلوں میں یسوع کے بہت سے الگ الگ اور بے ربط اقوال پائے جاتے ہیں جن کے اوقات یا محل کا ہمیں پتہ نہیں مثلاً مقدس متی نے جس کا خاص کام یسوع کے "اقوال" جمع کرنا تھا غالب بہت سے ایسے کلمات بطور پہاڑی وعظ کے جمع کر دیئے ہیں۔ یہ ہرگز قرینِ قیاس نہیں کہ جو باتیں اُس کی انجیل کے تین ابواب میں مندرج ہیں وہ ایک ہی موقع پر کہی گئی تھیں۔ مسیح لمبے وعظ نہیں کیا کرتا تھا جب ہم کفر نحوم میں اُس کے پہاڑی وعظ کے بعد الفاظ کو مقابلہ اُن الفاظ سے کرتے ہیں جو مقدس مرقس کفر نحوم کی عبادت کی بابت استعمال کرتا ہے تو اِن ہر دو مقامات کی عبارت بعینہ یکساں ہے۔ یعنی "لوگ اُس کی تعلیم سے حیران ہوئے کیونکہ وہ اُن کو فقیہوں کی طرح نہیں بلکہ صاحبِ اختیار کی طرح تعلیم دیتا تھا"۔

اس پہاڑی وعظ کے بعض ابتدائی الفاظ گلیل میں اُس کی خوشخبری کے اس پہلے وعظ میں قدرتی طور پر بالکل ٹھیک عاید ہوتے ہیں ہم بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ جب وہ بادشاہت کی منادی کر چکا تھا تو اُس نے اپنے خلاف اس شبہ کو رفع کرنے کی کوشش کی ہوگی کہ وہ قدیم شریعت کو الٹ رہا ہے "یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں"۔ پھر پُر تسکین اختیار کے ساتھ وہ قدیم شریعت کو زیادہ اعلیٰ اور عظیم الشان مطالب تک سرفراز کرتا ہے۔ یہ واقعی

ایک دلیرانہ عمل تھا۔ "تم شریعت میں سُن چکے ہو کہ اگلوں سے کہا گیا کہ خون نہ کر اور جو کوئی خون کریگا وہ عدالت کی سزا کے لائق ہوگا لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنے بھائی پر غصّے ہوگا وہ عدالت کی سزا کے لائق ہوگا۔ تم سُن چکے ہو کہ کہا گیا کہ زنا نہ کر، جھوٹی قسم نہ کھا۔ اپنے پڑوسی سے محبت رکھ اور اپنے دشمن سے عداوت۔ لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ اپنے دشمنوں سے محبت رکھو۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میں ان سب حکموں کے اعلیٰ اور گہرے معنی بتاتا ہوں۔"

"میں تمہیں کہتا ہوں"۔ یہ کتابِ مقدس کے معنی بیان کرنے کا کیسا حیرت انگیز دلیرانہ اور بااختیار طریقہ تھا اگر ہمارا یہ قیاس درست ہے کہ یہ کفرنحوم والی تقریر ہے تو مقدس مرقس کا کفرنحوم کے عبادت خانے کی جماعت کے بارے میں یہ کہنا سمجھ میں آسکتا ہے کہ "لوگ اُس کی تعلیم سے حیران ہوئے کیونکہ وہ اُن کو فقیہوں کی طرح نہیں بلکہ صاحبِ اختیار کی طرح تعلیم دیتا تھا"۔

یسوع کا وعظ ختم ہونے نہ پایا۔ ابھی وہ تقریر کر ہی رہا تھا کہ جماعت میں ہلڑ مچ گیا وہاں سامعین میں ایک دیوانہ بھی تھا جس میں ناپاک رُوح تھی۔ اُس میں دو شخصیتیں تھیں ایک تو اُس کی اپنی اور دوسری ناپاک رُوح کی جس کے قابو میں وہ تھا اُس کے جنون کا جوش و خروش اُس کے دُھندلے دماغ کی برداشت سے باہر تھا وہ یوں کہہ کر چلّایا کہ "اے یسوع ناصری! ہمیں تجھ سے کیا کام؟ میں تجھے جانتا ہوں کہ تو کون ہے تو خدا کا قدوس ہے"۔

تم سمجھ سکتے ہو کہ اُس کھچا کھچ بھرے ہوئے عبادت خانے میں کیسا ہنگامہ برپا ہو گیا ہوگا۔ عورتیں دہشت زدہ ہو گئی ہونگی اور لوگ کھڑے ہو گئے ہونگے مگر یسوع کی طرف دیکھتے ہی وہ فوراً خاموش ہو جاتے ہیں۔ اُس کی

پُرتسکین اور ترس کھانے والی آنکھیں اُس بیچارے دیوانے پر لگی ہیں۔ تب اُس نے جو ابلیس کی طاقت نیست کرنے آیا تھا اُسے جھڑک کر کہا کہ "چُپ رہ۔ اُس میں سے نکل آ"۔

"پس وہ ناپاک روح اُسے مروڑ کر اور بڑی آواز سے چلّا کر اُس میں سے نکل گئی اور سب لوگ حیران ہوئے اور آپس میں کہنے لگے یہ تو نئی تعلیم ہے وہ ناپاک روحوں کو بھی اختیار کے ساتھ حکم دیتا ہے اور وہ اُس کا حکم مانتی ہیں"۔

سبت ہنوز گذر نہیں چکا۔ جوش سے بھری ہوئی بھیڑ عبادتخانے سے نکل کر گھروں کو جا رہی ہے اور لوگ اُن باتوں کا جو انہوں نے دیکھی اور سُنی تھیں رستے میں چرچا کرتے جا رہے تھے یعقوب اور یوحنا اب خداوند اور پطرس کے ہمراہ چلے جا رہے ہیں یہودی مصنفوں کی تحریروں سے پتہ چلتا ہے کہ باوجود سبت کی سخت پابندیوں کے اُس روز "سبت کے کھانے" پر مہمان نوازی کی رسم ادا کی جاتی تھی معلوم ہوتا ہے کہ خداوند سے ملاقات کرنے کی غرض سے یعقوب اور یوحنا کی پطرس کے ہاں شام کے کھانے پر دعوت تھی۔ سو یسوع بندرگاہ کی سڑک پر سے "یعقوب اور یوحنا کے ساتھ شمعون اور اندریاس کے گھر آیا"۔

مگر شام کا کھانا تیار نہیں تھا اور گھر میں ابتری پھیل رہی تھی۔ جھیل کے گرم نشیبی حصہ میں ایک سخت قسم کا وبائی بخار پھیل جایا کرتا تھا اُسی وبا میں پطرس کی ساس جو گھر کی منتظم تھی یکایک "بڑی تپ" میں مبتلا ہو گئی۔ خداوند نے اندر جا کر اُس کا ہاتھ چھُوا اور تپ اُس پر سے اُتر گئی اور وہ اُسی دم اُٹھ کر اُن کی خدمت کرنے لگی"۔

اب سبت کی شام کے آرام کا وقت آگیا۔ مگر اُس پُرجوش دن کے بعد کس قدر آرام کی اُمید ہو سکتی تھی؟ قاعدے نہایت سخت تھے سبت کی شام کو سورج غروب ہونے تک ہر کہیں خاموشی کا ہونا لازمی تھا مگر شام کو جب سورج ڈوب گیا" تو جو لوگ پطرس کے گھر میں تھے وہ جلدی جلدی چلنے والوں کے پاؤں کی آہٹ اور بڑی سرگرم گفتگو اور بھیڑ کے جمع ہونے کی آواز سُن سکتے تھے اور جب اُنہوں نے باہر نظر کی تو کیا دیکھتے ہیں کہ "سارا شہر دروازے پر جمع ہو گیا"۔ جھیل کے کنارے پر جہاں تک کشتیاں کھڑی تھیں اور بھورے رنگ کے جال سوکھنے کے لئے پھیلائے ہوئے تھے تپ کے مریض اپنی چٹائیوں پر پڑے تھے کوئی ماں اپنے گود کے بچے کو جو سوکھتا جا رہا ہے لئے ہوئے ہے۔ کہیں کوئی دہقان اپنے اندھے لڑکے کا ہاتھ پکڑ کر لئے آرہا ہے اور کہیں کہیں کسی آدمی کو جس میں بدرُوح تھی زبردستی پکڑ کر لا رہے ہیں۔ یسوع دروازے میں کھڑا یہ سب ماجرا دیکھ رہا ہے۔

یہ کیسا رقت انگیز اور اُس کے لئے قابلِ رحم اور دلکش نظارہ ہے محبت اور ہمدردی اور مدد کرنے کی آرزو مند خواہش جو انسان کو خدا کے قریب لے آتی ہے اُن منتظر لوگوں کے چہروں سے نمایاں تھی جو اپنے بیماروں کو نے کر وہاں پر جمع تھے کم از کم ایک بات تو دُکھ کے رنج اور راز میں صاف ہے وہ انسان میں الٰہی صفات کا اظہار کر دیتا ہے ہمارے دل میں اپنے عزیزوں کی تکلیف پر درد اور مدد کرنے کی تمنا۔ ماں کی اپنے بچے کے لئے پوری جان نثاری۔ یہ سب خدا کے دل کا عکس ہیں یہ وہ طبعی جذبات ہیں جو خدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کرتے وقت اُس کی رُوح کی گہرائی میں نہاں

کر دیئے۔

یسوع اُس روز اپنے آپ کو اُن لوگوں کا نزدیکی رشتہ دار محسوس کرتا ہوگا اِس لئے کہ اُن کی ہمدردی اُسکی ہمدردی کا دُھندلا سا سایہ تھی۔ انجیل کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک دُکھی روگیوں کے لئے یسوع کی سرگرم شفقت آمیز انسانی ہمدردی کی تعلیم پر زور دیا گیا ہے بلکہ اِس سے بھی بڑھ کر ہمیں یہ سکھایا گیا ہے کہ لوگوں کو اچھا کرنے سے اُس کی قوّت پر زور پڑتا تھا اور یہ عمل اُس کے اپنے لئے دُکھ کا باعث ہوتا تھا جب ایک عورت نے چوری سے اُس کو چھُوا اور اچھی ہوگئی تو یسوع نے کہا "کسی نے مجھے چھُوا تو ہے کیونکہ میں نے معلوم کیا کہ قوّت مجھ میں سے نکلی ہے"۔ اِسی طرح جب وہ اُن بیماروں کے درمیان چلتا پھرتا تھا تو اُس کا دل اُن کے لئے دُکھتا تھا۔ وہ پہلے ایک بیمار بچّے کو گود میں لیتا ہے جس کی ماں روتی ہوئی اُس کے آگے گھٹنے ٹیک رہی ہے پھر ایک دُبلا پتلا لڑکا بیساکھی کے سہارے لنگڑاتا ہؤا اُس کے پاس آرہا ہے۔ اور اندھے اور لنگڑے اپنے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہیں اور تپ کے مریض بڑی تمنا سے اپنی باری کا انتظار کر رہے ہیں اور جب وہ اُنہیں چھُو کر اچھا کرتا ہے تو وہ محسوس کرتا ہے کہ قوّت اُس میں سے نکلی ہے سو جب مقدّس متّی اِن واقعات کا بیان کرتا ہے تو یسعیاہ کی اُس نبوّت کے نہایت عمدہ نئے معنی نکالتا ہے "اُس نے ہماری مشقّتیں اُٹھالیں اور ہمارے غموں کو برداشت کیا" مقدّس متّی اِس کو یوں ادا کرتا ہے "اُس نے آپ ہماری کمزوریاں لے لیں اور بیماریاں اُٹھالیں" اُس نے اُن کو لے لیا اور آپ زحمت اُٹھا کر بیماروں کو اچھا کیا۔

اُس رات وہ ضرور تھک گیا ہوگا۔

حکیم اور خادمانِ دین جانتے ہیں کہ گھنٹوں تک سخت بیماروں کے درمیان کام کرنے سے اعصاب میں کسی قدر ناطاقتی پیدا ہو جاتی ہے بشرطیکہ دل میں فی الحقیقت ہمدردی ہو مزید برآں خداوند اچھا کرنے میں اپنی طاقت خرچ کرتا تھا ہمیں یقین ہے کہ وہ اُس رات نہایت تھکا ماندہ ہو کر پطرس کے کمرے میں چٹائی پر لیٹا ہوگا اور یہ عمدہ خیال اُس کے دل میں ہوگا کہ آج اُس نے کتنے لوگوں کو زیادہ خوش اور بہتر حالت میں چھوڑا ہے مگر اُس کو جسمانی آرام سے زیادہ ایک اَور بھاری ضرورت تھی۔ تڑکے پَو دن نکلنے سے بہت پہلے" پطرس نے اُسے چُپ چاپ گھر سے نکل جاتے دیکھا مقدس مرقس کی انجیل میں اِس قسم کے چھوٹے چھوٹے اشارات سے معلوم ہوتا ہے کہ پطرس نے ضرور اُس کو مدد دی ہوگی جب صبح کی سُنہلی شفق پہاڑوں کی چوٹیوں پر نمودار ہوئی اور نیچے جھیل کی سطح پر خاموشی چھائی ہوئی تھی تو پطرس نے اُسے پہاڑ کے بھورے رنگ کے پہلو پر گھٹنے ٹیکے ہوئے اور باپ کے ساتھ بلا مزاحمت غیرے رفاقت رکھتے پایا ہوگا۔ اپنی زمینی زندگی میں اِسی کی اُس کو ہمیشہ ضرورت تھی۔ اِس کے بغیر وہ بھی مدت تک نہیں رہ سکتا تھا اگر ہم بھی طاقتور اور خوش رہنا چاہیں تو ہمیں دُعا کی اُس سے کم ضرورت نہ ہوگی۔ اِسی سبب سے وہ ہمیں تاکید کرتا ہے کہ ہمیشہ باپ کے پاس آیا کرو۔

اُسی جگہ اُس نے پطرس کے ساتھ مشورہ کیا کہ پہاڑوں پر گلیل کے دیہات میں دورہ کریں۔ "تاکہ میں وہاں منادی کروں کیونکہ میں اِسی لئے نکلا ہوں" تو اِس طور پر ایک اَور دورہ شروع ہوا جس کا حال کہیں مندرج نہیں یہ اُس کی زندگی کے دفتر میں ایک اَور باب ہے جو تحریر میں

دیں آیا بلا شبہ اس سفر میں اُس کے بہت سے گرانقدر کلمات ہونگے جو
ہمیں کبھی معلوم نہ ہونگے اور قدرت اور محبت کے کام ہونگے جن کا ذکر کبھی
ہمارے کانوں میں نہیں پڑے گا کفر نحوم کی داستان سے پایا جاتا ہے کہ اُس
کی خدمت کے ایام میں واقعات کی رفتار کیسی تیز ہوگی مگر اُس کے کفر نحوم
میں آنے سے پیشتر اُس کے تنہا دورے میں ہم فقط ایک معجزے یعنی
بادشاہ کے ملازم کے بیٹے کے اچھا کرنے کا حال پڑھتے ہیں اور اِس
جگہ جہاں وہ غالباً دو ایک مہینے باہر رہا ایک ہی واقعہ یعنی ایک کوڑھی کے
اچھا کرنے کا ذکر پایا جاتا ہے۔

اور یہ بار بار واقع ہوتا ہے۔ اُس کی عام خدمت کے پُورے کے پُورے
بیانات قریباً خاموشی سے نظر انداز کئے جاتے ہیں۔ انجیل کا یہ سکوت نہایت
عجیب ہے۔ ہمیں اپنے خداوند کی زندگی کے واقعات کی محض جھلک نظر
آتی ہے فقط بعض باتیں لکھی گئی ہیں بلا شبہ وہ کافی ہیں۔ مقدس یوحنا کہتا ہے
کہ "یہ (معجزے) اِس لئے لکھے گئے تاکہ تم ایمان لاؤ"۔ اُس کی انجیل کے اختتام
پر ایک نوٹ ہے جس میں مشرقی مبالغہ پایا جاتا ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے
کہ بہت سی باتیں لکھی نہیں گئیں "اور بھی بہت سے کام ہیں جو یسوع نے کئے
اگر وہ جُدا جُدا لکھے جاتے تو میں سمجھتا ہوں کہ جو کتابیں لکھی جاتیں اُن کے لئے
دُنیا میں گنجائش نہ ہوتی"۔

پانچویں فصل

نبی اپنے وطن میں

میں اِسی دَورے میں یسوع کا اپنے وطن میں رد کیا جانا قرار دیتا ہوں یہ اُن واقعات میں سے ہے جن کا اناجیل میں کوئی متعین موقع نہیں۔ شاید وہ اِسی جگہ ٹھیک بیٹھتا ہے ہمارے خداوند کی بہت سی سوانح عمریوں میں وہ کفرنحوم کے حالات سے پیشتر مندرج ہے مقدس لوقا بظاہر اُن کی تائید کرتا ہے مگر اور انجیل نویس اُن کے ساتھ متفق نہیں۔ ناصرۃ میں خداوند کے اپنے الفاظ اِس سوال کا قطعی طور پر فیصلہ کر دیتے ہیں "تم البتہ مجھ سے کہو گے کہ جو کچھ ہم نے سُنا ہے کہ کفرنحوم میں کیا گیا یہاں اپنے وطن میں بھی کر"۔

ہم اپنے تصور میں اُسے روزمرہ حالات میں پھرتے دیکھتے ہیں۔ اور پھر ایک روز شام کے وقت "وہ ناصرۃ میں آیا جہاں اُس نے پرورش پائی تھی"۔ وہاں وہ گلی تھی جہاں وہ اور لڑکوں کے ساتھ کھیلا کرتا تھا اور بڈھے ربی کا مکتب بھی تھا جہاں وہ اُن کے ساتھ پڑھا کرتا تھا۔ اور وہ کنواں جہاں سے وہ اپنی ماں کے لئے پانی بھر کر لایا کرتا تھا اور وہ بڑھئی کی دُکان اور وہ کسان جن کے لئے وہ ہل اور جوئے بنایا کرتا تھا اور وہ پُرانے دوست جو اُس کے لڑکپن میں اُس سے مہربانی کے ساتھ پیش آتے تھے اور وہ پہاڑیاں جن پر وہ بلوغت کے ایام میں بڑے بڑے اور عجیب خیالات دل میں لئے ہوئے پھرا کرتا تھا۔ ہم خواہ کہیں سیر و سیاحت کریں یا ہمارے

تجربے ہوئے ہی ہوں جو جذبات ہمارے دل میں اپنے چھوٹے سے گاؤں سے پیدا ہوتے ہیں وہ کسی اور جگہ سے نہیں ہو سکتے۔

ابھی قتل سے ایک سال گذرا ہوگا کہ وہ ناصرۃ کو چھوڑ کر اصطباغی سے ملنے گیا تھا۔ غرض یہ عرصہ تین سال کا زمانہ معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ اس میں بہت کچھ واقع ہوا اور اس کی زندگی سر بسر بدل گئی تھی وہ ایک گمنام دہاتی آدمی آئندہ کے بارے میں عجیب خیالوں کے ساتھ گھر سے نکل گیا تھا اور اب وہ حیرت انگیز تجربوں کے بعد اس احساس کے ساتھ واپس آیا ہے کہ وہ خدا کا مسیح ہے۔

ان چند ایام کے حالات کیسے پیش قیمت ہو گئے کیا اس کے لڑکپن کے پرانے دوست اس رات اپنے جوان ہم شہری کے گرد جو مشہور ہو گیا تھا تعظیم اور محبت کے ساتھ اس سے ملے ہوں گے؟ کیا اس کی ماں اب تک دکان کے پیچھے والے اپنے پرانے گھر میں ہوگی؟ وہ موجودہ حالات کے درمیان اس سے مل کر ان باتوں کے بارے میں آدھی رات تک بات چیت کرتی رہی ہوگی جن کو اس وقت سے لے کر جب جبرائیل فرشتہ آیا تھا تیس سال تک اپنے دل میں رکھ کر غور کرتی رہی تھی۔

مگر انجیل ان باتوں پر نقاب ڈال دیتی ہے شاید اس وجہ سے کہ مبادا ہم ابتدائی زندگی اور نبوت کے متعلق حد سے زیادہ گستاخ ہو جائیں۔

ہمیں فقط وہی شرم آور اور مایوس کن قصہ بتایا گیا ہے جو اس سبت کے روز عبادت خانے میں واقع ہوا۔ یہاں بھی وہی حالات ہیں جو کفر نحوم کے عبادت خانے میں تھے یعنی آدمیوں سے بھرا ہوا عبادت خانہ۔ خدمت کا جوش۔ جوان ربی کے صحائف انبیا میں سے ورد پڑھنے کا ارشاد۔ اگر مسیح نے اس روز کا ورد پڑھا جیسا کہ اغلب ہے کہ اس نے پڑھا ہوگا تو یہ ایک

عجیب اتفاق ہے کہ اُس نے طومار کو یسعیاہ کے اکسٹھویں باب پر سے کھولا ہوگا
"خداوند کا روح مجھ پر ہے اِس لئے کہ اُس نے مجھے غریبوں کو خوشخبری دینے کے لئے مسح کیا اُس نے مجھے بھیجا ہے کہ قیدیوں کو رہائی اور اندھوں کو بینائی پانے کی خبر سُناؤں کُچلے ہوؤں کو آزاد کروں اور خداوند کے سالِ مقبول کی مُنادی کروں"۔

پھر وہ کتاب بند کر کے اور خادم کو واپس دے کر بیٹھ گیا اور جتنے عبادت خانے میں تھے سب کی آنکھیں اُس پر لگی تھیں۔

تم اُس بے صبری کے سخت توقف کو اور پھر ساری جماعت کے جذبہ کو سمجھ سکتے ہو جب اُس نے آہستگی سے کہا کہ "آج یہ نوشتہ تمہارے کانوں میں پُورا ہوا ہے"۔ اس وعظ میں فقط یہی فقرہ درج کیا گیا ہے اور یہ کافی ہے۔ جو آشوب اِس کے بعد پیدا ہو گیا اُس کا سبب یہی ہے اِس لئے کہ یہ صاف صاف لفظوں میں دعویٰ ہے کہ وہ مسیح ہے جس کا خواب اسرائیل صدیوں سے دیکھ رہا تھا اور یہ مسیح کی پُر محبت ہمدردی اور شفقت کا اعلان تھا۔

فی الواقع وہ اِس وعظ سے حیرت زدہ ہو گئے تھے تو بھی معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے اِس کو ایسے دلکش لہجے میں ادا کیا کہ لوگوں پر گہرا اثر پڑا۔ کیونکہ باوجود اُن کے تعصب اور شبہات کے لکھا ہے کہ "وہ اُن پُر فضل باتوں پر جو اُس کے منہ سے نکلتی تھیں تعجب کرنے لگے"۔ بار بار اشارہ ملتا ہے کہ اُس کے کلمات میں یہ مقناطیسی کشش تھی اِس کے سوا اور ہو کیا سکتا تھا؟ کیونکہ یسوع کا دل ہر ایک لفظ اور نگاہ سے انسان کی طرف خدا کے سلوک کو ظاہر کرتا تھا۔

لیکن جماعت میں ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں اور ایک ہی قسم کے

لوگوں کا مزاج بھی بدلتا رہتا ہے پہلے تو اُس نے اپنے پُرفضل کلمات سے اُن کے دلوں کو مسخر کر لیا اور پھر اُن میں جوش پیدا کر دیا۔ مگر آگے بڑھ کر وہ اُن میں ایک تبدیلی دیکھ سکتا تھا وہ بڑبڑانے لگے اور فضول حجت اور کانا پھوسی کرتے تھے "کیا وہی بڑھئی نہیں جو مریم کا بیٹا ہے؟ اور کیا اُس کی بہنیں یہاں ہمارے ہاں نہیں؟ جو کچھ اُس نے کفرنحوم میں کیا۔ یہاں کیوں نہیں کرتا؟" اُن کے تعصب اور مخالفت کے کئی سبب نظر آتے ہیں۔ اوّل وہ لوگ اُسے اچھی طرح جانتے تھے۔ کسی نبی کی اپنے وطن میں عزت نہیں ہوتی۔ مسیح کی بابت اُمید کی جاتی تھی کہ وہ کوئی پُراسرار شخص ہوگا جو دفعتاً غیب سے ظاہر ہو جائیگا۔

وہ اُسے بچپن سے جانتے تھے اُن میں سے اکثر اُس کے ہم مکتب تھے جو اُس کے ساتھ کھیلا کرتے تھے لوگوں کو علم تھا کہ اُس کا گھرانا کوچے کے اُس کونے پر رہتا ہے پھر اُسکے ہم پیشہ لوگوں کا سفلہ پن اور خود پسندی تھی جو شہروں میں ایک عام بات تھی یہ سچ ہے کہ اُس کے کلمات پُرفضل تھے مگر آخر وہ ایک بڑھئی کے الفاظ تھے اور بہت سے مالدار اور پیشہ ور اور صاحب جائداد لوگ اپنے آپ کو دیہاتی بڑھئی سے بہت اعلےٰ سمجھتے تھے اُس کے اکثر ہم پیشہ بھی ایک نوخیز کاریگر کے خلاف جو اپنے سے بڑوں کو سکھلانے کا دعوےٰ کرتا تھا حقارت میں عوام کے ہمخیال تھے۔ "انہوں نے اُس کے سبب سے ٹھوکر کھائی"

یہ قصہ بالکل قدرتی ہے چنانچہ آج کے دن بھی کسی دیہاتی قصبہ میں ایسا ہی واقع ہوتا ہے۔ "یہ کون ہے جو مسیح بن بیٹھا ہے؟ کیا یہ وہ بڑھئی نہیں جو یوسف کے ساتھ کام کیا کرتا تھا جس سے ہم اپنی میزیں اور کرسیاں اور چرخے بنوایا کرتے تھے؟ اُس کے بھائی یعقوب اور یوسیس اور شمعون

معمولی آدمی ہیں۔ اور کیا اُس کی بہنیں ہمارے متصل کے کوچے میں نہیں رہتیں؟
یہ عین انسانی طبع کے مطابق ہے۔ ہم میں سے اکثر آدمی ایسی ہی باتیں
کریں گے۔
وہ لوگ کفرنحوم کی رقابت کے سبب سے بھی حسد کرتے تھے یہ بھی دہاتی قصبوں
کی ایک خصوصیت ہے۔ وہ کہتے ہونگے کہ "اگر ہمارا ہم شہری ایسا بڑا آدمی ہے تو
وہ اپنے وطن میں کیوں ویسے ہی بڑے بڑے کام نہیں کرتا جن کے باعث
کفرنحوم مشہور ہو گیا ہے؟"
یہ انسان کے جبلی مزاج کی قابلِ نفرت کمینگی کا اظہار ہے مگر وہ ایسا انسانی
خُو کے مطابق اور قدرتی اور ہماری اپنی روش کی طرح ہے کہ ہمارا کوئی حق نہیں کہ
ہم اپنے تئیں بہتر سمجھ کر ناصرۃ کے لوگوں کو ملزم ٹھہرائیں جیسا کہ عموماً کیا جاتا
ہے۔ بلکہ ہمیں یہ کہنا چاہیے کہ ہم بھی عین ویسا ہی عمل کرتے ہم اُن لوگوں سے
کچھ اچھے نہیں۔ ہم سب بہت کچھ قابلِ نفرت ہیں باوجود اس کے یسوع ہم
سے چشم پوشی کرتا ہے جیسی کہ میرے خیال میں اُس نے اُن سے بھی کی ہوگی۔
اُس نے کہا کہ "کوئی اپنے وطن میں مقبول نہیں ہوتا"۔
ناصرۃ کے لوگ سخت زیادتیوں کے مرتکب ہو گئے جب وہ باہر
نکلا تو ندامت سے بھرے ہوئے ہجوم نے اُسے دھکیل کر پہاڑی کے
کنارے کی سڑک پر سے عنقریب نیچے نالے میں گرا دیا۔ وہ بلاشبہ دلگیر اور
رنجیدہ اور مایوس ہو گیا تھا جیسا کہ وہ ہر روز ہماری روش سے بھی ہو جاتا ہے۔
مگر یسوع ایسا فراخ حوصلہ اور عالی ظرف تھا کہ وہ دل میں نہ تو غصہ اور نہ بغض
رکھتا تھا وہ ہماری طبیعت کو بخوبی جانتا ہے باوجود اس کے اگر ہم اُسے نہ روکیں
اور اپنے موقع کو ہاتھ سے جانے نہ دیں تو وہ ہمیں برکت دینے کو تیار ہے۔

ناصرۃ نے اپنے بڑے موقع کو کھو دیا وہ اُن کے بیچ میں سے نکل کر چلا گیا اور جہاں تک ہمیں معلوم ہے ناصرۃ نے اُسے پھر کبھی نہ دیکھا۔

اب میں ایک ضروری خیال پیش کرتا ہوں جو مسیحی شہادتوں کا ایک ایسا پہلو ہے جس پر کافی توجہ نہیں دی گئی۔

جب میں ناصرۃ کے اُن لوگوں کو اپنے گاؤں کے بڑھئی کی دلیرانہ جرأت پر طعنہ زنی کرتے دیکھتا ہوں تو اُس کی بظاہر سراسر مایوس کن تجویز پر حیران رہ جاتا ہوں کوئی آدمی اُس کی حالت میں ہو کر کسی کام کو کیونکر انجام دے سکتا تھا؟ میں خیال کر رہا ہوں کہ اُس کے زمانہ اور ہمارے زمانہ کے صاحب عقل آدمیوں کے لئے جو اُس کو محض انسان سمجھتے ہیں وہ کیسا پیچیدہ معمّا ہے۔

بلاشبہ یسوع اپنے زمانہ کے لوگوں کے آگے محض ایک شریف ہمدرد اور عجیب دلکش آدمی تھا مگر وہ محض انسان ہی تھا وہ اُس کے معاشرتی پایہ سے واقف تھے یعنی وہ ادنےٰ درجہ کے لوگوں میں سے ایک پیشہ ور آدمی تھا جو عوام کے ساتھ راہ و ربط رکھتا تھا۔ ناصرۃ کے اِس قصہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اِس سے اُسکی حیثیت کو کس قدر ضعف پہنچا ہوگا اُنہوں نے دیکھ لیا کہ اِس پیشہ ور آدمی کا علم دُنیا کے بارے میں اور اُس کا رابطہ تعلیمیافتہ لوگوں کے ساتھ کس قدر محدود تھا وہ اُن تاثرات کے حلقہ سے باہر تھا جن سے حکمت، شائستگی اور خیالات کی وسعت پیدا ہوتی ہے اور جن سے وہ عوام کا پیشوا ہونے کے قابل بن جاتا۔ اُس کی قریباً ساری عمر ہاتھوں کی محنت میں بسر ہوئی اور اِس قسم کی زندگی یقیناً دماغی ترقی کے لئے موزوں نہیں ہو سکتی۔

اُن لوگوں نے یہ بھی دیکھ لیا کہ یہ ناخواندہ پیشہ ور آدمی جو اپنی بادشاہت

کا خواب دیکھتا ہے تنہا اور بے مونس و ہمدم ہے۔ اُس کا کوئی سرپرست یا حامی نہیں جو اُس کی دستگیری کرے۔ صاحب اقتدار لوگ اُس کی کچھ پروا نہیں کرتے تھے حاکم اُس کو شُبہ کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ ہادیانِ دین اور کاہن اُس کے سخت مخالف تھے۔

مزید براں وہ اپنی خوشی سے عوام کے سامنے آ موجُود ہُوا تھا کسی نے اُسے بلایا نہ تھا کسی کو اُس کی ضرورت نہ تھی وہ کسی قومی ضرورت کے وقت پیشوا ہونے کے لئے طلب نہیں کیا گیا تھا وہ خود بخود آیا۔ یہ سمجھنا آسان ہے کہ وہ انقلاب پسند لوگوں کا رہبر ہو کر پُرجوش عوام کو بغاوت پر آمادہ کر سکتا تھا مگر وہ ہمیشہ ایسی روش سے باز رہنے کی کوشش کرتا رہا۔ وہ مقبولِ عام بہادر بننے سے گریز کرتا رہا اُس نے کہا کہ میری بادشاہت اِس دُنیا کی نہیں۔

کیا دُنیا کے کسی مصلح کی اِس سے بڑھ کر مایوسی بخش حالت ہو سکتی ہے؟ مگر عوام حیرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے کہ یہ آدمی اندھے کی آنکھوں پر اپنا ہاتھ رکھتا ہے اور وہ بینا ہو جاتی ہیں۔ وہ بہرے کے کانوں میں انگلیاں ڈالتا ہے اور وہ سننے لگتے ہیں۔ وہ کوڑھی اور بیماروں کو چھُوتا ہے اور وہ اچھے ہو جاتے ہیں۔ وہ ناپاک رُوحوں کو حکم دیتا ہے اور وہ اُس کی مانتی ہیں بلکہ یہ بھی کہا جاتا تھا کہ موت بھی اُس کا مقابلہ نہیں کر سکتی کفرنحوم میں یائیر کی بیٹی کا قصہ مشہور ہے۔ نائین کے جنازے پر کی بھیڑ کہتی ہے کہ ایک مُردہ جلایا گیا ہے۔ لعزر کے جی اُٹھنے پر یروشلیم میں سنسنی پھیلی ہوئی ہے کونسی تعجب کی بات ہے کہ وہ لوگ حیران و ششدر ہو گئے تھے؟

پھر انہوں نے دیکھا کہ وہ ناخواندہ دیہاتی آدمی جس کی عمر بڑھئی کا کام کرتے

کہ نہ گذری تھی۔ فقط سب سے اعلیٰ روحانی سچائی کا علم رکھنے کا دعوےٰ کرتا ہے
بلکہ ایسا اختیار جتاتا ہے کہ اُس سے پیشتر کبھی کسی بڑے سے بڑے پاک نبی
نے بھی جتانے کا خیال تک نہ کیا تھا۔ اُس نے آدمیوں کے گناہ بخشے اور خود
اُن کی کتاب مقدس کی اصلاح کرنا اپنا حق سمجھا۔ "تم سُن چکے ہو کہ اگلوں سے
(تمہاری کتاب مقدس میں) کہا گیا . . . . . . مگر میں تم سے اُن سے اعلیٰ اور
گہری باتیں کہتا ہوں"۔ بلکہ اُس نے اپنی بابت ایسی باتیں کہنے کی جُرأت کی جو
کبھی کوئی باہوش آدمی منہ سے نہ نکالیگا اور جو بمنزلہ کفر کے تصور کی جاسکتی تھیں تو
بھی اُس نے انہیں ایسی سلیم عقل اور با امن طریق سے اور پُر اطمینان اختیار کے
ساتھ کہا کہ اُس کو فاتر العقل یا بے دین کہنا ناممکن تھا۔

اُس کی باتیں غور سے سُنو۔

"ابنِ آدم صلیب دیا جائیگا . . . . . . اور تیسرے دن جی اُٹھیگا۔
میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جو میرا کلام سُنتا اور میرے بھیجنے والے کا یقین
کرتا ہے ہمیشہ کی زندگی اُس کی ہے جس نے مجھے دیکھا اُس نے باپ کو دیکھا۔
میرے نام سے جو کچھ مانگو وہ تم کو دیگا میں روح القدس کو تمہارے پاس باپ
کی طرف سے بھیجونگا۔ ابنِ آدم اپنے جلال میں آئیگا اور سب فرشتے اُس کے
ساتھ آئینگے اور سب قومیں اُس کے سامنے عدالت کے لئے جمع کی جائینگی۔
جیسے میرے باپ نے میرے لئے ایک بادشاہت مقرر کی ہے میں
بھی تمہارے لئے مقرر کرتا ہوں میں دُنیا کا نور ہوں۔ میں اور باپ ایک ہیں"۔

ذرا غور کرو کہ کسی سمجھ والے یہودی کے سامنے ایسا حیرت انگیز دعویٰ
کیسا ہیبت اور نفرت پیدا کرنے والا تھا وہ تجدیف سب کی بلکہ کفر تھا۔
واقعی یہ ناصرۃ کا بڑھئی ایک معمہ تھا عوام ہمیشہ اُس کے بارے میں سوچا

کرتے تھے۔ پھر دیکھو کہ اُس کا رویّہ لوگوں اور اُن کے پیشواؤں کی طرف کیسا بارعب اور آزادانہ تھا۔ عام خیال یہ ہوگا کہ یہ بے تُونس آدمی کم از کم عوام کو خوش رکھنے کی کوشش کریگا۔

ہرگز نہیں۔ وہ اُن کا آقا اور اُستاد اور سرزنش کرنے والا اور اپنے زمانہ کا مصلح ہو کر آتا ہے۔ تائب گنہگاروں کے لئے تو اُس کا دل نہایت نرم تھا مگر مروجہ بدیوں کو وہ بے رحم ہاتھ سے کوڑے سے مارتا تھا۔ لوگ اُس کی جھڑکیوں سے کانپ اُٹھتے تھے۔ "تیرے اور زناکار لوگ" "عدالت کے دن سدوم کے علاقے کا حال تیرے حال سے زیادہ برداشت کے لائق ہوگا" شہرت حاصل کرنے کا یہ اچھا طریق نہ تھا۔

شاید اُس کا برتاؤ خادمانِ دین اور پیشواؤں کی طرف زیادہ عاقلانہ ہوگا ذرا اُس کا کلام غور سے سنو۔ کسی تعصب آلودہ بادشاہ کی طرح جو منکرِ اِلہام کو کوڑے لگواتا ہے وہ کہتا ہے۔ "اے فقیہو اور فریسیو۔ تم پر افسوس۔ اے ظاہردارو۔ تم آسمان کی بادشاہت لوگوں پر بند کرتے ہو۔ تم بازاروں میں سلام اور ضیافتوں میں صدر نشینی پسند کرتے ہو۔ اے ریاکارو۔ اے ظاہر دارو۔ اے اندھے راہ بتانے والو۔ اے سانپو۔ اے افعی کے بچو۔ تم جہنم کی سزا سے کیونکر بچوگے" بھلا کوئی اِس زمانے میں بشپ صاحبوں اور خادمانِ دین اور تعلیم یافتہ اور معزز لوگوں اور سرداروں سے ایسے ملامت آمیز کلمات تو کہہ دیکھے۔ وہ بھی کوئی تجربہ کار اور با اقتدار عمر رسیدہ بزرگ پادری نہیں۔ بلکہ ایسا آدمی جسے لوگ کہتے تھے کہ کیا یہ مریم کا بیٹا بڑھئی نہیں؟ اِس کو بغیر پڑھے کیونکر علم آگیا؟ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ اُنہوں نے اُس کے سبب سے ٹھوکر کھائی تعجب نہیں کہ اُنہوں نے چاہا کہ "اُس کو صلیب دی جائے" اور یسوع نے اُن

کا مطالبہ بڑے امن سے منظور کر لیا پس انہوں نے اُسے قتل کیا اس عقدہ کو حل کرنے کے لئے یوں اُن کا طریق تھا مگر اُن کے اس عمل سے وہ حل نہ ہوا جب اُس کے پیروؤں نے اُس کے جی اُٹھنے کی منادی شروع کی تو یہ عقدہ اور بھی پیچیدہ ہو گیا۔

آج تک یہ عقدہ باقی ہے مگر اُس کی پیچیدگی بے حد بڑھ گئی ہے اس لئے کہ اُس میں اس حیرت انگیز واقعہ کا اضافہ ہو گیا ہے کہ جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ مُردوں میں سے جی اٹھا اور اپنے جی اٹھنے کے بعد سے یہ آدمی دُنیا کی اطاعت کا خراج برابر حاصل کرتا چلا جاتا ہے اور اب دو ہزار سال کے بعد ناصرۃ کے اس پیشہ ور آدمی کو نہایت تکریم کے ساتھ قادر مطلق خدا مانا جاتا ہے۔

ہمارے زمانہ میں بھی ایسے لوگ ہیں جو یسوع ناصری کو ایک اچھا آدمی اور پاک اُستاد سمجھتے ہیں مگر اُسے محض انسان ہی مانتے ہیں جس کے پیرو نادان اور غلطی پر تھے جن کا اعتقاد تھا کہ وہ خدا ہے اور اُس سے متعلق ہر قسم کے واقعات کو جن کا باور کرنا محال ہے مان لیتے تھے۔ مثلاً اُس کا جی اٹھنا۔ اُس کا صعود اور رُوح القدس کا اُترنا جن کا واقع ہونا ناممکن ہے۔

میں اس وقت کسی ایسے آدمی کے خلاف نہیں کہہ رہا جو صدق دل سے سوچ اور فکر کرنے والا ہے مسیح کی الوہیت کو ماننا ایک نہایت ہی سنجیدہ معاملہ ہے اور ہر ایک دیانتدار عقل دوڑانے والے کا فرض ہے کہ اس عقدہ کو صاف باطن سے حل کرنے کی کوشش کرے مگر ضرور ہے کہ وہ عقدہ کے ہر پہلو پر غور کرے۔

ذرا ناصرۃ کے اُس عبادت خانے کے نظارے پر دوبارہ نظر دوڑاؤ

جہاں لوگ اپنے گاؤں کے جوان بڑھئی کی بیجا جُرأت پر طعن و طنز کر رہے تھے اپنے آپ کو اُن کی جگہ میں رکھو۔

اپنے تصوّر میں آج ایک ویسی ہی تصویر کو اپنے سامنے رکھو۔ ہمارے پچھواڑے کی کسی گلی میں ایک معمولی بڑھئی کی دُکان ہے جس کے اندر ایک جوان آدمی پُرانے کپڑے پہنے ہوئے کام کر رہا ہے۔ اُس کے ہاتھ مشقت سے سخت ہو گئے ہیں۔ اُس کے والدین ادنیٰ درجہ کے لوگوں میں سے ہیں۔ وہ عمر بھر عوام الناس کے ساتھ میل جول رکھتا ہے۔ وہ کبھی تعلیم یافتہ لوگوں کی صحبت میں نہیں رہا۔ نہ اُسے کتابیں دستیاب ہوتی ہیں اور نہ پڑھنے اور مطالعہ کے لئے وقت ملا ہے۔ چونکہ ہم اُسکے اعلےٰ خیالات اور پُر محبت سیرت سے ناواقف ہیں اِس لئے اُس میں کوئی خاص بات نظر نہیں آتی۔

فرض کرو کہ یہ جوان جس کو ہم نے اکثر بڑھئی کے کام پر اپنے گھروں میں اُجرت پر لگایا ہے اِس شہر کی کانشنس کو اُبھارنے لگتا ہے فرضاً ہم اُسے اپنے گرجے میں وعظ کرنے کی دعوت دیتے ہیں کیا بعض ہم میں سے نہ کہینگے کہ کیا یہ وہی بڑھئی نہیں ہے؟ کیا تم اُس کے سبب سے ٹھوکر نہ کھاؤگے؟

اگر کوئی تم سے کہے کہ وہ جوان دستکار بنی آدم کو تہ و بالا کرنے والا ہے اور دو ہزار سال کے بعد لاکھوں آدمی جاں نثاری سے اُس کے گرویدہ ہونگے اور اُس کی باتوں کا ایک ایک لفظ ایسا قیمتی ہوگا کہ اگر اُس کا کوئی لکھا ہوا قطعہ کہیں مل جائے تو تمام مہذب دُنیا میں اِس خبر سے تہلکہ مچ جائیگا۔ اگر کوئی پیشینگوئی کرکے کہے کہ دو ہزار سال کے عرصہ میں تمام دُنیا کی اعلیٰ اور روشن دماغ قومیں اُس جوان بڑھئی کو خدا مان کر اُس کی پرستش کرینگی تو تم کیا کہو گے؟

کیا دُنیا کی تواریخ میں کوئی اِس سے بڑھکر ناقابلِ یقین بات ہے کہ ناصرۃ

کا بڑھئی جس پر اُس کے ہموطنوں نے حقارت سے طعنہ زنی کی آج کے دن کروڑہیں خدا مانا جاتا ہے اور اُس کی پرستش کی جاتی ہے اور دو ہزار سال کے عرصہ میں اُس کی زندگی کے مطالعہ اور چھان بین اور دریافتِ حال کے بعد اُس کی عبادت اور تعلیم زیادہ زیادہ ہو رہی ہے اور اُن چند الفاظ میں جو اُس کے منہ سے نکلے اور اُس کی زندگی کے چند ماہ کے حالات میں ایک ایسی سرفراز کرنے والی طاقت ہے جیسی دُنیا نے کبھی نہیں دیکھی ؟

ذرا غور کرو کہ وہ محض ایک انسان ہے اُس کا کوئی مُونس و ہمدم نہیں وہ تینتیس سال کی عمر کا ایک بڑھئی ہے اُس نے اِس عرصہ میں تین سال علانیہ خدمت کی (اگر اُس کو علانیہ کہہ سکتے ہیں) یعنی وہ فلسطین کے چند گمنام قصبوں میں دورہ کرتا پھرا۔ اپنے طبقے کے فقط چند رفیق اُس کی عالمگیر بادشاہت کا مرکزی مادہ تھے اُس کے پاس مذہب کو مرتب کرنے یا اُسے مکمل کرنے کے لئے وقت نہ تھا اُس نے قوانین یا الٰہیات کا کوئی مجموعہ پیچھے نہ چھوڑا اُس کے جو کلمات ہمارے پاس موجود ہیں وہ بے ساختہ یا بظاہر اتفاق کا نتیجہ ہیں جو راستوں کے کنارے پر یا کوئیں پر یا دوستوں کے ساتھ گفتگو کے دَوران میں کہے گئے۔ اُس نے ایک لفظ یا ایک سطر تحریر نہ کی وہ فقط چند صداقتیں زبانی تقریروں میں باقی چھوڑ گیا۔

پھر وہ وفات پا گیا۔ لوگوں نے اُسے قتل کر دیا کیا وہ محض انسان تھا؟ یہ سوال نہایت غور کے لائق ہے +

چھٹی فصل

ایک فضول خرچ آدمی اور ایک محصول لینے والا

ہم نے ناصرۃ کے قصّے کو پہلے دورے میں جو کفرنحوم سے شروع ہوا رکھا ہے اِس لئے کہ ہمیں معلوم نہیں اُس کو اور کہاں رکھا جائے فی الحقیقت ہمیں اُس سفر کا بہت تھوڑا حال معلوم ہے۔ غالباً پطرس اور اُس کے ساتھی اِس دورے میں اُس کے ہمراہ گئے ہونگے مگر اِس کے بعد اُن کا کچھ پتہ نہیں چلتا۔ مقدس مرقس ہمیں کفرنحوم میں رہنے دیتا ہے وہ جھیل کے کنارے پر سے یسوع کا روانہ ہونا بیان کر کے ہم کو گویا ٹھہرائے رکھتا ہے کہ اُس کے واپس آنے کے منتظر رہیں اور پھر اُس قصّے کا سلسلہ از سرِ نو شروع کرتا ہے

"جب وہ کفرنحوم میں داخل ہوا تو سُنا گیا کہ وہ گھر میں ہے"۔ اب کفرنحوم اُس کا گھر سمجھا جاتا ہے پھر مقدس مرقس اپنے تیز رَو طرز پر لفظی تصویریں کھینچنی شروع کرتا ہے۔ وہ پطرس کی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے "گھر میں اتنی بھیڑ جمع ہو گئی کہ دروازے کے پاس بھی جگہ نہ رہی۔ اور وہ اُنہیں کلام سُنا رہا تھا" اِس بیان سے اشارہ ملتا ہے کہ یہ گھر پطرس کا تھا گو لوگوں کی بھیڑ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوئی اُس سے بڑا مکان ہوگا۔ اِس تصویر میں نظر آتا ہے کہ یہ یہودی طرز کا مکان ہے جس کا اندرونی صحن اوپر سے کھلا ہے جس کے ساتھ ایک اونچی نشستگاہ ہے اُس پر ہلکی سی چھت ہے اور اُس میں سے پیچھے رہائش کے کمروں میں رستہ کھلتا ہے۔ اِس چبوترے پر سے یسوع کلام کر رہا ہے

اور اُس کے گرد غالباً اُس کے دوست اور خاندان کے شرکا اور چند ممتاز اشخاص بیٹھے ہیں۔ مقدس لوقا ان معزز اشخاص کی طرف مختصر سا اشارہ کرتا ہے جو قابلِ لحاظ ہے۔ "اور فریسی اور شرع کے معلم وہاں بیٹھے ہوئے تھے جو گلیل کے ہر گاؤں اور یہودیہ اور یروشلیم سے آئے تھے" ہم جانتے ہیں کہ یروشلیم کے سردار اُن کے ساتھ دوستانہ تعلق نہیں رکھتے تھے اور گذشتہ فسح کے وقت یروشلیم میں اُس کی موجودگی اور ہیکل کے پاک صاف کرنے کا اُن پر اچھا اثر نہیں پڑا تھا اس لئے یروشلیم اور یہودیہ والوں کے آنے سے کچھ شبہ پڑ جاتا ہے۔

اب ذرا تصور میں دیکھو کہ لوگ اُس کا کلام سُن رہے ہیں۔ مجمع کھچا کھچ بھرا ہوا ہے اور دور دراز سے آ ہر دلچسپی رکھنے والوں سے ملا ہوا اور ارمان لانے کے لئے تیار۔ لوگوں کی بھیڑ اُس کی باتیں سُننے اور اُس کو دیکھنے کے لئے بے حد اشتیاق ظاہر کر رہی ہے اور وہ دینی عہدہ دار مسیح کے پاس معزز جگہ پر بیٹھے ہیں۔ قدرتی طور پر عوام اُمید رکھتے ہیں کہ وہ لوگ اُن کی رہنمائی کریں گے ایک مشہور مصنف اشارہ دیتا ہے کہ یہ موقع کوہ کرمل کے اُس مجمع کی طرح تھا جہاں بنی اسرائیل ایلیاہ اور بعل کے نبیوں کا مقابلہ دیکھنے کے لئے فراہم ہوئے تھے۔ میری رائے میں یہ مشابہت زیادہ سختی سے قائم کی گئی ہے کیونکہ یہ یروشلیم کے خادمانِ دین اب تک صریحاً مخالف نہ تھے۔ وہ فقط بدظن ہو کر دیکھ بھال اور نکتہ چینی کرنے کے لئے آئے تھے۔

دفعتاً ایک حیرت انگیز روک پیدا ہو گئی۔ ہر ایک شخص کی نگاہ اوپر کو اُٹھ گئی کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ معاملہ یوں تھا:-

جب شور مچ گیا کہ یسوع گھر میں ہے تو ایک مایوس مفلوج کے کانوں

تک بھی جو جا ر پائی پر پڑا تھا یہ خبر پہنچ گئی۔ انجیل میں اُس کے مندرجہ حال سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ اُس نے یہ مصیبت خود اپنے ہاتھوں خرید لی تھی۔ اُس نے اپنا جسم اور باشی میں برباد کر دیا تھا اور اپنا مال عیاشی میں اُڑا دیا تھا۔ وہ اپنے کئے کا پھل پا رہا تھا۔ شاید وہ اُس سفید سڑک پر سے اپنے پاکیزہ گاؤں سے فینیکی کے بدکار شہروں میں جو "دور کا ملک" کہلاتا تھا چلا گیا تھا۔ شاید یہی آدمی خداوند کے خیال میں ہوگا جب اُس نے مُسرف بیٹے کے دُور کے ملک میں جانے کا حال سُنایا تھا۔ اب وہ بے بس شخص بستر پر پڑا تھا۔ ہم نے ایسے بہت سے تباہ حال آدمی دیکھے ہیں۔ اُس کا سب سے زیادہ تکلیف دہ خیال یہ ہوگا کہ یہ میرے ہی کاموں کا نتیجہ ہے۔ انجیل کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص فی الحقیقت تائب تھا مگر اب توبہ کرنے سے کیا فائدہ؟ خدا ایسے آدمی کو معاف نہیں کر سکتا تھا جس نے خود اپنی زندگی تباہ کر لی تھی اور غالباً اِس سے اَوروں کی زندگی بھی برباد کر دی۔

شاید بہت سے فضول خرچ لوگوں کی طرح اُس میں بھی ضرور کوئی دلکش بات تھی۔ مُسرف آدمی اکثر اوقات دلکش ہوتا ہے کم از کم اُس کے ایسے دوست تھے جو اُسے مایوسی کے گڑھے میں سے نکالنے کی کوشش کرتے تھے۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ وہ اُسے بتانے کو آئے کہ "یسوع گھر میں ہے۔ یسوع نے ایسے لاعلاج بیماروں کو اچھا کیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ یسوع اُن لوگوں پر سب سے زیادہ رحم کرتا ہے جو سب سے زیادہ مصیبت زدہ ہیں۔ آؤ ہم تمہیں اُس کے پاس لے چلیں۔ دیکھیں کیا ہوتا ہے"۔

پس وہ اُس کی بیچارگی اور سخت پشیمانی کی حالت میں اُسے یسوع کے پاس لے آتے ہیں لیکن اُن کو دروازے کے پاس تک پہنچنا بھی مشکل ہے

جنہ ہوگا کہ وہ اگلے روز آئیں مگر ممکن ہے کہ نبی کل چلا جائے اور وہ نیک آدمی اپنے دوست کو نا اُمید کرنا نہیں چاہتے تھے۔ اب جو اُنہوں نے اُس کے دل میں آس پیدا کر دی ہے وہ یسوع کے پاس جانا چاہتا ہے اُسے اندیشہ ہے کہ شاید اُسے ملنا نصیب نہ ہو تب اُن کو ایک نیا خیال سوجھا مچھوے اکثر اوقات مشکلات میں سے نکلنے کے لئے نئی بات نکال لیتے ہیں اُنہوں نے صلاح کی کہ "آؤ کنارے پر کی کشتیوں میں سے رسے نکال کر چھت پر چڑھ جائیں"۔

اِس طور پر یسوع کے وعظ میں روک پیدا ہو گئی چھت پر شور ہو رہا ہے کھپریل اکھاڑی جا رہی ہے چھت میں سے روشنی آنے لگ گئی ہے یسوع نظر اُٹھا کر دیکھتا کیا ہے کہ چار محنت کش ملاح ایک کھٹولے کے چاروں کونوں میں رسے باندھے ہوئے بڑی تمنا سے نیچے کو دیکھ رہے ہیں اور چھت میں سے وہ بیچارہ خوف زدہ مفلوج جھولتا ہوا خداوند کے پاؤں کے پاس اُتار دیا جاتا ہے یسوع خوش مزاجی سے اُن کی ہمدردی کے عمل پر مسکرایا ہوگا انجیل نویس کہتا ہے کہ "اُس نے اُن کا ایمان دیکھ کر کہا" یسوع اُن لوگوں کے دوست کے لئے اُن کی بے خود غرضانہ محبت کو دیکھنا پسند کرتا تھا مگر وہ اس سے بھی زیادہ خصوصاً یہ پسند کرتا تھا کہ لوگ اُس پر بھروسا کرتے ہیں اور کمربستہ ہیں کہ اپنے ارادے سے ہرگز نہ ٹلیں گے۔

پس اُس نے اپنے پاؤں کے پاس پڑے ہوئے آدمی کے زرد چہرے پر نظر کی اور اُس کی غمناک آنکھوں سے جو حسرت کے ساتھ اُس کی طرف دیکھ رہی تھیں وہ پہچان سکتا تھا کہ اُن کی پس پشت کیسا درد بھرا قلق

ہے یسوع جانتا تھا کہ اُسے سب سے زیادہ تکلیف کس بات کی ہے اور اُس کا دل اُس کے لئے بھر آیا۔ اُس نے مفلوج سے کہا "بیٹا۔ خاطر جمع رکھ" اُس کا مایوس لوگوں کے لئے ہمیشہ یہی پسندیدہ کلمہ تھا "بیٹا۔ خاطر جمع رکھ۔ تیرے گناہ معاف ہوئے"۔

یہی میرے اُس دعویٰ کا ثبوت ہے کہ وہ آدمی اپنے گناہوں کے سبب پشیمان تھا ورنہ یسوع اُس سے یہ بات کبھی نہ کہتا۔ وہ آدمی حیرت زدہ ہو گیا کہ "یہ کون ہے جو میرے اندرونی خیالات سے واقف ہے اور چھپے ہوئے درد کو پہچان لیتا ہے"۔ یسوع کی نگاہ میں کوئی ایسی بات تھی جس سے وہ شخص فوراً قائل ہو گیا اور اُس نے محسوس کر لیا کہ اُس کے گناہ معاف ہو گئے ہیں اور جونہی وہ الفاظ کہے گئے خدا کی معاف کرنے والی محبت اُسکے دل میں اُنڈیلی گئی۔

وہ مفلوج تو حیرت زدہ تھا ہی لیکن اُس کے دوست ایسے اور وجہ سے متعجب ہو گئے ہیں۔ ہر ایک شخص حیران تھا اگر ہم وہاں ہوتے تو ہم بھی حیران ہو جاتے۔ یہ بات اُن کی توقع کے خلاف واقع ہوئی۔ وہ آدمی اپنی جسمانی بیماری سے شفایاب ہونے کو آیا تھا اُن کو اُس کی روح کی شفا اُس سے کم ضروری معلوم ہوتی تھی بھلا اُس کو گناہوں کی معافی کے متعلق مذہبی باتیں سنا کر کیوں ٹال دیا؟

یہی وہ بات تھی جس میں یسوع اُن سے اختلاف رکھتا تھا اور اکثر اوقات ہم سے بھی اختلاف رکھتا ہے جب ہم اوروں سے بھلائی کرنی چاہتے ہیں تو ہم مذہب کو دوسرے درجہ پر رکھتے ہیں مثلاً ہم سوشل خدمت کو مشنری خدمت سے افضل سمجھتے ہیں ہم سب مزدوروں اور غریبوں اور

بوڑھوں اور بیماروں میں دلچسپی کی ترقی کے لئے شکرگزار ہیں ہم سمجھتے ہیں کہ مسیح چاہتا ہے کہ اُس کی کلیسیا بھی اُن لوگوں کی ویسی ہی فکر رکھے جیسی وہ رکھتا تھا۔ اور یہ درست خیال ہے یہ کلیسیا کا اعلیٰ فرض ہے مگر اُس کو اپنی ٹھیک جگہ پر رکھو ہر ایک بات اپنے درجہ پر رکھو یسوع کے لئے اوّل بات یہ تھی کہ باپ کی محبت اور گناہوں کی معافی کی تعلیم دے ضروری بات یہ تھی کہ وہ دنیا کو روحانی مرض سے شفا بخشے ہم کہتے ہیں کہ غریبوں کے محلے میں عمدہ مکان بنائے جائیں یسوع کہتا ہے مگر اس سے بڑی بات یہ ہے کہ مُردہ روحیں اُن مکانوں میں رہنے کے قابل بنائی جائیں ہم کہتے ہیں کہ بیچارے محنت کش لوگوں کے لئے خوشی اور آرام مہیا کرنا مبارک بات ہے یسوع کہتا ہے کہ خدا کو اُن کے نزدیک لانا زیادہ مبارک ہے یسوع اُن پر رحم سے بے حد زیادہ ترس کرتا ہے مگر وہ جانتا ہے کہ اُنہیں سب سے بڑھ کر کس چیز کی ضرورت ہے اسی میں ہمارا اندازہ یسوع کے اندازہ سے فرق رکھتا ہے یہی وجہ ہے کہ سب لوگ حیران ہو گئے تھے کیونکہ اُس نے پہلے اُس آدمی کی روح کی فکر کی۔

لیکن یروشلیم سے آئے ہوئے لوگوں میں حیرت سے کچھ بڑھ کر تھا اُن میں غصہ اور بدظنی تھی اور فقیہ اور فریسی سوچنے لگے کہ "یہ کون ہے جو کفر بکتا ہے؟ سوا خدا کے کون گناہوں کو معاف کر سکتا ہے؟"

مقدس آگستینس کا قول ہے کہ چونکہ وہ خدا تھا اُس نے اُن کے خیالات کی آواز سن لی تھی اُس نے اپنی الوہیت کے دعویٰ کے خلاف اُن کے اعتراض کا یوں جواب دیا کہ "تم اپنے دلوں میں کیا سوچتے ہو؟ آسان کیا ہے یہ کہنا کہ تیرے گناہ معاف ہوئے یا یہ کہنا کہ اُٹھ اور چل؟ تم اپنے دلوں میں سوچتے ہو

ہو کر نہیں کفر بک رہا ہوں۔ تمہارا خیال ہے کہ ہر ایک جھوٹا مدعی یہ دعویدار ایسے الفاظ استعمال کر سکتا ہے اِس لئے کہ اُس کی سچائی پرکھنے کا کوئی طریقہ نہیں ہے لیکن اِس لئے کہ تم جانو کہ ابنِ آدم کو زمین پر گناہوں کے معاف کرنے کا اختیار ہے (اُس نے مفلوج سے کہا) اُٹھ اور اپنا کھٹولا اُٹھا کر اپنے گھر جا۔ اور وہ اُسی دم اُن سب کے سامنے جس پر پڑا تھا اُسے اُٹھا کر اپنے گھر چلا گیا"۔

ہم آسانی سے سمجھ سکتے ہیں کہ اُس آدمی کا کیا خیال ہو گا ہمیں نہیں بتایا گیا کہ فقیہوں کا کیا خیال تھا شاید اِس وجہ سے کہ کوئی اچھی بات بتانے کے قابل نہیں ہوگی مگر سادہ لوگ جن کے دل تعصب کے سبب ایسے سخت نہ تھے اور جو الٰہی تاثرات کو بہتر طور پر قبول کر سکتے تھے سب کے سب بڑے حیران ہوئے اور خدا کی بڑائی کرکے بولے "ہم نے ایسا کبھی نہیں دیکھا"۔

ہائے اِن متعصب لوگوں نے عوام کا پیچھا کیوں نہ چھوڑ دیا؟ یسوع ہمیشہ عوام کے کشادہ دل کو کھینچ سکتا تھا ہر زمانے میں تنگ خیال متعصب آدمی ہی مذہب کے لئے لعنت کا باعث ہوتا ہے اِس لئے کہ اُس کے دل میں محبت نہیں ہے خواہ وہ مسیحی ہو یا یہودی۔ پروٹسٹنٹ ہو یا رومن کیتھولک رسم پرست ہو یا رسوم کا پابند نہ ہو محبت اُس مفلوج کو شفایاب ہوا دیکھ کر خوش ہوتی اور پھر ہمدردی سے اُس پُر شفقت طاقت کی بابت دریافت کرتی جس نے اُسے اچھا کر دیا یہ بے محبت دل تھا جس نے اُن لوگوں کو خدا سے دُور رکھا۔ "جو محبت نہیں رکھتا وہ خدا کو نہیں جانتا کیونکہ خدا محبت ہے"۔ متعصب آدمی وہ نہیں جو ہمارے خیالات کی مخالفت کرتا ہے

بلکہ وہ جس کا دل تنگ ہے اور جو بغیر محبت کے جھگڑتا ہے خواہ وہ کیسے ہی دینداری کے الفاظ استعمال کرتا ہے جیسے ہی آدمیوں نے آخر یسوع کو صلیب پر چڑھایا یسوع کی ساری تعلیم سے یہ اثر دل پر پیدا ہوتا ہے کہ بے محبت دل رکھنا ہی بدترین گناہ ہے۔

عوام اپنے ہادیوں سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتے تھے اِس طور پر گویا سانپ گلیل کے چھوٹے سے باغ میں گھس آیا اُسی دن سے سرگوشیاں اور رمز و کنایہ اور شکوک پیدا ہونے شروع ہو گئے اور پھر آخر کار کفرنحوم اُس کی طرف ترچھی نگاہ سے دیکھنے لگا اور آسمانی گروہ ہر وقت غور سے دیکھ رہا تھا کہ انسان اپنے خداوند سے کیسا سلوک کرتا ہے۔

اگلی تصویر جو تینوں انجیل نویسوں نے کھینچی ہے یروشلیم سے آئے ہوئے آدمیوں کو اور بھی زیادہ چوٹ لگنے کا باعث ہوئی۔

پطرس اور اندریاس اور یعقوب اور یوحنا سے لوگ واقف ہو گئے تھے کہ وہ یسوع کی قربت میں رہتے ہیں مگر اب وہ اُن کے ہم پہلو ایک آدمی کو بٹھانے لگا ہے جو ایسے فرقے سے تعلق رکھتا ہے جس کو ملک بھر میں نفرت اور حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے شاید باقی رسولوں نے بھی پہلے پہل اس کو پسند نہیں کیا ہوگا۔

تمہیں یاد ہوگا کہ "دریا کی سمت" وہ رومی شاہراہ تھی جو دمشق سے جھیل کے شمال مشرقی ساحل کے کنارے کنارے جاتی تھی اور کفرنحوم کے گھاٹ کے اُس طرف وہ سفید عمارت ہے جس پر عقابی پھریرا لہرا رہا ہے جو رومی چونگی خانہ کا نشان ہے یہیں پر حلفئی کا بیٹا لیوی محصول کی چوکی پر بیٹھا تھا کفرنحوم کے رہنے والے نہ تو اُسے اور نہ اُس کے پیشہ

کو پسند کرتے تھے۔ ظالم رومی حکومت ماتحت اقوام سے خراج لیا کرتی تھی اور ایک ایسی ہی قوم میں سے یہ شخص اپنے ہم قوم لوگوں سے خراج وصول کرکے روپیہ کماتا تھا۔ اس سے بھی بدتر بات یہ تھی کہ محصول لینے والا عموماً علاقہ کے محصول جمع کرنے کا ٹھیکہ کسی کو دے دیتا تھا اور سرکار کو ایک مقررہ رقم ادا کرکے حق سے زیادہ رقوم وصول کرنے سے منافع کما لیتا تھا۔ یوحنا بپتسمہ دینے والا اس بات سے بخوبی واقف تھا چنانچہ جب محصول لینے والوں نے بپتسمہ پانے کے لئے آکر اس سے پوچھا کہ "ہم کیا کریں؟" تو اس نے جواب دیا کہ "جو تمہارے لئے مقرر ہے اس سے زیادہ نہ لینا" یہ قرین قیاس ہے کہ متی اس معمولی طریقہ سے ضرور روپیہ پیدا کرتا ہوگا مگر جب وہ یسوع کے زیر اثر آیا تو اس نے وہی ارادہ کر لیا جو اس دوسرے محصول لینے والے نے کیا تھا۔ زکائی نے کہا کہ "اگر کسی کا کچھ ناحق لے لیا ہے تو اس کا چوگنا ادا کرتا ہوں"۔

لکھا ہے کہ ایک روز یسوع "جھیل کے کنارے گیا اور ساری بھیڑ اس کے پاس آئی اور وہ انہیں تعلیم دینے لگا۔" اس بھیڑ میں شہر کے لوگوں اور پردیسیوں کا ہجوم تھا اور نیز ماہی گیر کشتیوں اور گھاٹ پر مسافر تھے اور آنے جانے والے قافلے کے لوگ تھے جو سفید سڑک پر کے چونگی گھر کے پاس ٹھہرے ہوئے تھے اور لوٹتے ہوئے "اس نے حلفئی کے بیٹے لاوی کو محصول کی چوکی پر بیٹھے دیکھا اور اس سے کہا میرے پیچھے ہو لے پس وہ اٹھ کر اس کے پیچھے ہو لیا"۔

سرسری نظر والے کے لئے یہ واقعہ حیرت کا باعث ہے۔ بظاہر غالباً معلوم ہوتا ہے کہ یسوع دفعتاً اس فرقے کے ایک آدمی کو بلاتا ہے اور وہ

طور اپنا کام چھوڑ کر ایک اجنبی کے پیچھے ہو لیتا ہے۔ قدیم مصنّف بیان کرتے ہیں کہ ملحد اِس واقعہ پر تمسخر کیا کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ یا تو انجیل نویسوں نے یہ قصّہ گھڑ لیا ہے اور یا پطرس ایک سادہ لوح آدمی تھا۔ لیکن ہمارا خیال ہے کہ اِس بُلاہٹ سے پیشتر بہت کچھ واقع ہو چکا تھا۔ اگر مقدّس یوحنا ہم کو اصلی حقیقت سے آگاہ نہ کرتا تو ہمیں باقی رسولوں کے متعلق بھی یہی مشکل پیش آتی کیونکہ ہمیں یہی بتایا گیا ہے کہ یسوع نے دو بھائیوں کو کشتی پر دیکھا اور اُنہیں بُلایا اور وہ اُس کے پیچھے ہو لئے۔ اگر مقدّس یوحنا بہت برسوں کے بعد اُن دلچسپ حالات کو درج نہ کرتا جن میں اُن جوان بھائیوں نے اپنی علانیہ بُلاہٹ سے بہت عرصہ پیشتر یسوع سے واقفیت اور محبت شروع کی تھی تو ہمیں کبھی اُس کا علم نہ ہوتا بعینہٖ اِسی طرح اگر ہم پورے حالات سے واقف ہوتے تو اغلباً بائبل کے متعلق اور بہت سی مشکلات حل ہو جائیں۔

نہیں۔ یسوع نے ایسی غیر معمولی باتیں نہ کیں۔ وہ آسانی سے لوگوں کو رسولوں کی رفاقت میں شامل نہیں کرتا تھا۔ وہ ٹھہرا رہتا اور آزماکر پرکھنے غور اور تامّل کے بعد کسی کو قبول یا رد کرتا تھا۔ ایک فقیہہ اُس کے ساتھ رہنا چاہتا تھا۔ "اے اُستاد۔ جہاں کہیں تُو جائیگا میں تیرے پیچھے چلونگا۔" عام طور پہ یہ خیال کیا جائیگا کہ فقیہہ تو مُرید قابلِ قدر پیرو ہوگا مگر یسوع نے اُس کا امتحان کیا۔ "لومڑیوں کے بھٹ ہوتے ہیں اور ہوا کے پرندوں کے لئے گھونسلے۔ مگر ابنِ آدم کے لئے سر دھرنے کی بھی جگہ نہیں۔" یہ سُن کر وہ فقیہہ پیچھے ہٹ گیا۔ پھر ایک متموّل جوان تھا جو غمگین ہو کر چلا گیا۔ یسوع کو اُس کی ضرورت تھی۔ یسوع نے اُس پر نظر کی اور اُسے اُس پر پیار آیا۔ چاہئے

تھا کہ وہ رسول یا کم از کم شاگرد بن جاتا مگر یسوع نے اُس کا غایت درجہ کا امتحان کر کے اُسے مالی ہو کے کھو دیا "جا۔ جو کچھ تیرا ہے بیچ اور آ کر میرے پیچھے ہو لے۔ اِس پر وہ جوان غمگین ہو کر چلا گیا کیونکہ بڑا مالدار تھا۔" خداوند نے یقیناً اپنے رسولوں کو بغیر کافی وجہ کے نہیں چُن لیا۔ اُس نے متی کو نہ بُلایا جب تک وہ بُلاہٹ کے لئے تیار نہ تھا۔ عشتر سے اُن کا ربط و ضبط ہو گا۔

کچھ کہا نہیں جا سکتا کہ متی نے یسوع کے ساتھ واسطہ کیونکر پیدا کیا ہو گا۔ اس کی بابت لکھا ہے کہ وہ حلفئی کا بیٹا لیوی تھا۔ ایک اور رسول بھی حلفئی کے بیٹے ہیں ممکن ہے کہ یہ بھی وہی حلفئی ہو۔ اگر یہ قیاس درست ہے تو متی اُن کا بھائی ہو گا۔ قرین قیاس ہے کہ متی یسوع کا رشتہ دار تھا اس لئے ممکن ہے کہ وہ یسوع کو اپنے لڑکپن سے جانتا ہو گا اور بعد ازاں اُس نے محصول لینے والا بن کر اپنے خاندان کا منہ کالا کر لیا ہو گا اور یسوع کو پھر نہ دیکھا ہو گا۔ یسوع نے کفرنحوم کی محصول کی چوکی پر اُس سے اپنی پُرانی واقفیت تازہ کی ہو گی۔ متی اُسے ضرور پسند کرتا ہو گا کیونکہ اُس کے رشتہ داروں میں سے غالباً وہی اُس کے ساتھ بول چال رکھتا ہو گا۔ جب یسوع اُس کے پاس اندر آتا ہو گا تو متی اپنے پیشہ کے سبب ہمیشہ شرم کھاتا ہو گا۔ شاید کسی روز جب یسوع چوکی میں موجود تھا تو ایک غریب مچھلی پکڑنے والا آیا جس کے ذمہ محصول کا بقایا واجب الادا تھا۔ اور اُس نے متی کی منت کی کہ اُس کو مہلت دی جائے تاکہ اُس کو اپنی کشتی اور جال اور اُس کے بال بچوں کے رہنے کی جھونپڑی بیچنی نہ پڑے۔ اُس روز متی چاہتا ہو گا کہ کاش یسوع اُس کے دفتر میں نہ آیا ہوتا۔ اُس نے اُس ماہی گیر کی بات نہ مانی۔ یہ لین دین کا معاملہ ہے اگر وہ لوگوں کے ساتھ حد سے زیادہ نرمی کرے تو اُس کا کام کیسے چلیگا؟ شاید یسوع نے

جاتے جاتے اُس کی طرف نظر کی ہوگی جیسی اُس نے اُس رات پطرس کی طرف کی تھی جب اُس نے اُس کا انکار کیا تھا۔ یہ نگاہ کافی تھی۔

جب وہ مچھلی پکڑنے والا چلا گیا تو میرے خیال میں متی کے دل میں اضطراب پیدا ہُوا ہوگا اور اُس رات اُس کی بیوی اور بچوں کے خیال سے اُس کی نیند جاتی رہی ہوگی۔ شاید اُس نے اُسے دوسرے روز اُس کشتی اور جالوں کو کام میں لانے سے نہیں روکا ہوگا۔ وہ یسوع سے ملنے سے شرم کھاتا ہوگا اور رفتہ رفتہ اپنے سخت گیر پیشہ سے نفرت کرنے لگا ہوگا اور اُس کی خواہش ہوگی کہ یسوع ناصری کی خوشنودی حاصل کرے۔

یہ میرا قیاس ہی ہے۔ مگر یہ قیاس بے بُنیاد نہیں۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ اُس محصول لینے والے کے دل میں کوئی ایسی بات واقع ہو رہی ہوگی جس سے وہ رسول بننے کے لائق بن گیا اور خداوند کو یہ معلوم تھا جیسا کہ وہ ہمارے دلوں کی شرم یا توبہ یا نیک خواہشوں کے ہر ایک خیال سے واقف ہے اور آخر ایک روز محصول کی چوکی پر آکر اُس نے اس خراج گیر سے کہا "میرے پیچھے ہو لے"۔ اور متی نے حیرت اور خوشی سے اِس بُلاہٹ کو سُنا۔ "وہ سب کچھ چھوڑ کر اُٹھا اور اُس کے پیچھے ہو لیا"۔ مگر وہ پُرانا کلنک کا ٹیکا اُس کے ماتھے پر رہ گیا اور اُس کے سبب سے متی ہمیشہ اپنے پر کم اعتماد رکھنے لگا۔ زیادہ تر اِسی کی وجہ سے لوگ حقارت سے یسوع کو "محصول لینے والوں کا یار" کہتے تھے اور بیچارہ متی اپنی انجیل میں رسولوں کی فہرست لکھتے وقت فروتنی سے اپنے کو "متی محصول لینے والا" کہتا ہے۔ ہم بلا خوف تردید قیاس کر سکتے ہیں کہ باقی چھ رسول بھی اپنی بُلاہٹ سے پیشتر خداوند کے ساتھ اپنی واقفیت کے ویسے ہی حالات بیان کر سکتے ہونگے۔ کاش وہ اُنہیں بتا

دیتے۔ خصوصاً یہوداہ اسکریوطی سے جو گلیل کے باہر فقط ایک ہی رسول تھا اپنا بیان سُننا کیسا دلچسپ ہوتا۔ یسوع نے اُسے کیونکر چُنا ہوگا؟ اُس میں کوئی نہ کوئی ہونہار بات ضرور ہوگی۔ اُس کے پیشتر کے حالات میں کوئی عجیب مؤثر تجربے ہوں گے جن کے باعث یسوع نے اُس کو بارہ رسولوں میں شامل کر لیا۔

ساتویں فصل

دو ضیافتیں

اُس کے بعد دو ضیافتوں کا بیان ہے جن میں یسوع مہمان تھا۔ متی نے اپنی بُلاہٹ کے بعد ایک دلیرانہ کام کیا اُس نے اپنے دفتر کے عملے اور علاقے کے محصول لینے والوں کو ایک الوداعی ضیافت دی تاکہ اپنی زندگی کے ایک بھاری واقعہ پر خوشی منائے۔ وہ اپنے رفیقوں کو بتانا چاہتا تھا کہ یسوع اُس کے لئے کیا معنے رکھتا ہے اور کیسی کیسی امیدیں اور ولولے اُسکے دل میں جوش مار رہے ہیں۔ اُس کے مذہب نے اُس کو اپنے دوستوں کے تمسخر کے مقابلے میں دلیر بنا دیا۔ اپنے مذہب کے باعث وہ اپنے کو ایسا نیک اور اعلےٰ نہیں سمجھتا تھا کہ وہ اپنے پُرانے دوستوں سے راہ و ربط چھوڑ بیٹھتا جن میں سے اکثر باوجود اپنے عیوب کے گذرے اوقات میں اُس کے ہمدرد دوست رہے تھے۔

مگر اُس کی جرأت پر غور کرو کہ اُس نے یسوع کو بھی کھانے کی دعوت دی۔ وہ اِس قسم کا عمل کرنے سے پیشتر ضرور اچھی طرح سے خداوند کے خیالات سے واقف ہوگا۔ پھر عوام میں سے اُن خارج شدہ آدمیوں کی حیرت پر غور کرو کہ وہ بھی مدعو کئے گئے ہیں۔ وہ محصول کی چوکی پر یوں بات چیت کرتے ہونگے کہ "پاک نبیوں کے ساتھ کسی حیثیت سے ہمارا سروکار نہیں۔ مگر یسوع ناصری کے ساتھ دوستانہ طور سے کھانے پر بیٹھنا عجیب

سی بات ہے۔ ذرا فقیہوں اور فریسیوں کو جو گلی میں اپنا لباس ہمارے ساتھ چھو جانا بھی گوارا نہیں کرتے اِس کی بابت سُن لینے دو۔ کچھ تعجب نہیں کہ لوگ ۔ اِس پُرشفقت نبی کو پسند کرتے ہیں یہ حیرت کی بات نہیں کہ متی لیوی اُس کی پیروی کا شوق رکھتا ہے اگر کوئی ایسا مذہب کی تعلیم دینے والا اُستاد ہمیں بھی مل جاتا تو ہماری بھی کایا پلٹ ہو جاتی"۔

یسوع جانتا تھا کہ محصول لینے والوں اور گنہگاروں کے ساتھ دوستانہ طور پر کھاتا کیونکر کھاتے ہیں لوگ اُس کے ساتھ بے تکلف ہو جاتے تھے مگر اُس میں کوئی ایسی بات تھی جس کے باعث اُس کے ساتھ نامناسب بے تکلفی ناممکن تھی اور اُس کی حضوری کے ناشایاں گفتگو کرنی ممکن نہ تھی۔ یہ وجہ یہ اُس میں طبعی تھا۔ مگر یقیناً کوئی دوری یا بڑے پن کا خیال اُس میں نہ تھا جس سے کسی کو چوٹ لگے۔ یسوع ہر شخص کے ساتھ عزت سے پیش آتا تھا وہ اپنے میزبان کے پاس بیٹھ کر اُس کے کاسہ میں نوالہ تر کرتا ہے وہ میز پر خوش مزاجی سے بات چیت میں شامل ہو جاتا ہے اور کسی نہ کسی طرح بے معلوم طور پر سب مہمان موقعہ کے مطابق سلیقہ اختیار کر لیتے ہیں وہ اُن کے ساتھ ہمخیال ہو کر اُن سے اعلےٰ ترین اوصاف کا اظہار کراتا ہے مجھے یقین ہے کہ جتنے لوگ اُس روز متی کی میز پر تھے وہ سب بہترین کر گھر کو گئے ہونگے۔

لیکن فقیہوں اور فریسیوں اور کفرنحوم کے معزز مذہبی لوگوں کو کیسا صدمہ پہنچا ہوگا ممکن نہ تھا کہ وہ اس معاملہ کا ذکر نہ سُنتے اِس لئے کہ یسوع نامی آدمی تھا۔ یہ ضیافت کا مجمع حد سے زیادہ غصہ دلانے والا تھا کیا کوئی ہندوستان کا پوتر برہمن کسی ادنیٰ ذات کے آدمی کے ساتھ کھانا کھا سکتا ہے؟

وہ لوگ اپنی خودداری قائم رکھتے ہوئے یا محصول لینے والے کی ضیافت کے تخلیہ میں خلل انداز ہونے کے بغیر شریک نہیں ہو سکتے تھے۔ یہودیوں کی معاشرتی زندگی میں بہت سی آزادی تھی مگر اس حد تک آزادی نہ تھی۔ غالباً اسی وجہ سے دوسرے روز جھیل کے کنارے پر کے ایک مجمع میں انہوں نے شاگردوں پر اعتراض کیا اور کہا "تمہارا اُستاد محصول لینے والوں اور گنہگاروں کے ساتھ کیوں کھاتا ہے؟" یہ نہایت معقول سوال تھا "وہ ایسے لوگوں کے ساتھ میل جول رکھنا کیوں پسند کرتا ہے؟" مگر یہ سوال اُن کے خیال میں کبھی نہ آیا کہ ایسے لوگ اُس سے میل جول رکھنا کیوں پسند کرتے ہیں؟ اُس طبقہ کے لوگ دینداروں کے ساتھ رابطہ رکھنے کی پروا نہیں کرتے تھے۔ یسوع کے حالات کے مطالعہ سے یہ گمان دل پر نقش ہو جاتا ہے کہ محصول لینے والے اور کسبیاں اور ہر قسم کے خارج شدہ لوگ اُس کے ساتھ رہنا فی الحقیقت پسند کرتے تھے۔ اِس کی کیا وجہ ہے؟

یقیناً اِس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں اُن کو ہمدردی اور امید اور دردمندی نظر آتی تھی جس کے وہ عادی نہ تھے جس سے باوجود اپنی گری ہوئی حالت کے وہ مغلوب ہو کر کھینچے آتے تھے اور کہ باوجود اُس کی بے داغ پاکیزگی کے جس کے سامنے وہ شرمندہ اور خاکسار بن جاتے تھے وہ دیکھ سکتے تھے کہ وہ اُن کے بارے میں نیک گمان رکھتا ہے اُن کی خستہ حالت کو سدھار سکتا ہے اور اُن کی نیک صفات کو بہت کچھ بدی کے نیچے دبا ہوا دیکھتا ہے وہ ان کو محسوس کرانا چاہتا تھا کہ اُن کے لئے امید ہے اور کہ گو وہ گناہ آلودہ اور ملعون ہیں وہ خدا کی نگاہ میں بے حد گرانقدر ہیں۔

اُس کی کوشش کا یہی راز تھا۔ اِسی سبب سے "محصول لینے والے اور

گنہگار اُس کے پاس آتے تھے" اور "عام لوگ خوشی سے اُس کی سُنتے تھے"
وہ اُن میں اچھی صفات دیکھتا۔ اُن کے ساتھ دوستی پیدا کرتا۔ اُن پر اعتبار کرتا
اور اپنے دل کی باتیں انہیں بتاتا تھا۔ دُنیا کی ساری تعلیم اور تنبیہ اور نصیحت
اِن کے مقابلہ میں ہیچ ہے۔ ترش مزاج اور سنگ دل معمول لینے والا جس کو
عوام حقیر سمجھتے تھے اور وہ اس کے عوض میں عوام کو نظرِ حقارت سے دیکھتا
تھا محسوس کرتا تھا کہ یہ بے حد پاک شخص اُس کو بالکل حقیر نہیں سمجھتا وہ عورت
جس سے نیک لوگ دُور رہتے تھے جیسے کوڑھی سے رہا کرتے ہیں حیرت
سے دیکھتی تھی کہ وہ اُس سے پرہیز نہیں کرتا بلکہ اُس سے تسلی اور مہربانی
اور اُمید کی باتیں کہتا ہے۔

یہی سبب ہے کہ عوام اُس کے ساتھ رہنا پسند کرتے تھے۔ اپنے دل
پر اس خیال کو نقش کر لو کہ یہ خدا ہے یہی خدا کا دل اُس کے خیالات اور اُس
کی پُر اُمید صفات ہیں۔ اِس لئے جب کوئی ہم سے پوچھتا ہے کہ تمہارا خدا
کیسا ہے تو ہم فقط یسوع کی طرف اشارہ کر سکتے ہیں۔

کچھ عرصہ کے بعد ایک اور ضیافت ہوئی۔

بہتر قسم کے فریسیوں کی طرف خداوند کے دوستانہ رویہ کے عین مطابق
ہے کہ مقدس لوقا تین موقعوں کا بیان کرتا ہے جن پر وہ کسی فریسی کے گھر
کھانا کھانے گیا۔ پہلی ضیافت کا حال اُس کی انجیل کے ساتویں باب میں ہے
جو کفرنحوم اور اُس کے گرد نواح کے واقعات میں شامل ہے اور معلوم
ہوتا ہے کہ اُن ابتدائی ایام سے تعلق رکھتا ہے جب ہنوز فریسیوں کی دشمنی
اُس کے خلاف اپنی پختگی تک نہیں پہنچی تھی۔

ایک روز دن بھر کی مصروفیت کے بعد یسوع کو شام کے وقت

ایک فریسی بنام شمعون کے ہاں کھانا کھانے کو جاتا تھا۔ وہ پطرس کے گھر سے تنگ گلیوں میں سے ہوتا ہوا اور نئے عبادت خانے کے پاس سے گذرتا ہوا بالائی محلے میں پہنچا جو درختوں اور باغوں کے بیچ واقع تھا اور جس میں متمول لوگ رہا کرتے تھے۔ اس ضیافت کا قصہ دُنیا میں ہر کہیں مشہور ہے نہ شمعون کے عالیشان مکان اور خوشنما نواحی کے باعث بلکہ اُس بیچاری غمزدہ عورت کے سبب سے جو "بدکار تھی" اور جس نے ضیافت کے موقع پر بیجا مداخلت کی۔ اِس واقعہ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ پیشتر ازیں یسوع سے ملی تھی اور کسی بیماری سبب سے اُس کی شکرگذار تھی میں اپنے تصور میں ایک خستہ حال عورت کو دیکھ رہا ہوں جسے کسی نے ورغلا کر بدی میں پھنسا دیا تھا اور جو اب متروکہ تھی۔ وہ اپنی مصیبت میں اپنے سادہ پرانے پہاڑی گھر کو اور اپنے ماں باپ کو جنہیں اب وہ مُنہ نہیں دکھا سکتی اور خدا کو جس سے اب وہ دُعا نہیں مانگ سکتی یاد کیا کرتی ہوگی۔

عوام بجا طور پر اُس کی بدی کو دیندارانہ نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے مگر وہ اپنی قوتِ امتیاز کو کام میں نہیں لاتے تھے۔ بہت عورتیں اس لئے گر جاتی ہیں کہ وہ بدکاری کی دلدادہ ہیں مگر بہت سی ایسی بھی ہیں جن کے گر جانے اور اُن کے عاشق کی بیوفائی کا قصہ دردناک ہے اور ہم بغیر دریافت کئے اُس عورت کو مردود ٹھہرا کر باہر کی تاریکی کے لائق قرار دیتے ہیں اور اس معاملہ میں اُس کی ہمجنس عورتیں سب سے زیادہ قابلِ الزام ہیں لیکن یسوع اُس کی بات غور سے سُنتا ہے ہمیں اس عورت کا مفصل حال معلوم نہیں مگر ہم یہ جانتے ہیں کہ کوئی اس پر ترس نہیں

کھاتا تھا آیندہ کے لئے اُس کو کوئی اُمید نہیں تھی۔ نہ اِس جہان میں نہ اُس جہان میں۔ ایک روز اُس کی ملاقات یسوع سے ہوگئی ممکن ہے کہ اُس نے یسوع کی دلکش تقریر سُنی ہو جس میں اُس نے خدا کو ایسا چوپان بنایا جو اپنی کھوئی ہوئی بھیڑ کو ویران پہاڑوں پر تلاش کرتا پھرا۔ یا اُس باپ کی طرح جو اپنے کھوئے ہوئے مُسرف بیٹے کے لئے آہیں بھرتا ہے ممکن ہے کہ اُس نے کسی روز یسوع کو اپنا پُر درد قصّہ سُنایا اور اپنی تائب رُوح کو اُس کے سامنے اُنڈیل دیا ہو اور اُس کے منہ سے وہ کلمات سنے ہوں جو مقدس یوحنا نے ایک دوسری بدکار عورت کے متعلق لکھے ہیں کہ "مَیں بھی تجھ پر حکم نہیں لگاتا۔ جا۔ پھر گناہ نہ کرنا"۔ بہر صورت وہ پیشتر ہی یسوع سے واقف ہوگی جس سے اس کے دل میں نئی امید پیدا ہوگئی اور اُس کی زندگی ہمیشہ کے لئے بدل گئی ہوگی۔ اس کے بعد وہ شکر گذاری سے بھرے ہوئے دل کے ساتھ شمعون کی ضیافت میں چپکے سے گھس گئی ہوگی۔

اِس بیان میں مشکلات تو ہیں مگر میرے خیال میں اُس کا غلط مطلب نکالا جاتا ہے وہ عورت توبہ کے اظہار کے لئے نہیں آئی تھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس کا رویّہ کسی خاص بات کے لئے دلسوز شکر گذاری کا ہے یقیناً یسوع پیشتر اُسے ملا ہوگا اور اُس کو خدا کی ابویت اور معافی کی تعلیم دی ہوگی شاید وہ اِس وقت کفر تخوم سے نئی زندگی شروع کرلے یا شاید اپنی ماں کے پاس جا رہی ہوگی اور رخصت ہونے سے پیشتر اُس کے لئے اپنی محبت کے اظہار کا اَور کوئی موقع نہ تھا۔ ورنہ بن بُلائے ضیافت کی تقریب پر اندر چلے جانے کے لئے اَور کوئی عذر نہ تھا۔

معلوم ہوتا ہے کہ میزبان کا سلوک مسیح سے دوستانہ اور بظاہر متواضعانہ

تھا اُس حیثیت کے فریسی اور اُس جوان واعظ میں جسے ناصرۃ کا بڑھئی
کہتے تھے فرق تھا اور نوکر اپنے آقا اور بی بی کی نظر مہمانوں کی طرف بہت
جلدی پہچان لیتے ہیں جو خاطر تواضع متمول مہمانوں کی کی جاتی ہے وہی یسوع
کی نہیں ہو سکتی تھی اُس کے لئے یہی عزت کافی تھی کہ وہ ایک شریف
آدمی کے ہاں مہمان تھا شمعون نے خیال کیا کہ یسوع نے یہ بات نہیں
سمجھی ہوگی مگر اُس نے سمجھ لی تھی۔

کہتے ہیں کہ انگریز کا گھر اُس کا قلعہ ہے مگر مشرقی آدمی کا گھر ایسا نہیں
اُس میں اجنبی لوگ زیادہ آزادی سے اندر آکر کسی مہمان سے مل سکتے ہیں
مگر اُس قسم کے اجنبی نہیں آسکتے۔ مہمان میز کے گرد کوچوں پر تکیہ لگائے
بیٹھے تھے اور اُن کے پاؤں پیچھے کی طرف گدیوں پر رکھے ہوئے تھے۔
دفعتاً دلسوز سسکنے کی آواز سنائی دی۔ ایک بے نقاب عورت جس کے
بال بکھرے تھے (یہ فاحشہ عورت کا نشان تھا) خداوند کے پیچھے زمین
پر گھٹنے ٹیکے ہوئے تھی اُس کے ہاتھ میں سنگ مرمر کی ایک عطر دانی تھی۔
اُس کے آنسو یسوع کے پاؤں پر ٹپک رہے تھے اور اُس نے "اپنے
سر کے بالوں سے پونچھے اور اُس کے پاؤں بہت چومے اور اُن پر عطر
ڈالا" اُس کا جذبۂ دل صد درجے کا تھا۔

شمعون فریسی نہایت ناخوش ہوا۔ اُس کی عزت خاک میں مل گئی۔
اس چھنال کا اِس گھر میں کیا کام ہے؟ اُس عورت کا چھو جانا ناپاک کر
دیتا تھا۔ چونکہ یسوع نے اُس کو بُرا نہ مانا شمعون بھی آداب محفل کے لحاظ
سے خاموش رہا مگر اُسے اپنے خیالات کی آزادی تھی اور اُس کے دل
میں سخت قسم کی باتیں جوش مار رہی تھیں۔ "وہ اگر یہ شخص نبی ہوتا تو جانتا کہ جو

اُسے چھوتی ہے وہ کیسی عورت ہے"۔ اُس کے خیالات اُس کے چہرے سے نمایاں تھے۔

کم از کم یسوع اُن کو دیکھ سکتا تھا۔ مقدس اگستینس کا قول ہے کہ "اپنے خیالات کی خبرداری کرو کیونکہ وہ آسمان میں سُنائی دیتے ہیں"۔ یسوع فوراً بول اُٹھا۔ "اے شمعون مجھے تجھ سے کچھ کہنا ہے"۔ شمعون نے جھجکتے ہوئے مگر ادب سے کہا "اے اُستاد کہہ"۔ یسوع نے کہا "کسی ساہوکار کے دو قرضدار تھے۔ ایک پانسو دینار کا دوسرا پچاس کا۔ جب اُن کے پاس ادا کرنے کو کچھ نہ رہا تو اُس نے دونوں کو بخش دیا۔ پس اُن میں سے کون اُس سے زیادہ محبت رکھے گا؟" اُس فریسی نے ذرا بگڑ کر بے پرواہی سے جواب دیا "میری دانست میں وہ جسے اُس نے زیادہ بخشا"۔ اُس نے اُس سے کہا "تُو نے ٹھیک فیصلہ کیا۔ اب شمعون کیا تو اس عورت کو دیکھتا ہے؟ مَیں تیرے گھر آیا تُو نے میرے پاؤں دھونے کو پانی نہ دیا مگر اس نے میرے پاؤں آنسوؤں سے بھگو دیئے اور اپنے بالوں سے پونچھے۔ تُو نے مجھ کو بوسہ نہ دیا مگر اس نے جب سے مَیں آیا ہوں میرے پاؤں کو چومنا نہ چھوڑا۔ تُو نے میرے سر میں تیل نہ ڈالا مگر اس نے میرے پاؤں پر عطر ڈالا ہے۔ اِسی لئے مَیں تجھ سے کہتا ہوں کہ اِس کے گناہ جو بہت تھے معاف ہوئے کیونکہ اس نے بہت محبت کی مگر جس کے تھوڑے گناہ معاف ہوئے وہ تھوڑی محبت کرتا ہے"۔

بلاریب اُس کا مطلب یہ نہ تھا کہ زیادہ گناہ کرنے سے زیادہ محبت پیدا ہوتی ہے اِس لئے زیادہ گناہ کرنے میں ایک خاص فائدہ ہے۔ یسوع شمعون کے سامنے اُس کے اپنے ہی انداز کے مطابق دلیل پیش

کرتا ہے۔"تم محسوس نہیں کرتے کہ تمہارے گناہ ایسے زیادہ ہیں کہ تمہیں ان کی معافی کی ضرورت ہے۔اس عورت ہیں اپنے گناہ کا ایسا بے حد احساس ہے کہ وہ اپنی پُر محبت شکرگذاری کو ضبط نہیں کر سکتی "۔

تب وہ اپنا ہاتھ اُس سسکتی ہوئی عورت پر رکھ کر کہتا ہے "بیٹی تیرے ایمان نے تجھے بچالیا ہے۔سلامت چلی جا"۔یا زیادہ صحیح طور پر "سلامتی میں جا"۔

جو کچھ اُس عورت پر اس کے بعد گذرا ہو ایک بات یقینی ہے کہ وہ سلامتی سے گئی بہت لوگ خیال کرتے ہیں کہ ہمیں اُس کا آئندہ حال معلوم نہیں مگر مغربی کلیسیا میں ابتدائی ایام سے ایک عالمگیر اور مستقل خیال ہے کہ یہ تائب عورت مریم مگدلینی تھی خواہ یہ قیاس درست ہو یا نہ ہو مگر اب اس کو جڑ سے اکھیڑنا دشوار ہے۔وہ صدیوں سے مسیحی صنعت اور علم ادب میں مروّج ہو چکا ہے۔مگدلینی کا نام تائب فاحشہ عورت کا مترادف ہے اور مسیحی ممالک میں گری ہوئی عورتوں کی اصلاح کے لئے پناہ گاہیں مریم مگدلینی کے نام سے نامزد ہوتی ہیں۔

ممکن ہے کہ کئی وجوہات سے یہ قیاس درست ہو۔تالمود میں لکھا ہے کہ مگدلا کسبیوں کے سبب سے بدنام تھا یہودی سمجھتے تھے کہ فاحشہ مستورات پر بدروحیں سوار ہوتی ہیں۔اور مریم مگدلینی میں سے یسوع نے سات بدروحیں نکالی تھیں۔مغربی کلیسیا میں بھی یہ مستقل اعتقاد ہے اور مسیح کے فضل کا کوئی عجیب تجربہ ہوا ہو گا جس کے سبب سے اُس عورت کے دل میں اُس کی طرف کمال درجے کی اُلفت تھی۔

ہمیں یہ ماننے میں تامل ہے کہ یہ خداوند کے ساتھ دوستی کا دم بھرنے

والی وہی ناپاک عورت تھی جو شمعون کے گھر میں آئی تھی لیکن اگر یہ صحیح ہو تو کیا اناجیل میں اِس عورت کے جو پیشتر بدکار تھی جذبۂ الفت سے بڑھ کر کوئی مؤثر قصہ ہے جو اُس کے دل میں مسیح کی محبت کے لئے جس نے اُسے اچھا لیا کیسی پُر تکریم شکر گذاری تھی۔ فروتنی سے وہ اُن عورتوں کے چھوٹے سے گروہ کے ساتھ ساتھ پھرتی رہی جو یسوع کی خدمت کرتی تھیں۔ کلوری پر مسیح کو مرتے ہوئے دیکھ کر اُس کا کلیجہ پھٹ گیا اُس نے طعن و تشنیع کی پروانہ کی اور یسوع کی لاش کے پیچھے پیچھے قبر پر گئی اور اتوار کی صبح کے تڑکے سب سے پہلے قبر پر آئی۔ اور جی اُٹھے ہوئے خداوند کا سب سے پہلے دیدار کیا اور اُس کو باغبان سمجھ کر اُس سے کہا "میاں۔ اگر تو نے اُس کو یہاں سے اُٹھایا ہو تو مجھے بتا دے کہ اُسے کہاں رکھا ہے۔ تاکہ میں اُسے لے جاؤں" یسوع نے اُس سے کہا "مریم" وہ اُس کے پاؤں پر گری اور کہا "ربونی" یعنی اے اُستاد" ✦

آٹھویں فصل

لوگوں کی بھیڑ

اگر ہم مسیح کے ساتھ لوگوں کی بھیڑ کا خیال دل میں نہ رکھیں تو کفرنحوم اور گلیل کے علاقہ میں اُس کی صحیح تصویر نہیں کھینچ سکتے ہماری نظروں کے آگے پُراخلاص آدمیوں کی بھیڑ اور یسوع کی شہرت ہمیشہ رہتی ہے۔ اس سے کچھ تعجب پیدا ہوتا ہے ہم سمجھتے ہیں کہ وہ حقیر اور راندہ تھا ہمارے دل میں اُسکے قوم سے رد کئے جانے کا خیال ایسا جڑ پکڑ گیا ہے کہ اُن سادہ بے ریا لوگوں کا جو ہمیشہ اُس کے گرد جمع رہتے تھے اُس کی باتیں غور سے سنتے اُسے پسند کرتے اور اُس کی تعریف کرتے تھے خیال تک نہیں آتا۔

بظاہر وہ نہایت ہر دلعزیز تھا اُس کو اپنی مرضی کے خلاف شہرت حاصل ہو گئی تھی۔ اناجیل کے ہر صفحے سے واضح ہوتا ہے کہ پُرجوش ہجوم اُس کے گرد جمع رہتا تھا چنانچہ لکھا ہے کہ "بہت لوگ اُس پر گرے پڑتے تھے" "سب لوگ تجھے ڈھونڈ رہے ہیں" "سارا شہر دروازے پر جمع ہو گیا" "لوگ چاروں طرف سے اُس پاس آتے تھے" "لوگ سارے شہروں سے اکٹھے ہو ہو کر پیدل اُدھر دوڑے" "سب لوگ بڑے شوق سے اُس کی سنتے تھے" "اُس کی ماں اور اُس کے بھائی بھیڑ کے سبب اُس تک پہنچ نہ سکے" "وہ عورت جس کا خون جاری تھا بھیڑ میں اُس کے پیچھے آئی۔ اُن پانچ ہزار آدمیوں کو جو ویرانے میں اُسکے پیچھے پیچھے آتے تھے کھانا

کھلا۔ بڑا اپنی تبدیلِ صورت کے بعد پہاڑ سے اُتر کر اُس نے ایک بِھیڑ کو دیکھا جو اُس کی انتظاری کر رہی تھی۔ پُر جوش بِھیڑ ہر وقت اُس پر گری پڑتی تھی "بہت لوگ آتے جاتے تھے اور اُنہیں کھانا کھانے کی بھی فرصت نہ ملتی تھی"۔ وہ اُنہیں اِس طرح کھینچ لیتا تھا جیسے مقناطیس فولاد کو۔ وہ اُس کے پاس آنا پسند کرتے تھے۔ وہ فقط تماشائی اژدحام نہ تھا بلکہ وہ ایسے لوگ تھے جو اُس سے اُلفت رکھتے تھے۔

قابلِ لحاظ ہے کہ یہ حال گلیلی زمانہ کے آغاز ہی میں نہ تھا بلکہ آخر تک رہا۔ اُس کے مخالف یروشلیم میں بھی یہی حال تھا جب مقدس یوحنا کہتا ہے کہ "یہودی اُس کے قتل کی کوشش میں تھے" اُس کا مطلب مخالف فریسی فریق سے ہے۔ عوام کبھی اُس کے قتل کی کوشش میں نہ تھے وہ اُس کے دوست اور حامی تھے۔ کھجور کے اتوار والے جلوس میں کوچوں میں اُن کا ہجوم تھا۔ دوسرے روز صبح کے وقت ہیکل میں سب لوگ اُس کی باتیں سُننے کو اُس کے پاس آئے۔ فریسیوں نے کہا کہ "اگر ہم اُسے یُوں ہی چھوڑ دیں تو سب اُس پر ایمان لے آئینگے"۔ اور پھر "سوچو تو کہ تم سے کچھ بن نہیں پڑتا۔ دیکھو۔ جہان اُس کا پیرو ہو چلا"۔

آخر تک لوگ اُس کے والد اور حامی رہے جب وہ اُس کے آس پاس تھے تو وہ ہمیشہ محفوظ تھا۔ جب اُس کے دشمن اُسے پکڑوانا چاہتے تھے تو وہ لوگوں سے ڈرتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ "عید کو نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ لوگوں میں بلوا ہو جائے"۔ اُنہوں نے یہوداہ کے ذریعہ اُس کے پکڑوانے کا ایسا انتظام کیا کہ "بغیر ہنگامے کے اُن کے حوالے کرا دے"۔ اُنہوں نے اُسے رات کے وقت جب لوگ سوتے تھے گرفتار کیا۔ یہ سچ ہے کہ صبح کو مقدمے

کی تو اُس نے وقت ایک بھیڑ تھی جو پکار رہی تھی کہ اُسے صلیب دے یا یہ اُن بے طالب کے لوگ تھے جن کو کاہنوں نے ترغیب دے رکھی تھی کہ وہ برابا کو مانگ لیں اور یسوع کو قتل کریں مگر اُس روز وہ بہت سے لوگ جو گلگتا پر یسوع کے مرتے وقت موجود تھے یہ ماجرا دیکھ کر چھاتی پیٹتے ہوئے لوٹ گئے۔

اگر میں مسیحی المذہب یہودی ہوتا تو اس بیان کی مخالفت کرتا کہ یہودیوں نے مسیح کو رد کیا۔ رد تو اختیار والوں نے کیا تھا قوم کے سرداروں نے بحیثیت اپنے منصب کے اُسے رد کیا۔ تمام ڈرپوک اور کاہنوں کے قابو میں تھے جو فقط گلگتا سے لوٹتے ہوئے چھاتی پیٹ سکتے تھے اگر اُن کے نامور باپ دادا کی روح اُن میں ہوتی تو پیشتر اُس کے کہ یسوع کے مبارک سر کا ایک بال بھی بیکا ہوتا وہ کیا کاہن کیا فریسی اور کیا سپاہی سب کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے کیونکہ اگرچہ وہ ڈرپوک تھے مگر اُن کا دل برابر یسوع کے ساتھ تھا اور میں ادب سے یہ کہنے کی جرأت کرتا ہوں کہ آخری عدالت کے دن مسیح اسرائیل کے حق میں اس بات کو یاد کرے گا۔

یہ خوشی کی بات ہے کہ گلیل میں اُس مشکل سال کے اندر یسوع کو یہ شادمانی حاصل ہوئی کیونکہ گو عوام میں اُس کی پیروی کی کوئی عالمگیر خواہش نہ تھی تو بھی بعض لوگوں کی موجودگی ہی یقیناً خوشی کا باعث تھی اُس وقت بہت تھوڑے لوگ اُس کے شاگرد تھے۔ وہ جاہل اور زمینی یعنی خاکی تھے وہ اُس کے اعلیٰ تصورات کو سمجھنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے لیکن اگرچہ وہ سمجھتے نہ تھے وہ اُلفت اور توقیر کی نگاہ سے اُس کو دیکھتے تھے ایک دن جوش میں آ کر اُن کا ارادہ ہوا کہ اُسے پکڑ کر بادشاہ بنا لیں اُس نے جلد اُن کی آنکھیں کھول دیں اُسکو

اسرائیل کے ظاہری تخت کی آرزو نہ تھی وہ اُن کے دلوں میں تخت نشین ہونا چاہتا تھا۔ اُن کی آنکھیں کھلنے سے اُن کو سخت ناامیدی ہو گئی۔ باوجود اِس کے کہ اُن کے پیشواؤں نے اُسکے خلاف زہر پھیلایا تھا اُنہوں نے اُسے ترک نہ کیا۔ یہ عجیب حالت تھی معلوم نہیں یسوع کے خیال اُن کی نسبت کیا ہونگے غالباً یہ اُن الفاظ میں ادا ہو سکتے ہیں جو اُس نے اپنے ایک محب سے کہے تھے "یسوع نے اُس پر نظر کی اور اُسے اُس پر پیار آیا اور اُس سے کہا۔ ایک بات کی تجھ میں کمی ہے۔ اگر میرے پیچھے ہو لے"۔

وہ اُنہیں پسند کرتا تھا کسی نے کہا ہے کہ خدا عام لوگوں کو پسند کرتا ہے یہی سبب ہے کہ اُس نے اُن کو بڑی تعداد میں بنایا ہے اور وہ بھی اُسے پسند کرتے تھے۔ اُنہیں ایسا کرنا ہی چاہیے تھا۔ یسوع انسانی صفات سے متصف نہایت شفیق اور خوش مزاج تھا اور وہ اُنہی میں سے تھا۔ وہ عوام میں سے تھا اور اسی وجہ سے وہ اُن کی باتیں سمجھتا اور اُن کے ساتھ ہمدردی رکھتا تھا وہ کوئی بافراغت خاندان نہیں تھا جو غریب لوگوں کے سامنے تقریریں کرتا پھرتا تھا۔ لاکھوں کے ہجوم میں اُس سے بڑھ کر کوئی شخص غریب نہ تھا جو اُس سے زیادہ محنت کش رہا ہو۔ اُنہیں معلوم تھا کہ وہ نادار اور بے ٹھکانا وہ اِن ہے جس نے اُنہیں سکھایا کہ راستبازی کو آرام پر ترجیح دیں کہ وہ بطور حرفت پیشہ کے سمجھتا ہے کہ تھکے اور بوجھ سے دبے ہونا کیا ہے۔ جس نے تھکی ماندہ دُنیا کو بتایا ہے کہ خدا کا آرام کیا چیز ہے "میرے پاس آؤ میں تمہیں آرام دونگا"۔

یسوع انسان میں بہترین جوہر تلاش کر لیتا تھا گو وہ اُن کی اندرونی بدیوں سے بھی آگاہ تھا وہ اُن کے بارے میں اعلیٰ ظن رکھتا تھا وہ اُن

سے بہترین باتوں کی اُمید رکھتا تھا وہ اُنہیں بہترین ہتھیار بنا لیتا تھا۔ اِس طور پر وہ اعلیٰ درجہ کے انسان بن جاتے تھے چند روز ہوئے میں نے ٹیمپل کے ایک بیہودہ کا حال پڑھا جو یونیورسٹی کا پروفیسر تھا ایک طالب علم اُس کے بارے میں کہتا ہے کہ "وہ ہمیشہ فرض کر لیتا تھا کہ ہم باسلیقہ بننے کا ارادہ رکھتے ہیں جس کا نتیجہ یہ تھا کہ ہمیں باسلیقہ بننا پڑتا تھا"۔

ہاں۔ یہ خوشی کی بات تھی کہ مایوسی اور غلط فہمی اور مخالفت اور دغابازی کے درمیان عام لوگ اُس کی پروا کرتے تھے کیا اِس سے بیچاری انسانیت کے لئے جہاں تک خدا کے ساتھ اُس کا تعلق ہے کچھ اُمید پیدا نہیں ہوتی؟ اِس لئے کہ یہ لوگ مقدس نہیں بلکہ معمولی گنہگار انسان تھے اور یہ خدا انسانی صورت میں تھا جو اُنہیں کھینچ لیتا تھا شاید ہم ایسے گئے گذرے اور اصلی راستبازی سے ایسے دُور نہیں جیسے کہ علم الٰہیات کے ماہرین بیان کرتے ہیں شاید اگر ہم کو فی الحقیقت خدا کا علم ہو تو وہ ہمیں اپنی طرف کھینچ لے گا۔

اِس سے ایک بڑا ضروری سوال پیدا ہوتا ہے اِس پُرانے قصہ میں اُس کے گرد بھیڑ جمع تھی لوگ اُس کو عزیز سمجھتے تھے آج یہ حال نہیں ہے۔ آج کے دن مذہب کی بابت سب سے سخت مایوسی بخش بات یہ ہے کہ عوام کلیسیا سے بیگانہ ہو رہے ہیں۔

وہ یسوع کے زمانہ میں بھی کلیسیا سے بیگانہ ہو رہے تھے مگر آج معاملہ زیادہ نازک ہے اُس وقت کوئی اِس بات کی طرف توجہ نہ کرتا تھا کسی کو اِس کی پروا نہ تھی مزدوری پیشہ لوگ دبے ہوئے تھے وہ کسی شمار میں نہ تھے آئندہ کو عوام دبے نہیں رہ سکتے۔ اب اُن کا شمار قابلِ لحاظ ہوگا۔ جنگ کے بعد نئے نظامِ عالم میں بادشاہ یا خود مختار حاکم نہیں بلکہ جمہور سلطنت کرینگی۔

یہی وجہ ہے کہ عوام کا بیگانہ ہو جانا خاص طور پر ہولناک معاملہ ہے۔ ان حاکموں پر کون حکومت کریگا؟ کون ان کا مزاحم یا پیشوا ہوگا؟ بادشاہ پر تمہارا دباؤ ہو سکتا ہے۔ اگر وہ تخت سے اتارے جانے کے لائق ہے تو تم اُسے معزول کر سکتے ہو لیکن اگر جملہ جمہور نامناسب کام کرے تو تمہارا اُن پر کوئی دباؤ نہیں ہوگا۔ تم انہیں معزول نہیں کر سکتے سوائے مذہب کے اُن کو کوئی روکنے والا نہیں۔ والئے مسیح کے اور کوئی ہادی نہیں مگر جنگ کے بعد عوام کلیسیا سے بیگانہ رہیں تو ایسے نئے نظام پر حیف ہے۔

آج عوام کی بیگانگی کا کیا سبب ہے؟ شاید کوئی جواب دیگا کہ یہ کلیسیا اور عام مسیحیوں کا قصور ہے۔ یہ ایک قابلِ لحاظ بات ہے کہ جو لوگ مسیحیت کے خلاف ہیں وہ کسی سبب سے مسیح کے خلاف نہیں ہیں۔ میں ایک مصنف کی کتاب پڑھ رہا تھا جو کلیسیا کا مخالف اور مزدوروں کا ہر دلعزیز پیشوا ہے جو مسیحیت کو بڑی سختی سے بُرا بھلا کہتا ہے مگر عجب کی بات ہے کہ وہ ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہے کہ "یسوع ایسا نہیں تھا۔ آج یسوع یہاں ہوتا تو ہم اُس کے گرد ہجوم کرتے جیسے کہ قدیم زمانے میں لوگ کیا کرتے تھے" ممکن ہے کہ وہ کرتے مگر اُس کا حکم مانتے یا نہ مانتے یہ اور بات ہے۔ عوام گرجے کیوں نہیں جاتے؟ یہ سوال بہت پیچیدہ ہے۔ میرا خیال ہے اصلی سبب یہ ہے کہ وہ گرجے جانا چاہتے ہی نہیں۔ وہ سنجیدہ باتوں کی کافی طور پر پروا نہیں کرتے۔

لیکن یہ الزام بہت کچھ کلیسیا پر بھی عاید ہوتا ہے یقیناً اُسے مسیح کو ایسے طور سے پیش کرنا چاہئے کہ لوگ اُس کی طرف کھنچ آئیں۔ کوئی نہ کوئی کل بگڑی ہوئی ہے۔ ٹھیک کہنا مشکل ہے کہ یہ کونسی کل ہے۔

میں نے ایک خواندہ مزدوری پیشہ آدمی سے یہی سوال کیا۔ اُس نے

جواب دیا کہ کلیسیا کو اپنے اُستاد کی طرح دلیرانہ عوام کی اور سرمایہ داروں کے خلاف مزدوروں کی طرفداری کرنی چاہیئے۔ تب بھیڑ اُس کے پیچھے ہو لے گی۔ مگر یہ درست نہیں ہے کلیسیا کا اُستاد کسی خاص فریق کا طرفدار نہ تھا وہ بالکل فرقہ بندی کے ناراستی کے خلاف۔ راستی کا اور خودغرضی کے خلاف اَوروں کی بہبودی کا پاس کرتا تھا کلیسیا اس کے خلاف عمل کر کے مسیح کی نمائندہ نہیں ہو سکتی۔ اور آخر میں مزدوروں کو بھی نہیں کھینچے گی مسیح نے نہ تو کسی اعلیٰ فریق کی خوشامد کی اور نہ اُس بھیڑ کی جو اُس کے پیچھے چلتی تھی۔ وہ اُن سے محبت رکھتا تھا اور اُن کے ساتھ دلیرانہ اور راستی سے برتاؤ کرتا تھا عوام کی خدمت کرنے والوں میں یسوع سب سے صاف باطن تھا وہ لوگوں کو اُن کے عیب بتا دیتا تھا اُس نے انہیں خودانکاری کی تعلیم دی۔ اُس نے انہیں سکھایا کہ مرد بن کر راست روی اختیار کریں اُس نے انہیں بتایا کہ ظاہری اقبالمندی سے خوشی پیدا نہیں ہوتی۔

اُس کی کلیسیا کا فرض ہے کہ اُس کی پیروی کرے۔ مثلاً مزدوری پیشہ کے متعلق سب لوگ اصرار کرتے ہیں کہ خادمانِ دین کو حرفت کی پیچیدہ مشکلات کی تعلیم دی جائے مجھے تو اُس کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔ اشیا کی ساخت سے متعلق تین حصہ دار ہیں یعنی سرمایہ دار جو مزدوری کے لئے روپیہ پیسہ بہم پہنچاتا ہے مزدور جو ہاتھ یا دماغ سے محنت کرتا۔ اشیا تیار کرتا اور تیار شدہ اشیا کو استعمال کے لئے تقسیم کرتا ہے اور استعمال کرنے والا جس کے بغیر باقی دو حصہ داروں کا کام لاحاصل ہے قبل ازیں سرمایہ دار اَوروں پر اختیار جتاتا تھا اب مزدور وہی روش اختیار کر رہا ہے اور اگر ممکن ہوتا تو محنت کے حاصل کو خرچ کرنے والا بھی ایسا ہی کرتا۔ کلیسیا کا فرض ہے کہ اپنے خداوند

کی جگہ ہو کر ان تینوں حصہ داروں سے ملے کہ تھا جب تم آپس میں بھائی ہو۔ تم کیوں ایک دوسرے کی بے انصافی کرتے ہو؟ تمہارا آقا ایک ہی ہے یعنی مسیح اور تم سب بھائی ہو"۔

لیکن اگر کلیسیا کو مختلف فریقوں کے جنگ میں کسی کی طرفداری کرنی نہیں چاہئے اس لئے کہ وہ خود اپنے لئے جنگ کر سکتے ہیں تو ایک فرقہ ہے یعنے غریبوں اور بیکسوں اور مظلوموں کا جس کی حمایت ہمیشہ ضروری ہے۔ کلیسیا اس فرض میں قاصر رہی ہے ان کی دلسوز فریاد اکثر اُس کے خداوند تک پہنچتی ہے کہ تیرے مسیحی اپنی اپنی رُوح کی نجات میں ایسے مصروف ہیں کہ ہمیں بچانے کے لئے اُنہیں وقت نہیں ملتا۔ قدیم وسطی زمانے میں کلیسیا بیکسوں کی حامی سمجھی جاتی تھی۔ اگر کلیسیا کو اپنے خداوند کو درست طور سے پیش کرنا ہے تاکہ عوام اُس کے پاس جمع ہو جائیں تو لازم ہے کہ وہ علانیہ لاچاروں کی حمایت کرے ضرور ہے کہ وہ معاشرتی مذہب پر زور دے۔

اس معاشرتی مذہب کے کیا معنی ہیں؟

یونانی کلیسیا میں دو مقدس اوروں سے زیادہ پسندیدہ ہیں یعنی مقدس کسیان اور مقدس نیکولس۔ کسیان شخصی مذہب کا نمونہ ہے وہ اپنی رُوح اور اپنی نجات ہی کی فکر رکھتا ہے۔ وہ دن میں چھ بار نماز ادا کرتا اور روزے رکھتا اور اپنے بدن کو کوڑے مارتا ہے۔ نیکولس دوسری قسم کا مقدس ہے اُس کی زندگی خدمت میں صرف ہوتی ہے۔ وہ مسیح کی خاطر غریبوں کی مدد کرتا بیماروں کی خدمت اور مظلوموں کی حمایت کرتا۔ وہ بچوں کو پیار کرتا ہے۔

روایت ہے کہ کسیان جب آسمان میں داخل ہوا تو خداوند نے اُس سے پُوچھا "کسیان جب تُو یہاں آ رہا تھا تو تُو نے زمین پر کیا دیکھا؟"

"خداوند۔ مَیں نے ایک گاڑی بان کو کیچڑ میں ہاتھ پیر مارتے دیکھا"
"اور کیا تو نے اُس کی مدد کی؟"
"نہیں اے خداوند۔ مَیں تیری حضوری میں آرہا تھا اور مجھے اندیشہ تھا کہ میرا سفید لباس میلا نہ ہو جائے"۔

اِس کے بعد نیکولس داخل ہُوا۔ اُس کے کپڑوں پر کیچڑ کے داغ اور دھبے پڑے ہوئے تھے۔

خداوند نے اُس سے پُوچھا کہ "نیکولس۔ یہ داغ اور دھبے کیسے ہیں؟"

نیکولس نے جواب دیا کہ "مَیں نے ایک گاڑی بان کو دلدل میں ہاتھ پیر مارتے دیکھا تو مَیں نے کندھا لگا کر گاڑی کو کیچڑ میں سے نکالا"۔

خداوند نے کہا "نیکولس تُو نے اچھا کام کیا" "اور اے کسیان۔ چونکہ تُو نے اپنے بےعیب سفید لباس کی حفاظت کی تیری عزت کے لئے سال میں ایک دن مخصوص ہوگا۔ اور اے نیکولس۔ چونکہ تُو نے اپنے بھائی کی کیچڑ میں سے نکالنے میں مدد کی تیرے لئے چار دن مخصوص ہونگے"۔

یہ ایک تمثیلی قصہ ہے۔ خدا اپنی کلیسیا کو اُسی امداد کے تناسب سے برکت دیگا اور اقبال مند کریگا جو اُس نے اُس کے عاجز بچوں کو جو دلدل میں جد و جہد کر رہے تھے اور جن کی خاطر مسیح مُوا باہر نکالنے میں کی ہوگی۔

یہ کلیسیا میں آج کے دن دو قسم کے مذہب کی مثال بھی ہے۔ پہلی قسم وہ ہے جو اپنی رُوح جو اپنی نجات اپنی دینداری اور اپنی روحانی زندگی کی پرورش کے زبردست خیال میں مگن ہے۔ جس کو ہم شخصی مذہب کہہ سکتے ہیں کوئی اُس کو سوشل مذہب کے جوش میں ہلکا نہ سمجھے کیونکہ یہ تمام مذہب کی بنیاد ہے

یہ ہر زمانے میں مقدسوں اور بہادروں کے اندر زندگی کی رُوح پھونکنے کا باعث ہوا ہے۔ اُنھوں نے پاک زندگی کی خاطر سب کچھ قربان کر دیا۔ اسی شخصی زندگی کو گہرا اور مضبوط کرنے میں کلیسیا اور دُنیا کے مستقبل کی بھاری اُمید ہے۔ مگر وہ جُوں جُوں گہرا اور مضبوط ہوتا جاتا ہے پھر اپنا اپنا مذہب نہیں رہتا مذہب ترقی کرتے کرتے اپنے عروج اور کمال تک پہنچ جاتا ہے یعنی اُس زندگی میں مسیح کی مشابہت زیادہ زیادہ ظاہر ہو جاتی ہے۔ سب بنی آدم کے لئے محبت اور رحم اُن کی تکلیفوں میں ہمدردی۔ اُن پر مظالم کے خلاف غصہ۔ اُن کے لئے صرف کرنے اور خود نثاری کا فیاضانہ جذبہ اور خواہ جان بھی دینی پڑے یہ تہیہ کر لیتا کہ اُن کو کم از کم اُن کے اعلیٰ خیالات کے مطابق زندگی بسر کرنے کا موقع حاصل ہو جائے۔

اگر خدا کی کلیسیا نے کبھی عوام الناس کو متاثر کرنا ہے اگر اُس نے کبھی اپنے خداوند کے لئے انسان کے دل میں جذبہ پیدا کرنا ہے تو ضرور ہے کہ مذہب کے اعلےٰ اور زیادہ وسیع معراج تک ترقی کرے۔ فقط یہی کافی نہیں کہ وہ مصیبت زدوں کو تسلی دے بلکہ ضرور ہے کہ وہ کمربستہ ہو کر کوشش کرے کہ اُن کی مصیبت کی جڑ کاٹی جائے۔ یہ کافی نہیں ہے کہ وہ چند شرابیوں اور بدکاروں کی اصلاح کی کوشش کرے در حالیکہ وہی معاملات موجود رہتے ہیں جن کے باعث کسی کو شراب خوری اور بدکاری سے بچنا نا ممکن ہو جاتا ہے۔ اُس کو چاہئے کہ ایسے سوشل حالات کے ساتھ علاقہ رکھے جن سے لوگوں کی سیرت پر اثر پڑتا ہے۔ لازم ہے کہ وہ عاملانِ ملک کو سکھلائے کہ قومی کیریکٹر قومی زر سے بہتر ہے۔ چاہئے کہ وہ اپنے سب سے اعلیٰ فرزندوں یعنے تجربہ کار اور عقلمند آدمیوں کو جو خادمانِ دین نہ ہوں اور اپنے کاروباری

آدمیوں کو اپنے پیشہ ور اور اہلِ حرفہ لوگوں کو بُلا کر اُن سے مطالبہ کرے کہ وہ اُس وقت اور توجہ اور طاقت کا جو وہ اپنے لئے خرچ کرتے ہیں کچھ نہ کچھ حصہ مسیح کی خدمت کے لئے وقف کر دیں چاہئے کہ وہ اپنے لوگوں سے جو اتوار کے دن عمدہ عمدہ پوشاک پہنے ہوئے گرجے سے نکلتے ہیں زور سے کہے کہ اگر وہ اپنی ہی رُوح کی ترقی کے لئے پُوری توجہ صرف کریں تو اُن کے حق میں خدا کا ارادہ پُورا نہیں ہوگا اور کہ اُن کی اپنی نجات اور ترقی کے علاوہ اُن کو نہ فقط دُور ملکوں کے بُت پرستوں کی فکر کرنی چاہئے بلکہ اپنے ناچار بھائیوں کی بھی جو اُن کے اپنے ملک میں یعنی اپنے مکان یا شفا خانہ یا کارخانہ یا شراب خانہ میں یا قرضدار ہیں اور اُن غریب بچوں کی بھی جو قحبہ خانوں میں ہیں اور جن کو کوئی نہیں پوچھتا فکر ہونی چاہئے ضرور ہے کہ یہ باتیں کلیسیا کا فرض قرار دی جائیں اور اگر کوئی کہے کہ کلیسیا کا اصلی فرض رُوحوں کی نجات ہے اور اُس کو اِسی پر قائم رہنا چاہئے تو ہم جواب دینگے کہ بیشک کلیسیا کو اپنے اُستاد کے طریقے پر رُوحوں کو بچانا چاہئے۔ ہاں رُوحوں کی نجات کلیسیا کا حقیقی فرض ہے بشرطیکہ ہم سمجھیں کہ مسیح کس طریقے سے رُوحوں کو بچایا کرتا تھا یعنی خود مختار زندگی کی خوبصورتی سے لوگوں کو مؤثر کرنا اور اُنہیں سکھانا کہ اُس بھائی سے محبت رکھنے کے ذریعہ سے جسے اُنہوں نے دیکھا ہے اُس خدا کی محبت پر ایمان لائیں جسے اُنہوں نے نہیں دیکھا ممکن ہے کہ اس طور سے عوام جو بیگانہ ہو گئے ہیں اُس کا علم حاصل کرنا سیکھیں جیسا کہ گلیل کے لوگ اُس کا علم رکھتے تھے۔ ممکن ہے کہ اِس طریق سے بھیڑ پھر اُس کے گرد جمع ہو جائے۔

نویں فصل

کفرنحوم میں ایک دن کی سرگذشت

ہم کفرنحوم میں اپنے خداوند کی زندگی میں ایک دن کے کام کا خاکہ بطور نمونہ پیش کرینگے۔ اناجیل کے بیانات علیحدہ علیحدہ واقعات کو یکجا جمع کر لیتے ہیں لیکن بے ترتیب طور پر لکھے گئے ہیں کہ کفرنحوم کے متعلق حالات میں سے فقط ایک روز کا ایسا خاکہ کھینچا جا سکتا ہے جس میں واقعات مسلسل باترتیب یکے بعد دیگرے صفائی سے درج کئے گئے ہیں اور مقدس مرقس یعنی بالغالب مقدس پطرس کہتا ہے کہ یہ باتیں چوبیس گھنٹوں کے اندر واقع ہوئیں (مرقس [1] ۴ و ۵ ابواب)۔

سنہ ۲۸ء کے مارچ کا مہینہ ہے۔ موسم بہار کی صبح کے وقت جھیل کا کنارا پُر فضا ہے۔ سورج کی تیز کرنیں چھوٹے سے خوش منظر شہر پر اور اُس کی پچھلی طرف سبز پہاڑیوں پر چمک رہی ہیں اور جھیل کی موجوں پر چاندی کا دریا بہا رہی ہیں جس پر جا بجا چھوٹے بادبان بکھرے پڑے ہیں۔

یسوع کنارے سے کچھ فاصلہ پر اپنی کشتی میں سوار لنگر ڈالے ہوئے ہے۔ یہ وہی کشتی ہے جو اُس نے پطرس سے مانگ لی تھی تاکہ اُس کے لئے تیار کھڑی رہے اور اُس کا منبر اور آرام گاہ بنے اور اُسے اِدھر اُدھر لے جایا کرے۔ اگر آج وہ کشتی موجود ہوتی تو کیسی اعلیٰ یادگار ہوتی۔ ساحل پر پانی کے

---

[1] شاید مقدس متی (۱۲ و ۱۳ ابواب) میں بھی نمونتہً ایک دن کا حال ہے مگر اس کی نسبت شک ہے۔

کنارے تک صبح کی دھوپ میں ایک بڑی بھیڑ رنگ برنگ لباس پہنے ہوئے
ہجوم کر رہی ہے کیونکہ یسوع کی شہرت دُور دُور تک پھیل رہی ہے۔ ہر قسم کے
لوگ جمع ہیں۔ شہروں کے رہنے والے۔ دُور علاقوں کے مسافر۔ یروشلیم کے
فریسی عورتیں بچوں کو گود میں لئے ہوئے۔ سوداگر اور پچھلی طرف کی سفید شاہراہ
پر کے مسافر ٹھہر کر غور سے دیکھتے اور باتیں سُنتے تھے۔ سرگرم اور شکرگذار لوگ
بے پرواہ اور تماشائی اور گھبرائے ہوئے لوگ۔ خال خال نکتہ چین اور بدظن
لوگ بھی تھے لیکن سب سے زیادہ قابلِ لحاظ اُن جوان مچھیروں کا گروہ تھا جن
کی خاطر زیادہ تر یسوع تعلیم دیتا تھا کیونکہ یہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اُس کی زندگی
کا خاص مقصد یہی تھا کہ ایسے آدمیوں کو تربیت اور تعلیم دے جو اُس کے دُنیا
سے چلے جانے کے بعد اُس کی تعلیم کو جاری رکھیں۔

آج صبح وہ بادشاہت کے بارے میں سنجیدہ تعلیم دے رہا ہے کہ
لوگوں کو اُسے قبول کرنے اور اُس کے مطابق عمل کرنے کی صحیح روش اختیار
کرنی چاہیئے جس کے لئے وہ خود ذمہ دار ہیں۔

بڑی بھیڑ غور سے اُس کی باتیں سُن رہی ہے۔ گھنٹہ بھر میں وہ سب تتر
بتر ہو جائیں گے۔ بعض کو ابدی فائدہ ہوگا۔ بعض کو کچھ بھی فائدہ نہیں ہوگا۔ اِس کی کیا
وجہ ہے؟ اِس کا جواب اُن لوگوں کے لئے اور شاگردوں کے لئے اُن کی
آئندہ منادی میں اور ہر زمانے میں اُن لوگوں کے لئے جو خدا کے کلام کی تعلیم
کو سُنتے ہیں ضرور ہے۔ اِس فرق کا کیا سبب ہے؟ غور سے سُنو۔ خداوند خود اِس
کا جواب دیتا ہے یسوع کہتا ہے کہ اس کا سبب یہ ہے کہ تعلیم کا اثر سُننے
والوں کی ذاتی خاصیت پر موقوف ہے۔ اِس لئے وہ کہتا ہے کہ خبردار ہو
کہ تم کس طرح سُنتے ہو"۔ آج دُنیا اچھے واعظوں کے لئے بے قرار ہو رہی ہے

اور وہ راستی پر ہے لیکن خداوند یہاں "اچھے سُننے والوں" پر زور دیتا ہے واعظ کو چاہیے کہ اپنی ذمہ داری کو محسوس کرے مگر خداوند کہتا ہے کہ سُننے والے کو بھی اپنی ذمہ داری کا احساس لازمی ہے نتیجہ سُننے والے کی ذاتی خاصیت پر مختصر ہے۔

غور کرو کہ کیسے مختصر الفاظ میں اور کیسی صفائی سے اور دلکش طریق پر یسوع یہ سبق سکھاتا ہے پہاڑ کے پہلو پر ایک کسان فصل ربیع کی کاشت کر رہا ہے یسوع خاموشی سے اُسے دیکھ رہا ہے لوگ بھی قدرتی طور پر اُسی طرف دیکھنے لگ جاتے ہیں پھر وہ دفعتاً بھیڑ کی طرف متوجہ ہو کر کہتا ہے کہ دیکھو ایک بونے والا بیج بونے نکلا اور بوتے وقت کچھ راہ کے کنارے گرا اور روندا گیا اور ہوا کے پرندوں نے اُسے چُگ لیا اور کچھ چٹان پر گرا اور اُگ کر سُوکھ گیا۔ اس لئے کہ اُسے تری نہ پہنچی اور کچھ جھاڑیوں میں گرا اور جھاڑیوں نے بڑھ کر اُسے دبا لیا اور کچھ اچھی زمین میں گرا۔ اور پھل لایا کچھ سَو گنا کچھ ساٹھ گنا۔ کچھ تیس گنا۔ جس کے کان ہوں وہ سُن لے۔

بس یہی ایک چھوٹا سا وعظ تھا جو توجہ کو کھینچنے والا تھا۔ لکھا ہے کہ اکثر لوگوں نے اُسے نہ سمجھا بلکہ پہلے پہل شاگردوں نے بھی نہ سمجھا مگر خواہ اُنہوں نے سمجھا یا نہ سمجھا وہ چھوٹی سی تصویر اُن کے ذہن میں جم گئی۔ وہ اُس کے بارے میں بات چیت کرتے۔ قیاس دوڑاتے اور ایک دوسرے کی رائے دریافت کرتے تھے لیکن جب اُس کا مطلب اُن کی سمجھ میں آ گیا تو پھر وہ کبھی اُس کو بھول نہ سکتے تھے یسوع کے تمثیلوں کے ذریعہ تعلیم دینے کا یہی فائدہ تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ اِس تعلیم کو بہت سالوں تک لوگوں کے

حافظہ میں رہتا ہے اور اِسی سبب سے اُس نے اُس کو ایسی صورت میں پیش کیا کہ وہ بآسانی اُسے یاد رکھ سکتے تھے۔

تب وہ پطرس کے ہاں کھانا کھانے گیا۔ اور اُس کے بعد شاگردوں کو اُس تمثیل کا مطلب زیادہ مفصل طور سے سکھایا مقدس متی دوپہر کے بعد ایک اور بڑی بھیڑ کی طرف اشارہ کرتا ہے شاید یہی وہ موقع تھا جب اُس نے رائی کے دانے اور بیج کے خفیہ طور پر بڑھنے کی تشابہ تمثیلیں سنائیں غالباً اُس سے سوال پوچھے گئے اور اُن کا جواب دیا گیا اور جب وہ لوگوں کے بیچ اِدھر اُدھر پھرتا تھا تو اُس نے بیماروں کو اچھا کرنے کے معجزے دکھائے معلوم ہوتا ہے کہ اُس روز جوش پھیلا ہوا تھا کسی بات نے کلام سننے والوں میں خاص سرگرمی پیدا کر دی تھی کیونکہ لوگ آ کر اُس کے مددگار بننے کے لئے اپنے کو پیش کر رہے تھے ایک فقیہہ نے کہا "جہاں تو جائیگا میں تیرے پیچھے چلونگا" ایک اور نے کہا "مجھے اجازت دے کہ پہلے جا کر اپنے باپ کو دفن کروں" اُس نے اُن کا امتحان کر کے اُنہیں روک دیا اُن کا ارادہ لاثانی پکا نہ تھا محض پُرجوش سرگرمی کی عارضی چمک اُس کے کسی کام کی نہ تھی۔

اُس طور پر وہ لمبا گرمی کا تیسرا پہر گذر گیا۔ اب شام ہو گئی اور وہ تھک کر چُور ہو چلا تھا۔ وہ سخت محنت کا دن تھا اُس نے کہا "کشتی اِدھر لاؤ۔ آؤ جھیل کے پار چلیں"۔ اُس پار سنسان ویرانہ تھا۔ جب وہ تھک جاتا تھا تو وہاں جانا پسند کرتا تھا تھوڑی دیر میں کشتی کنارے پر آ موجود ہوئی بادبان اُٹھا دیئے گئے اور "وہ جیسے جس طرح وہ تھا کشتی پر ساتھ لے چلے اور اُس کے شاگرد اُس کے ساتھ ہو لئے"۔ غالباً اُن کے روانہ ہوتے وقت

آسمان کے اچھے آثار نہ تھے لیکن اُستاد کی مرضی پار جانے کی تھی اور وہ تھکا ہُوا تھا لوگوں میں اُس کے سبب سے ایسا جوش پھیلا ہُوا تھا کہ وہ بھی کشتیوں پر سوار ہو کر اُس کے پیچھے پیچھے ہو لئے۔

مخالف ہَوا کے مقابل سات میل کا سفر تھا۔ یسوع تھکا ماندہ ہو کر پچھلے حصّہ میں گدّی پر سو گیا اور جب وہ سو رہا تھا پانی کی بوچھاڑ اُسے بھگو رہی تھی اور آندھی اُٹھ رہی تھی اور پار کے کنارے پر سیاہ بادل ہجوم کر رہے تھے۔ جب وہ جھیل کے بیچوں بیچ پہنچے تو ناگاہ آندھی آگئی۔ پطرس اور اُس کے ساتھی جانتے تھے کہ اُن کا کیا حال ہو گا مگر اب پناہ کے لئے بھاگنے کا وقت نہ تھا۔ سوائے آندھی کے مقابلہ کے اور کوئی چارہ نہ تھا۔ اِس جھیل پر آندھی حیرت انگیز تیزی کے ساتھ آجاتی ہے۔ جھیل نیچے پہاڑ کے ایک تنگ درے میں واقع ہے اور تیز ہَوا اِس درے میں سے ایسے زور سے آتی ہے کہ گویا نلکی میں سے آرہی ہے۔ اب وہ مچھلی پکڑنے کی مضبوط چھوٹی کشتی کاغذ کی ناؤ کی طرح اِدھر اُدھر اُچھالی جا رہی ہے اور باقی کشتیاں جو اُس کے ساتھ تھیں آندھی کے زور سے قریباً باہر کو اُڑی جاتی تھیں۔ پطرس اور اُس کے ساتھیوں کے لئے آندھی معمولی بات تھی مگر شاید پیشتر اُن کو کبھی ایسی آندھی کا سامنا نہیں ہُوا تھا۔ جب کشتی ڈوبنے لگی تو وہ ڈر کے مارے ایسے چلاّتے کہ کسی خشکی پر کے رہنے والے سے کبھی مدد کے لئے اِس طور پر ملتجی نہ ہوئے تھے کہ "اے خداوند ہمیں بچا۔ ہم ہلاک ہوئے جاتے ہیں"۔ شاید وہ پطرس ہو گا جو سخت خطرے کے وقت گھبراہٹ میں بول اُٹھا "اے اُستاد۔ کیا تجھے فکر نہیں کہ ہم ہلاک ہوئے جاتے ہیں؟"۔ وہ پیشتر کی مصیبت کے وقت اُس کی طرف رجوع کرنے کا سبق سیکھ رہے تھے۔ یہ عمر بھر کا مستقل

داق تھا۔

امن اور استقلال کے ساتھ اُستاد نیند سے جاگا۔ پھر اُس نے اُٹھ کر ہوا کو ڈانٹا اور جھیل سے کہا۔ "چپ رہ۔ تھم جا"۔ اور ہوا بند ہو گئی اور بڑا امن ہو گیا۔ اور وہ (شاید اور کشتیوں کے آدمی بھی) نہایت ڈر گئے اور آپس میں کہنے لگے کہ یہ کس طرح کا آدمی ہے کہ ہوا اور جھیل بھی اُس کا حکم مانتی ہیں۔

میں بیشتر بار بار کہہ چکا ہوں کہ اپنی باتوں اور کاموں سے یسوع کو خاص طور پر یہ مدِ نظر تھا کہ اپنے آئندہ رسولوں کی تربیت کرے۔ واقعی یہ بڑا بھاری معجزہ اُن کی تربیت کے لئے ایک سبق تھا۔ انہیں مابعد کے ایام میں مخالف دُنیا کا سامنا کرنا تھا بلکہ جب وہ اُن کے ساتھ نہیں ہو گا تو اُن کو صرف اُسی پر توکل کرنا ضرور ہو گا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت بھی جب وہ اُن کے پاس سوتا ہے وہ اُس پر بھروسا نہیں رکھ سکتے۔ اِس وقت جب وہ فوراً امن ہو جانے کے سبب حیرت سے بے ہوش سے ہو رہے تھے تو یسوع نے اُن کی طرف مخاطب ہو کر اِس سوال کا مطلب یہی تھا کہ "تم کیوں ڈرتے ہو؟ اب تک ایمان نہیں رکھتے؟" اِس طرح رفتہ رفتہ صبر کے ساتھ قدم بقدم اُس نے اُن کو اپنے پر غالب ایمان کا سبق سکھایا جس سے مابعد کے زمانہ میں اُنہوں نے "جہان کو باغی کر دیا"۔ اِس رات کا تجربہ ترقی کی طرف ایک بڑا بھاری قدم تھا۔

مُردوں کو جلانے کے معجزوں کو چھوڑ کے اناجیل میں یہی سب سے حیرت انگیز معجزہ ہے جس کو کوئی شخص جو مسیح کی الوہیت کا منکر ہے مان نہیں سکتا۔ رسولوں نے مسیح کے جی اُٹھنے کے بعد اِس واقعہ کا بیان محض اِس غرض سے کیا کہ یہ بھی اُن عجیب باتوں میں سے تھا جو اُن پر واقع ہوئی تھیں۔ اس

وقت تک انہوں نے اتنے عجیب ماجرے دیکھے تھے کہ انہوں نے حیران ہونا چھوڑ دیا تھا اگر ہمارا ایمان ہو کہ خدا سلطنت کرتا ہے اور یسوع مُردوں میں سے جی اُٹھا کہ وہ جس نے ہواؤں اور موجوں کو حرکت دی اُس نے نیچرکی قوتوں کے درمیان اپنے آپ کو بے طاقت نہیں چھوڑ دیا تو یہ معجزہ زمانوں کے اُس بڑے معجزے یعنی بنی آدم میں ابن اللہ کی آمد کے مقابلہ میں محض ایک ادنٰے وقوعہ ہی ہے۔

اب ہم طبعی عالم کے طوفان سے اُس پُراسرار رُوحوں کے عالم کے طوفان کا ذکر کرینگے جس کا ہمیں بہت تھوڑا علم ہے۔ وہ یسوع کی آنکھوں کے آگے ویسا ہی روشن اور نمایاں تھا جیسا جھیل گلیل کا طوفان تھا۔

رات کی آندھی نے کشتی کو جھیل کے جنوبی کنارے کی طرف دھکیل دیا تھا جہاں نیم بت پرست گدرینی بودوباش کرتے تھے۔ صبح نور کے تڑکے شاگردوں نے کشتی کو پُرانے قبرستان کے نزدیک لگایا اور ایک عجیب سی حیرت کے ساتھ اپنے اُستاد کے پیچھے پیچھے ہو لئے۔ ابھی وہ کنارے پر تھوڑی ہی دُور گئے تھے کہ ایک نئے خوف نے اُنہیں آلیا چٹانوں اور قبروں میں سے ہولناک چلانے کی آوازیں آرہی ہیں اور ایک جسیم خونخوار دیوانہ مادرزاد ننگا اپنی ٹوٹی ہوئی زنجیروں کو ٹکراتا ہواؤں پر حملہ کرتے آرہا ہے۔ شاید اُس سخت آندھی نے اُس کے جنون کو بھڑکا دیا ہوگا وہ رات بھر آندھی میں چلاتا اور مستانہ وار ادِھر اُدھر بھاگتا پھرا انہوں نے فوراً اُسے پہچان لیا کہ وہ گدرا کا دیوانہ ہے جس کی ہیبت چاروں طرف پھیلی ہوئی ہے وہ قبروں میں رہا کرتا تھا اور اب کوئی اُسے زنجیروں سے بھی نہ باندھ سکتا تھا کیونکہ وہ بار بار بیڑیوں اور زنجیروں سے باندھا گیا تھا لیکن اُس نے زنجیروں کو

توڑا اور بیڑیوں کے ٹکڑے ٹکڑے کئے تھے اور کوئی اُسے قابو میں نہ لا سکتا تھا اور وہ ہمیشہ رات دن قبروں اور پہاڑوں میں چلاتا اور اپنے تئیں پتھروں سے زخمی کرتا تھا"۔

ایک اور دیوانہ اُس کے ساتھ تھا جو چٹانوں پر سے اُس کی طرف جھانک رہا تھا یسوع چپ چاپ اُن سے ملنے کو آگے بڑھا تو دیوانہ اُسے دیکھ کر ٹھہر گیا اور بڑی عاجزی سے اُس کے پاؤں پر گرا۔ شاید وہ عارضی ہوش کے وقت پناہ کے لئے وہاں آگیا مگر یہ معاملہ پل بھر میں گذر گیا۔ رُوحوں کے عالم سے ناواقفیت کے باعث ہم فقط یہی کہہ سکتے ہیں کہ کیا واقع ہؤا۔ اُس بیچارے بدبخت آدمی میں دوہری شخصیت معلوم ہوتی تھی کسی بدرُوح کی طاقت نے اُسکے دماغ کو قابو کر رکھا تھا۔ اُس نے چلا کر کہا "اے یسوع خداتعالے کے بیٹے مجھے تجھ سے کیا کام؟ تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں مجھے عذاب میں نہ ڈال"۔

شاید اُس کی اپنی شخصیت کی یاد تازہ کرنے کے لئے یسوع نے اُس سے پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے؟ مگر یہ بے سود تھا۔ بدرُوح یعنے زورآور آدمی ہتھیار باندھے ہوئے اپنے گھر کی رکھوالی کر رہا تھا۔ اُس نے کہا "میرا نام لشکر ہے۔ اِس لئے کہ ہم بہت ہیں" مگر ایک اُس سے زورآور اُس پر حملہ کر کے غالب آیا۔ اُس نے اُس سے کہا "اے ناپاک رُوح۔ اِس آدمی میں سے نکل آ" وہ بیچارہ دیوانہ فوراً ہوش میں آگیا اور پھر انسانیت میں قدم مارنے لگا اور دُنیا اُس کے ساتھ اُخوّت کا دم بھرنے لگی۔ لوگوں نے انسانی طریقہ سے اُس کی وحشت دُور کرنے کی کوشش کی تھی یسوع نے خدا کا طریق اختیار کیا۔

معلوم نہیں باقی قصّہ کی نسبت کیا سمجھا جائے۔ ایک بات صاف ہے کہ ایک خوف زدہ سؤروں کا غول پراگندہ ہو کر کڑاڑے پر سے جھپٹ کر جھیل میں گر گیا اور ڈوب مرا۔ دیکھنے والوں نے اِس کا سبب یہ سمجھا کہ ناپاک روحیں سؤروں کے اندر چلی گئی ہیں۔ بہتر ہے کہ ہم اِس سے آگے خاموش رہیں۔ اِس قصّے کے خاتمہ کے قریب کوئی اور بات بھی ہے جس پر غور کرنے سے زیادہ فائدہ ہوگا۔ "چرانے والوں نے بھاگ کر خبر پہنچائی کہ کیا واقع ہوا ہے اور لوگوں نے نکل کر گدرا کے دیوانے کو یسوع کے پاس بیٹھے اور کپڑے پہنے اور ہوش میں دیکھا"۔

دہشت زدہ گدرینیوں نے اُس کی منت کی کہ اُن کی سرحد سے چلا جائے اُن کے سؤر اُن کے نزدیک اُن کی روحوں سے زیادہ قیمتی تھے پس وہ کشتی پر سوار ہو کر کفر نحوم کو لوٹا۔ گدرا کا دیوانہ جا کر دکپلس میں اس بات کا چرچا کرنے لگا کہ یسوع نے اُس کے لئے کیسے بڑے کام کئے ہیں اور سب لوگ تعجب کرتے تھے۔

دو گھنٹوں میں وہ واپس کفر نحوم کے گھاٹ پر پہنچ گئے اور مقدس مرقس کہتا ہے کہ بڑی بھیڑ اُس کے ملنے کو جھیل کے کنارے پر جمع ہو گئی وہ بھیگے چبوترے اور ساحل پر بڑے شوق سے اُس کی خاص کشتی کا انتظار کر رہے تھے۔ گذری رات کے واقعات کی افواہ ضرور اُن کے کانوں تک پہنچی ہوگی چند کشتیاں جو آندھی کی جھپٹ میں آگئی تھیں گھنٹوں پہلے آ پہنچی تھیں اور انہوں نے آندھی کے تھم جانے کا قصہ سنایا ہوگا اُدھر جو کشتیاں صبح کو گدرا سے آئی تھیں انہوں نے گدرا کے دیوانے اور سؤروں کا حال بیان کیا ہوگا اِس لئے وہ بھیڑ جو کنارے پر اُس کی راہ دیکھ رہی تھی جوش سے بھری تھی

جب وہ کشتی پر سے اُترا تو لوگوں نے بڑی تعظیم سے اُس کا استقبال کیا مگر ہجوم کا یہ حال ہے کہ جب وہ چلتا ہے تو خلقت اُس پر گری پڑتی ہے۔ بھیڑ میں ایک آدمی بڑے زور سے بڑھتا ہوا اُس کی تلاش میں آیا وہ رات بھر سخت آندھی کے بیچ بھی مریض کے گھرے ہیں اور جھیل کے کنارے پر اُس کے انتظار میں آتا جاتا رہا۔

"اے اُستاد۔ میری چھوٹی بیٹی مرنے کو ہے۔ تو آکر اپنے ہاتھ اُس پر رکھ تاکہ وہ زندہ رہے"۔

شاید یسوع اس لڑکی کو جانتا ہو گا اُسے بچوں سے واقفیت پیدا کرنے میں دیر نہیں لگتی تھی اور یہ آدمی یائیر عبادت خانے کا سردار تھا جہاں یسوع سبت کے دن وعظ کیا کرتا تھا۔ مقدس مرقس کہتا ہے کہ "وہ اُس کے ساتھ چلا"۔ اور بڑی بھیڑ جو تنگ کوچوں میں کچا کھچ بھری ہوئی تھی اُس کے پیچھے ہو لی اور اُس پر گری پڑتی تھی۔ "ایک عورت جس کے بارہ برس سے خون جاری تھا اور اُس نے بہت حکیموں سے بڑی تکلیف اُٹھائی تھی اور اُسے کچھ فائدہ نہ ہوا تھا بلکہ زیادہ بیمار ہو گئی تھی بھیڑ میں سے اُس کے پیچھے سے آئی اور اُس کی پوشاک کو چھوا"۔

یہ بیان کیسا قدرتی ہے وہ بیچاری عورت شرم اور حیا کے سبب اپنے پوشیدہ مرض کا حال اُسے نہ بتا سکی۔ وہ دل میں کہتی تھی کہ کاش میں چُپ چاپ اُسے چھو لوں۔ مگر وہ ایسا نہ کر سکی یسوع نے فی الفور معلوم کیا کہ مجھ میں سے قوت نکلی ہم نے پیشتر بھی دیکھا ہے کہ جب یسوع کسی بیمار کو اچھا کرتا تھا تو زندگی کی قوت اُس میں نکلتی تھی۔ وہ اپنے کو دے دیتا تھا۔ اُس کے دامن چھو لینے کو خواہ جاہلانہ اعتقاد کا نتیجہ کہو کوئی ناچیز انسان خواہ وہ جاہل یا باطل اعتقاد رکھنے والا ہو اُس کو چھو کر اپنی مراد حاصل کرنے کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ وہ چاہتا تھا کہ اُس عورت کا باطل اعتقاد حقیقی ایمان کے درجے تک پہنچ جائے اُس کی پُر شفقت اور دلکش نگاہ

اُس پر تھی۔ آخر وہ عورت اُس کے آگے گر پڑی اور سارا حال سچ سچ اُسے کہہ سُنایا اور اُس نے اُس سے کہا "بیٹی تیرے ایمان نے تجھے اچھا کیا ہے۔ سلامت جا اور اپنی بیماری سے بچی رہ"۔

یہ چند لمحوں کی رکاوٹ تھی مگر اُس مضطرب باپ کو جس کی بیٹی مرنے کو تھی وہ ایک گھنٹہ معلوم ہوا اگر فی الحقیقت بہت دیر ہو گئی تھی یائر کے ملازم نے اُسکے کان میں کہا "تیری بیٹی مر گئی۔ اب اُستاد کو کیوں تکلیف دیتا ہے؟"

اُس بیچارے باپ کے ساتھ خداوند کی خاموش ہمدردی پر غور کرو سارے عالم کی عاقبت کا بوجھ اُس کے کندھوں پر ہوتے ہوئے اُس کا دل یائر کے لئے رقت سے بھر آتا ہے اور وہ اُس کو کہتا ہے "خوف نہ کر۔ فقط اعتقاد رکھ۔ مجھ پر توکل کرنا نہ چھوڑ"۔ اور وہ اُس کے ساتھ اُس کے گھر کی طرف چلا جاتا ہے۔ ذرا اُس نازک لطیف طبعی کا خیال کرو جس سے اُس نے اُجرتی رونے پیٹنے والوں کو مُردہ لڑکی کے کمرے میں سے نکال دیا اور سوائے پطرس اور یعقوب اور یوحنا اور اُس لڑکی کے ماں باپ کے اور کسی کو اندر آنے نہ دیا۔ پھر دیکھو کہ وہ بچوں کو کیسا پیار کرتا تھا وہ اُس مُردہ لڑکی کے چہرے پر پیار سے ہاتھ پھیر کر کہتا ہے "تلیتا قومی یعنی اے میری لڑکی اُٹھ" اور پھر طبیب کی طرح حافظانہ ہدایت کی کہ اُس لڑکی کو کچھ کھانے کو دیا جائے"۔

اُس رات تھکا ماندہ ہو کر خوشی سے یسوع پطرس کے چھوٹے کمرے میں لیٹ گیا یقیناً اُسکے دل میں یہ خوشگوار خیال ہوگا کہ آج میں نے اُس بیچارے دیوانے اور اُس چھوٹی لڑکی کی ما اور بہت سے خستہ حال مریضوں کو خوش کیا ہے! اسی میں خدا کی خوشی ہے یہی وہ خدا ہے جس کے ساتھ زندگی کی جدوجہد اور اُس کے دکھ اور رنج میں اور موت کی گھڑی اور عدالت کے دن ہمارا واسطہ ہوگا۔ خدا کا شکر ہو۔

اس طور پر کفرنحوم میں ایک دن کے حالات کا قصہ ختم ہوتا ہے۔

دسویں فصل

مُصیبت کا شروع

یسوع کو کفرنحوم میں آئے نو مہینے گذر گئے ہیں۔ یہ خوشی اور خرمی کے ایام تھے جن میں یسوع بیماروں کو شفا بخشتا۔ دلگیروں میں اُمید پیدا کرتا اور ہر کہیں خوشی پھیلاتا تھا۔ وہ روزمرہ کبھی کشتی میں کبھی سادہ خوش دہاتی لوگوں کے ساتھ پہاڑ کے پہلو پر زندگی بسر کرتا تھا۔ وہ اُنہیں خدا کی عجیب دلکش باتیں سُناتا تھا وہ بچوں کی طرح تھے جو زندگی میں نئی نئی خوبیاں دیکھتے تھے کیونکہ وہ جوان ایک دہقانی تھا جو غریب دہقانیوں کے ساتھ شادمانی سے باتیں کرتا تھا۔ گویا اُس کو کسی قسم کا فکر یا پریشانی نہ تھی۔ اُس کے نزدیک افلاس مُصیبت نہ تھی۔ وہ خدا کو اپنے نہایت قریب محسوس کرتا تھا۔ وہ لوگوں کا حوصلہ بڑھاتا تھا اور اُن کو ہدایت کرتا تھا کہ کل کے فکر سے بیکل نہ ہوں۔ اُس کی موجودگی سے خسیس انسانی زندگی کی کایا پلٹ ہو جاتی تھی۔ لوگوں کو دونوں جہان کی خوبصورت زندگی کی رویت نظر آنے لگی تھی۔ اُس کے ساتھ رہنا مسرت کا باعث تھا۔

یسوع کی خدمت میں یہی ایام تھے جن کو گلیلی فسانہ کہہ سکتے ہیں اُس کے شاگرد اُس کی تعظیم کرتے تھے عوام اُس کے مداح تھے۔ وہ سب اُس سے محبت رکھتے تھے اور اُس کی قربت میں مسرور تھے اور وہ اُن کے ساتھ خوش رہتا تھا اِس کے بعد اُس کو کبھی ایسی خوشی حاصل نہ ہوئی۔ فریسی اس کو پسند نہ کرتے تھے شادمانی کا مذہب اُن کی سمجھ میں نہیں آتا تھا اُن کے خیال میں

دیندار آدمی کو افسردہ اور روزے رکھنے والا ہونا ضرور تھا مگر یسوعؔ نے مُسکرا کر اُن سے کہا کہ ہم ایسے خوش ہیں جیسے براتی ہوا کرتے ہیں کیا براتی جب تک دولہا اُن کے ساتھ ہے ماتم کر سکتے ہیں؟" مگر اُس نے بطورِ پیش خبری کے یہ بھی کہا کہ "وہ دن آئینگے کہ دولہا اُن سے جُدا کیا جائیگا"۔ ہاں وہ دن آنے والے تھے۔ وہ دن آئینگے جب بے تحت دل تحلیل سے کے خوش اور بھلے ایام کو بگاڑ دینگے۔

اب یسوعؔ کی زندگی اُس فیصلہ کُن موقع پر آپہنچی ہے جہاں سے ہم مخالفت کے اُٹھتے ہوئے طوفان کی گڑگڑاہٹ کی آواز سُن سکتے ہیں اور اُن ایام کی پریشان حال صبح کو دیکھ سکتے ہیں جب دولہا اُن سے جُدا کیا جائے گا۔

اِس کے خفیف آثار ابھی سے نمودار ہونے شروع ہو گئے تھے ہم دیکھتے ہیں کہ اُس پر انقلاب پسند ہونے کا شبہ کیا جاتا تھا اور اُسے اپنے آپ کو اُن کے حملوں سے بچانا پڑتا تھا۔ "یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں"۔ اُس مفلوج کو اچھا کرتے وقت جس کی چارپائی کو لوگوں نے چھت اُدھیڑ کر نیچے لٹکا دیا تھا اُس نے اختیار سے ساتھ اُس کے گناہ معاف کرنے سے فریسیوں کے احساس کو ٹھکرا دیا اور اُن کو غصہ دلایا۔ پھر وہ ہر قسم کے ناپسندیدہ لوگوں کے ساتھ زیادہ دوستانہ ربط و ضبط رکھتا تھا جسے قواعد کے سخت پابند مذہب پرست لوگ پسند نہیں کرتے تھے۔ اُس نے ایک حقیر محصول لینے والے کو اپنا شاگرد بنا کر سخت ناراضی پیدا کر دی تھی بعض کینہ پرور اُسے طعنہ مارتے اور کھاؤ اور شرابی اور محصول لینے والوں اور گنہگاروں کا دوست کہہ کر بُرا بھلا کہتے تھے مگر ہنوز یہ خفیف

باتیں تھیں جن کی عوام کے ہر ایک پیشوا کو توقع رکھنی چاہئے۔

اب دفعتاً ایک نئی تبدیلی واقع ہوگئی جس کی کسی کو امید نہ تھی۔ کفرنحوم میں اچانک بلاوجہ برملا طور پر مخالفت شروع ہوگئی۔ اُس پر علانیہ الزام لگایا گیا کہ وہ سبت کو توڑنے والا انقلاب پسند اور بے دین آدمی ہے۔ وہ بدعتی ہے اور مذہبی فرقہ کا بدخواہ۔ وہ روزے نہیں رکھتا۔ وہ ابلیس کی مدد سے معجزے دکھاتا ہے اور کہ وہ بدروحوں کے سردار بعل زبول کی مدد سے بدروحوں کو نکالتا ہے" اِن کینہ ور لوگوں کے تلخ رویہ پر افسوس ہے جن کے باعث گلیل کے روشن ایام پر بادل چھاگیا۔

اگر ہم فقط پہلی تین اناجیل کو پڑھیں جن میں کفرنحوم کا یہ بیان مندرج ہے تو اس ناگاہ مخالفت کی اصلیت کا حال سمجھ میں آنا مشکل ہے مگر ان اناجیل کے بہت عرصہ بعد مقدس یوحنا نے اپنی یادداشتیں قلمبند کیں جن سے اُن پہلے بیانات کی رخنہ پُری ہوگئی۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اغلباً اس مخالفت کی کیا وجہ ہوگی۔ مقدس یوحنا کی انجیل کے پانچویں باب میں ایک واقعہ کا ذکر ہے جو معلوم ہوتا ہے کہ کفرنحوم کے ابتدائی حالات سے متعلق ہے۔ اُس میں مرقوم ہے کہ یہودیوں کی ایک عید[۱] پر یسوع یروشلیم کو گیا۔ یہ ایک بالکل نئی بات ہے کہ کفرنحوم کے قصے میں یروشلیم میں جانے کی طرف کوئی اشارہ نہیں پایا جاتا۔ اغلباً مقدس یوحنا اُس عید پر یروشلیم میں تھا چنانچہ وہ اس غرض سے وہاں

۱؎ کاش مقدس یوحنا اس عید کا نام بتادیتا۔ اس سے بہت جھگڑے طے ہوجاتے۔ یسوع کی زندگی کے حالات کی صحیح تاریخ کے لحاظ سے یہ سوال ضروری ہے مگر چونکہ اس مسئلہ میں قطعی فیصلہ نہیں ہوا اس لئے یہاں اس پر بحث نہیں کی جائیگی۔

اکثر جایا کرتا تھا کہ یہودی مچھوؤں کے ساتھ مچھلیوں کی تجارت کے متعلق انتظام کرے۔

مقدس یوحنا کہتا ہے کہ یروشلیم میں بھیڑ دروازے کے پاس ایک حوض ہے جو عبرانی میں بیت حسدا کہلاتا ہے اور اس کے پانچ برآمدے ہیں۔ ان میں بہت سے بیمار اور اندھے اور لنگڑے اور پژمردہ لوگ پڑے تھے جو پانی کے ہلنے کے منتظر رہتے تھے۔ یسوع کھڑا غور سے اُن کی طرف دیکھتا ہے۔ اُس کی توجہ خاص طور سے ایک مفلوج کی طرف کھینچی گئی جو اڑتیس برس سے مرض میں مبتلا تھا۔ مہینوں سے وہ حوض کے کنارے پڑا تھا اور ہر روز مریضوں کے ناگوار قصے سُنتا اور روز مرّہ مایوس ہوتا جاتا تھا۔ دفعتاً اُس نے دیکھا کہ ایک شخص شفقت آمیز ہاتھ اُس کے کندھے پر رکھ کر اُس سے پوچھ رہا ہے کہ "کیا تم شفایاب ہونا چاہتے ہو؟" "اے صاحب مجھے کچھ اُمید نہیں میرے پاس کوئی دوست نہیں کہ جب پانی ہلایا جائے تو مجھے حوض میں اُتار دے۔ بلکہ میرے پہنچتے پہنچتے دوسرا مجھ سے پہلے اُتر پڑتا ہے"۔

"اُٹھ۔ اور اپنی چارپائی اُٹھا کر چل پھر"۔

"وہ شخص فوراً تندرست ہوگیا۔ اور اپنی چارپائی اُٹھا کر چلنے پھرنے لگا۔ وہ سبت کا دن تھا"۔

آیندہ بیان سے اِس کا مطلب سمجھ میں آتا ہے یہودیوں نے اُس سے کہا "آج سبت کا دن ہے۔ تجھے چارپائی اُٹھانی روا نہیں" مگر اُس نے جواب دیا "جس نے مجھے تندرست کیا اُس نے مجھے فرمایا کہ اپنی چارپائی اُٹھا کر چل پھر"۔

اب ذرا اُن کے جواب پر غور کرو۔ وہ نہیں پوچھتے کہ وہ کون ہے

جس نے تیرے سخت دُکھ درد میں تیرے ساتھ ایسا مبارک اور عجیب سلوک کیا۔ بلکہ کہ وہ کون آدمی ہے جس نے تجھ سے کہا کہ اپنی چارپائی اُٹھا کر چل پھر؟ اس سوال کی رُوح پر غور کرو۔ یہ مذہبی عقاید کے عین مطابق اور درست اور سبت کے قواعد کے لحاظ سے دینداری کا سوال تھا مگر اس میں مذہب کو ہرگز دخل نہ تھا اس لئے کہ مذہب کا جوہر محبت ہے یعنی محبت خدا سے اور انسان سے غیر مذاہب کا آدمی جو محبت بھرا دل رکھتا ہے خدا کی نظر میں اُس کلیسیائی ممبر سے جو مذہب کا پابند مگر ایسے دل سے خالی ہے بدرجہا اعلیٰ پایہ پر ہے۔ محض صحیح الاعتقادی بغیر محبت کے تعصب کی علامت ہے اور تعصب مذہب کی آڑ میں حسد اور عیب جوئی اور بد مزاجی کے ہم پلہ ہے۔ یسوع کو تعصب کا بہت سا مقابلہ کرنا پڑتا تھا اور وہ ہر دفعہ اُس سے نفرت کرتا اُس کی قلعی کھولتا اور اُسے پامال کرتا تھا۔ "وہ کون شخص ہے جس نے تجھ سے کہا کہ چارپائی اُٹھا کر چل پھر؟" مگر وہ نہ جانتا تھا کیونکہ یسوع بھیڑ کے سبب وہاں سے ٹل گیا تھا۔ اس کے بعد یسوع اُسے ہیکل میں ملا۔ یہ ملنے کا کیسا اچھا موقع تھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خدا کی شکر گذاری کر رہا تھا اور جب وہ جدا ہونے لگے تو یسوع نے اُس سے کہا "دیکھ تو تندرست ہو گیا ہے پھر گناہ نہ کرنا ایسا نہ ہو کہ تجھ پر اس سے بھی زیادہ آفت آئے۔"

اُس شخص نے یہودیوں سے کہا کہ جس نے مجھے تندرست کیا وہ یسوع ہے۔ اس لئے یہودی یسوع کو ستانے لگے کیونکہ وہ ایسے کام سبت کے دن کرتا تھا۔ لیکن یسوع نے اُن سے کہا کہ "میرا باپ ہمیشہ نیکی کے کام کرتا ہے خواہ سبت ہو یا نہ ہو۔ میرا باپ اب تک کام کرتا ہے اور میں بھی کام کرتا ہوں۔" اس سبب سے یہودی اور بھی زیادہ اُس کے قتل کرنے کی کوشش

کرنے لگے کہ وہ نہ فقط سبت کا حکم توڑتا بلکہ خدا کو خاص اپنا باپ کہہ کر اپنے آپ کو خدا کے برابر بناتا تھا۔"

وہ فی الواقع "اُس کے قتل کرنے کی کوشش کرنے لگے۔" اُس ہفتے میں وہ اپنے تعصب کے جوش میں کلوری کا واقعہ پیش از وقت ظہور میں لے آتے اور ابن اللہ کو اُس کے وقت سے ایک سال پیشتر قتل کر ڈالتے۔ یہ تھوڑے عرصہ کے لئے یروشلیم میں جانا اُس کی زندگی کا ایک نازک وقت تھا یعنی اب سے حالات کی رَو اُس کے خلاف چلنے لگی۔ اگر کفرنحوم کے واقعات کے مؤرخ اُس کے اِس یروشلیم میں جانے کا حال ہمیں بتا دیتے تو اُس کے واپس آنے پر اُس کے رویہ کی تبدیلی سے ہمیں حیرت نہ ہوتی۔ یروشلیم کے فقیہوں کی خبر اور بلاشبہ یروشلیم کے جاسوس اُس کے پیچھے پیچھے کفرنحوم تک آ پہنچے۔

کفرنحوم میں وہ خوشی کا سماں پھر نہ آیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اُس کے لوٹ آنے پر یروشلیم کے جاسوس گلیل کے کنارے پر اُس کا پیچھا کرتے تھے اور خفیہ طور پر اُس کے حالات دریافت کرتے اور یروشلیم میں خبریں پہنچا کر اُس کے خلاف غصہ بھڑکاتے تھے۔ اِس طور پر اُس کے وطن میں دو فریق ہو گئے یعنی فقیہوں اور فریسیوں کے پیرو جو فساد برپا کرنے پر آمادہ تھے اور بھیڑ جو اُس کے پیچھے ہو لیتی تھی اور اُس کی مداح اور حامی تھی گو وہ کسی حد تک اوروں کے مشتبہ رویہ سے متاثر ضرور تھی۔

یروشلیم میں اُس کے آنے سے اُس کی مخالفت صاف طور پر شروع ہو گئی جس نے آخر تک اُس کا پیچھا نہ چھوڑا۔ وہ لوگ ابھی سے اُس کے قتل کے درپے تھے۔ ہمیں ابھی سے کوہ کلوری فاصلہ پر نظر آنے لگا ہے

مقدس مرقس یروشلیم سے اُس کے کفرنحوم میں واپس آنے پر ایک اور واقعہ کا بیان کرتا ہے۔ یسوع اپنے شاگردوں کے ساتھ سبت کے دن کھیتوں میں شاید عبادت خانے کو جا رہا تھا کسی وجہ سے اُن کو بھوک لگی ہوئی؟ انہوں نے ابھی کھانا نہیں کھایا تھا۔ مقدس متی اِس پر خاص طور سے زور دیتا ہے۔ شاگرد بالیں توڑ توڑ کر اور ہاتھوں سے مل مل کر کھاتے جا رہے تھے مخالف فریق کے چند آدمی انہیں رستے میں مل گئے اور اُن کے اُستاد سے یوں ہمکلام ہوئے "دیکھ تیرے شاگرد وہ کام کرتے ہیں جو سبت کے دن کرنا روا نہیں"۔

اِس میں کیا بُرائی تھی؟ وہ یسوع سے خفگی سے کیوں مخاطب ہوئے؟ یقیناً اِس وجہ سے کہ غلاموں اور کھیت کے مزدوروں کی خاطر خدا کی شریعت میں سبت کے دن داوُنا اور پھٹکنا منع تھا اور ان خدا پرست لوگوں نے فتویٰ دیا تھا کہ بالوں کو ہاتھوں سے ملنا بمنزلہ داوُنے کے ہے اور چھلکوں کو پھونک کر اُڑانا پھٹکنا ہے۔ ہمارے لئے اِس قسم کی بیہودہ ہٹ دھرمی مضحکہ خیز ہے اِس لئے کہ یہ ہماری اپنی ہٹ دھرمی نہیں ہے۔ اِن لوگوں کے لئے اِس میں کوئی کھیل تماشے کی بات نہ تھی وہ نہایت سنجیدگی سے اِسے مانتے تھے متعصب آدمی اپنے آپ کو ہمیشہ راستی پر سمجھتا ہے وہ اِس درجہ تک مذاق سے خالی ہوتا ہے کہ اُس کو اپنے اعتقاد پر ہنسی نہیں آتی جب کوئی ہم سے کہتا ہے کہ کسی بات کے باعث مذہب خطرے میں ہے اور ہمارے ایمان کے کسی مسئلہ پر اُس کا اثر پڑے گا تو ہم بھی خفیف باتوں کے بارے میں ملامت کو ویسا ہی ضروری سمجھتے ہیں جیسا اُن لوگوں نے بالوں کو ہاتھوں سے ملنے کے متعلق سمجھا۔ اِس لئے ہمیں باتیں بنانا نہیں چاہئیے۔

ہمدردی کی شرح اور مذاق کے صحیح احساس سے یہودی اور مسیحی کلیسیا کے درمیان بہت سی دقت رفع ہو جاتی۔

مسیح کے صبر پر غور کرو۔ ہر دوسرا کا مالک ایسا پست ہو جاتا ہے کہ اس قسم کی حماقت کے خلاف دلائل پیش کرنے تک انکسار اختیار کر لیتا ہے وہ احمقوں کے ساتھ ہمیشہ صبر سے پیش آسکتا تھا بشرطیکہ حماقت کے در پردہ کینہ وری نہ ہو آئندہ ایام میں اس کو یہی باتیں برداشت کرنی پڑیں۔ اس کے ساتھ ہمدردی کرنے کی کوشش کرو۔ غور کرو کہ ابن اللہ نے بنی آدم کی نجات کی خاطر کیسی بے قدری کی خدمت اختیار کی۔

شفقت اور صبر کے ساتھ وہ ان لوگوں کے درجہ تک پست ہوتا ہے اور ان سے ایسے طور پر دلیل کرتا ہے جیسا ہم چھوٹے بچوں کے ساتھ کیا کرتے ہیں۔ "سبت کے متعلق تمہارے خیالات سراسر باپ کے مقصد کے خلاف ہیں سبت آدمی کے واسطے بنا ہے نہ آدمی سبت کے واسطے"۔

معلوم ہوتا ہے کہ اگلے سبت کے روز فقیہوں اور فریسیوں نے اسکے لئے پھندا لگایا کہ اسے لوگوں کے آگے برملا غلط ثابت کریں جب مسیح صبح کے وقت عبادت خانے میں گیا وہاں ایک آدمی تھا جس کا ہاتھ سوکھا ہوا تھا اور وہ اس کی تاک میں تھے کہ وہ اسے سبت کے دن اچھا کریگا یا نہیں۔ بظاہر انہوں نے یہ تجویز پہلے سے ٹھانی تھی۔ ان کا رویہ کیسا بدل گیا تھا جب وہ کفر نحوم کے اس عبادت خانے میں پہلی دفعہ گیا اور سبت کے دن ایک آدمی کو جس میں ناپاک روح تھی علانیہ اچھا کیا تو لوگوں نے حیرت اور خوشی کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا۔ نہ وہ اس کی تاک میں تھے

اور نہ انہوں نے بحث کی۔

یسوع نے اُس آدمی کی طرف دیکھا جس کا ہاتھ سُوکھا ہوُا تھا اور جس کی آنکھوں سے قابلِ رحم التجا ٹپک رہی تھی۔ روایت ہے کہ اُس آدمی نے یسوع سے درخواست کی کہ "مَیں معمار ہوں اور ہاتھوں سے محنت کرکے گذارہ کرتا ہوں۔ اے یسوع! مَیں تیری منت کرتا ہوں مجھے تندرست کردے تاکہ مجھے بھیک مانگنے کی شرم نہ اُٹھانی پڑے" اور وہ اُس کی تاک میں تھے کہ وہ سبت کو توڑتا ہے یا نہیں۔ اُن لوگوں کی سخت دلی پر اُسے طیش آیا۔ اُس نے اُن کی طرف غصہ سے نظر کرکے اُن کے شبہات کا یوں جواب دیا کہ اُس آدمی سے کہا "بیچ میں کھڑا ہو" اور پھر اُس نے اَوروں سے کہا "سبت کے دن نیکی کرنی روا ہے یا بدی کرنی (یعنی نیکی کو بغیر کئے رہنے دینا؟) تم میں ایسا کون ہے جس کی ایک ہی بھیڑ ہو اور وہ سبت کے دن گڑھے میں گر جائے تو وہ اُسے پکڑ کر نہ نکالے؟ کیا آدمی کی قدر بھیڑ سے بہت زیادہ نہیں؟" اور وہ خاموش ہو گئے۔ جماعت کے لوگ دِل ہی دِل میں جوش سے بھر کر اس بحث کو سُنتے رہے تب اُس نے اُس آدمی سے کہا "اپنا ہاتھ بڑھا" اور اُس کا ہاتھ دوسرے ہاتھ کی طرح درست ہو گیا۔

یہ معجزہ اُن کے خلاف ناقابلِ تردید دلیل معلوم ہوتی ہے مگر اُن متعصب لوگوں کو اس میں کوئی ہمدردی یا خوشی نہ تھی۔ تعصب بھرا دل اپنے سوا کسی کو راستی پر نہیں سمجھتا کوئی اُسے دلائل سے قائل نہیں کرسکتا جب اُسے نُور دکھاؤ تو وہ اُسے تاریکی کہیگا اگر ثبوت دو تو وہ اُس کی تشریح کرکے اُسے رد کردیگا۔ کیا اِس سے بڑھ کر اسکی کوئی مثال ہو سکتی ہے جو اِن فقیہوں اور فریسیوں کی یسوع سے مخالفت میں پائی جاتی ہے؟ یہاں تک کہ وہ اُسکے عظیم الشان

معجزات کی نسبت کہتے تھے کہ وہ اُنہیں شیطان کے ساتھ سازباز کے ذریعہ سے دکھاتا ہے۔ وہ بدرُوحوں کے سردار بعلزبول کی مدد سے بدرُوحوں کو نکالتا ہے یعنی نور کے خلاف سرکشی گناہ ہے۔ یسوع کہتا ہے کہ یہی رُوح القدس کے خلاف گناہ ہے جو کبھی معاف نہ کیا جائے گا اس لئے کہ جو کوئی خدا کے نُور کو دیکھ کر ضد سے باوجود اپنے کانشنس کی آواز کے اُسے رد کر دیتا اور اپنے تئیں اندھا بنالیتا ہے وہ گویا اپنی رُوحانی آنکھ پر پردہ ڈال لیتا ہے۔ اِن لوگوں نے اپنے کانشنس کے خلاف نُور کو رد کیا۔ سخت تعصب کے سبب سے اُنہوں نے اُسے تاریکی کہا اور آخرکار کلوری پر اُسے بجھا دینے کی کوشش کی اُس بیچارے بیمار پر ترس کھا کر یسوع نے اُن کے اعتراض کے مقابلہ میں سبت کو توڑا اور اپنے معجزے سے اُنہیں برملا چپ کرا دیا۔ وہ آپے سے باہر ہو کر اُس کے خلاف مشورہ کرنے لگے کہ اُسے کس طرح ہلاک کریں چند ہفتے پیشتر اُن کے یروشلیم میں رہنے والے رفیقوں نے بھی ایسی ہی تجویز کی تھی۔ وہ اُسے ضرور قتل کر ڈالتے اگر عوام اُس کو اُن کے ہاتھ سے نہ بچالیتے۔ ایسے اوقات پر ہم اپنے ابنائے جنس سے شرم کھاتے ہیں۔

اُس کے خلاف فقط یہی الزام نہ تھے۔ سبت کا سوال اِس جھگڑے کا خفیف سا حصہ تھا۔ اِس سارے معاملہ کو سمجھنے کی کوشش کرو۔

ابن اللہ زمین پر آیا تا کہ مذہب کو صحیح بُنیاد پر قائم کرے اور جو باتیں اُس کے مُلہم نبی مدت پیشتر سکھانے کی کوشش کرتے رہے تھے اُن کو ناطق طور پر پیش کرے یعنی یہ کہ مذہب چھوٹے چھوٹے ظاہری قواعد اور پابندیوں کا مجموعہ نہیں بلکہ راستبازی اور محبت ہے۔ اور کہ بنی آدم غلام نہیں بلکہ اُس باپ کے فرزند ہیں جو اُن کی محبت کی حاجت اور تمنا رکھتا ہے۔

یہودیت کی بڑی غلطی یہ تھی کہ وہ اِس محبت کے عوض ظاہری رسوم اور پابندیوں پر زور دیتی تھی۔ ذرا اُس مذہب کو دیکھو جو یسوع نے اُس قوم میں پایا جس نے خدا کو انسان کے سامنے پیش کرنا تھا۔ ہفتہ میں دو بار روزہ رکھنا دینداری کا نشان تھا۔ علانیہ خیرات دینی سخاوت سمجھی جاتی تھی۔ تعویذ باندھنا اور راستوں پر بطورِ رسم دُعا مانگنی عبادت متصور ہوتی تھی۔ محصول لینے والوں سے نفرت گنہگاروں سے پرہیز اور غیر قوم والوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنا خدا پرستی کی علامت تھی۔ سبت مرکزی معیار تھا۔ سب چھوٹے چھوٹے غلامانہ قواعد جو فقیہوں نے سبت کے متعلق بنا رکھے تھے مذہب کے بڑے مطالبات تھے۔

تم قیاس کر سکتے ہو کہ یسوع خدا کی نسبت ایسی مکروہ غلط بیانی سے کیسی نفرت کرتا ہوگا۔ اُس نے اُن اندھے راہ دکھانے والوں اور اُن کے اوچھے چھوٹے قاعدوں پر ملامت کی۔ اُس نے بار بار اُن کے سبت کو توڑا۔ میرے خیال میں بعض اوقات اُس نے سبت کے توڑنے کے لئے غیر معمولی طریق اختیار کیا۔ تاکہ اُنکے باطل خیالوں پر اُنہیں سرزنش کرے اور خدا کے مقصد کو واضح کرے "سبت آدمی کے واسطے بنا ہے نہ آدمی سبت کے واسطے"۔

سبت کا سوال تمام بحث کی ایک اچھی مثال ہے۔ اُس نے کہا کہ سبت آدمی کے واسطے اور اُس کی خوشی اور اعلیٰ ترین فائدہ کے لئے بنا ہے۔ پُرانے عہد نامے کے مختلف مقامات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سبت کے ہمیشہ دو اصولی مقصد تھے یعنی انسان کے لئے ضرور تھا کہ کام سے تعطیل منائے اور اِس اپنے آرام کے دن پر خداوند میں شادمان ہو

آرام اور عبادت یہ خدا کا اپنے بچوں کے لئے پُرشفقت قانون ہے۔

(۱) ہفتہ وار تعطیل کا مدعا یہ تھا کہ وہ آرام کریں۔ تر و تازہ اور خوش و خرم ہوں۔ خدا نے مرد اور عورت سے جو کام میں مشغول ہوں بچوں سے جو مدرسہ میں تعلیم پاتے ہوں۔ غلام سے اُس کی زنجیروں کے بند میں اور جُوئے کے تلے کے حیوان سے کہا آرام کرو اور زندگی کا لطف اٹھاؤ اور سات دن میں ایک روز خوشی سے بسر کرو۔ بعض یہودی خود کام کرنا اور اپنے غلاموں اور چوپایوں سے کام لینا زیادہ پسند کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ کب سبت ختم ہو کہ ہم خرید و فروخت کریں اور نفع کمائیں مگر خدا اُن کو اجازت نہیں دیتا تھا کہ وہ اپنی تعطیل کو خراب کریں۔ تُو اور تیرا غلام اور تیری لونڈی اور تیرا بیل اور تیرا گدھا سب چھٹی منائیں۔ سبت آدمی کے واسطے بنا ہے۔

(۲) وہ مکمل آدمی کے واسطے تھا نہ فقط اُس کے جسم کے واسطے جو تھک جاتا ہے۔ آدمی اپنے جسم سے بڑھ کر ہے وہ "میں" یا خود اپنی شخصیت ہے یعنی وہ انسان جو خدا کی نظر کے سامنے موجود ہے اور خدا کے ساتھ رابطہ پیدا کرتا ہے اور جس کے مقدر میں اس زندگی کے بعد ابدیت میں رہنا ہے محض عارضی جسم سے جس کے ذریعہ وہ اپنا اظہار کرتا ہے بہت زیادہ ہے پس جب باپ نے انسان کی اعلیٰ ترین بہبودی کا خیال کیا اُس سے نہ فقط یہ کہا کہ الگ جا کر آرام کرو بلکہ یہ کہ میرے ساتھ الگ آ کر ذرا آرام کرو۔ اپنی تعطیل پر خوشی مناؤ مگر خداوند میں۔ اعلیٰ خیالات سوچو اپنی روح کو بڑھنے کا موقع دو۔ خدا کے پُر محبت مقصد کو جو تمہارے دُنیاوی اور ابدی فائدہ کے لئے ہے یاد کیا کرو۔

یہی وہ خدا کی عمدہ نعمت یعنی وہ سبت تھا جو انسان کے لئے بنا تھا خلقت کے بیان میں دیکھو کہ خدا اس سبت پر نظر کر کے جسے اُس نے بنایا تھا فرماتا ہے کہ وہ بہت اچھا ہے۔

اب صبر کرنے والے مسیح میں جو اناج کے کھیت میں سے جا رہا تھا خدا کو دیکھو جو اُس سبت کو جسے انسان نے بگاڑ دیا تھا دیکھتا ہے کہ وہ کیسا بُرا ہے یہودیوں کے مذہب پرست لوگوں نے خدا کی تعطیل کو بگاڑ کر اس میں سے خوشی کو نکال ڈالا تھا اور اُس کو غصہ دلانے والے قواعد اور پابندیوں کے نیچے ڈھانپ دیا تھا جن کی تعمیل سے کام کی نسبت زیادہ ماندگی پیدا ہوتی تھی شفا دینے والے کو ہمدردی کا کام کرنا نہیں چاہئے صحت یاب اپاہج کو اپنا بستر اُٹھانا روا نہیں کوئی چند قدم سے زیادہ چلنا جائز نہیں عورت کو اپنے کپڑوں میں سوئی رکھنی نہیں چاہئے شاگردوں کو ہاتھوں میں بالیں مَلنی نہیں چاہئیں ایسا نہ ہو کہ وہ سزا کے فتویٰ کے نیچے آجائیں ان کے خیال کے بموجب خدا ایک غیور اور غصہ دلانے والا حاکم ہے اور انسان اس سبت کی تعطیل کا ایسا غلام ہے کہ اُس کا ناک میں دم ہو رہا ہے اور جب یسوع نے آسمانی ہوا کے جھونکے سے ان کے چھوٹے چھوٹے کتابی قواعد کی دھجیاں اُڑانی شروع کر دیں تو انہوں نے مشورہ کیا کہ اُسے قتل کر دیں اور اس سبت کے توڑنے والے پر خدا کے نام سے لعنت بھیجی۔

یسوع کا جو رویہ ان یہودیوں کی طرف تھا اُس کے بارے میں غلطی نہیں کھانی چاہئے کیونکہ وہ خدا کا رویہ ہے اُن کی بابت انصاف سے رائے قائم کرو اور یقین جانو کہ یسوع نے بھی ایسا ہی کیا۔

کیا کوئی سمجھتا ہے کہ یسوع کسی بے ریا آدمی کو جو خلوص دل سے اُس سے سوال پوچھتا یا اُس کی مخالفت کرتا تھا اس وجہ سے کہ اُس کی تعلیم باغیانہ معلوم ہوتی تھی ملزم ٹھہرائے گا؟ ہرگز نہیں۔ یہ بے انصافی کا عمل ہوگا کیونکہ وہ اُن کی نظر میں محض ایک نیا اُستاد تھا وہ اُس کی الوہیت کے قائل نہ تھے۔ کیا کوئی سمجھتا ہے کہ وہ ایک پُرمحبت دل والے آدمی کو جو خدا کے لئے غیرتمند ہو کر سبت کے بارے میں غلط خیال رکھتا تھا ملعون ٹھہرائیگا؟ ہرگز نہیں۔ وہ محبت اور ہمدردی سے اُسے راہِ راست پر لائیگا اور اُسے برکت دیگا۔

یہ بات دل پر نقش کر لینی چاہئے کہ جب خدا کسی کو قصوروار ٹھہراتا ہے تو اُن شبہات اور غلطیوں کے لئے نہیں جو خلوص دل کا نتیجہ ہیں بلکہ انسانی دل کی کھری اخلاقی برائی کے لئے ملزم قرار دیتا ہے۔ یہ اُن آدمیوں کا خبثِ باطن اور بےمحبت دل تھا جو اُنہیں ملزم ٹھہراتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جب وہ الوہیت دیکھتے تھے تو اُسے تسلیم نہیں کرتے تھے۔ بےمحبت دل کبھی خدا کو جان نہیں سکتا۔ رسول کہتا ہے کہ "جو محبت نہیں رکھتا وہ خدا کو نہیں جانتا۔ جو محبت رکھتا ہے وہ خدا کی طرف جا رہا ہے۔ تم جس قدر محبت کسی سے مثلاً اپنی جورو یا خاوند یا بچے یا دوست بلکہ اپنے گناہ سے رکھتے ہو اُسی قدر تمہارے لئے اپنے باپ کے گھر وہ دل کی طرف لوٹ کر جانے کا امکان ہے۔ بےمحبت دل رکھنا گناہ کی بُنیاد ہے۔ مسیح کی تقریر میں نہ شرابخوری نہ ناپاکی نہ اور کوئی گناہ اِسکے مقابلہ کا ہو سکتا ہے۔ "محصول لینے والے اور کسبیاں تم سے پہلے خدا کی بادشاہت میں داخل ہوتی ہیں"۔

بلا محبت دل ہر ایک خوشی کو برباد کر دیتا ہے اُس نے گلیل میں یسوع کی خوشی کو بھی بگاڑ دیا۔ اپنی زندگی کے آخری دم تک وہ خوشی اُسے پھر نصیب نہ ہوگی جو کفرنحوم کے ابتدائی ایام میں تھی ✦

گیارھویں فصل

خدا کی بادشاہت

آخر کار ایک ایسا دن آیا جو کفرنحوم کے حالات میں بلکہ دُنیا کی تواریخ میں قابلِ یادگار دن تھا اُس روز یسوع خدا کی بادشاہت کی مستقل بنیاد زمین پر قائم کرنے لگا وہ مہینوں سے اُس کی تیاری کرتا رہا تھا۔ پُر اخلاص لوگوں کی بڑی بھاری بھیڑ اُس کے پیچھے پیچھے چلتی تھی۔ شہر شہر سے شاگرد اُس کے پاس آتے تھے مگر یہ سب ایک واحد آدمی کا کام تھا جو ایک اکیلی جان پر منحصر تھا جس کو رفتہ رفتہ بڑھتی ہوئی مخالفت کا اندیشہ تھا بلکہ اُس کے مار ڈالنے کی سازشیں شروع ہو رہی تھیں۔ اُسے معلوم تھا کہ اُس کی موت قریب ہے۔ اب وہ وقت آگیا تھا کہ اُس کی بادشاہت کی مستقل بنیادیں ڈالی جائیں۔

یہاں اِس قصہ کے سلسلہ کو چھوڑ کر اُس بادشاہت پر غور کرینگے۔

تواریخ کے مطالعہ کرنے والوں سے دریافت کرو کہ وہ کون اشخاص ہیں جنہوں نے بڑی بڑی باتوں کی تحریک کی ہے؟ یعنی ایسی باتوں کی جو پاک اور باعثِ فخر اور دلکش اور تعریف کے قابل اور دُنیا کی تواریخ میں اعلیٰ درجہ کی سمجھی جاتی ہیں۔ بالاتفاق اُن کا جواب یہ ہوگا کہ یہ وہ اشخاص ہیں جن کے سر پر ایک ہی خیال سوار تھا جو ایک اعلیٰ تصوّر کی دُھن میں لگے رہتے تھے۔ جو رویا اور خواب دیکھا کرتے تھے جو محنتی اور دُکھ تکلیف کی برداشت کرنے والے تھے اور جنہوں نے اپنے تصوّرات کو عملی جامہ پہنانے کی خاطر شاید

موت بھی گوارا کی اور دُنیا کو زندگی بسر کرنے کے لئے ایک بہتر جگہ بنا گئے۔

یہ سچ ہے۔ وسیع رویت دیکھنے والے سرگرم لوگ ہی ہر زمانہ میں بنی آدم کو اعلیٰ پایہ پر سرفراز کرنے کے لئے پیشرو ہوئے ہیں۔ مگر اناجیل کا یہ قصّہ ہمیں سکھاتا ہے کہ اُن کی سب رویتیں اُس عظیم رویا کے محض ریزے اور عکس ہیں جو دو ہزار برس گزرے آسمان سے لائی گئی کہ ان دُھن والے آدمیوں کے پس پشت وہ دُھن والوں کا اُستاد ہے جس نے اپنی رویا اور خواب بڑھئی کے کارخانے میں دیکھنے شروع کئے اور پھر وہاں سے نکل کر انہیں عوام کے سامنے پیش کرنے لگا اور انہیں عملی حقائق بنانے کے لئے کام کرتا اور دُکھ اُٹھاتا رہا اور موت گوارا کی۔

مَیں ایک ہی دُھن کے پکّے اشخاص میں سے چند ایک کا خیال کر رہا ہوں جن سے میری واقفیت اور محبت تھی۔ انہوں نے انسان کے فائدے کے لئے کیسی سرگرم تدبیریں کیں بعض بُت پرستوں میں مشن قائم کرنے بعض پرہیزگاری کی ترقی بعض غریبوں کے لئے مناسب مکان مہیا کرنے یا شہر کے بچوں کے لئے کھیل کی جگہ یا عمر رسیدہ لوگوں کے لئے پنشن کا انتظام کرنے کی لو میں لگے ہوئے تھے۔ میرا ایک دوست جو اب انتقال کر گیا ہے اپنے شہر کے بیکس لوگوں خصوصاً رذیل لوگوں کے محلہ میں رہنے والے بچوں کے لئے اس قدر جوش سے بھرا تھا کہ ہر ایک گفتگو کے بعد وہ دلسوزی سے اسی مضمون کا چرچا کرتا تھا۔ وہ سادہ اور فروتن آدمی تھا مگر اپنے تصور پر ایسی ثابت قدمی سے قائم تھا کہ ہم میں سے اُس شہر کے رہنے والوں کے ایک فریق کو مجبور کیا کہ ایک نہایت مفید سوشل سروس یونین کی بنیاد ڈالیں۔ سچ تو یوں ہے کہ اگر تم ان سرگرم دُھن والوں کو دُنیا سے خارج کر دو تو یہ ایک بے معنی دُنیا

ہو جائیگی۔

میں نہایت تعظیم کے ساتھ کہتا ہوں کہ ایسے سرگرم دُھن والوں کو دیکھ کر مجھے دُور سے اپنے خداوند کا خیال پیدا ہوتا ہے کیا تم نے کبھی اُس کے مرکزی پُرجوش ولولہ یعنے اُس خاص مضمون پر غور کیا جو اُس کے دل کے اندر ہر وقت موجود تھا کہ (ہم بڑے ادب سے کہتے ہیں) وہ اُس کا چرچا کئے بغیر نہ رہ سکتا تھا؟

وہ کیا ولولہ تھا؟ ذرا سوچ کر جواب دو۔ وہ اُس کی ساری تعلیم کا مرکز تھا وہ ایک ایسی رویت تھی جو دُنیا کی انتہا تک اُس کی نظر کے سامنے تھی۔ وہ اُس کے پہلے ہی وعظ کا مضمون تھا اپنے جی اُٹھنے کے بعد اُس کی آخری تعلیم اُسی کے متعلق تھی۔ بارہ رسول اُسی کے بارے میں سکھانے کے لئے بھیجے گئے تھے۔ ستر شاگردوں کی منادی کا وہی مضمون تھا۔ اُس کی ساری تعلیم کا مرجع وہی تھا۔ اُس کی ہر ایک تمثیل اُسی کی تشریح تھی۔ اگر کسی کلید الکتاب کا غور سے مطالعہ کرو تو قریب سو مرتبہ اناجیل میں اُس کا ذکر پاؤگے۔

جیسا کہ میں ابھی کہہ چکا ہوں ہر ایک جلیل القدر انسانی اُستاد جس کے دل میں آگ ہے کوئی مرکزی تصور رکھتا ہے جو ہر وقت اُس کے خیال میں رہتا ہے اور جس کا وہ ہمیشہ ذکر کیا کرتا ہے۔ ہم بڑے ادب سے اُس الٰہی صفات رکھنے والے اُستاد کے بارے میں کہہ سکتے ہیں کہ اُس کا بھی ایک مرکزی تصور تھا۔

اُس نے اِس اعلیٰ تصور کو "خدا کی بادشاہت" کہا۔ تمہیں اُس کی پہلی منادی کا مضمون یاد ہوگا۔ اُس نے کہا "آسمان کی بادشاہت نزدیک آگئی ہے"۔ اپنے صعود سے پیشتر اُس کی آخری تعلیم یہی تھی۔" وہ چالیس دن تک

اُنہیں نظر آتا تھا اور خدا کی بادشاہت کی باتیں کہتا رہا۔ تمہیں یاد ہوگا کہ اُس کی قریباً سب تمثیلیں اِسی کو واضح کرنے والی ہیں۔ آسمان کی بادشاہت رائی کے دانے اور خمیر اور چھپے خزانے اور جال وغیرہ کی مانند ہے۔

میرا اوّل خیال یہی ہے کہ یسوع ایک مرکزی جذبہ رکھتا تھا جسے وہ اَور جذبات سے مقدم سمجھتا تھا اور جس کو اُس نے "خدا کی بادشاہت" نام دیا۔

اب "خدا کی بادشاہت" کے کیا معنے ہیں؟ کیا یہ محض ایک آنے والا آسمان تھا جس کی امید موت کے بعد رکھنی چاہئے؟ ہرگز ہرگز نہیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ یہ کوئی موجودہ شے تھی۔ یہ کوئی ایسی چیز تھی جو سب سے پہلے اِس زمین کے ساتھ تعلق رکھتی تھی جو شروع ہوکر بڑھتی اور پھیلتی چلی جانے والی اور زمین کے لئے برکت کا باعث ہونے والی تھی۔

یہ اُس کے تمثیلی الفاظ سے ظاہر ہے۔ وہ ایک چھوٹے بیج کی مانند ہے جو اُگ کر بڑا پیڑ ہو جائیگا۔ وہ خمیر کی مانند ہے جسے آٹے میں ملایا گیا اور وہ سب خمیر ہوگیا۔ وہ اُس بیج کی مانند ہے جو خاموشی سے اُگتا ہے۔ وہ گیہوں کے بیج کی مانند ہے جس میں پہلے پتی نکلتی پھر بالیں بعد اُس کے بالوں میں تیار دانے۔ اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ کوئی زندہ اور ترقی کرنے والی چیز ہے جو رفتہ رفتہ زمین پر پھیل کر برکت اور فائدہ کا باعث ہوتی ہے۔

دُنیا کو خوشنما بنانے کے لئے یہ ایک عمدہ تجویز تھی۔ یہ اعلیٰ درجہ کی انسانیت کی۔ دلیری اور بہادری کی۔ راستبازی اور محبت کی۔ سچے آدمیوں اور پاکدامن عورتوں کی۔ دردمند دلوں اور مددگار ہاتھوں کی۔ خدا کے غازیوں کی جو روئے زمین پر سے جور و جبر کو نیست و نابود کر دینگے اور بیچاری گنہگار دُنیا

کو راہ راست پر سے لے گئیں تھے ایک دُور کی رویت تھی۔ یہ یسوع کی ایک رویت تھی: یعنی وہ زمین پر ایک سنہلے زمانہ کو دیکھ رہا تھا۔ ایک ایسی بادشاہت جس میں راستی اور پُر محبت خدا سلطنت کریگا اور جس میں انسان محبت سے ایک دوسرے کی خدمت کرینگے۔

اس شیریں اور خوبصورت رویت کو اپنی نظر کے سامنے رکھو۔ یسوع کا اپنی کلیسیا کے لئے اعلےٰ تصور تھا یا ندار بندوں کا ایک گروہ جو محبت سے اُس کا پیرو تھا زمین پر رہتے ہوئے دُنیا کو سرفراز کرنے والا تھا اور پھر اُس پر ایمان رکھتے ہوئے اُس کے ساتھ اِس عالم سے بعد از مرگ کے اُس عالم میں عبور کر جانے والا تھا۔ دُنیا کے عجیب وغریب معرکوں میں اِس سے بڑھ کر کوئی معرکہ نہیں جس کے واسطے مدت گذری یسوع نے گلیل کی جھیل کے کنارے پر لوگوں کو بُلایا تھا اور وہ اب بھی مختلف مقامات پر اُن کو بُلا رہا ہے۔ اگر موت کے بعد کی زندگی میں تمہاری عمر متوسلح کی عمر سے بھی زیادہ ہو تو بھی تم اُس بلاہٹ کے دلسوز جذبات کو محسوس کرتے رہو گے اور ہمیشہ حیرت میں ڈوبے رہو گے۔

سالوں تک وہ ناصرۃ کی پہاڑیوں پر اپنی اُس رویت پر غور کرتا رہا تھا جب وہ لوگوں کے لئے ہل اور جوئے بنایا کرتا تھا تو وہ رویت زیادہ صاف ہو گئی۔ اُس کے خیالات میں اُس کے ساتھ موافقت پیدا کرنے کی کوشش کرو۔ اگر اُس کی رویت حقیقت کا لباس پہن لے تو زمین خداوند کے لئے ایک نیا گیت گائے گی اور جب اُس کی بادشاہت کے شرکا کی زندگی یہاں ختم ہو جائے تو وہ موت کے بعد اُس نادیدنی عالم میں خدا کی بادشاہت ہونگے یہی ناصرۃ کے کارخانے میں اُس سرگرم نوجوان کی رویت تھی یہی اُس کی "خدا کی بادشاہت" کا مطلب تھا۔

مگر یہ کوئی محض خیالی کامل حالت یا خواب دیکھنے والے کی رویت نہیں یسوع نے سکھایا کہ وہ ایک عملی تجویز ہے جسے ہم صفائی سے معلوم کر سکتے ہیں۔

اُس نے پہلے لوگوں کو بتایا کہ وہ پیشتر ہی سے موجود ہے اُس نے اُس کا دوسرا نام آسمان کی بادشاہت رکھا۔ قابلِ لحاظ ہے کہ اُس نے کن الفاظ میں اُس کے لئے دُعا مانگنے کا حکم دیا۔

تیری بادشاہت آئے
تیری مرضی پُوری ہو } زمین پر جیسی آسمان پہ پوری ہوتی ہے۔

جس کے یہ معنی ہیں کہ وہ بادشاہت پہلے ہی سے آسمان پہ موجود ہے۔

اِس سے فوراً یہ ولولہ انگیز خیال پیدا ہوتا ہے جس کو لوگ اِس مادہ پرست زمینی زندگی میں آسانی سے نظر انداز کر دیتے ہیں کہ یہ بادشاہت پہلے سے اپنی طاقتوں اور قوانین کے ساتھ اُس روحوں کے عالم میں موجود ہے جہاں سے وہ آیا تھا وہ اِسی آسمان کی بادشاہت کی نو آبادی زمین پر قائم کرتا ہے وہی بادشاہت اِس مہم کی پس پشت ہے جو اپنی شاخ ایک نئے علاقہ میں لگا رہی ہے جیسے کہ عظیم الشان رومی سلطنت کا دستور تھا وہی خیال مقدس پولُس نے فلپیوں کے آگے پیش کیا "ہمارا وطن آسمان پہ ہے" اے فلپیو۔ تم کو شاہی رومہ کی نو آبادی ہونے کا فخر ہے۔ رومہ تمہاری پُشت پناہ ہے۔ اُس کا وطن تمہارا وطن ہے اُس کی طاقت اور حقوق اُس کا فخر اور پایہ سب تمہارے ہیں۔ رومہ تمہارا وطن ہے مگر اے فلپیو۔ تم اُس سے بھی ایک بڑی بادشاہت کے باشندے ہو۔ یعنی آسمان کی بادشاہت کے جس کی نو آبادی خود بادشاہ نے یہاں قائم کی تم آسمان کے ہم وطن ہو سارا روحانی عالم۔ اُس عالم کا خدا فرشتے اور مقرب فرشتے اور آسمان کا سارا لشکر تمہارے ساتھ ہیں۔

مایوسی کے ایام میں یہ بھی حوصلہ افزا خیال تمہارے لئے امید اور ہمت پیدا کرنے والا ہے قدیم زمانے میں مسیحیوں کو دُکھ تکلیف اور ایذا میں اِسی کی ضرورت تھی۔ آج کے مسیحیوں کو بھی اِس مشکل زمانے میں اُس کی ضرورت ہے جبکہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ مسیح ناکام رہا ہے کہ اور اُس کی بادشاہت ڈگمگا رہی ہے۔ نہیں بلکہ اپنے دلوں کو اٹھاؤ۔ اُن کو اپنے خداوند کی طرف اُٹھاؤ۔ ساری رُوحانی کائنات اُس چھوٹی سی بادشاہت کی پُشت پر ہے۔ اِسی سبب سے دوزخ کی قوتیں اُس پر غالب نہیں آ سکتیں باوجود ہر قسم کی شکست کے آخر مسیح کی فتح ہوگی۔

سمندر کے کنارے پر ساعت بساعت پانی کے چڑھاؤ اور اُتار کو دیکھو کبھی پانی آگے کو بڑھتا ہے کبھی پیچھے ہٹتا ہے مگر یقینی طور پر چڑھتا جاتا ہے۔ ویسے ہی صدی بعد صدی لوگوں نے رُوحانی مد و جزر کو دیکھا ہے مگر خدا اُس کی پشت پر ہے پانی بڑھتا جا رہا ہے ایک روز وہ آئیگا کہ باوجود اُس کی اُلٹی رفتار کے دُنیا کی بادشاہت ہمارے خداوند اور اُس کے مسیح کی ہو جائے گی اور وہ ابدالآباد بادشاہی کرے گا۔

کیا اُن حوصلہ شکن تین سال میں جن میں ہمارا خداوند اپنی بادشاہت کی بُنیاد ڈال رہا تھا یہی اُس کے امن اور مسرت اور امید کا راز نہ تھا؟ بلا ریب بڑی بھاری مشکلات رونما تھیں۔ ضرور تھا کہ یہ بیچاری خستہ حال قوم آسمانی رویت پر ایمان لانے کے لئے بیدار ہو جائے اور اُس کی طرف بڑھتی جائے۔ اُس کی ضرورت کو محسوس کرے اور اپنی مرضی اُس کے تابع کر دے مگر یسوع کو اُس کی جلدی نہ تھی۔ اُس کے لئے ابدیت کا زمانہ پڑا تھا۔ اور ناکامیابی ممکن نہ تھی۔ کروڑوں اُس بادشاہت سے ناواقف رہ کر دوسری زندگی میں داخل ہو جائیں گے۔ مگر اُس زندگی میں بھی بادشاہت کی رویت اُن کے انتظار میں ہے

یسوع بآسانی ٹھہر سکتا تھا۔ اُس کو جلدی نہ تھی وہ آسمان کا بیج فلسطین کی ایک چھوٹی سی کیاری میں بو رہا تھا۔ وہ ایمانداروں کی ایک مرکزی جماعت فراہم کر رہا تھا تاکہ اپنا کام اُن کے سپرد کرے اور پھر وہ دُنیا کے خاتمہ تک اُن کے ساتھ رہے۔ وہ بآسانی ٹھہر سکتا تھا۔

مگر اُس نے اِس سے بڑھ کر کچھ کیا تاکہ اُس حقیقت تک پہنچنا ممکن ہو جائے اُس کی زمینی زندگی کے تین سال کے خاتمہ پر اُس کے جی اُٹھنے اور صعود کے بعد اُنہوں نے آسمان کی بادشاہت کے بارے میں یہ سیکھا کہ وہ جو اُس کی منادی کرتا تھا خدا تھا کہ خدا انسانی جسم میں انسانوں کے ساتھ بود و باش کرنے کے لئے آیا تاکہ لوگ جان سکیں کہ جو خدا اُس بادشاہت کا حامی تھا وہ کیسا خدا تھا کہ وہ نہ فقط بے حد پاک خدائے تعالیٰ تھا بلکہ کشادہ دل ہمدرد اور مہربان باپ اور دوست تھا۔ بیچاری دُنیا اندھے کی طرح اُس عظیم الشان قادر ہستی کے بارے میں اٹکل سے قیاس کر رہی تھی جو اُسے قابو میں رکھتی تھی وہ اپنے گرد نیچر کی ڈراؤنی صورت دیکھتے تھے کہ تند آندھی کیونکر جنگل کو چیر کر نکل جاتی ہے۔ وہ بادل کی گرج اور اولوں اور آگ کو جو اولوں کے ساتھ ملی ہوئی تھی دیکھ کر حیرت میں تھے کہ وہ جو زندگی سے برتر ہے کیسا ہوگا۔

جب اُنہوں نے سیکھ لیا کہ یسوع خدا ہے تو اُن کو پتہ لگ گیا کہ خدا کیسا ہے۔ اُنہوں نے اُسے دیکھا کہ چھوٹے بچے اُس کے گلے میں ہاتھ ڈالے ہوئے ہیں۔ اُنہوں نے دیکھا کہ وہ بیچارے مایوس خارج کئے ہوئے لوگوں میں امید پیدا کر رہا ہے۔ اُنہوں نے اُس کی محبت اور خود شماری اور اُن کی کمزوریوں میں اُس کی دلی ہمدردی اور شیریں دردمندی دیکھی۔ اُنہوں

نے پہلے نہ جانا کہ وہ خدا ہے بلکہ جو اُس سے بخوبی واقف تھے اُنہوں نے بھی
یہ نہ سمجھا اُنہوں نے فقط یہ معلوم کیا کہ وہ سب سے بڑھ کر دلیر اور حلیم مزاج اور
نہایت محبت کے لائق رفیق ہے۔ رفتہ رفتہ وہ بے بیان راز اُن پر ہویدا ہو گیا۔
غور کرو کہ جب اُن کو اس کا علم حاصل ہو گیا جب وہ مُردوں میں سے جی اُٹھا
جب رُوح القدس نازل ہوا اور جب اُنہوں نے خوف اور حیرت کے ساتھ
معلوم کیا کہ وہ جو بطور رفیق اور دوست کے اُن کے ساتھ ساتھ چلتا تھا وہ
ابدی خدا ہے تو اس نے اُن پر کیا اثر کیا ہو گا!

مگر اس سے بڑھ کر اُن کو معلوم ہو گیا تھا کہ وہ انسانی جسم اختیار کر کے
اور انسانی صورت میں مجسّم ہونے آیا ہے تاکہ خدا کی ذات اور خدا کی روح
اور خدا کی قدرت اور طاقت خستہ حال گناہ آلودہ آدمیوں میں ڈالی جائے کیا
تم نے کبھی کسی زرد رُو لڑکی کو ہسپتال میں مرتے دیکھا ہے اس سبب سے
کہ اُس میں سُرخ خون کی کمی ہے؟ کوئی مضبوط آدمی اُس کے بستر کے پاس کھڑا
ہے ڈاکٹر اُس کی ایک رگ کھولتا ہے اور ایک رگ اُس لڑکی کی کھولتا ہے
اُس آدمی کے زندگی بخش خون کی رَو اُس لڑکی کے جسم میں دوڑتی ہے اور
اُس میں نئی طاقت پیدا ہو جاتی ہے تجسّم کے بھی کچھ اسی قسم کے معنی ہیں
اُس پاک سکریمنٹ کا بھی کچھ یہی مطلب ہے "جس سے ہماری رُوح
مضبوط اور تازہ ہو جاتی ہے" خستہ حال گنہگاروں کے لئے جو اپنے
گناہوں کے خلاف جدوجہد کر رہے تھے اُس کا یہی علاج تھا "میں اس
لئے آیا کہ وہ زندگی پائیں اور کثرت سے پائیں" تاکہ سب سے تنگ حال آدمی
جو ناتھ پیر مار رہے ہیں خدا کی بادشاہت کی نئی طاقت کے ذریعہ ابتدائی زمانہ
کے بڑے بڑے مقدسوں سے اُونچے درجہ تک پہنچ جائیں اس سے بھی

بڑھ کر اُن کو یہ معلوم ہو گیا تھا کہ وہ دُنیا کے گناہوں کے لئے مرنے کو آیا تھا۔ تاکہ "اپنی جان بہتیروں کے بدلے فدیے میں دے" پھر وہ مُردوں میں سے جی اُٹھا اور ایک جوش بھری آیندہ زمانہ کی اُمید سے اُن میں جذبہ پیدا کر دیا۔ اُس نے اُنھیں بتایا کہ موت کوئی شے نہیں اور زندگی کا سلسلہ قائم رہتا ہے اور کہ اُس کی بادشاہت ایک عجیب زندگی کی طرف بڑھ رہی ہے جس میں خدا کی محبّت سب پر محیط ہے۔

بعض اِسی قسم کی باتیں بادشاہت کی خوشخبری میں شامل ہیں۔

اُس نے اپنی تجویز کی انجام دہی آدمیوں کے سپُرد کر دی۔

بعض ہم میں سے اپنے بچپن میں حیران ہوتے تھے کہ یسوع اپنے شہر اور فلسطین اور روئے زمین کے آدمیوں کے دل کو نا تبدیل شدہ دیکھنا کس طرح برداشت کرتا ہوگا اور اُس نے فوراً جا کر ہر ایک بشر کو نئی پیدائش کیوں عطا نہ کر دی یا کم از کم اِس کی خوشخبری اُن کو نہ دی ہمارا خیال تھا کہ اگر مرنے سے پیشتر اُنھوں نے وہ خوشخبری نہ سُنی تو وہ ضرور ہلاک ہو گئے ہونگے بظاہر یسوع کا یہ خیال نہ تھا خدا کے خیال ہمارے سے خیال نہیں ہیں اُس کی انجیل نے ہمیں سکھایا ہے کہ سب آدمیوں کو ابدی محبت کے ہاتھ میں سونپ دیں جو نہیں چاہتی کہ کوئی آدمی ہلاک ہو جائے کوئی شخص اِس جہان میں یا آنے والے جہان میں اُس بادشاہت کے نزدیک آنے سے محروم نہیں رہیگا کوئی آدمی ناواقفیت کی وجہ سے ہلاک نہ ہوگا۔ جب تک خدا نے گویا اُس سے بغلگیر ہو کر ابدی محبت سے بھری ہوئی آنکھیں اُس کی آنکھوں سے نہ ملائی ہوں اور اُس آدمی نے اُس محبت کو رد نہ کر دیا ہو وہ ہلاک نہ ہوگا۔

پس یسوع کا خاص کام یہ نہ تھا کہ افراد کے سامنے منادی کرے اور الگ الگ آدمیوں کا دل بدل ڈالے بلکہ یہ کہ ایک ایسی سوسائٹی قائم کرے جو یہ منادی ہمیشہ تک کرتی جائے کہ "آسمان کی بادشاہت نزدیک آگئی ہے"۔

یسوع کا اپنی تجویز کے متعلق لوگوں پر اعتبار کرنا کیسا عجیب تعجب انگیز ہے کوئی بات اس سے بڑھ کر بعض لوگوں کے دل میں ولولہ پیدا کرتی۔ واقعی نہیں معلوم کہ اُن پر بھروسا کرنا جب کہ وہ اعتبار کے حقدار نہیں۔ اُس کی تین سال کی خدمت میں لوگوں نے کوئی اس بات کا ثبوت نہ دیا کہ وہ اعتماد کے قابل ہیں مگر اُس کی آنکھ سطح سے نیچے دیکھ سکتی تھی کبھی کسی نے یسوع کے برابر لوگوں پر اعتماد اور بھروسا نہ رکھا۔

میں نے کہیں یہ قدیم روایت پڑھی ہے کہ جب خداوند واپس آسمان میں گیا تو جبرئیل فرشتہ نے اُس سے پوچھا "اے اُستاد کیا تیرا مقصد پورا ہوا؟ کیا تُو نے سب آدمیوں کا دل بدل کر انہیں بادشاہت کی رعایا بنا لیا ہے؟" اُس نے جواب دیا کہ "میں نے فقط بادشاہت کی بنیاد ڈالی اور چند اشخاص کو اُس کی بابت بتایا اور پھر میں نے اُسے چھوڑ دیا کہ ترقی کرے"۔

"مگر اے خداوند دُنیا کو کیونکر اُس کا علم ہوگا؟"

"پطرس یعقوب اور یوحنا اُس کے بارے میں تعلیم دینگے"۔

"مگر ممکن ہے کہ وہ بھول جائیں یا غافل ہوں یا ہمت ہار جائیں"۔

"وہ ناکامیاب نہ ہونگے۔ میں نے اُن پر اعتبار کیا ہے"۔

نہیں وہ ناکامیاب نہ ہوئے۔ اور کلیسیا ناکام نہیں رہی۔ مگر افسوس ہے کہ اُس ابتدائی رویا کی جھلک مدھم پڑگئی ہے تو بھی بیچ کے سب سے افسوسناک عہد وہ ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اصلاح کرنے والوں کے اعلیٰ تصورات

کو اُن کے پیروؤں نے کیونکر پامال کر دیا ہمارے خیالات اُس بادشاہت کے بارے میں ادنیٰ درجہ کے اور خود غرضی کے ہیں جن کا مدعا فقط یہ ہے کہ ہم آسمان میں پہنچ جائیں بجائے ایک متحدہ کلیسیا کے جس کو فتحمندوں کی طرح بادشاہت کو قائم کرتے جانا چاہیئے تمام ہم میں جدائیاں اور تفرقے ہیں سو ہم کیسے اچھے لوگ ہیں جن کے اعتبار پر وہ بادشاہت چھوڑی گئی ہے ہم آئندہ کے لئے بہتر طور سے کام کرینگے ہم اب تک ناکامیاب نہیں ہیں۔

پس ہمیں اِس قصّہ کے مطالعہ میں یاد رکھنا چاہئے کہ اِس چھوٹی جماعت کے قائم کرنے میں اُس کا خاص مقصد کیا تھا جسے آئندہ صدیوں میں ترقی کرتے جانا تھا وہ تین سال تک روز بروز ایک چھوٹے جھنڈ کو اپنے گرد جمع رکھتا تھا۔ جن کو اُس نے چُن لیا تھا تاکہ اُس کی آئندہ کلیسیا کا مرکز بنے اُن پر اپنے تصورات کو واضح کرے اپنے خیالات کی سمجھ انہیں عطا کرے اپنی زندگی کا اثر اُن پر ڈالے تاکہ جب وہ آسمان پر چڑھ کر جائے تو اُس کے مدعا کو پورا کرنے کے لئے ایک تربیت یافتہ مخصوص شدہ آدمیوں کا جھنڈ تیار رہے جن پر رُوح القدس نازل ہو۔

بارھویں فصل

پہاڑی وعظ

اب وہ روزِ عظیم آگیا جب خداوند دلیرانہ جرأت سے اپنی رویت کو عملی جامہ پہنائے اور اپنے تصورات کی اس بادشاہت کو زمین پر مضبوطی سے قائم کرنا شروع کرے۔ وہ خود اس کام کو انجام دینا نہیں چاہتا تھا۔ اُس نے اِس کو آدمیوں کے اعتبار پر چھوڑ دیا جیسا کوئی صاحب حوصلہ جنگی افسر بزدلی کے مارے شرمسار آدمی کو ایک خطرناک مہم کے سر کرنے پر مامور کر کے اُس کو بہادر بنا دیتا ہے ویسے ہی یسوع نے کشادہ دلی سے اپنی اِس بھاری مہم کو ایسی ناچیز انسانیت کے سپرد کر دیا جو اُس نے لئے واجب الرحم طور پر مایوس بخش تھی مگر جو اپنے تئیں اعتبار کے لائق بنانے کے لئے ازحد آرزومند تھی۔ اُس نے کہا "میں اُن پر اعتبار کرونگا۔ وہ اِس اعتبار کو قائم رکھینگے اور میں زمانہ کے آخر تک اُن کی نگہبانی کرونگا۔"

پس اُس نے شروع میں بارہ آدمی مقرر کئے "تاکہ اُس کے ساتھ رہیں" اُس کے ساتھ بے تکلف راہ و رسم رکھیں۔ وہ اُنہیں تعلیم دے۔ اُن پر یوں اعتماد کرے۔ اُنہیں اپنی سرگرمی سے مشتعل کرے اور اپنی شباہت کے سانچے میں ڈھالے اور اس طور پر اُن کو اپنی آنے والی بادشاہت کا مرکز بنائے۔ یہ انسان پر خدا کے پُرفیض اعتبار کا نہایت دلیرانہ عمل تھا۔

تعجب کی بات ہے کہ اُس نے اعلیٰ درجہ کے لوگوں اور عالموں اور

عقلمندوں کو ضرور چننا اُس بھاری کام کے لحاظ سے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ وہ اِن سب بے عقل جانوروں پکھیروں سے بہتر آدمی اپنی بادشاہت کے لئے چن لیتا تھوڑی دیر غور کرکے ہم اِن سے کہیں بہتر بارہ آدمیوں کو منتخب کر لیتے مثلاً لفرگوم کا رہنے والا بادشاہ کا غلام یا بیکنڈس یا ارقیہ کا یوسف یا العزیز یا عباد شخانے کا جوان سردار یا اتر یا ترسس کا یوحنس جو اُس وقت یروشلم کے کالج میں علم الٰہیات کا متعلم تھے یہ وہ لوگ تھے جو شائستہ اور قابل اور معاملہ شناس تھے جو اپنے رسوخ اور روپیہ سے اُس تجویز کو بر سر کار لانے میں مدد دے سکتے تھے باوجود اِس کے اُس نے اِن لوگوں کو نہ چنا۔

انسانی طور پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایسے آدمی اُس کو مل ہی نہ سکتے تھے بصورت وہ جوان سردار جو رسول ہونے کے لائق معلوم ہوتا تھا اپنے امتحان میں پورا نہ اُترا اور جھجک کر پیچھے ہٹ گیا اور غمگین ہو کر چلا گیا اکثر لوگ مسیح کے طالب کو اِن مچھوؤں کی طرح اِس حد تک گوارا کر سکتے تھے کہ اپنا سب کچھ چھوڑ کر اُس کے پیچھے ہو لیتے۔

بادشاہ اپنی پہلی منزل پر باحسب اور باحیثیت آدمیوں کو نہ چاہتا تھا۔ اِس وقت اُس واقعہ کے معتبر گواہوں کی ضرورت تھی جس پر اُس بادشاہت کا دارومدار تھا یعنی یہ کہ خدا کا ابدی بیٹا دنیا میں آیا آدمیوں کے ساتھ رہا اُن کے لئے مر گیا اور پھر جی اُٹھا اور دنیا پر خدا کی بادشاہت کی منادی کرتا رہا۔ اب کسی واقعہ کے بہترین گواہ صاف دل تجربہ کار اور بڑے سے بڑے خیالات سے خالی آدمی ہو سکتے ہیں جن کے پاس کسی وہم یا نظریہ سے باسانی اثر نہ پڑ سکے اور وہ اُس واقعہ کے دیکھے ہوئے طور سے زیادہ شہرہ اور قائل ہوتے ہیں کہ اُس کی صداقت کی خاطر جان پر کھیل جانے کو تیار ہو جاتے ہیں مثال کے

طور پر مسیح کے جی اُٹھنے کے متعلق ملحدانہ نظریوں کو لے لو کہا جاتا ہے کہ
اُس کے گواہ خیالی رویتوں کے دیکھنے والے آدمی تھے اور سرگرم جان نثاری
میں محو ہو کر قیاس کرتے تھے کہ جی اُٹھے ہوئے خداوند کی رُوح سے ہمکلام
ہوتے ہیں اس نظریہ کے مقابلہ میں اس خیال سے کیسی تسلی ہوتی ہے کہ یہ
لوگ اپنے روزمرہ کے کام میں مشغول رہنے والے تھے اور خیالی عالم میں
پرواز کرنے والے نہ تھے اور وہ اپنے جالوں کو دھوتے۔ طوفان کا مقابلہ
کرتے اور مچھلیوں کو تجارت کے لئے بند کرتے تھے۔ اس قسم کی شخصیتوں میں
رویتوں کے دیکھنے والوں کا پایا جانا آسانی خیال میں نہیں آسکتا۔ علاوہ بریں
خدا پر اُن کا گہرا ایمان تھا اور وہ کئی سال تک روزمرہ یسوع کی رفاقت میں
رہے تھے اُس کی بادشاہت کے لئے گرمجوش تھے جس کی خاطر انہوں
نے اپنے تئیں پورے طور پر سپرد کر دیا تھا۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ وہ
بعینہٖ اُس کے حسب دلخواہ آدمی تھے بہر صورت اس سے پہلے اُن کو یقین تھا
یہ اُن کے پیروز تقرر سے بیشتر کی شام کا ذکر ہے جھیل گلیل کے کنارے
کے نزدیک کوہستان کی چوٹیوں پر موسم گرما کی تاریک رات کا سناٹا ہے۔ اس
جگہ پر خاموش ستاروں کے نیچے رات بھر ایک آدمی تن تنہا گھٹنے
دھیان میں محو ہے۔ اُس کے نیچے پہاڑیوں کے ڈھلوانوں پر اور پاس
ہی اُس کے پیچھے آنے والی بھیڑ سوتی ہوئی ہے۔ جیسے مسیح پہاڑ پر دعا مانگنے
کو نکلا اور خدا سے دعا مانگنے میں ساری رات گذاری۔ غالباً اکثر اوقات اُس نے
ایسا ہی کیا ہوگا۔ اُس کی دنیوی زندگی کی سخت مشقت میں بنی آدم کا بھاری بوجھ
اُس کے سر پر ہوتے ہوئے اس سے اُس کو بڑی راحت اور تازگی اور
مدد حاصل ہوتی تھی۔ وہ اس کے بغیر رہ نہیں سکتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ کسی کے اپنے

لئے اور اُس کے بیچارے جانفشانی کرنے والے شاگردوں کے لئے اِسکے کیا معنے ہیں۔ اِسی سبب سے وہ اُنہیں تاکید کرتا رہتا ہے کہ وہ خود اِس کا تجربہ کریں کیونکہ ہر ایک خستہ حال جدوجہد کرنے والا بچے کی طرح باپ کے پاس آسکتا اور اُس کے آگے اپنی فکروں اور تکلیفوں اور کوششوں اور تمناؤں کو پیش کر سکتا ہے اور باپ اُس کی سن کر اُسے پیار کریگا اور اُس کی مدد کریگا۔

اُس گرمی کی رات کی پو پھٹنے لگی ہے سورج طلوع ہونے پر ہے اور شفق پھوٹ رہی ہے اور جھیل کی طرف سے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کے جھونکے آ رہے ہیں چڑیاں بیدار ہو کر نغمہ سرائی میں مشغول ہیں رفتہ رفتہ پہاڑ کے ڈھلوان پر خال خال آدمی نظر آ رہے ہیں یسوع کے شاگرد اور لوگوں کی بھیڑ اُس کی تلاش میں ہے جوں جوں لوگ اُس کے نزدیک آتے ہیں اُسکے چہرے سے کسی سنجیدہ اور غیر معمولی بات کا پتہ چلتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ جب شاگرد پہاڑ کی چوٹی پر اُس کے پاس جمع ہو رہے ہیں تو اُن کو کسی آنے والی بات کا کچھ علم ہے۔

"اور جب وہ بیٹھ گیا تو اُس کے شاگرد اُس کے پاس آئے"۔

پھر سنجیدہ اور حیرت افزا خاموشی کے درمیان وہ بارہ نام پکارتا ہے۔ "شمعون"۔ شمعون آگے آجاتا ہے۔ "اندریاس"۔ اور اندریاس بڑھتا ہے۔ اِس کے بعد یعقوب اور یوحنا اور باقی بارہ شاگرد باری باری آتے ہیں اور سب سے پیچھے یہوداہ اسکریوتی آتا ہے جس نے اُسے بعد میں پکڑوا دیا۔ جنہیں وہ بلانا چاہتا تھا اُنہیں بلاتا ہے اور وہ اُس کے پاس آتے ہیں۔

جو رسم اُس روز پہاڑ پر ادا کی گئی وہ تواریخ کے بڑے واقعات میں سے ہے۔ وہ ایک چھوٹی جماعت یعنے مسیحی کلیسیا کا شروع تھا جس نے دنیا میں اُس کی بادشاہت کی منادی کرنی تھی۔ اُس روز وہ پیڑ لگایا گیا جس میں سے

نے دُور سے ایک بڑا بھاری درخت دیکھا جس کی شاخوں پر ہوا کے پرندے بسیرا کر رہے تھے۔

اس کے بعد اُن منتظر شاگردوں کو وہ درس سُنایا گیا جسے اُن کے تقریر کا وعظ کہہ سکتے ہیں سو وہ اپنی زبان کھول کر اُنہیں بادشاہت کے اعلیٰ تصورات کی تعلیم دینے لگا خدا کی بادشاہت یہودیوں کے لئے کوئی نیا خیال نہ تھا قدیم زمانہ میں اُن کا بھاری فخر تھا کہ خدا اسرائیل کا بادشاہ ہے اور اُن کی تواریخ کے سب سے زیادہ افسردگی کے ایام میں اُن کے انبیا برابر ایک سنہلے زمانہ کی طرف اشارہ کرتے رہے جب پھر خدا کی بادشاہت ہوگی مگر قدرتی طور پر لوگوں نے اس کو اپنے تنگ خیالات کے مطابق سمجھا۔ یہ سچ ہے کہ وہ آنے والا دن پاکیزگی کا دن ہونے والا تھا۔ مگر اُن کا نمایاں خیال ایسے دن کا تھا جب مسیح اسرائیل کو فتح دلائے گا اور وہ قومیں جنہوں نے اُن پر ستم ڈھا رکھا تھا اُس کے قدموں میں سرنگوں ہونگی۔ اور اسرائیل بڑے جاہ و جلال سے سلطنت کرے گا۔ وہ پہلے ہی مانتے ہیں کہ یسوع ہی مسیح ہے اب وہ اُن سے خدا کی بادشاہت کے بارے میں کلام کرنے لگا ہے۔

تب یسوع نے اپنی زبان کھول کر اُنہیں تعلیم دی۔ یہ تعلیم فتح اور انتقام اور دولت اور تکبر کے متعلق نہ تھی۔ خوشحال دُنیا کے بارے میں اُس کا تصور یہ نہ تھا۔

مبارک ہیں وہ جو غریب ہونے پر قناعت کرتے ہیں اور اپنے مال و متاع کی اُلجھن میں نہیں پھنستے۔

مبارک ہیں حلیم جو اپنے حقوق پر اصرار نہیں کرتے۔

مبارک ہیں وہ جو رحمدل ہیں کیونکہ اُن پر رحم کیا جائیگا۔

مبارک ہیں وہ جو پاک دل ہیں کیونکہ وہ خدا کو دیکھینگے۔

مبارک ہیں وہ جو صلح کراتے ہیں کیونکہ وہ خدا کے بیٹے کہلائینگے

مبارک ہیں وہ جو راستبازی کے بھوکے اور پیاسے ہیں کیونکہ وہ آسودہ ہونگے۔

مبارک ہیں وہ جو راستبازی کے سبب ستائے گئے ہیں کیونکہ آسمان کی بادشاہت انہی کی ہے۔

یہ اُن بارہ کے تقریری وعظ کا شروع ہے جس میں اُس نے آسمان کی بادشاہت کو پیش کیا۔ اِسی کی انہوں نے زمین پر منادی کی تھی۔ بیس سال کے بعد مقدس پولس نے اُس بادشاہت کا بیان دوسرے الفاظ میں یوں ادا کیا اور اُس آدمی کی جو اس بادشاہت کے زیر سایہ ہے اس طرح تصویر کھینچی ہے۔

وہ صابر ہے اور مہربان۔ وہ حاسد اور شیخی باز نہیں۔ اور نہ پھولتا ہے۔ اپنی بہتری نہیں چاہتا۔ جھنجھلاتا نہیں۔ نازیبا کام نہیں کرتا سب کچھ سہ لیتا ہے سب کچھ یقین کرتا ہے۔ سب باتوں کی امید رکھتا ہے۔

خوش وقت دنیا کے بارے میں مسیح کی یہی رویت ہے۔ یہی زمین پر خدا کی وہ بادشاہت ہے جس کے لئے وہ ہمیں دعا مانگنے کا حکم دیتا ہے "تیری بادشاہت زمین پر آئے جیسی آسمان پر ہے"۔ یقیناً اگر اُس کی بادشاہت آئے تو زمین بہت کچھ آسمان بن جائیگی۔

اب وہ اُن کی ذمہ داری کو اور اُن پر اپنے بھاری اعتبار کو اُن کے دل پر نقش کرتا ہے ذرا غور سے سنو کہ وہ اُن سادہ بے علم آدمیوں سے جن کے سپرد وہ اپنی تدبیر کی انجام دہی کر رہا ہے کیا کہتا ہے: "تم زمین کے نمک ہو تمہارا

مڑا جاتا ہو ۔ "تم دُنیا کے نُور ہو۔ تمہاری روشنی آدمیوں کے سامنے چمکے"۔ کوئی عالی منش شخص ہی اِس قسم کا بھروسا رکھیگا۔ خدا کا کشادہ دل ہی آدمیوں کا ایسا عقبا کریگا جیسا یسوع نے کیا اور اِس سے اُس نے بڑے بھاری نتائج پیدا کئے۔

معلوم ہوتا ہے کہ مقدس متّی کی انجیل کے پانچویں باب کی پہلی سولہ آیتیں اُن بارہ کا تقرری وعظ تھا پھر وہ سامعین کو اُس بادشاہت کے بارے میں سمجھاتا ہے وہ بتاتا ہے کہ اسرائیل کے قدیم مذہب کا اِس نئے مذہب کے ساتھ کیا تعلق ہے پُرانا مذہب جو نئے کے لئے بطور تیاری کے تھا توریت اور انبیا کی بُنیاد نیکی اور بدی کے ابدی امتیاز پر قائم تھی جو کبھی جاتا نہ رہیگا۔ یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں منسوخ کرنے نہیں بلکہ پُورا کرنے آیا ہوں۔ بنیادی باتیں یعنی خدا اور نیکی اور فرض اور محبت ہمیشہ تک قائم رہیں گی۔ وہ رُوحانی عالم کی بالائی بادشاہت سے تعلق رکھتی ہیں خدا اُس بادشاہت کو زمین پر لاتا ہے۔

پس تم پیشتر کی طرح محبت رکھو مگر یہ محبت خدا کے طریق پر ہو۔ اپنے دشمنوں کو بھی پیار کرو۔ اپنے ستانے والوں کے لئے دعا مانگو پیشتر کی طرح دُعا تو مانگو مگر وہ حقیقی دعا ہو۔ اپنی کوٹھڑی میں جا اور دروازہ بند کر اور ایسے طور پر جا جیسا بچے باپ کے پاس جایا کرتے ہیں مانگو تو تمہیں دیا جائیگا۔ ڈھونڈو تو پاؤگے۔ دروازہ کھٹکھٹاؤ تو وہ کھولا جائیگا پیشتر کی طرح خیرات تو کرو مگر پوشیدگی میں خدا کی نظر میں اور خدا کے لئے کرو۔ بلا محبت کسی کے کاموں پر نکتہ چینی نہ کرو کشادہ دلی اور ہمدردی سے فیصلہ کرو جیسا خدا کرتا ہے اور اُس پر پُورا توکل رکھو۔ اے ناچیز فکر مند بنی آدم۔ باپ چاہتا ہے کہ تم اُس کی حضوری میں خوشی اور بے فکری کی زندگی بسر کرو۔ اُس اوپر کی بادشاہت میں

وہ اسی طرح رہتے ہیں۔ ہوا کے پرندوں کو دیکھو جو نہ بوتے اور نہ کاٹ سکتے ہیں۔ خدا اُن کی خبر رکھتا ہے میدان کے جنگلی پھولوں کو دیکھو جو اپنا خوبصورت لباس بنانے کے لئے محنت سے کاتتے نہیں تو بھی سلیمان باوجود اپنی ساری شان و شوکت کے اُن میں سے کسی کی مانند پوشاک پہنے ہوئے نہ تھا کیا تم اُن سے زیادہ قدر نہیں رکھتے ہو فکر نہ کرو تم باپ کے گھر میں ہو۔ تمہارا آسمانی باپ جانتا ہے کہ تم اِن سب چیزوں کے محتاج ہو۔

پس کل کی فکر نہ کرو کیونکہ خدا کل تمہاری زندگی کے لئے تمہاری فکر کریگا اور اگر کل موت آئے تو اُس کے لئے بھی وہ تمہارا انتظار کرے گا۔ دُنیا بھر میں سوائے گناہ کے اور کوئی بات مضطرب کرنے والی نہیں کسی نے کہا ہے کہ خدا آسمان پر ہے۔ دُنیا کو کوئی اندیشہ نہیں۔ اِس لئے تم پہلے خدا کی بادشاہت اور راستبازی کی تلاش کرو تو سب کچھ اِس جہان میں اور اُس کے بعد تمہارے لئے ٹھیک ہو جائیگا۔

یہ دُنیا میں سب سے اعلیٰ تعلیم ہے جو شخص مسیح کو نہیں مانتا جس کے نزدیک وہ محض راستبازی کا ایک مبلغ ہے وہ بھی اِس کو تسلیم کرتا ہے جب دُنیا میں ہر طرف اُس کی تعریف کا شور مچ رہا ہے تو ایک آگاہی کی ضرورت ہے۔ اُس ملحدانہ رویّہ سے خبردار ہو جو آج کے دن عام طور پر مروج ہے کہ یسوع دُنیا کے اُستادوں میں سب سے اعلیٰ ہے اور پہاڑی وعظ انجیلوں میں سب سے عمدہ تعلیم ہے۔

نہیں۔ انجیلوں میں سب سے اعلیٰ تعلیم انجیل ہی ہے یعنی یہ اعتقاد کہ خدا کا بیٹا آیا ہے اور ابدی بیٹے کی شخصیت اور زندگی اور موت سے خدا کی راستبازی اور محبت اور خود نثاری کا اظہار ہوا ہے اِس سے وہ ہمارے دلوں پر اثر کرتا اور

ہماری محبت کو کھینچ لیتا اور ان اعلیٰ تصورات کی خود بخود پیروی کرنے کی خواہش ہم میں پیدا کرتا ہے۔ خدا کا مسیح محض راستبازی کے مبلغ سے بڑھ کر ہے۔ اگر مسیح فقط پہاڑی وعظ کرنے آیا تھا تو بیچاری دُنیا کی حالت قابلِ رحم ہے۔

یہ ابدی خدا کا بیٹا تھا جس کے وسیلے عالم خلق ہوئے۔ جو اختیارانہ طور پر خدا کی بادشاہت کا جو اُس عالم میں ہے بیان کرتا تھا جہاں سے وہ آیا تھا اور اپنی بادشاہت کو اُسی کے نمونے پر بنا رہا تھا۔ ملحد کہا کرتے ہیں کہ خدا فی الحقیقت جانا نہیں جا سکتا اور کہ ہمارے تصورات کا خدا محض انسان کا بنایا ہوا خدا ہے۔ وہ ہمارے اعلیٰ ترین خیالات کا نقشہ ہے یعنی کہ خدا ایسا یا ویسا ہونا چاہیئے۔ ایک بڑا ملحد اِس کو اِس مثال سے واضح کرتا ہے کہ کوئی آدمی صبح کے وقت ایک برف سے ڈھکے ہوئے پہاڑ کے ڈھالو مقام پر کھڑا ہے پیچھے سے نکلتا ہوا سورج اُس کا سایہ ایک بڑے بھاری آدمی کی صورت میں برف پر ڈالتا ہے اور وہ آدمی اپنے سایہ کو خدا کا نام دیتا ہے۔ "اِس طور پر بیچاری انسانیت اپنے معبود بنا لیتی ہے۔ خدا انسان کی ساخت ہے جسے انسان اپنے قیاس، تصور اور امید سے بنا لیتا ہے"۔

مگر یہ خدا جس کا اظہار یسوع کرتا ہے انسانی ساخت نہیں ہے۔ یہ خدا کا بنایا ہوا خدا ہے یسوع نے اُسے قیاس، تصور اور اُمید سے پیدا نہیں کیا وہ اُسے جانتا تھا۔ اور وہ اُتر آیا تاکہ زمین پر بود و باش کرے اور مر جائے اِس لئے کہ وہ چاہتا تھا کہ ہمیں اُس کا علم حاصل ہو۔ وہ آیا تاکہ ہم خدا کو جانیں۔ اُس کو قیاس میں لا سکیں۔ خدا کے نقطۂ خیال سے سوچیں۔ عالم بالا کی بادشاہت کا قانون سیکھیں جس کے بارے میں اُس نے اُس روز پہاڑی وعظ میں تعلیم دی۔

تیرھویں فصل

بارہ رسول

عام لوگ بارہ رسولوں کو عموماً تاریک سی یا بلا شخصیت ہستیاں سمجھتے ہیں گویا وہ مختلف نام ہی ہیں یا ایسے مقدس اشخاص کا مجمع جو بہت کچھ یکساں ہیں اور جن کے سر کے گرد نور کا حلقہ ہے جیسا گرجے کے دریچوں کے رنگین شیشوں میں ہُوا کرتا ہے مگر جو لوگ اُن سے واقف تھے اُن کے لئے وہ ہم جیسے انسان تھے اور سب یکساں نہ تھے۔ وہ معمولی انسانوں کی طرح تھے جو شکل صورت طبیعت خوخصلت مزاج اور سیرت میں ایک دوسرے سے مختلف تھے اور اس اختلاف میں دلچسپ شخصیت رکھتے تھے۔ اگر ہم اُن کی بابت یہ خیال رکھیں تو ہم اُن کو دیکھ کر ایک دوسرے سے شناخت کر سکیں گے اور شاید یہ بھی سیکھیں گے کہ یسوع کو ہر قسم کے آدمیوں کی ضرورت تھی۔ اور اب بھی اُس کو ہم جیسے آدمیوں کی ضرورت ہے تاکہ اُس کی بادشاہت میں کام کریں۔

میں یہ سطور بحر او قیانوس کے کنارے پر مچھلی پکڑنے والوں کے ایک گاؤں میں لکھ رہا ہوں میرے سامنے سمندر کا ایک قطعہ آب ہے جو جھیل کی طرح بارہ میل لمبا اور چھ میل چوڑا جھیل گلیل کے برابر ہے اور سمندر کے رُخ چند جزیروں سے گھرا ہُوا ہے میں روزمرہ ایسے آدمیوں سے ملتا ہوں جو پطرس اور یعقوب اور اندریاس کی طرح مچھوے اور کشتیوں کے مالک ہیں وہ دلیر اور چُپ چاپ اور محنت کش آدمی ہیں اُن میں اکثر دیندار ہیں گو وہ اس کا

پیدا نہیں کرتے۔ اُن سے واقفیت پیدا کر لینے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ دلچسپ شخصیت آدمی ہیں۔ ایک ہوشیار اور تیز فہم ہے جو وہ مسز انگل کے بارے میں کچھ اور تنگ خیال ہے۔ ایک اور زندگی کو نیم مُردہ دلی اور نیم زندہ دلی کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اُن میں ایک عجیب قسم کا جذبہ پایا جاتا ہے جو اکثر اوقات ایسے انسانوں میں موجود ہوتا ہے جو ابتدائی زمانہ کے آدمیوں کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں مثلاً اُن میں حُسن کی خاموشی اور عمل کی غیر متوقع قدر شناسی ہے۔

ہر رات کو پھٹنے سے پیشتر اُن کی بے ڈول کشتیاں شکار گاہ کو جاتی ہیں کبھی تو مچھلیوں کی خاطر خواہ تعداد پکڑی جاتی ہے اور کبھی رات بھر محنت کرنے کے بعد بھی کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ یہ سخت اور پُر خطر زندگی ہے اور خشکی پر رہنے والوں کو اُن لوگوں کی زندگی بے لطف اور ایک ہی طرز کی معلوم ہوتی ہے ویسے ہی وہ آدمی مُردہ دل اور بھدے دکھائی دیتے ہیں مگر اُن سے واقف ہونے پر پتہ لگ جاتا ہے کہ وہ فی الحقیقت کس قسم کے آدمی ہیں۔ وہ تم کو بتائینگے کہ صبح صادق کیسا عجیب نظر آتا ہے اور رات کا ستارہ کیسا خوبصورت چمکتا ہے پھر وہ طوفان کے خطروں اور تنومند مچھلیوں سے جنگ کی داستان سنائینگے یا اسی طرح کوئی دل لگی بازی یا بطرز کی گھبراہٹ کا حال سناتے ہیں جب اُس کے جال میں ایک تنومند مچھلی پھنس گئی۔

اِن حالات سے واضح ہو جاتا ہے کہ جھیل کے کنارے کفر نحوم کے لوگوں کی بود و باش کیسی تھی۔ وہ اسی قسم کے آدمی تھے جن میں یسوع نے رسول بنائے۔ یہی وہ مچھلی پکڑنے والے تھے جن سے مسیح واقف تھا جو اسرار خیالات صفائی سے ادا نہیں کر سکتے تھے مگر وہ دل سے آرزومند تھے اور یسوع کو پیار کرتے تھے۔ اُن کی کہانیوں میں خشک ظرافت ہے وہ

اکثر اپنی خوش و خرم گلیلی زندگی کے ایام میں پیشتر اِس کے کہ اُس کے سر پر تکلیفوں کا پہاڑ ٹوٹ پڑا مسکرایا کرتا ہوگا۔

وہ اُس سے کیسے دل بستہ تھے اور وہ اُن کو کیسے پورے طور سے جانتا تھا وہ عالمِ تخیل میں پرواز کرنے والا جوان یوحنا وہ سنجیدہ صورت توما۔ وہ آتش مزاج قوم پرست باغی شمعون قنانی۔ وہ اشتعال طبع والا پطرس جو رک نہیں سکتا تھا اور جس سے باوجود اُس کے عیبوں کے یسوع محبت رکھتا تھا وہ اُن سب سے اچھی طرح سے واقف تھا۔ پھر فلپس اور نتن ایل تھے جو ایک دوسرے سے جُدا نہیں ہو سکتے تھے علی ہذا القیاس ایسے ہی باقی رسول تھے یہوداہ اسکریوطی کا نام آخر میں آتا ہے وہی اکیلا یہودیہ کا باشندہ تھا اور وہ باقی شمال کے رہنے والے رسولوں کے ساتھ اچھی طرح بے تکلف نہ تھا۔ یہ سب آدمی باقی انسانوں کی طرح بشریت کے عیب رکھنے والے تھے مگر یسوع اُن کے بغیر سخت تنہائی محسوس کرتا وہ طبعی طور پر دوستی کا طالب تھا اور وہ بھی بڑی خوشی سے اُس کے دوست بنے۔

پہلے فریق میں قدرتی طور پر سب سے مقدم آدمی تھے جو سرگرم اور پیشوا تھے جو طبیعت کے پختہ اور یسوع اور اُس کے بھاری مقصد کے ساتھ بڑے شوق سے دل بستہ تھے وہ بھائیوں کے دو جوڑے یعنی پطرس اور اندریاس اور یعقوب اور یوحنا تھے یہ چاروں ایک دوسرے کے گہرے دوست تھے اور اُس جماعت میں سب سے آگے انہوں نے ہی یسوع سے واقفیت پیدا کی تھی ہمیں اُنکی پہلی ملاقات کا حال یاد ہے جو ایک سال سے زیادہ عرصہ پیشتر مسیح سے ہوئی اُن میں سے ایک نے اپنے بڑھاپے میں ایک انجیل لکھی جو مقدس یوحنا کی انجیل کہلاتی ہے جس میں وہ اُس واقعہ

کا حال مفصل طور پر بیان کرتا ہے بلکہ وہ ٹھیک وقت کا پتہ بھی دیتا ہے۔ یہ
چار بجے بعد دوپہر کا ذکر ہے اُن میں سے دو یعنی اندریاس اور یوحنا یردن کے
کنارے اصطباغی کے پاس کھڑے تھے جب یسوع وہاں سے گذرا۔
اصطباغی نے کہا "دیکھو خدا کا برہ" اور وہ دونوں جوان ڈرتے ڈرتے کچھ
اُمید اور کچھ خوف سے ساتھ یسوع کے پیچھے ہو لئے کہ شاید وہ اُن سے
کلام کرے اور وہ اُن سے ہمکلام ہوُا اور اُنہیں اپنے چھوٹے سے مکان
کی طرف لے گیا اور وہ اُس عجیب شام کو اُسکے ساتھ رہے اور اُس کے کھانے
اور اُس کے خیالات میں شریک ہوئے جب وہ تاروں بھری رات
کی خاموشی میں وہاں سے چلے گئے تو اُن کے دلوں میں بڑی بھاری نئی
محبت اور اُمید اور سرگرمی جوش مار رہی تھی دُنیا کا رنگ اُن کے لئے اب
سے ہمیشہ کے لئے بدل گیا اور اُن کے دل ابد تک اُس کے ساتھ وابستہ
ہو گئے۔

اُن میں سے ایک شمعون پطرس کا بھائی اندریاس تھا وہ اپنے بھائی
شمعون سے مل کر اُسے یسوع کے پاس لے آیا شاید یوحنا بھی اپنے بھائی
یعقوب کو لایا ہو گا۔

یہ چاروں شخص اکٹھے رہتے تھے۔ میں اُنہیں یسوع کے پیچھے پیچھے
پہاڑی رستے سے نیچے اُترتے دیکھتا ہوں پطرس کسی قدر عمر رسیدہ نہ
یعنی نہ بُوڑھا نہ جوان ("جب تو نوجوان تھا تو آپ ہی اپنی کمر باندھتا تھا مگر
جب تو بُوڑھا ہو گا تو دوسرا شخص تیری کمر باندھیگا") وہ جسیم اور بھونڈی صورت
کا تھا۔ اُس کے چہرہ پر موسموں کی شدایدکے آثار موجود تھے وہ خوش طبع
ہمدرد اور الفتی اور اپنے رفیقوں میں ہر دلعزیز تھا اُس میں عیب بھی تھے جنکو

یسوع درست کر لے گا۔ وہ جلد باز تھا اور غلطیاں کیا کرتا تھا جیسا کہ ہر ایک بڑے
کام کا آدمی کیا کرتا ہے۔

اُس کے کشادہ دل میں یسوع کے لئے گہرا اور پُر تعظیم پیار ہے اور
وہ اپنے جوان پیشوا کے لئے جو خود اپنی فکر نہیں رکھ سکتا فکرمند ہے جیسا کہ
عمر میں بڑا آدمی لازماً ہوتا ہے۔ اُسے یسوع سے اختلافِ رائے کے اظہار
کی آزادی حاصل تھی جیسی کہ اوروں کو نہ تھی۔ ایک مرتبہ وہ جائز حد سے تجاوز کر گیا
مگر یسوع اُس کی بات بخوبی سمجھتا تھا اِس لئے غلط فہمی کا امکان نہ تھا۔

پطرس کے ساتھ اُس کے بھائی اندریاس کے بجائے اُس کا ہر
وقت کا رفیق یوحنا تھا۔ پطرس اور یوحنا کا نام ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ
مذکور ہوتا ہے۔ یوحنا پیشوا تو نہیں مگر اُس کی بصیرت پطرس سے گہری ہے۔
وہ صاحبِ غور و فکر ہے۔ شکل صورت میں وہ جوان آدمی ہے جس کا چہرہ
خوبصورت، حلیم اور عالمانہ ہے۔ اُس کی آنکھیں تصوف میں ڈوبی ہوئی ہیں۔
وہ زمین پر چلتے ہوئے ایک دروازہ آسمان میں کھلا ہوا دیکھتا ہے اور
اپنے خداوند کے اعلیٰ خیالات اوروں سے جلدی سمجھ لیتا ہے۔ اُس کی اور
اُس کے بھائی کی طبیعت بہت مشتعل ہو جانے والی ہے جس کی وجہ سے
یسوع نے مذاقیہ طور پر اُن کا نام گرج کے بیٹے رکھا۔ مگر یوحنا کو سب
سے زیادہ یسوع کے ساتھ نزدیکی سے تعلق کا فخر حاصل تھا یہی وہ شخص
ہے جس سے یسوع محبت رکھتا تھا۔

اندریاس کا نام یعقوب کے ساتھ آتا ہے۔ اُس کی خاص قابلِ لحاظ
بات یہ ہے کہ وہ اپنے بھائی کو یسوع کے پاس لایا تھا۔ بیان ایک روایت
ہے کہ وہ صلیب پر کھینچا گیا تھا اور صلیب پر سے لوگوں کو اپنے خداوند

کا حال سُناتا رہا ہمیں یعقوب کا سب سے تھوڑا حال معلوم ہے۔ وہ جوانی میں شہید ہوا۔ ہمیں معلوم ہے کہ یسوع اُسے گرج کا بیٹا کہا کرتا تھا۔ اور ہیرودیس نے اِس جماعت میں سے دو کو یعنے یعقوب اور پطرس کو گرفتار کر لیا۔ خدا نے یعقوب کو تو مرنے دیا مگر پطرس کو بچا لیا۔ اگر وہ زندہ رہتا تو یقیناً رسولوں میں سب سے افضل ہوتا مگر خدا نے آنے والے جہان میں اُس کے لئے کوئی بہتر کام رکھا تھا۔ وہ اور پطرس اب دونوں جانتے ہیں کہ خدا نے اُس کو اُس وقت کیوں مرنے دیا۔ جب چالیس سال کے بعد وہ بہتر زندگی میں ایک دوسرے سے ملے تو اس کے بارے میں ضرور اکثر بات چیت کرتے ہونگے۔

پہلے فریق کے شہر کا اسی قسم کے تھے وہ بڑے آدمی پُرجوش اور سرگرم تھے یعقوب والا رتبہ تھا جنے مسیح کی خاطر جان دی۔ اندریاس عملی کارروائی میں مشتاق تھا جو مسیح کے لئے کام میں مشغول رہا یوحنا گہرے خیالات کا آدمی مگر گو تھا پطرس بِن سمجھے سوچے بولنے والا جوشیلا اور غلطی کرنے والا تھا وہ اُن سب سے زیادہ بشریت کی طبیعت رکھتا تھا۔ تعجب ہے کہ یسوع اِس قسم کے آدمی کا جو تین گھنٹوں تک ڈرپوک رہا گرویدہ کیسے ہو گیا۔ یہ ہم میں سے بعض کے لئے جو غلطی کرنے والے اور بُزدل ہیں مگر دل کی تہ میں بیچارے پطرس کے ساتھ ہمدرد ہیں تسلی بخش ہے جس نے کہا "اے خداوند تجھے معلوم ہے کہ میں تجھے عزیز رکھتا ہوں"۔

یہ اول فریق کا بیان ہے۔ شاید بعض ہم میں سے کہینگے کہ "میں تو اِن آدمیوں کی مانند سرگرم نہیں ہیں سُست اور مُردہ دل ہوں میرے دل میں اکثر اوقات شکوک پیدا ہوتے ہیں مجھے کبھی کبھی اندیشہ ہوتا ہے کہ میں مطلق مسیح کا نہیں ہوں

باوجود اس کے کہ میں اُسے ہرگز کبھی نہ چھوڑونگا۔ بہر صورت میں اپنے کو پطرس والے فرق میں نہیں دیکھتا"۔

دوسرے فریق میں فلپس اور تمن ایل اور برتلمائی اور متی اور توما ہیں۔ یہ بالکل مختلف قسم کے آدمی ہیں۔ وہ بھی یسوع کو پیار کرتے ہیں مگر وہ کچھ کم درجے کے آدمی ہیں۔ وہ عملی طور پر بڑے کام کے آدمی ہیں مگر پیشوائی کے قابل نہیں۔ وہ غور و فکر کرنے والے اور کسی قدر شبہات رکھنے والے ہیں۔ ان میں سے بعض نے مدت کے بعد یقین کیا کہ یسوع خدا ہے۔ یہ اُن کا قصور نہ تھا۔ وہ ایسے ہی واقع ہوئے تھے۔

ذرا فلپس کے حال پر غور کرو۔ ایک روز یسوع نے اُس سے پوچھا کہ "ہم اس بھیڑ کے کھانے کے لئے کہاں سے روٹیاں مول لیں؟" اُس نے اُسکے آزمانے کے لئے یہ کہا مگر فلپس اس امتحان میں پورا نہ اترا۔ بجائے اس کے کہ وہ کہتا کہ "خداوند تجھے معلوم ہے کہ تو سب کچھ کر سکتا ہے" اُس نے حساب لگانا شروع کیا کہ نانبائی کی دُکان میں مطلوبہ روٹیوں کا کیا دام ہوگا۔ اُس نے گویا جواب دیا کہ "یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا۔ اُن کے لئے دو سو دینار کی روٹیاں درکار ہونگی"۔ ایک اور روز کا ذکر ہے کہ فلپس نے یسوع سے ایک بدیہی ثبوت طلب کیا۔ یہ کہہ کر کہ "باپ کو ہمیں دکھا۔ یہی ہمیں کافی ہے"۔ یسوع نے اُسے نرم سی جھڑکی دے کر کہا "میں اتنی مدت سے تمہارے ساتھ ہوں۔ کیا تو مجھے نہیں جانتا؟ جس نے مجھے دیکھا اُس نے باپ کو دیکھا"۔ یہ ہے فلپس۔ وہ ثبوت مانگتا تھا۔ وہ آنکھوں سے دیکھنا چاہتا تھا۔ یہ کوئی بُری بات تو نہیں بشرطیکہ اس پر حد سے زیادہ زور نہ دیا جائے۔

اس کا رفیق تمن ایل اُسی کی مانند تھا مگر کچھ متفرق بھی تھا۔ وہ بھی سُست رفتار اور سنبھل سنبھل کر قدم رکھنے والا اور کسی قدر شکی طبیعت کا آدمی تھا۔ ایک روز فلپس بڑے شوق سے اُسے بتانے آیا کہ یسوع ہی مسیح ہے۔ تمن ایل کو اس

کے بارے میں شبہ ہے وہ کہتا ہے "کیا ناصرۃ سے کوئی اچھی چیز نکل سکتی ہے؟" مگر جونہی وہ یسوع سے ملا اُس کے شبہات رفع ہو گئے وہ ایک چپ چاپ اور غور و خوض میں لگے رہنے والا آدمی تھا جو اپنے صحن کے باغ میں انجیر کے درخت کے نیچے کلام کی تلاوت اور دُعا اور خدا کے بارے میں سوچنے میں لگا رہتا تھا۔ ایسا آدمی روحانی باتیں جلدی سمجھ لیتا ہے۔ وہ یسوع کے ساتھ تھوڑی ہی دیر رہ کر پکار اٹھا "اے ربی۔ تُو خدا کا بیٹا۔ تو اسرائیل کا بادشاہ ہے" نتن ایل خلوص کا نہایت پیارا دوست تھا۔ وہ بے ریا اور صاف دل آدمی تھا۔ طبیعت کا ہمدرد اور صاف گو۔ یسوع نے کہا "یہ فی الحقیقت اسرائیلی ہے۔ اس میں مکر نہیں"۔

ہم توما کی بابت ہمیشہ خیال کرتے ہیں کہ وہ شکی آدمی ہے۔ وہ ہر بات کا تاریک پہلو دیکھتا تھا اُس نے یسوع سے کہا "اے خداوند۔ ہم نہیں جانتے کہ تُو کہاں جاتا ہے پھر راہ کس طرح جانیں؟" پھر جب یسوع لعزر کی موت کے وقت خطرے کے مقام میں جا رہا تھا تو توما کو یقین تھا کہ وہ ضرور مارا جائیگا پھر اُس نے اپنے ساتھی رسولوں کی گواہی ماننے سے انکار کیا کہ مسیح جی اُٹھا ہے۔ وہ ماننے کے لئے از حد آرزومند تھا مگر تو بھی اُسے اُس کی راستی کی نسبت یقین کرنا محال تھا۔ توما کی طبیعت ہی اسی قسم کی تھی اور لوگ بھی ایسی ہی طبیعت رکھتے ہیں بعض کے لئے مسیح پر ایمان لانا اوروں سے زیادہ مشکل ہے۔ اکثر ایسے لوگ صاف باطن اور نیک دل ہوتے ہیں اور جب وہ یسوع کو پا لیتے ہیں تو اوروں سے زیادہ پکے ہوتے ہیں۔ توما ایسا ہی آدمی تھا۔ گو وہ راستہ دیکھ نہیں سکتا تھا تو بھی جب اُس نے دیکھ لیا تو آخر تک یسوع کی پیروی کرتا رہا۔ اگرچہ وہ سمجھتا تھا کہ اگر یسوع لعزر کے جنازے

پھر جائے تو ضرور مارا جائے گا مگر اُس کے وفاداروں سے آواز نکلی کہ "آؤ۔ ہم بھی چلیں تاکہ اُس کے ساتھ مریں" اگرچہ وہ مسیح کے جی اُٹھنے کی بابت سُست اعتقاد تھا لیکن جب وہ قائل ہو گیا تو اُس کا ایمان سب سے زیادہ بلندی پر پہنچ گیا۔ اُس نے کہا "اے میرے خداوند! اے میرے خدا!" کسی اَور نے کبھی یسوع کو خدا نہ کہا۔

متی کا جوڑ توما کے ساتھ ملایا گیا ہے۔ یہ دونوں گمنام اور کم ہمت آدمی تھے ہمیں متی کا بہت حال معلوم نہیں وہ حلفئی (اغلباً کلیوپاس) کا ایک بیٹا تھا۔ اگر یہ صحیح ہو تو وہ خداوند کا رشتہ دار تھا وہ محصول لینے والا اور خراج گیر ہونے کے باعث اپنے خاندان سے خارج ہو گیا تھا مگر جب یسوع کا جادو اُس پر چل گیا تو اُس نے نہایت عمدہ طور سے اُس کی بُلاہٹ کو قبول کیا۔ لکھا ہے کہ "وہ سب کچھ چھوڑ کر اُٹھا اور اُس کے پیچھے ہو لیا" اغلباً سرکاری کام میں اُسکی تربیت اُسکے جب وہ مسیح کے اقوال جمع کر رہا تھا بہت کام آئی یہی اقوال کا مجموعہ بعد میں مقدس متی کی انجیل بن گیا جب اُس نے اپنے گھر میں ضیافت تیار کی تو فقیہوں اور فریسیوں کے شکوہ و شکایت کے جواب میں یسوع نے وہ بھاری اعلان کیا جو اُس کی ساری انجیل کا لب لباب ہے یعنی "میں راستبازوں کو نہیں بلکہ گنہگاروں کو توبہ کے لئے بُلانے آیا ہوں۔"

آخری فریق کا حال اناجیل اور اُن کے بعد اعمال کی کتاب میں بہت تھوڑا پایا جاتا ہے شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ اُس کے ممبر دُور دُور کے علاقوں میں خدمت کے لئے نکل گئے تھے وہ ہر زمانے کے ایمانداروں کی جماعت کی مثال ہیں جن کی خاموش خدمت خدا ہی کو معلوم ہے اور جن کے نام کتابِ حیات میں درج ہیں۔ یہ ممبر حلفئی کے تین بیٹے متی اُسکے بھائی یعقوب خورد اور

یہوداہ اور شمعون باغی تھے جو نہایت راسخ الاعتقاد یہودی تھے شاید اِس وجہ سے کہ اُن کا بھائی محصول لینے والا تھا وہ زیادہ ہی سختی سے قواعد کے پابند تھے یعقوب خورد بعد میں یروشلیم کا بشپ بن گیا۔ یہوداہ نے عہدِ جدید میں ایک وحشت ملال آمیز الفاظ میں خط لکھا۔ شمعون قوم پرست اور رومہ کے خلاف باغی تھا یہ سب نہایت سرگرم تھے مگر تنگ خیال اور متعصب۔ اُنہوں نے پطرس کے غیر قوموں کے ساتھ کھانا کھانے پر اعتراض کیا۔ اُن کو پولس کے عالمگیر کلیسیا کے متعلق خیالات کے ساتھ ہمدردی نہ تھی جن کے مطابق غیر قوم والے اور یہودی مساوی درجہ پر تھے۔ آج بھی ہم ایسے آدمیوں کو جانتے ہیں جو تنگ خیال مگر پرلے درجہ کے سرگرم ہیں۔ ایسے آدمی مسیح کے ساتھ رابطہ رکھ کر وسیع خیال ہو جاتے ہیں۔ اُنہیں وسیع خیالی کی ضرورت ہے مگر وہ غلطیوں اور نئے نئے طور طریقوں کی مخالفت کے لحاظ سے قابلِ قدر آدمی ہیں۔ کلیسیا اکثر اوقات ایسے آدمیوں کے زیرِ احسان رہی ہے۔

سب سے آخری درجہ پر یہوداہ اسکریوطی ہے جو حساب کتاب رکھنے والا اور دنیادار آدمی ہے جو اُس جماعت کے کاروباری معاملات کا خیال رکھتا تھا۔ یہ کلیسیا میں ہمیشہ ایک ضروری کام ہے۔ کاروباری آدمی جو تعلیم اور منادی کا کام نہیں کر سکتے اپنی خداداد لیاقتوں کو کلیسیا کے لئے مخصوص کر کے نہایت مفید خدمت کرتے ہیں گو وہ یہوداہ کے ساتھ تشبیہ دیا جانا قابلِ تعریف نہیں سمجھتے۔

تعجب کی بات ہے کہ خداوند نے یہوداہ کو کیوں چُن لیا یا یہوداہ نے شاگرد بننا کیوں پسند کیا؟ یقیناً روپیہ پیسہ کی خاطر تو نہیں ہو گا۔ اُن بارہ غریب منادوں کے پلے چُرانے یا جیب کترنے کے لائق نقدی نہ ہو گی۔ اُس کی یسوع سے

پہلی ملاقات کوئی دلچسپ قصہ ہو گا جس کو ہم کبھی معلوم نہیں کر سکینگے کہ یسوع نے اُس کو اپنے ساتھ رکھنا کیوں منظور کیا۔ وہ یسوع کی طرف کھنچا آیا ہو گا ممکن ہے کہ اپنی کمزوری کو محسوس کرتے ہوئے اُس نے یسوع کے ساتھ رہنا محفوظ سمجھا ہو۔ یہ سچ ہے کہ وہ نہایت پستی تک گر گیا۔ مگر یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ وہ یسوع کی رفاقت پسند کرتا تھا۔ اُس نے اچھے خیال کی تحریک کے باعث پشیمانی کے اضطراب میں رشوت کا روپیہ بڑی ترغیب دینے والوں کے سامنے پھینک دیا اور جا کر پھانسی لے لی۔ یہ کسی رذیل درجہ کے آدمی کا کام نہ تھا۔ اُس پر یسوع کی گرفت اِس درجہ کی تھی کہ اُسے خود بھی اُس کا علم نہ تھا۔ چنانچہ جب اُس نے دیکھا کہ یسوعؑ پر موت کا فتویٰ دیا گیا اور یہ خیال کر کے کہ اُس نے اُسے پکڑوایا تھا تو وہ دیوانہ وار ہو گیا "اگر وہ آدمی پیدا نہ ہوتا تو اُس کے لئے اچھا ہوتا" مگر کیا یسوع کبھی اُسے بھول سکتا ہے؟

پس یسوع نے ہر قسم کے آدمیوں کو رسول بننے کے لئے بُلایا۔ اُس کی خدمت کے لئے لائق اور سرگرم اور غلطی کرنے والے اور شکی اور جاہل اور بے عقل ہر قسم کے آدمیوں کے لئے کام ہے۔ ہم سب میں جو عظمت کے جوہر ہیں وہ اُنہیں ترقی دے گا اور بُرائی کے اجزا کو اُس کی مقاربت نیست و نابود کر دے گی۔ اُس کو ہم سب کی ضرورت ہے اور وہ ہم سب کو بُلاتا ہے۔

وہ خادمانِ دین میں سرگرم اور روحانی قابلیت رکھنے والے اور خداوند کے نبی چاہتا ہے۔ اُسے بیچارے شرمیلے بے سلیقہ پاسٹر کی بھی ضرورت ہے جس میں قابلیت یا فصاحت یا انتظامی معاملات کی سمجھ نہیں

مگر جس کی محبت بھری زندگی ایک واعظ سے باقاعدہ دینی خدمت کرنے والوں کے حلقہ کے باہر اُسے بشاشت اور ہمدرد لوگوں کی ضرورت ہے جو مذہب کو دلکش بنا دیتے ہیں۔اور ایسے چُپ چاپ اور کم سخن آدمیوں کی جو راستی کے احساس کے باعث قابلِ وقر ہیں اُسے ضرورت ہے ناول لکھنے والی ہوشیار مستورات کی جو کہانیاں لکھ کر دُنیا کو کسی قدر خدا کے نزدیک لے جاتی ہیں۔اور اُس سادہ مزاج ماں کی جو گھر کا چراغ ہے جس کے بچے اُٹھتے ہیں اور اُسے مبارک کہتے ہیں۔ اُس کو ہم سب کی ضرورت ہے۔ وہ سب کو بلاتا ہے اور ہم سب کو اپنے فضل سے دُنیا کے لئے برکت کا باعث بنا سکتا ہے ۔

چودھویں فصل

ناعیمن کے ایک جوان کا جنازہ

یسوع پہاڑی وعظ کے بعد سڑک پر سے نیچے گھر کی طرف اُتر رہا ہے۔ "جب وہ لوگوں سے اپنی سب باتیں کہہ چکا وہ کفرنحوم میں داخل ہُوا" اور وہ بارہ جن کا تقرر ابھی ہو چکا تھا نئی اور زیادہ گہری سنجیدگی کے ساتھ اُس کے ہمراہ تھے وہ غور و فکر کرتے توجہ سے باتیں سُنتے۔ شوق سے دیکھتے اور اس طرح بے معلوم طور پر آئندہ کے لئے تیار ہو رہے تھے۔

انہیں سڑک پر ایک خستہ حال کوڑھی آتا ہُوا دکھائی دیتا ہے۔ "اے خداوند اگر تُو چاہے تو مجھے پاک صاف کر سکتا ہے" اور یسوع نے کہا "میں چاہتا ہوں تُو پاک صاف ہو جا"۔

ایک گھنٹے کے بعد ایک اور واقعہ پیش آیا جو اُس سے زیادہ دلچسپ اور نصیحت آموز تھا۔ وہ شہر میں داخل ہو گئے ہیں جس کے تنگ اور ٹیڑھے کُوچہ میں یسوع کے پیچھے آنے والی مداح خلقت کا ہجوم ہے خداوند پطرس کے مکان کی طرف جس میں اُس کا چھوٹا سا کمرہ ہے جا رہا ہے۔ جاتے جاتے کفرنحوم کے بزرگوں کا وفد ایک عجیب درخواست لے کر اُسے ملتا ہے کہ وہ غیر قوم کے ایک فوجی آدمی پر احسان کرے۔ پہاڑ پر کی بارکوں میں سے ایک صوبہ دار اپنے گھر کے ایک غلام کے سبب سے جو شدید درد اور فالج کے مارے مرنے کو ہے سخت اضطراب میں ہے۔

کسی یہودی کے لئے ایک غیر قوم والے کی سفارش کرنا کوئی معمولی بات نہ تھی مگر یہ آدمی نہایت غیر معمولی شخص ہے۔ جس کے کشادہ دل میں اپنے نوکر کے لئے محبت ہے اور جس کے رُوحانی خیالات ایسے وسیع ہیں کہ وہ اپنے بُت پرست عقیدہ کے کھوکھلا پن کو محسوس کرتا ہے اور یہودیوں کے واحد مقدس خدا کی پرستش میں اپنی رُوح کی گہری احتیاج کی کسی قدر سیری دیکھتا ہے ہمارا اعتقاد ہے کہ اِسی قسم کے نیک دل اور پاکباز آدمی اِس دُنیا میں نہیں تو آنے والے جہان میں ضرور یسوع کو پالیں گے یعنی خدا کے فرزند جو چاروں طرف پھیلے ہوئے ہیں ایسے لوگ مسیح کی طرف کھنچے آتے ہیں جیسا فولاد مقناطیس کی طرف آتا ہے۔

وہ صوبہ دار ضرور مسیح کے بارے میں علم رکھتا ہوگا۔ اُس کا ہم خدمت بادشاہ کا ایک ملازم تھا جس کا بیٹا کفرنحوم میں بیمار تھا کئی مہینوں سے وہ بھیڑ کے سبب کوچوں میں سے گذر نہ سکتا تھا۔ اُس جوان نبی کی باتوں کی خبر اُس کے کانوں تک پہنچتی تھی۔ مگر وہ دُور ہی سے اُس کی تعظیم کا اظہار کر سکتا تھا۔ اِسی سبب سے اُس کے یہودی دوست اُس کے لئے سفارش لے کر آئے "وہ اس لائق ہے کہ تُو اُس کی خاطر یہ کرے کیونکہ وہ ہماری قوم سے محبت رکھتا ہے اور ہمارے عبادت خانے کو اُسی نے بنوایا"۔

اور یسوع اُن کے ساتھ ہو لیا۔ مگر اُس صوبہ دار نے اُسے آتے دیکھ کر خیال کیا کہ میں نے بڑی گستاخی کی ہے۔ غور کے لائق ہے کہ ایک مغرور رومی شاہی افسر کسی یہودی کے بارے میں اِس قسم کا خیال کرتا ہے۔ یقیناً یسوع نے اُس کے دل پر عجیب اثر پیدا کیا ہوگا جس سے اُس کو اپنے قدیم دیوتاؤں کی روایات یاد آگئی ہونگی کہ وہ زمین پر اُترا کرتے تھے معلوم

ہوتا ہے کہ اُس نے فی الحقیقت وہ بات دریافت کر لی جسے رسولوں نے اب تک معلوم نہیں کیا تھا کہ یسوع ناصری فانی انسان سے برتر ہے جب یسوع گھر سے کچھ فاصلہ پر تھا صوبہ دار نے بعض دوستوں کی معرفت کہلا بھیجا کہ " اے خداوند تکلیف نہ کر کیونکہ میں اِس لائق نہیں کہ تو میری چھت کے نیچے آئے۔ اسی سبب سے میں نے اپنے آپ کو بھی تیرے پاس آنے کے لائق نہ سمجھا بلکہ زبان سے کہہ دے تو میرا خادم شفا پائے گا"۔

یسوع نے اُس شخص کی فروتنی اور ایمان کو پسند کیا۔ راستباز آدمی ہمیشہ اپنی نالائقی کا احساس رکھتا ہے " اے خداوند میں لائق نہیں بلکہ مجھے تیری ضرورت ہے اور میں تجھ پر توکل رکھتا ہوں " یسوع کے دل تک پہنچنے کے لئے یہی راہداری کا پروانہ ہے۔

یسوع کی ضرورت کو محسوس کرنا پسندیدہ اُس کو یہی اک صفت ہے بقول مقدس اگستینس اُس نے سمجھا کہ میں اِس لائق نہیں کہ یسوع میرے گھر کے اندر آئے۔ تو یسوع نے اُسے اِس قابل سمجھا کہ اُس کے دل کے اندر داخل ہو۔

مگر اُس کے ایمان کی عظمت اِس سے بھی زیادہ قابلِ لحاظ ہے اُس کی فوجی تربیت نے اُس کے ایمان کا نئی قسم کے الفاظ میں اظہار کیا۔ اُس کے نزدیک نادیدنی عالم اعلیٰ زندہ طاقتوں کی گویا چھاؤنی ہے جہاں یسوع کا اقتدار سب سے اعلیٰ ہے " میں بھی دوسرے کے اختیار میں ہوں جس ایک سپاہی سے کہتا ہوں کہ جا تو وہ جاتا ہے اور دوسرے سے کہ آ تو وہ آتا ہے اور کہ یہ کر تو وہ کرتا ہے"۔

یسوع یہ سُن کر خوش ہُوا۔ اُس نے کبھی ایسا ایمان دیکھا نہ تھا۔ ایک غیر قوم کے آدمی کی زبان سے یہ الفاظ سُن کر اُس کی آنکھوں کے سامنے وہ سماں پھر گیا جب اُس کی آنے والی بادشاہت عالمگیر ہوگی۔ اور چُنی ہوئی قوم کی حدود کے باہر دُور تک پھیل جائیگی اور اُس قوم کے لئے عبرت کا باعث ہوگی جو ابھی سے اُسے نامُید کر رہی تھی۔ یسوع نے یہ سُن کر تعجب کیا اور پیچھے آنے والوں سے کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ مَیں نے اسرائیل میں بھی ایسا ایمان نہیں پایا اور مَیں تم سے کہتا ہوں کہ بہتیرے پُورب اور پچھم سے آکر ابرہام اور اضحاق اور یعقوب کے ساتھ آسمان کی بادشاہت کی ضیافت میں شریک ہونگے مگر بادشاہت کے بیٹے باہر اندھیرے میں ڈالے جائینگے۔ وہاں رونا اور دانتوں کا پیسنا ہوگا۔ یہودیوں کے لئے یہ کڑوی باتیں تھیں۔ اور اُس نے صوبہ دار سے کہا جا۔ جیسا تو نے اعتقاد کیا تیرے لئے ویسا ہی ہو اور اُسی گھڑی خادم نے شفا پائی"۔

اِس خبر پر صوبہ دار کو اجر ملا۔ یہودیوں کو عبرت حاصل ہوئی اور رسولوں نے ایک مستقل تعلیم سیکھی اور خداوند نے اُن جرموں پر جو اُس کے دشمن اُس پر لگا رہے تھے ایک اَور کا اضافہ کر لیا۔

یہ حیرت انگیز معجزہ تھا مگر یہ دوسرے روز کے عجیب واقعہ کے مقابلہ میں کچھ بھی نہ تھا۔ اُن دنوں یسوع کے پیچھے چلنا نہایت جوش انگیز ہوگا۔ ہر روز نئے نئے عجائبات ظاہر ہوتے تھے۔ شکر کا مقام ہے کہ مقدس لوقا نے نائین کی بیوہ کے بیٹے کے جنازہ کا حال فراموش ہونے سے بچا لیا۔

تھوڑے عرصہ کے بعد وہ نائین نام ایک شہر کو گیا اور اُس کے شاگرد اور بہت سے لوگ اُس کے ہمراہ تھے۔ نائین ایک چھوٹا سا پہاڑی قصبہ تھا جو جنوبی گلیل میں کفرنحوم سے بیس میل کے فاصلے پر تین دور کی عورت

کے گھر کے متصل تھا۔ نائین کے معنے ہیں خوشگوار یا خوبصورت۔ غالباً وہ اِس نام کا مستحق تھا گو آج وہ اُجڑا پڑا ہے۔ لبنان خورد کے ڈھلوان پر قدیم گاؤں کے کھنڈرات اب تک خوشنما طور پر دکھائی دیتے ہیں۔ قدیم پھاٹک کے آثار جہاں یسوع کو جنازہ ملا تھا اور میل بھر کے فاصلہ پر قبروں کے قدیم غار نظر آتے ہیں۔ پس اُس موقع کی تصویر جہاں یسوع اپنے پیچھے آنے والوں کے ساتھ غالباً شام کے وقت اُس قصبہ کے قریب پہنچا تھا آسانی سے پھر دکھائی جا سکتی ہے۔ یہ ایک سادہ پُرامن دہقانی منظر تھا یعنی مواشی پہاڑ کے پہلو پر چر رہے ہیں۔ کسان کھیتوں سے گھر کو واپس آ رہے ہیں۔ بچے شہر کے پھاٹک کے پاس کھیل رہے ہیں۔ ڈھلتے ہوئے سورج کی کرنیں درختوں اور اُس عمدہ خوشنما پُرامن چھوٹے سے شہر کی چھتوں کو بوسہ دے رہی ہیں۔ یہ ایک نہایت خوشی کا سماں ہے۔ دفعتاً ماتم کی آوازیں سنائی دیتی ہیں کچھ فاصلہ پر سے نوحہ و زاری کا شور کانوں میں پڑتا ہے اور تھوڑی دیر میں ماتم کرنے والوں کی لمبی قطار کا سرا پھاٹک میں سے نکلتا ہے۔ یہ ایک دردناک جنازہ ہے۔ ملائم ٹہنیوں سے بنے ہوئے تابوت پر سفید کفن میں لپٹی ہوئی ایک مُردہ لڑکے کی لاش رکھی ہے۔ سر اور کندھے اُسکے ننگے ہیں اور جنازے کے آگے آگے ایک غمزدہ ضعیف عورت لڑکھڑاتی جا رہی ہے۔ "وہ اپنی ماں کا اکلوتا بیٹا تھا اور وہ بیوہ تھی"۔ یہ انسانی زندگی کی تصویر تھی جس میں رنج و راحت ایک دوسرے کے توام ہیں۔ امن اور بے فکری کے درمیان دفعتاً غم و الم کی گھٹا چھا جاتی ہے

عام قاعدہ ہے کہ سب لوگ جنازے کے سامنے سے ہٹ جاتے ہیں۔ سو یسوع اور اُس کے شاگرد پُر تعظیم ہمدردی کے ساتھ ایک طرف کو ہو جاتے ہیں تاکہ اُس بڑھیا اور اُس کے مُردہ بیٹے کے لئے راہ چھوڑ دیں۔

وہ اُس شخص کو دیکھ نہیں سکتی تھی جو رستہ کے کنارے کھڑا ہے اور جس کے دل میں گہری ہمدردی ہے۔

میں اِس وقت اُس ماں اور ہر زمانہ کی بے شمار ماؤں کا خیال کر رہا ہوں جو اپنے مُردہ بیٹے کو لئے ہوئے یسوع کے آگے سے گذر رہی ہیں جب اُن کا لڑکا روحانی طور پر مُردہ ہے تو یہ سانحہ اور بھی زیادہ دردانگیز ہو جاتا ہے وہ بجائے کپڑے کے کفن میں لپٹا ہونے کے سخت بُری عادتوں کی زنجیروں سے جکڑا ہوا ہے اور جنازے کے اُٹھانے والے اُس کے بے فکر رفیق ہیں جو اُسے بربادی کی طرف اُٹھائے لئے جاتے ہیں اور اس کی سسکیاں بھرتی ہوئی ماں یسوع کو رستہ کے کنارے پر کھڑا نہیں دیکھ سکتی یسوع ہمیشہ اُس منظر میں ہے گو وہ اُسے نہیں دیکھتی تھی اور یسوع کو اُسے دیکھ کر ترس آیا۔ ہم نے ایسی بہت سی تصویریں نائین کو جانے کے بغیر دیکھی ہیں ہر گھڑی کہیں نہ کہیں وہ نوحہ دُہرایا جا رہا ہے جو داؤد بادشاہ نے اپنے بیٹے ابی سلوم پر اُس کوٹھڑی میں سے جو پھاٹک کے اوپر تھی یہ کہہ کر کیا "اے میرے بیٹے ابی سلوم! میرے بیٹے! میرے بیٹے! ابی سلوم! کاش میں تیرے بدلے مر جاتا! اے ابی سلوم! میرے بیٹے! میرے بیٹے!"

انسان کے حافظہ میں اِس سے بڑھ کر دلسوز کوئی تصویر نہیں ہے کہ کوئی ماں اپنے مرے ہوئے بیٹے پر نوحہ کر رہی ہو۔ اِس سے بھی بدتر وہ حالت ہے جب وہ لڑکا سیدھا بربادی کے رستے پر جا رہا ہو۔ نائین کے قصّہ کا مرکزی سبق یہ ہے کہ ہمیشہ یسوع کو اُس عورت پر ترس کھاتے دیکھو۔ اُس کا ترس کمزور یا فضول قسم کا نہیں ہے۔ یہ قادرِ مطلق اور محبت بھرے خدا کا ترس ہے جس نے اُس مُردہ لڑکے کو بہتر زندگی میں اُٹھا لیا ہے جو اُس گناہ

آلودہ لڑکے کو اُس کی ماں سے زیادہ رنج بھرے دل سے دیکھ رہا ہے۔ اور اس دُنیا اور آنے والے جہان میں اُس کھوئے ہوئے کی تلاش میں ہے تاکہ اگر ہو سکے تو اُس کو ڈھونڈ کر پالے۔ یہی انجیل اس قسم کے منظر کو قابلِ برداشت بنا سکتی ہے۔

اُس کی نگاہ اُس مصیبت کی ماری ہوئی عورت پر ہے۔ اُس کے دل میں اُس کے لئے ہمدردی ہے۔ اُس نے فوراً اُس تابوت کو چھوا۔ اور اُٹھانے والے کھڑے ہو گئے اور اُس کے پُر طاقت الفاظ اُس لڑکے کے مُردہ دل اور دماغ میں تھرتھراہٹ پیدا کرتے نکل گئے اور روحوں کے عالم میں پہنچ گئے جہاں وہ روح گئی تھی۔ وہ مُردہ اُٹھ بیٹھا اور بولنے لگا اور اُس نے اُسے اُس کی ماں کو سونپ دیا۔ اُس کا یہ سونپنے کا عمل عین اُس کی سیرت کے مطابق تھا بلکہ ہم تعظیم سے کہہ سکتے ہیں کہ وہ خدا کی سیرت کا عمل تھا۔ اِس سے کیا ہماری اُمید کو تقویت حاصل نہیں ہوتی کہ وہ خوشی کا دن آرہا ہے جب وہ آنے والے عالم میں تمہارے اور میرے بیٹے کو لے کر اُس کی ماں کو سونپ دے گا؟

اِس بیان میں ہمیں خدا کا دل نظر آرہا ہے۔ یہ قصہ کوئی بناوٹی قصہ کہانی نہیں بلکہ سچا واقعہ ہے۔ کیونکہ ایک بڑی بھیڑ یسوع کے پیچھے تھی اور ایک اور بھیڑ جنازے کے ساتھ تھی۔ اُن لوگوں نے یہ ماجرا چاروں طرف سُنایا۔ اُنہیں معلوم تھا کہ وہ ایک قصہ بیان کر رہے ہیں جس کا یقین کرنا مشکل ہے۔ اُس کا جھٹلانا آسان تھا۔ یہ خبر سارے یہودیہ اور تمام گرد و نواح میں پھیل گئی اور سب پر دہشت چھا گئی اور وہ خدا کی بڑائی کر کے کہنے لگے کہ ایک بڑا نبی ہم میں اُٹھا ہے اور کہ خدا نے اپنی اُمت پر توجہ کی ہے۔

کیا کوئی بے صبر ماں کانپتے ہوئے دل سے کہتی ہے کہ یہ رحمدل خداوند میرے لڑکے اور اَور بہت سے لڑکوں کو کیوں زندہ نہیں کرتا؟ ذرا سوچو کہ تم کیا کہہ رہی ہو اگر تم اُس کو واپس بُلا سکتیں تو بُلانے کی جُرأت نہ کرتیں یسوع کے زمانہ میں اسرائیل کے درمیان بہت سی بیوائیں تھیں جن کا دل نائین کی بیوہ کی طرح زخمی تھا اور یسوع اُن پر ترس کھاتا تھا مگر اُس نے اُن کے لڑکوں کو نہ جلایا ہم نہیں جانتے کہ اُس نے اِس لڑکے کو کیوں زندہ کیا۔ مَیں عاجزی سے کہتا ہوں کہ یہ اُس نے اپنی دلی خوشی سے نہیں کیا ہوگا اور اِس کا کوئی بھاری سبب ہوگا۔ یقیناً اِس سبب کے بغیر وہ کبھی یہ کام نہ کرتا۔ کیونکہ اگر ہمارا اعتقاد صحیح ہے کہ موت ایک زیادہ وسیع زندگی میں پیدائش اور روح کے ایک زیادہ آزاد اور بہتر زندگی میں ترقی کر جانے کا نام ہے تو اُس کا یہ عمل بمنزلہ چوزے کو پھر انڈے کے اندر بند کرنے اور بچے کو دوبارہ رحم کے اندر ڈال دینے اور تتلی کو پھر کملا کی صورت میں تبدیل کرنے کے ہے۔ اُس نے اپنی ساری زندگی میں یہ عمل تین مرتبہ کیا۔ کون کہہ سکتا ہے اِس کا کیا سبب ہے مگر ہم بڑے ادب سے قیاس دوڑا سکتے ہیں کہ اُس نے یہ کام بہت دفعہ کیوں نہ کیا۔

اپنے لڑکے کو اپنے خیالوں اور دعاؤں میں رکھو۔ خدا کا شکر کرو کہ وہ بچہ ایک زیادہ وسیع زندگی میں چلا گیا ہے۔ اُس آزاد اور ترقی کرنے والی زندگی میں جب خدا اُس کو اُس کی ماں کو سونپ دیگا تو اُس کا انتظار بے سُود نہ ہوگا۔

پندرھویں فصل

چھٹی کا دن

اُن بارہ کا تقرر اُن کی زندگی میں ایک نہایت اہم واقعہ تھا۔ اس وقت تک وہ اپنی ماہی گیری کے شغل کے درمیانی اوقات میں یسوع کے ساتھ رہا کرتے تھے۔ اب سے انہوں نے اپنے دُنیاوی کاروبار کو خیرباد کہہ کر اور سب کچھ چھوڑ کر اُس کے پیچھے ہو لینا تھا اور اپنی تھوڑی بہت بچت سے کے بیسوں اور لوگوں کی مہمان نوازی پہ گزارہ کرنا تھا۔ اب اُسے تھوڑی مدت تک اُن کے ساتھ رہنا تھا۔ اِس لئے معلوم ہوتا ہے کہ اِس وقت سے اُس نے اُن کو اپنی توجہ کا مرکز بنایا اور اُس دن کے لئے جب وہ اُن سے جُدا ہو جائیگا۔ اُن کو تعلیم و تربیت دیتا رہا۔ اب سے جو معجزے وہ دکھاتا یا جو تعلیم اُن سے روبرو دیتا تھا اُن پر غور کرتے وقت ہمیں اُن شاگردوں کا خاص طور پر لحاظ رکھنا چاہئے۔ یہ باتیں خصوصاً اُن کی تعلیم کی غرض سے تھیں گو اُنہیں اِس کا علم نہ تھا۔

ایک روز اُن کی حتبرک بلاہٹ سے کچھ عرصہ کے بعد وہ اُنہیں تنہا خدا کی بادشاہت کی منادی کرنے کو بھیج دیتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ اُن کی زندگی بھر کی آئندہ خدمت کے لئے تیاری تھی یا نہیں سکھنا ضرور ہے کہ وہ اُس کی جسمانی حضوری کے بغیر خود اپنے پاؤں پہ کھڑے ہوں۔ ضرور ہے کہ وہ اپنے سادہ ایمان کے ساتھ بغیر بگڑے یا جھول کے جائیں۔ ضرور ہے کہ وہ سنجیدگی سے

خدا کے قاصد بن کر جائیں۔ اور اسی سبب سے وہ اُنہیں کہتا ہے کہ "میں تمہیں معجزے دکھانے کی طاقت دیتا ہوں اور چلتے چلتے یہ منادی کرنا کہ آسمان کی بادشاہت نزدیک آگئی ہے" اِس قسم کے منادی کے دورے اُن کی آئندہ خدمت کی تیاری کے لئے ازبس ضرور تھے۔

پس وہ دو دو ہو کر نکل گئے۔ غالباً وہ اُسی ترتیب سے مل کر گئے جیسا کہ رسولوں کی فہرستوں میں مندرج ہے مثلاً فلپّس اور برتولما۔ متّی اور لوقا وغیرہ یقیناً وہ اُن کے جانے کے بعد اُن کے لئے دُعا مانگتا اور اُنہیں سہارا دیتا تھا۔

وہ بہت جلد کفرنحوم کو لَوٹ آئے غالباً اِس کی وجہ وہ افسوسناک خبر ہوگی جو اُنہوں نے سُنی اور جنوبی علاقہ میں ہر کہیں پھیل رہی تھی کہ ہیرودیس نے یوحنا اصطباغی کو مکیرس میں قتل کروا ڈالا ہے مگر یہ خبر یسوع نے پیشتر ہی سُن لی تھی کیونکہ "یوحنا کے شاگردوں نے اُس کی لاش کو دفن کر دیا اور جاکر یسوع کو خبر دی۔"

وہ بارہ اپنی کامیابی کے باعث خوش ہو کر جوش سے بھرے ہوئے واپس آئے۔ "اے خداوند۔ تیرے نام سے بدروحیں بھی ہمارے تابع ہیں" اور خداوند یہ سُن کر خوش اور شکر گذار ہوا۔ یہ سادہ آدمی جو سیکھ ہی رہے ہیں ابھی سے اُس بادشاہت کی برکتیں لوگوں تک پہنچانی سیکھ رہے ہیں۔

یہاں ہمارے خداوند کی اِس تصویر میں ایک نئی دلچسپ بات قابلِ لحاظ ہے وہ اُنہیں چھٹی منانے کے لئے لے جانا چاہتا ہے اُنہوں نے واپس آکر دیکھا کہ وہ اصطباغی کی موت کے سبب کچھ پریشان ہو رہا ہے اور غالباً کسی اَور بات کا بوجھ بھی اُس کو دبا رہا ہے اُنہوں نے دیکھا کہ کفرنحوم جوش سے اُبل رہا ہے۔ گلیل کے سب اطراف سے بھیڑ اُس کے گرد جمع

ہے۔ یہ لوگ بھی اصطباغی کی موت پر برانگیختہ ہو رہے ہیں اور ہیرودیس کے ظلم کے باعث غصّے سے بھرے ہوئے ہیں۔ وہ یسوعؔ کو دیکھنا اور اُس کی تعلیم کو غور سے سُننا چاہتے ہیں مگر جو کچھ دوسرے دن واقع ہُوا اُس سے شبہ گذرتا ہے کہ اِس خواہش کا کوئی اور راز بھی تھا یعنی عوام در پردہ سرگوشیاں کر رہے تھے اور اِس اُمید میں تھے کہ مُلک میں انقلاب پیدا ہونے کو ہے جس کا سرغنہ مسیح ہوگا۔ شاید یہ آخری ظلم کا عمل اُس میں ایسی تحریک پیدا کر دیگا کہ وہ خدا کی اُمّت کا پیشوا ہو کر اُنہیں جور و جبر کے جُوئے سے آزاد کر دیگا۔ انجیل نویس کفرنحومؔ کی اِس کھلبلی اور پُرجوش ہجوم اور اِس تھکی ماندہ چھوٹی جماعت کے گرد بہت لوگوں کی بھیڑ اُن کی آمد و رفت اور شور و غُل کی تصویر کھینچتا ہے وہ لوگ اُنہیں آرام کرنے نہ دیتے تھے۔ یہ اُنہیں کھانا کھانے کی بھی فرصت نہ ملتی تھی۔

پھر یسوعؔ نے وہ بات کہی جس کی اُنہیں ضرورت تھی "تم آپ الگ ویران جگہ میں چلے آؤ اور ذرا آرام کرو"۔

اُسے معلوم تھا کہ اُنہیں آرام کی ضرورت ہے۔ اُنہوں نے نہایت درجہ کی سخت محنت کی تھی۔ اُن کے جسم اور دل پر حد سے زیادہ زور پڑا تھا۔ اِس اندوہ کے ساتھ جد و جہد اُن کے لئے ضرر رساں تھی۔ اُن کو پورے آرام اور تبدیلِ مشغولات کی ضرورت تھی۔ خود یسوعؔ کو بلاریب اُن سے کہیں زیادہ اِس کی ضرورت تھی۔ یہ خیال کیسا پسندیدہ ہے کہ یسوعؔ کو بھی ہماری طرح فراغت اور آرام درکار تھا۔ اُس نے سمجھا کہ اُن کے لئے کھیتوں اور جنگل اور پہاڑوں اور ندیوں کی طرف جانا اچھا ہے تاکہ اُنہیں تفریح اور آرام حاصل ہو اور وہ خدا سے ساتھ رفاقت رکھ سکیں۔ "آؤ میرے ساتھ ویران جگہ میں چلو اور ذرا آرام کرو"۔

اِس قسم کی دانائی اور شفقت سے پُر دعوت ہمیں اُس کے زیادہ نزدیک لے جاتی ہے۔ یسوع کی سیرت ہمیشہ ایسی ہی ہے۔ وہ ہماری سرشت سے واقف ہے اور یاد رکھتا ہے کہ ہم محض خاک ہیں۔ اور ہم میں سے ہر ایک کو جو سخت خدمت اور دماغی محنت میں مبتلا ہیں یہ محسوس کرنا اچھا ہے کہ وہ ہمارے آرام کی ضرورت میں ہمارے ساتھ ہمدرد ہے اور محنت کے بعد تعطیل کا وقت کام کے وقت کی طرح مہربان خدا کی مرضی کے مطابق ہے۔

اب وہ چھُٹی منانے کے لئے روانہ ہو گئے ہیں۔ پطرس نے اپنی بینڈول سی کشتی گھاٹ پر لگا دی ہے اور خداوند اُس میں بیٹھ گیا ہے۔ وہ سب بمشکل چڑھ کر اُس میں سوار ہو گئے ہیں۔ سرخی مائل بھورے رنگ کا بادبان کھول دیا گیا ہے۔ وہ شمال مشرق کی جانب پہاڑیوں کے رُخ دُنیا کے شور اور غل غپاڑے اور ریل پیل سے دور تعطیل منانے جا رہے ہیں۔ وہ خوش ہو رہے ہیں کہ انہیں پھر کشتی پر سوار ہونا نصیب ہوا ہے۔ وہ ہنستے بولتے چالتے چلے جا رہے ہیں۔ کبھی قطع کلام کرتے ہوئے بڑے شوق سے ایک دوسرے کو اپنے دورے کے قصّے سُناتے ہیں۔ پھر غصّہ اور رنج بھرے دل سے یسوع کو بتاتے ہیں کہ انہوں نے بکیرس میں متوفی اصطباغی کے بارے میں کیا کیا سُنا۔

مگر عام تجربہ ہے کہ جن لوگوں کو تعطیل کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے اُنہی کو آسانی سے آرام نصیب نہیں ہوتا۔ کنارے پر کی بھیڑ کو کوئی روک نہیں سکتا۔ یسوع کی شہرت اِس وقت پورے عروج پر ہے۔ ہجوم نے کشتی کا رُخ دیکھ لیا ہے اور اب لوگ جھیل کے شمالی کنارے کی سڑک پر سے جلدی جلدی قدم بڑھا رہے ہیں۔ عورتیں بھی اپنے بال بچوں کو لے کر اس میں شامل ہیں

پس وہ کشتی پر سے اُتر نہیں چُکے تھے کہ بھیڑ نے اُن کو آلیا۔ خاموشی سے فرصت کا وقت کاٹنے کی تجویز باطل ہوگئی مگر یسوع نے کیسی خوش مزاجی سے اُس کی برداشت کی ہزاروں لوگ اُس کے تخلیہ میں مخل ہو رہے ہیں اور اُس کے مقصد کے پُورا ہونے میں سدِ راہ ہیں۔ مگر انہیں یسوع کی سخت ضرورت تھی یسوع ہمیشہ اِسی بات کو پسند کرتا تھا اُن بیمار بچوں کی ماؤں کے لئے اُس کے دل میں درد تھا اِس لئے اُس نے اُن کو کریمانہ نوازش سے قبول کیا اور خدا کی ابویت کے بارے میں اُن کو دلچسپ باتیں سنائیں۔ "اور جو شفا پانے کے محتاج تھے اُن کو شفا بخشی"۔

اِس طور پر جدوجہد کی لمبی گھڑیاں کٹ گئیں۔ پھر شام ہونے لگی اور یسوع کو اُن تھکے اور بھوکے لوگوں کی فکر ہوئی اور ساتھ ہی اُن بارہ کی تربیت کا بھی خیال تھا۔ اب تک اُنہوں نے اُس پر تکیہ کرنے کا سبق کہاں تک سیکھا تھا؟ اُس نے فلپس سے مخاطب ہوکر کہا "ہم اِن کے کھانے کے لئے کہاں سے روٹیاں مول لیں؟" اِس سے فلپس سوچ میں پڑ گیا۔ یسوع نے یہ تو اُس کے آزمانے کے لئے کہا تھا۔ مگر فلپس آزمائش میں پُورا نہ اُترا اور یوں کہنے لگا کہ "یہ نہیں ہو سکتا۔ دو سو دینار کی روٹیاں اِن کے لئے مشکل سے کافی ہونگی"۔

یسوع اُن کے ساتھ بحث نہیں کرتا۔ وہ جانتا تھا کہ کس وقت خاموشی اختیار کرلی چاہئے۔ وہ انہیں خوب غور کرنے دیتا ہے وہ رفتہ رفتہ معلوم کرلیگا کہ باقی شاگرد کیا جواب دیتے ہیں مگر وہ بھی فلپس سے بڑھ کر نہ نکلے۔ جب دن ڈھلنے لگا تو وہ اُس کے پاس آکر کہنے لگے کہ "اب وقت گذر گیا ہے۔ لوگوں کو رخصت کر دے تاکہ گاؤں میں جاکر کھانا مول لیں۔" یسوع نے کہا

"تم ہی انہیں کھانے کو دو۔" انہوں نے کہا "خداوند۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ کیا ہم اس ویران جگہ میں جا کر دو سو دینار کی روٹیاں مول لائیں اور انہیں کھلائیں؟" معلوم ہوتا ہے کہ فلپّس نے اس کے بارے میں اُن سے بات چیت کی تھی۔

اب یسوع نے عملی کارروائی شروع کی۔ بھوکے لوگوں کے ہجوم کو سیر کرنا بڑا بھاری کام تھا مگر اُن کچے ایمان والے بارہ شاگردوں کو نتائج پیدا کرنے والا سبق سکھانا اس سے بھی بڑھ کر تھا۔ اُس نے کہا "تمہارے پاس کتنی روٹیاں ہیں۔ جاؤ۔ دیکھو۔" انہوں نے جواب دیا کہ صرف پانچ روٹیاں اور دو مچھلیاں ہیں۔ یہ شاید اُن کے اپنے شام کے کھانے کیلئے تھیں۔ اُس نے حکم دیا کہ لوگوں کو ہری گھاس پر سو سو کی اور پچاس پچاس کی قطار میں بٹھا دو۔" پھر اُس نے وہ پانچ روٹیاں اور دو مچھلیاں لیں اور آسمان کی طرف دیکھ کر برکت چاہی اور روٹیاں توڑ کر شاگردوں کو دیتا گیا کہ اُن کے آگے رکھیں۔" ذرا ان سنجیدہ الفاظ پر غور کرو کہ "اُس نے آسمان کی طرف دیکھ کر برکت چاہی اور توڑ کر شاگردوں کو دیں۔" کچھ عرصہ کے بعد بعینہٖ یہی الفاظ اُس نے عشائے ربانی کی رسم جاری کرتے وقت استعمال کئے تھے آگے چل کر ہم دیکھیں گے کہ عشائے ربانی یعنی اُس آسمانی روٹی کا خیال اُس کے دل میں تھا جو خستہ انسانی رُوح کی خوراک ہے اُس نے اُن بارہ شاگردوں کو پاک رفاقت کے راز کے لئے تیار کرنا شروع کر دیا۔

اس معجزے کا حال چاروں انجیل نویسوں نے قلمبند کیا ہے بارہ شاگردوں اور اُس بھیڑ نے اس کا مشاہدہ کیا تھا اور ہم جیسا کہ اناجیل میں مندرج ہے اُسے مان لیتے ہیں۔ ہم سادہ ایمان سے یقین کرتے ہیں

کہ یہ معجزہ اُسی کی طاقت سے ظہور پذیر ہُوا جو فصل کا خداوند ہو کر ہر سال اُس قسم کا اور اُس سے بڑا معجزہ ہمارے سامنے دکھاتا ہے یعنی گیہوں کے ایک ایک دانہ سے تیس گنا اور ساٹھ گنا اور سو گنا اناج پیدا کرتا ہے۔

ابھی کھانا ختم ہونے نہیں پایا تھا کہ ایک اور آفت شروع ہو گئی یعنی اُس معجزے کو دیکھ کر لوگ نہایت جوش سے بھر گئے۔ یسوع نے معلوم کیا کہ وہ اُسے زبردستی پکڑ کر بادشاہ بنانا چاہتے ہیں۔ یہ فقط ایک نشان تھا کہ عوام میں ایسے جذبات پھیل رہے ہیں جو ایک اشارہ سے بھڑک اُٹھنے کو تیار ہیں۔ اُس موقع پر گلیل ایسی پراگندگی کی حالت میں تھا کہ پانچ ہزار آدمی انقلاب شروع کر سکتے تھے۔ اصطباغی کے قتل نے اِس جوش کو اور بھی سُلگا دیا تھا۔ یہ عید فسح کی تقریب تھی جب تمام یہودی دُنیا یروشلیم میں جمع ہو رہی تھی اگر یہ گلیلی لوگ اِس وقت یسوع کے ہمراہ یروشلیم کو جا سکیں اور باغی لوگوں کے گروہ کو چاروں طرف سے اپنے ساتھ ملا لیں تو وہ قوم کے سب نمائندوں کے درمیان جو فسح کے لئے دُنیا بھر سے یروشلیم میں جمع تھے اُس کو اپنا بادشاہ بنا سکینگے۔

اِس میں بڑا بھاری خطرہ تھا اُس کے بڑے سے بڑے دشمن بھی کوئی ایسی بات نہ کر سکتے تھے جو اِس سے بڑھ کر اُس کے مدعا کے لئے مہلک ثابت ہو۔ اگر خدا کی بادشاہت دُنیاوی سیاسی تحریک کی صورت اختیار کر لیتی تو اُس کا بنا بنایا کام ملیامیٹ ہو جاتا اور دُنیا کی نجات کا کام کسی اور طریق سے از سرِ نو شروع کرنا پڑتا۔

اُسے فوراً وہاں سے چلے جانا پڑا معلوم ہوتا ہے کہ وہ بارہ شاگرد بھی عوام کے ہمخیال تھے کیونکہ اُسے اُن کو مجبور کرنا پڑا کہ فوراً کشتی پر چڑھ کر

اُس سے پہلے گھر کو جائیں جب تک کہ وہ لوگوں کو رخصت کرے۔

تب یسوع دُعا مانگنے کے لئے پہاڑ پر چڑھ گیا۔ مشکل اوقات میں یہی اُس کا قلعہ تھا۔ اِس کے بغیر وہ رہ نہیں سکتا تھا۔ اب ایک نازک وقت آ رہا تھا۔ یروشلیم میں مخالفت کا طوفان ترقی پر تھا۔ اصطباغی کے قتل سے دکھائی دیتا تھا کہ اُس کا اپنا کیا حشر ہونے والا ہے۔ گلیل کے لوگوں کی خواہش کہ اُس کو ایک مقبولِ عام انقلاب کا سرغنہ بنایا جائے بہت جلد اُس کا خاتمہ کر دیگی۔ انجام نزدیک آ رہا تھا۔

شام کے بعد اندھیرا چھا گیا۔ پھر آدھی رات کے وقت گہری تاریکی کا عالم تھا۔ مُتفق ہوئی آندھی پہاڑوں میں شور کر رہی تھی اور تنہا یسوع اب تک پہاڑ پر تھا اور رات بھر خدا سے دُعا مانگنے میں لگا رہا۔ ہم بڑے ادب سے قیاس کر سکتے ہیں کہ اپنی زندگی کے کام اور اِس خستہ گناہ آلودہ دُنیا اور روٹیوں کی جنہیں اُس نے کھانا کھلایا تھا اور اپنے بارہ شاگردوں کا جو اُس کی بادشاہت کے تعمیر کرنے والے تھے خیال اُس کے دل میں تھا۔ انہیں معلوم نہ تھا کہ وہ اُن کے لئے فکر اور دُعا کر رہا ہے۔ بیوقوف دُنیا جس کا بوجھ اُس کے دل پر تھا اِس تنہا رات کے جاگنے والے کو نہ جانتی اور نہ اُس کا خیال کرتی تھی۔ وہ پانچ ہزار آدمی نیچے کے رات میں سو رہے تھے۔ اُس کے شاگرد گھبرا رہے تھے کہ وہ آندھی کے وقت اُن کے ساتھ نہیں ہے۔ ہمارا بعینہٖ یہی حال ہوتا ہے۔ جب آندھی اُٹھتی ہے اور ہوا مخالف ہے اور ہم دہشت زدہ ہو کر آنے والی مصیبت کے خیال سے بیدل ہو جاتے ہیں اور بھول جاتے ہیں بلکہ اکثر اوقات شُبہ میں پڑ جاتے ہیں کہ شاید وہ ہم سب کی حفاظت اور خبرگیری اور شفاعت نہیں کرتا۔

علی الصبح مشرق کی طرف آندھی کے سبب اُفق پر سُرخی پھیلی ہوئی تھی اُس نے دیکھا کہ اُس کے شاگرد آندھی کی شدت کے باعث کھینے سے بہت تنگ ہیں کیونکہ ہوا اُن کے مخالف تھی تیز ہوا اُن کی کشتی کو جھیل پر اُڑائے لئے جاتی تھی اور وہ سخت خطرے میں تھے خطرہ بڑھتا جارہا تھا یسوع یقیناً اُنہیں عجیب طور پر رفتہ رفتہ سبق سکھا رہا تھا اِس سے پیشتر کی آندھی میں دن کا وقت تھا اور وہ اُن کے ساتھ کشتی میں تھا اور اُنہوں نے سیکھا تھا کہ اُس کی موجودگی میں کوئی خطرہ اُن کے پاس نہیں پھٹک سکتا۔ مگر اُنہیں یہ بات سیکھنی بھی ضرور تھی کہ جب وہ دیدنی طور پر اُن کے ساتھ نہیں تو بھی اُس پر بھروسا کرنا چاہیئے۔ یعنی اُن کو ایمان پر چلنا چاہیئے نہ کہ آنکھوں دیکھے پر۔ ضرور تھا کہ جب مسیح باپ کے پاس چلا جائے تو نوعمر کلیسیا کی کشتی دُنیا کے طوفان میں رواں کی جائے آندھی کے وقت اُس کے بغیر اُس کا کیا حال ہوگا جیسا عقاب اپنے بچوں کو اونچی پہاڑی پر سے دھکیل دیتا ہے اور جب وہ ڈرنے لگتے ہیں تو نیچے کی طرف اُڑ کر اُن کو بچا لیتا ہے ویسے ہی یسوع اُن کو خطرے میں پڑنے دیتا ہے جیسا کہ بعد کے سالوں میں اُنہیں اُس کی جسمانی غیر حاضری میں پڑنا پڑا تھا۔ تاکہ وہ سیکھ جائیں کہ گو وہ دکھائی نہیں دیتا تو بھی ہمیشہ اُن کے ساتھ ہے جب تم اُن آدمیوں کے مابعد کے حالات میں اُن کے بے دھڑک ایمان پر حیرت زدہ ہوتے ہو تو یاد کرو کہ اُن کی تربیت کس طور پر ہوئی تھی۔

اب تڑکے تڑکے "رات کے چوتھے پہر" وہ فضا دیکھتے ہیں کہ یسوع اُن کے نزدیک پانی پر چل رہا ہے پہلے تو وہ گھبرا گئے اور ڈر کے مارے چلا اُٹھے جیسا کہ ہم بھی کرتے ہیں جب وہ کسی تاریکی یا خوف کی گھڑی

میں شاید ہمارے کسی عزیز کو ایک بہتر زندگی میں داخل کرنے کے لئے ہمارے پاس آتا ہے ہم بھی خوف کے مارے گھبرا کر چلا اُٹھتے ہیں مگر آندھی کے شور میں شاگرد اُس کی آواز سُنتے ہیں جیسا کہ خدا کا شکر ہو ہم نے بھی آندھی کے بعد سُننا سیکھا ہے کہ "خاطر جمع رکھو۔ میں ہوں۔ ڈرو نہیں"۔

لیکن یہ سبق یہیں ختم نہیں ہؤا۔ جب اُس کی حضوری میں اُن کا توکل دفعتاً پھر قائم ہو گیا تو اُن میں سے ایک زور سے چلا اُٹھا یہ جوشیلا اور الفت رکھنے والا پطرس تھا جو عموماً بات کو تولنے سے پہلے ہی بول اُٹھتا تھا۔ وہ پہلے پانی میں کود پڑا اور پھر خطرناک موجوں سے ڈر گیا "خداوند۔ اگر تُو ہے تو مجھے حکم دے کہ تیرے پاس آؤں"۔ اُس خوف سے جو شہر میں پیدا ہوئی تھی اُس کے دفعتاً جاتے رہنے سے وہ سمجھتا ہے کہ وہ اپنے خداوند پر بھروسا رکھنے میں اوروں سے سبقت لے جا سکتا ہے۔ کیا یہ عین پطرس کی سیرت کے مطابق نہیں ؟ مسیح کے صلیب پر کھینچے جانے سے ایک رات پیشتر اُس نے کہا "اگر سب تیری بابت ٹھوکر کھائیں لیکن میں کبھی ٹھوکر نہ کھاؤنگا"۔

یسوع نے اُسے کہا کہ "آ"۔ وہ اِس جوشیلے پطرس سے حقیقی اُلفت رکھتا تھا وہ ایسے تند مزاج لوگوں سے محبت رکھتا ہے جو اکثر غلطیاں کرتے ہیں۔ "پطرس کشتی سے اُتر کر یسوع کے پاس جانے کے لئے پانی پر چلنے لگا"۔ ہاں جب تک یسوع کی طرف دیکھتا تھا ایسا کر سکتا تھا مگر جب اُس نے اُس کی طرف سے نظر ہٹالی اور ہوا کی تندی دیکھی تو ڈر گیا۔ جب ڈوبنے لگا تو چلا کر کہا۔ "اے خداوند۔ مجھے بچا۔ میں ڈوب رہا ہوں مگر اُس کا واسطہ ایسے شخص کے ساتھ تھا جو اُسے ہرگز گرنے نہیں دے گا یسوع نے ہاتھ بڑھا کر اُسے پکڑ لیا اور جب وہ بچ گیا تھا تو خداوند نے اُسے

نرم سی جھڑکی دے کر کہا "اے کم اعتقاد۔ تو نے کیوں شک کیا؟" اگر تو دل میں شک نہ لاتا تو بڑی اچھی طرح سے آسکتا تھا کیا پطرس سبق سیکھنے کے لائق نہ تھا؟ رسول عجیب قسم کی تربیت پا رہے تھے۔

اب تک اُس دن کی تعلیم ختم نہیں ہو چکی۔ انہیں ہنوز اُس بھیڑ کو کھلانے کے گہرے رُوحانی سبق کا سیکھنا باقی تھا جو کچھ باقی انجیل نویسوں نے درج نہیں کیا وہ مقدس یوحنا کو یاد ہے جب انہوں نے کفر نحوم میں پہنچ کر آرام کیا اور کھانا کھا لیا تھا یسوع دوپہر کے بعد پھر جھیل کے کنارے پر چلا گیا۔ وہ پُر جوش ہجوم اُس کے گرد جمع ہے وہ لوگ سوائے روٹیوں کے معجزے کے دوسری بات کا چرچا کرتے اور نہ خیال کرتے تھے۔ یسوع اُن کے خیالات کے مطابق اُن سے باتیں کرتا ہے جن سے اُس نے انہیں ایسا دنگ کر دیا کہ وہ کبھی پیشتر نہ ہوئے تھے۔

"فانی خوراک کے لئے محنت نہ کرو۔ بلکہ اُس خوراک کے لئے جو ہمیشہ کی زندگی تک ٹھہرتی ہے۔ جسے ابنِ آدم تمہیں دیگا۔ زندگی کی روٹی میں ہوں وہ حقیقی روٹی جو آسمان سے اُتری میں ہوں۔ جب تک تم ابنِ آدم کا گوشت نہ کھاؤ اور اُس کا خون نہ پیو تم میں زندگی نہیں" کچھ تعجب کی بات نہیں کہ وہ حیران ہو گئے حیرت اور پریشانی چاروں طرف نظر آتی تھی۔ اُس پر سوالوں اور اعتراضوں کی بوچھاڑ شروع ہو گئی۔ یہ کلام رسولوں کی سمجھ سے بھی باہر تھا۔ غالباً یہ مسیح کی تقریر مجمل بیان ہے جس کا اصلی مضمون یوں پیش کرنے کی جراٴت کر سکتے ہیں۔

جیسا جسم کے لئے ویسا ہی رُوح کے لئے بھی ایک خوراک ہے۔ کل تمہارے جسم کمزور اور ماندہ تھے جب میں نے تم کو روٹیوں سے سیر کیا

تو نئی زندگی اور طاقت آ گئی۔ روح کی زندگی کا بھی یہی حال ہے ایک طور سے جسے
تم نہیں سمجھ سکتے میں اپنی زندگی اور طاقت انسان میں پہنچا دیتا ہوں۔ میں آیا ہوں
تاکہ تم زندگی پاؤ اور کثرت سے پاؤ۔ وہ جو مجھے کھاتا ہے میرے سبب سے
زندہ رہے گا۔

اُن کا حیرت زدہ ہو کر خاموشی اختیار کرنا کوئی تعجب کی بات نہیں جو لوگ
مشرقی ممالک کے معقموں سے تعلیم پانے کے عادی تھے اُن کے لئے
اِس کا سمجھنا ایسا مشکل نہیں تھا جیسا کہ معلوم ہوتا ہے۔ اِس وقت ہمیں
جنہوں نے سیکھا ہے کہ مسیح پاک سکریمنٹ کے ذریعہ اپنی زندگی اور طاقت
انسان کو بخشتا ہے یہ سمجھنا کسی قدر آسان ہے مگر تعجب نہیں کہ اُنہوں
نے اُسے سخت کلام کہا اور کہ اُس کے بعد بعض اُس کے ساتھ نہ رہے
اور کہ اُس نے افسوس کے ساتھ اُن بارہ کی طرف پھر کر کہا "کیا تم بھی چلا جانا چاہتے
ہو؟" بیچارے حیرت زدہ رسولوں نے کہا کہ نہیں "اے خداوند۔ کس کے پاس
جائیں ہمیشہ کی زندگی کی باتیں تو تیرے ہی پاس ہیں"۔

اُنہوں نے بعد میں اِس کا مطلب کسی حد تک سمجھا ہم بھی اِس وقت اِس
کو کسی حد تک سمجھتے ہیں "ہمارے خداوند یسوع مسیح کا بدن جو تیرے لئے
دیا گیا کہ تیرے بدن اور روح کو ہمیشہ کی زندگی تک بچائے رکھے اِسے لے
اور کھا۔ اِس بات کی یادگاری میں کہ مسیح تیرے لئے موا اور شکر کرتے ہوئے
ایمان کے ساتھ اپنے دل میں اُس کو کھایا کر"۔

سولھویں فصل

قیصریہ فلپی

اب اُن بارہ کی تربیت کا ایک نہایت ضروری زمانہ آ رہا ہے۔

گلیلی خدمت کے ایک آنے والے نازک زمانہ کے آثار نظر آ رہے ہیں لوگوں کی بھیڑ بہت کم نمایاں ہے اور اُن بارہ کا زیادہ ذکر ہوتا ہے۔ وہ وقت قریب آ رہا ہے کہ "وہ اوپر اُٹھایا جائے اور یروشلیم کے جانے پر کمر باندھے"۔ اِس وقت سے لے کر وہ زیادہ زیادہ انجام کا خیال کرتا ہے اور اُس کے لئے تیار ہو رہا ہے۔ اِس تیاری کا مرکز زیادہ تر وہ آدمی ہیں جو اُس کے جانے کے بعد اُس کی تجویز کی تعمیل جاری رکھیں گے۔ اُنہیں اُس کے ساتھ رہتے ہوئے دو سال سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے مگر وہ اب تک نہایت سُست رفتار ہیں۔ ادنےٰ درجہ کا یہودی خیال اب تک اُن کے سر پر سوار ہے کہ دُنیاوی مسیح قوم کا نام روشن کریگا۔ اب تک وہ بالکل نہیں سمجھتے کہ اُس کی خود مختاری کا انجام ذلّت کی موت ہوگا اور مُردوں میں سے جی اُٹھ کر وہ عظیم عالمگیر روحانی بادشاہت کو شروع کرے گا۔ خاتمہ قریب آ رہا ہے اور ضرور ہے کہ وہ اُس کے لئے تیار رہوں۔

وہ اُن کے ساتھ تنہائی میں وقت بسر کرنے کا پیشتر سے زیادہ خواہشمند ہے اور یہ کچھ آسان کام نہیں۔ وہ روز جب اُس نے حکم دیا کہ "تم الگ جگہ میں میرے ساتھ چلے آؤ" اور ایک بھیڑ کو دوسرے کنارے پر اُن کا

انتظار کرتے دیکھا۔ روزمرہ کے حالات کا یہی ایک نمونہ تھا۔ اُس کی شہرت عروج پر ہے۔ اُس کے معجزات ساری قوم کی توجہ کو کھینچ رہے ہیں۔ مسیحی انقلاب کی اُمید و بیم بڑھ رہا ہے۔ اِس وجہ سے اُسے تخلیہ نصیب نہیں ہوتا۔

غالباً یہی باعث ہے کہ وہ اِس وقت اُن کو فلسطین سے باہر کنعانیوں کی سرزمین یعنی صور اور صیدا کے علاقہ میں لے جاتا ہے جہاں اُس نے سُور فینیکی عورت کی بیٹی کو شفا بخشی۔ وہاں سے وہ اور تنہا جگہوں میں گیا جن کا حال ہمیں معلوم نہیں۔ مقدس مرقس کہتا ہے کہ "وہ دلمنوتہ کے علاقہ میں گیا" یہ جھیل کے گرد بیابان میں کوئی جگہ ہوگی۔ یسوع کے اِس وقت کے حالات کی فقط جھلک کہیں کہیں نظر آجاتی ہے۔

اِس قسم کی جھلک دو موقعوں پر یعنی اِس نہایت نازک ہفتہ کے شروع اور آخر پر دکھائی دیتی ہے۔ پہلا موقع شمالی گلیل میں وہ ہے جہاں خوبصورت چھوٹا سا شہر قیصریہ فلپی تھا جو کوہ حرمون کے دامن میں دریائے یردن کے منبع کے متصل شاندار پُر فضا منظر کے درمیان واقع ہے کہیں وہاں اُس شہر کے اوپر پہاڑ کی ایک گھاٹی میں وہ شاگردوں سمیت آرام کر رہا ہے۔ مقدس لوقا کہتا ہے کہ وہ تنہائی میں دعا مانگ رہا تھا۔ دُعا کے بعد وہ اُس چھوٹی جماعت سے پوچھتا ہے کہ "لوگ مجھے کیا کہتے ہیں؟" اُنہوں نے جواب دیا کہ "اے اُستاد۔ بعض ہیرودیس کی طرح گمان کرتے ہیں کہ یوحنا اصطباغی مُردوں میں سے جی اٹھا ہے۔ بعض یہ کہ ایلیاہ ظاہر ہوا ہے۔ بعض یرمیاہ یا قدیم نبیوں میں سے کوئی"۔

بلاشبہ وہ بخوبی جانتا تھا کہ لوگ کیا خیال کرتے ہیں اور اس سوال کے پوچھنے سے اُسے کچھ اور مدِ نظر تھا۔ دفعتاً اُس نے ایک چونکا دینے والا

سوال ان سے پوچھا "مگر تم کیا کہتے ہو؟"

اصلی ضروری بات یہی تھی۔ وہ خدا کی بادشاہت اُن کے ہاتھ میں سپرد کر رہا تھا۔ انہوں نے اِس دو سال کے عرصہ کی تعلیم اور بے تکلف رفاقت سے کیا حاصل کیا یا سمجھا تھا؟ جلد باز اور بلا سوچے بول اُٹھنے والے پطرس نے اُن سب کے عوض جواب دیا کہ "تُو زندہ خدا کا بیٹا مسیح ہے"۔

بارہ کی تربیت میں یہ ایک اہم موقع اور بڑا بھاری انکشاف تھا۔ اگر مسیحیت میں سے کبھی طاقت جاتی رہے گی یہ تو اُن لوگوں کے ذریعہ ہوگی جو اِس مرکزی حقیقت کے ماننے میں کمزور ہو جائینگے۔ آج کل اعتقاد میں آسانی پیدا کرنے اور معجزوں کو تاویلوں سے ٹال دینے اور عقاید کو کم ناگوار بنانے کی طرف میلان ہے جس سے تشویش پیدا ہوتی ہے۔ خبردار۔ کہیں اِس کا انجام یہ نہ ہو کہ مسیح کی تصویر کو بھی دھندلا کر دیا جائے۔ حقیقی وہ چٹان ہے جس پر سب عقاید قائم ہیں۔ "تُو زندہ خدا کا بیٹا مسیح ہے"۔

معلوم ہوتا ہے کہ اِس جواب کا اُس پر گہرا اثر ہوا۔ اُس نے پطرس سے کہا "مبارک ہے تُو شمعون بریوناہ کیونکہ یہ بات گوشت اور خون نے نہیں بلکہ میرے باپ نے جو آسمان پر ہے تجھ پر ظاہر کی ہے"۔ اِس موقع پر اُسکے لئے یہ اقرار پُر معنی تھا۔ وہ اپنے شاگردوں پر بھروسا کر سکتا تھا۔ وہ آخر کار اُس کو زیادہ صفائی سے دیکھنے اور یہ معلوم کرنے لگ گئے تھے کہ وہ محض قومی انقلاب کا پیشوا نہیں بلکہ آسمان سے زمین پر اُتر آیا ہے اور خدا کی روحانی بادشاہت کا بادشاہ ہے۔ اُن کی تربیت میں یہ بڑا بھاری قدم تھا۔

مگر یہ ایک قدم ہی تھا۔ اب تک اُن کو یہ توقع تھی کہ چونکہ وہ ایسا بڑا آدمی ہے وہ بڑی شان و شوکت اور نمائش کے ساتھ اسرائیل کو فتح دلوائیگا۔

اس لئے یہ ضرور تھا کہ وہ اُن کو اس دھوکے سے بچنے کے لئے تیار کرے تاکہ وہ اُن پر ناگہاں نہ آپڑے۔ اور اُن کے ایمان کو چکنا چور کر ڈالے اُس نے باتوں باتوں میں اُس کی نسبت اشارات تو دیئے تھے مگر اُن کا کچھ اثر نہ ہوا۔ اب اُن کے حیرت زدہ دلوں پر یسوع کی شخصیت کے بھاری راز کی جھلک پڑنے لگی تھی اُس نے فی الفور اُن کو سخت تاکید کی کہ اس کو کسی پر ظاہر نہ کریں یہ راز اُس کے اور اُن کے درمیان رہے اُس نے اُن کو حکم دیا کہ یہ کسی سے نہ کہنا۔ ہنوز پورے انکشاف کا وقت نہیں آیا ضرور ہے کہ ابدی مسیح انسان ہو کر مر جائے پیشتر اُس کے کہ دُنیا اُسے خدا مان لے۔

اس کے یہ معنی تھے کہ ہولناک اور رنج دہ باتوں کا اظہار کرنا پڑیگا۔ وہ اُن پر ظاہر کرنے لگا کہ "ابن آدم آدمیوں کے ہاتھ میں حوالے کیا جائیگا اور وہ قتل کیا جائے گا اور تین دن کے بعد جی اُٹھیگا"۔

یہ بات ایسی صاف نہ تھی جیسی بظاہر معلوم ہوتی تھی وہ اس کو سُن کر حیرت زدہ ہو گئے مگر اس کو لفظی طور پر سمجھ نہ سکتے تھے اور سمجھتے بھی کیسے ؟ وہ اُن کا واجب التعظیم آقا تھا جس کی الوہیت کا اُنھوں نے ابھی ابھی اعتراف کیا تھا اور جو دُنیا کو اپنی خدا کی بادشاہت میں لانے کے لئے آیا تھا اور اب وہ شروع ہی میں اپنے قتل ہونے کا ذکر کرتا ہے یقیناً اس سے اُس کی مراد کوئی پوشیدہ راز کی بات ہوگی ان آدمیوں سے یہ توقع نہیں ہو سکتی تھی کہ وہ خدا کا ایسا تصور باندھ لیں جس کی عظمت زیادہ تر اس بات میں ہو کہ وہ کس قدر خود نثاری کے قابل ہے اور جو انسان کی خاطر شرم اور بے حرمتی کے جانے اور اذیت اور موت کو قبول کر سکتا ہے اور جو

موت پر فتحیاب ہو کر اور مُردوں میں سے جی اُٹھ کر دُنیا بھر میں آدمیوں کو پُر محبت متابعت کے لئے جیت سکتا ہے۔ نہیں۔ یہ باتیں لفظی طور پر کیسے صحیح ہو سکتی ہیں سو وہ اُس وقت اُن کو سُنتے ہی دنگ ہو گئے اور کچھ دیر تک خوفزدہ رہے "وہ اِس بات کو سمجھتے نہ تھے" اور اُس سے پُوچھتے ہوئے ڈرتے تھے۔ وہ اُس کی تہ تک پہنچنا پسند نہیں کرتے تھے اور چاہتے تھے کہ وہ اُن کے حافظہ سے محو ہو جائے۔

لیکن یسوع اُن کو بھُولنے نہیں دیتا چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد اُس نے پھر اُسی بات کو دُہرایا تب وہ خوف زدہ ہونے لگے بیچارے پطرس کو ایسا معلوم ہُوا کہ اُس کا دل کسی برفانی شکنجے میں پکڑا گیا جوش میں آ کر بڑی جُرأت سے وہ اُسے ملامت کرنے لگا "اے خداوند۔ خدا نہ کرے یہ تجھ پر ہرگز نہیں ہونے کا"۔

یسوع سختی سے اُس کی طرف کیوں متوجہ ہُوا؟ کیا اُس کو وہ بیابان والی آزمایش یاد آ گئی جب شیطان نے اُس کے سامنے پیش کیا کہ وہ ایسے رنج اور طریقہ کے بغیر بھی فتحیاب ہو سکتا تھا؟ اکثر اوقات محبت کی دلسوز باتوں سے فرض کی ادائیگی زیادہ مشکل ہو جاتی ہے۔ مثلاً جب نوجوان جوڑہ چھوٹے بچوں کی ماں اپنے خاوند سے جو جنگ میں موت کا سامنا کرنے جا رہا ہے پُر شُبہ الفاظ میں کہتی ہے کہ "اے میرے مالک۔ کیا ضرور ہے کہ تُو اِس فرض کو پُورا کرے؟" کیا پطرس کی پُر درد صورت میں دوبارہ شیطان کی آزمایش نظر نہ آتی تھی؟ جو شخص یسوع سے بڑی محبت رکھتا تھا اُس کو ایسی سخت جھڑکی ملنے کی ضرور کوئی وجہ ہوگی۔ "اے آزمایش کرنے والے۔ میرے سامنے سے دُور ہو۔

کیونکہ تو خدا کی باتوں کا نہیں بلکہ آدمیوں کی باتوں کا خیال رکھتا ہے۔"

خدا کی باتوں کا خیال! اس کے کیا معنی ہیں۔ وہ اُن سب کی طرف مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ خدا کے سے خیال سے مراد ہے حق کی خاطر صدق دل سے کی جان نثاری۔ تمہارے خیال انسان کے سے ہیں تم چاہتے ہو کہ میں اپنی جان بچاؤں۔ جو اپنی جان بچانی چاہتا ہے وہ اُسے کھوئے گا جو کوئی اپنی جان سب سے اعلیٰ نیکی کی خاطر کھونے پر رضامند ہو وہ اُسے بچائیگا میرا یہی راستہ ہے جو میری پیروی کرتا ہے ضرور ہے کہ وہ اپنی خودی سے انکار کرے اور اسی راستہ پر میرے پیچھے ہو لے۔"

یہ ایک بڑا بھاری سبق تھا مگر معلوم ہوتا ہے کہ اُن کی سمجھ سے باہر تھا کیونکہ ان باتوں کے بعد بھی وہ اب تک نہیں سمجھے کہ یسوع کو مرنا ضرور ہے۔ ان کی یہ روش ہمارے قیاس سے بعید ہے مگر تمہیں خیال رکھنا چاہئے کہ جو بات انسان کے ذہن میں پہلے سے جم گئی ہو وہ اُس پر قائم رہتا ہے اور ہم سب میں طبعی میلان ہے کہ ہم ناگوار خیالات کو اپنے سے دور کرنا چاہتے ہیں اور انسانی سرشت میں امید کا ایک ایسا مادہ ہے کہ وہ خیال کرتا ہے کہ کسی نہ کسی طور سے تکلیف وہ باتیں واقع ہی نہیں ہونگی یقیناً اس سب کی تہ میں کچھ بے قراری تھی مگر آخر الامر یہ اسی امید کے باعث تھا کہ وہ ایک روز بحث کر رہے تھے کہ آنے والی بادشاہت میں اُن سب میں بڑا کون ہوگا اور زبدی کے بیٹوں کی ماں نے درخواست کی کہ اُس کے بیٹے اُس کے دہنے اور بائیں ہاتھ بیٹھ کر حکومت کریں اور اسی وجہ سے تھا کہ یسوع کے صلیب پر کھینچے جانے سے وہ متحیر ہو گئے اور جب اُس کی لاش قبر کے اندر دفن کی گئی تو اُن پر مایوسی چھا گئی۔ انسان بھی ایک طرفہ شے ہے!

اُس پہاڑی درہ کے درختوں میں سے یہ خفیف جھلک کوہ حرمون کی شاندار تنہائی کے درمیان ایک ایسے ہفتے کا شروع تھی جو کبھی بھولنے والا نہ تھا۔ اُس ہفتے کی بے تکلف رفاقت کا حال کہیں مندرج نہیں یسوع اور وہ بارہ اکیلے تھے مگر ہمیں معلوم ہے کہ رسولوں کی تعلیم میں یہ کوئی معمولی ہفتہ نہ تھا اُس کا آغاز جیسا اُس بڑی اقرار سے ہوتا ہے کہ تُو زندہ خدا کا بیٹا مسیح ہے علاوہ اُس کا خاتمہ اُس سے بھی ایک بڑے منظر یعنی اُس کی تبدیل صورت کے عظیم الشان واقعہ سے ہوتا ہے جب اُس نادیدنی عالم کی جھلک جو یسوع کا وطن تھا پردے میں سے دکھائی دی۔

کیونکہ ہم آخری دن کا حال یوں پڑھتے ہیں۔ "چھ دن کے بعد یسوع پطرس یعقوب اور یوحنا کو ہمراہ لے کر پہاڑ پر دعا مانگنے گیا اور اُن کے سامنے اُس کی صورت بدل گئی"۔ ان آدمیوں نے اِس تبدیل صورت کا حال اُس کے جی اُٹھنے کے بعد سنایا۔ اُن کو اِس سے پیشتر اُس کا ذکر کرنے کی اجازت نہ تھی۔ اناجیل کے تین علیحدہ علیحدہ بیانات کو جمع کرنے سے اُن کے حافظہ کی اِس دوسری تصویر کا کچھ تصور ہمارے دل میں پیدا ہو جاتا ہے۔

وہ موسم سرما کی تاریکی میں کوہ حرمون کے بلند ڈھلوانوں پر تنہا تھے خداوند اُن سے الگ دعا میں محو تھا جب وہ بھی اپنی چھوٹی چھوٹی دعائیں مانگ چکے تو اپنا اپنا لبادہ اوڑھ کر سو گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ نور کی جھلک اور جلوے کی تاب سے جاگ اُٹھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی عجیب بات واقع ہوئی ہے جو بعض اوقات نیند میں محسوس ہوتی ہے اور اُن کی آنکھوں نے ایک ایسا منظر دیکھا جو پیشتر انسان نے کبھی نہ دیکھا تھا۔ وہ گویا ایک نئے عالم میں پہنچ گئے شاید اُنہوں نے سمجھا کہ وہ مر کر آسمان میں چلے گئے ہیں۔

خداوند ہنوز دُعا مانگ رہا تھا اور دُعا مانگتے وقت اُس کے چہرے کی صورت بدل گئی۔ باپ کی قربت اور نادیدنی عالم کے پرتو سے اُس کے اندر سے الوہیت جسم کے پردے میں سے جلوہ گر ہوئی اور اُس کی پوشاک ایسی نورانی اور سفید براق ہو گئی کہ دُنیا میں کوئی دھوبی ایسی سفید نہیں کر سکتا۔ اور اُس رُوحوں کے عالم کے پردے میں سے جہاں سے وہ آیا تھا موسیٰ اور ایلیاہ کی رُوحانی صورتیں آموجود ہوئیں۔ یہ دونوں اسرائیل کے بڑے پیشوا تھے جو مدتوں پیشتر اُس عالم میں داخل ہو چکے تھے۔ یہ جلال میں دکھائی دیے اور اُس کے انتقال کا ذکر کرتے تھے جو یروشلیم میں واقع ہونے کو تھا۔ وہ اُس کے کوچ کر جانے کا ذکر کر رہے تھے جیسے کہ تیس سال پیشتر روحوں کے عالم کے دوسرے مخلوق بیت لحم کے میدانوں میں اُس کی آمد کا گیت گا رہے تھے۔ ہاں وہ رُوحوں کا عالم اُس سے ملا رہتا تھا۔

موجودہ زمانے کے علم الارواح کے مظہرات کے بارے میں خواہ کچھ ہی کہا جائے اِس میں کچھ شک نہیں کہ ایک اعلیٰ معنی میں مقدسوں کی ارواح یسوع کو جس کا بیان اناجیل میں پایا جاتا ہے گھیرے رہتی تھیں۔ رُوحوں کے گروہ سے جو اُس کی پیدایش کے وقت بیت لحم کے میدانوں میں آیا اُن دو مردوں تک جو "سفید پوشاک پہنے" اُس کے صعود کے موقع پر ظاہر ہوئے ہم بار بار دوسرے عالم میں سے آنے والوں اور آوازوں اور مظہرات کا حال پڑھتے ہیں جن سے کچھ شُبہ نہیں رہتا کہ ہمارے حلقے سے باہر ایک اور حلقہ بھی ہے جس کے باشندے ہماری نجات کے واقعات میں بےحد دلچسپی رکھتے ہیں۔ کوئی اناجیل کا خلوص دل سے مطالعہ کرنے والا اِس سے تجاہل نہیں کر سکتا۔

ہمارا اعتقاد ہے کہ وہ عالم اب بھی ہمارے چاروں طرف ہے۔ اگر ہم اُس کو

نہیں دیکھ سکتے تو اُس کی یہی وجہ ہے کہ روشنی میں نقص ہے۔ اور اس دُنیا کی
بھڑکیلی چمک دمک اُس کو دھندلا کر دیتی ہے جیسا کہ ہم روز مرہ دیکھتے ہیں کہ
جب سُورج کی روشنی ہم کو ہر قسم کے پھول اور پتے اور کیڑے مکوڑے
دکھاتی ہے تو نیم شب کے ستاروں کو ہماری نظروں سے غائب کر دیتی ہے
اِس کا سبب یہ ہے کہ اُن کے دیکھنے کے لئے مناسب روشنی نہیں
ہے اگر تاریکی ہماری بینائی کی اصلاح نہ کرے تو ہم کبھی یقین نہ کریں کہ کوئی ستاروں
کا عالم بھی ہے۔ ممکن ہے کہ جب ہماری آنکھیں موت کی تاریکی میں بند ہو جائیں
تو اُس روحوں کے عالم کو دیکھنے کے لئے مناسب روشنی پیدا ہو جائے۔
مگر ہمیں پختہ یقین ہے کہ وہ عالم ہمارے چاروں طرف ہے جیسا کہ بلاشبہ
وہ یسوع کی زندگی میں بھی تھا۔

وہ تینوں جو اس بابخت آدمی اُس رویت کو حیرت سے دیکھتے رہے اُس
کے اختتام کے قریب پطرس جو رو کنے سے رُکنے والا نہ تھا چپ نہ رہ سکا
اُس منظر سے چندھیا کر اُس نے اپنے کو آسمان میں سمجھا۔ وہ بیچارہ اپنے خداوند
کی موت کے اشارہ اور اُس سخت جھڑکی کو یاد کر کے آسمان کو بھول گیا تھا اس
لئے یہ کوئی تعجب کی بات نہ تھی کہ وہ آسمانی حالت میں جہاں تک ہو سکے
دیر تک رہنا چاہتا تھا۔

پطرس نے کہا ربی ہمارا یہاں رہنا اچھا ہے پس ہم تین ڈیرے بنائیں
ایک تیرے لئے۔ ایک موسیٰ کے لئے۔ ایک ایلیاہ کے لئے یہ بے
سروپا کلام تھا مگر اس قصے کو بیان کرنا بطور عذر خواہی کے نہایت قدرتی
ہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ مقدس مرقس کی انجیل فی الحقیقت مقدس پطرس کی
انجیل ہے۔ میں نہیں جانتا تھا کہ کیا جواب دوں اس لئے کہ ہم بہت ڈر

گئے تھے۔" وہ بول ہی رہا تھا کہ دیکھو ایک نورانی بادل نے اُن پر سایہ کیا۔ اور دیکھو اُس بادل میں سے آواز آئی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے اِس کی سُنو۔ وہ منہ کے بل گر پڑے اور اُن کو کچھ ہوش نہ رہا جب تک یسوع نے پاس آکر اُنہیں نہ چھوا۔ جب اُنہوں نے اپنی آنکھیں اُٹھائیں تو پہاڑ پر پو پھٹ رہی تھی اور اُنہوں نے یسوع کے سوا اور کسی کو نہ دیکھا"۔

یہ رویت گذر گئی اور اُس نادیدنی عالم کے پھاٹک پھر بند ہو گئے۔ اور اُنہوں نے معلوم کیا کہ باوجود اِن باتوں کے وہ آسمان میں نہیں پہنچے۔

ابتدائی کلیسیا کی تعلیم میں اِس تبدیلِ صورت کا قصہ ایسا ممتاز درجہ رکھتا تھا کہ پہلے تین انجیل نویسوں نے اُسے اپنی اپنی تصنیف میں درج کیا ہے۔ ہم اُس کے بارے میں کیا خیال کریں؟ کیا وہ محض ایک رویت تھی یا ایسا خواب جس میں کوئی قابلِ احساس وجود نہ تھا؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ از کم جن آدمیوں نے اُس کا مشاہدہ کیا اُن کا ایسا خیال نہ تھا بہت عرصے کے بعد عمر رسیدہ یوحنا اُس رات کا ماجرا بطور ایک حقیقتِ عینی کے یاد کرتا ہے "جب ہم نے اُس کا ایسا جلال دیکھا جیسا باپ کے اکلوتے کا جلال"۔ پطرس[لہ] کلیسیا کو اُس کا حال سُناتا رہا" ہم نے خود اُس کی عظمت کو دیکھا اور جب ہم اُس کے ساتھ مقدس پہاڑ پر تھے تو ہم نے آسمان سے آواز آتی سُنی" اب اُس کی نسبت شبہ کرنا ہمارے مادی خیالات کا نتیجہ ہے ہم محسوس نہیں کرتے کہ رُوحوں کا عالم ہمیشہ ہمارے نزدیک ہے جیسا کہ

لہ ـ ۲ پطرس پہلا باب ۱۶ سے ۱۸ آیات۔ خواہ یہ خط مقدس پطرس نے نہ بھی لکھا ہو تو بھی اُس سے کم از کم اُس کی تعلیم کا نقشہ نظر آ سکتا ہے۔

اناجیل میں ہر کہیں پایا جاتا ہے اور جس سے یسوع گہرا تعلق رکھتا تھا۔

نہایت ادب سے اِس منظر پر غور کرو۔ خود خداوند کی طرف نگاہ کرو جو دعا میں مستغرق تھا اور جو مرنے کے لئے یروشلیم کو جانے پر کمر بستہ تھا کیا ہم تعظیم سے کہہ سکتے ہیں کہ اُسے اپنے لئے دعا مانگنے کی ضرورت تھی تاکہ باپ کی حضوری کے باامن اطمینان میں اُس کی رُوح پُر تسکین اور سکون میں رہے؟ کیا یہ اُس کی دُعا کا جواب تھا کہ وہ تھوڑی دیر کے لئے جلاوطنی سے اپنے گھر کی حدود میں داخل ہُوا تاکہ باپ کی خوشنودی کی آواز سُنے اور وہ جلال پائے جو وہ "دُنیا کی پیدائش سے پیشتر رکھتا تھا"۔

غور کرو کہ یہ واقعہ اُن حیرت زدہ رسولوں کے لئے کیا معنی رکھتا تھا اُن کے خیالات اپنے خداوند کے بارے میں کیسے اعلیٰ اور پاکیزہ ہو گئے ہونگے اور وہ جو اُن کے ساتھ انسانی رفاقت میں بود و باش کرتا تھا اُس کی عزت اور تکریم فلک سے بالا ہو گئی ہوگی اور اُنہیں نادیدنی عالم کی نزدیکی کا کیسا مکاشفہ ہُوا ہوگا۔ اور باوجود ایسی مایوسی اور ظاہری ناکامیابی کے اُس کی بادشاہت کے بارے میں وہ خداوند کی پُر تسکین اور یقینی اُمید کو سمجھنے کے کیسے قابل ہو گئے ہونگے! اُس کی ناکامیابی ناممکن تھی۔ وہ قدرت والا عالم یعنی خدا اور پاک فرشتے اور کامل کئے ہوئے راستبازوں کی رُوحیں اُس کی کامیابی کی کفیل تھیں۔ وہ عالم نہایت ہمدردی سے اُسے دیکھ رہا تھا۔ رُوحوں کے عالم کے دو مرد جو کئی صدیاں پیشتر اِس دنیا سے کوچ کر گئے تھے اِس وقت موجود تھے۔ وہ زمینی خیالات سے بلند و بالا دوسرے عالم کے اعلیٰ خیالات کی وسیع فضا میں پرواز کر رہے تھے۔ موسیٰ فرعون یا بحیرہ قلزم کا ذکر نہیں کرتا تھا۔ ایلیاہ کو نباتات کے تاکستان کا خیال نہ تھا۔ یہ پُرانی باتیں اِس وقت

رہی تھیں۔ وہ اُس کے انتقال کا ذکر کرتے تھے جو یروشلیم میں واقع ہونے کو تھا۔ کیا اس سے بلاشبہ ظاہر نہیں ہوتا کہ وہ اور اُن کے جلیل القدر رفیق جو پس پردہ تھے اپنے خداوند کی زمینی زندگی اور انسان کی نجات کے اُس اہم موقع کو غور سے دیکھ رہے تھے جو بنی آدم کی تواریخ میں سب سے بڑا واقعہ تھا۔

اب ایک خفیف نتیجہ کا ذکر کرینگے جو ہم سے قریبی تعلق رکھتا ہے کیا یہ خیال جس کی ہمارے خداوند نے پورے طور پر تصدیق کی ہمارے ایمان اور اُمید کو مدد نہیں دیتا کہ اُس عالم کے رہنے والے ہمارے ساتھ گہری ہمدردی اور دلچسپی رکھتے ہیں اور کہ ہمارے عزیز جو اس وقت اُس رُوحوں کے عالم میں زندہ ہیں اور جو حواس اور قوت حافظہ رکھتے ہیں ہماری زمینی زندگی کو غور سے دیکھتے اور خیال میں رکھتے اور ہم کو پیار کرتے اور ہماری مدد کرسکتے ہیں اور ہمارے لئے جو اب تک اس تاریکی کے عالم میں ہیں دُعا مانگتے ہیں۔ ابتدائی کلیسیا کا یہ روشن اور مُبارک اعتقاد تھا قدیم زمانہ کے سب سے بڑے آبا اِس کا تصوّر باندھنا پسند کرتے تھے اُس نادیدنی عالم کے رہنے والے اپنی نشستگاہوں سے اِس کا مشاہدہ کرنے کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں۔ بڑے بڑے مدارس کے پُرانے طلبا کی طرح جو کسی زمانہ میں کھیلوں میں شامل ہوا کرتے تھے اپنے مدرسے کی سالگرہ پر کھیلوں کے دیکھنے کے لئے جمع ہو جاتے ہیں۔ عبرانیوں کے خط کے راقم کے دل میں کچھ ایسا ہی خیال ہوگا جب اُس نے یہ الفاظ لکھے کہ "جبکہ گواہوں کا ایسا بڑا بادل ہمیں گھیرے ہوئے ہے یعنی خدا اور پاک فرشتے اور کامل کئے ہوئے راستبازوں کی رُوحیں۔ تو آؤ ہم اُس دوڑ میں صبر سے دوڑیں جو ہمیں درپیش ہے" +

سترھویں فصل

گلیل کو الوداع

وہ عجیب ہفتہ جو پطرس کے بھاری اقرار سے شروع ہؤا اور جس کا خاتمہ تبدیلِ صورت کے واقعہ سے ہؤا ہمارے خداوند کی زندگی میں ایک نیا دور تھا۔ اِس واقعہ کے بعد مسیح کچھ مختلف، زیادہ عالی رفعت، اور عظیم اور تنہا رہنے والا معلوم ہوتا تھا۔ وہ انجام پر غور کر رہا تھا۔ جب وہ دن نزدیک آئے کہ وہ اوپر اُٹھایا جائے تو اُس نے یروشلیم کے جانے کو کمر باندھی۔ اِس کا مفصل حال آگے چل کر معلوم ہوگا۔

اُس تبدیلِ صورت کے بلند آسمان کے شیریں راگ زمین کے بیسُرے نالوں سے دفعتاً بدل گئے۔ پطرس نے سوچا کہ آسمانی فضا کے امن و امان میں رہنا اچھا ہے مگر یہ ناممکن تھا۔ زمینی زندگی اور اُس کی تکلیفیں تقاضا کر رہی تھیں جب وہ پہاڑ پر سے اُتر رہے تھے تو بعض اِس قسم کے سوالات ذہن میں سُنائی دیتے ہیں کہ ”اِسے اُستاد فقیہ کیونکر کہتے ہیں کہ ایلیاہ کا پہلے آنا ضرور ہے؟“ اُس نے جواب میں کہا کہ ”ایلیاہ جو آنے والا تھا آچکا اور اُنہوں نے جو چاہا اُس کے ساتھ کیا“۔ اُنہوں نے اُسے ہیرودیس کے قید خانہ میں قتل کیا۔

جب وہ نیچے اُتر رہے تھے باقی رسولوں کے پاس آئے تو مضطرب کرنے والی آوازیں اور ہجوم کا شور غل اور تند کلام اور حقارت آمیز باتیں سُنائی دینے لگیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں نے اُن کے خلوت کے مقام کا پتہ لگا لیا تھا یہ بھی

معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ناگوار بات واقع ہوئی تھی کیونکہ وہ تو شاگرد خاموش اور گھبرائے ہوئے ہیں اور فقیہ تمسخر کرتے اور آوازے کس رہے ہیں اور فی الفور بھیڑ نے یسوع کو آتے دیکھا اور "اُسے دیکھ کر نہایت حیران ہوئی"۔ شاید اُس عجیب و غریب رات کے بعد اُس کی صورت میں کوئی تبدیلی واقع ہو گئی ہوگی یا اُس کے جلال میں کچھ اضافہ ہو گیا ہوگا۔

مگر اُس کی نظر اُن خبیث فقیہوں کی طرف ہے جو اُن سے ہوئے شاگردوں کو فوراً اپنی پناہ میں لے لیتا ہے وہ اُن سے دریافت کرتا ہے کہ "کیا معاملہ ہے؟ تم اُن سے کیا بحث کرتے ہو؟" فقیہ بکے بکے رہ گئے اور شاگرد چپ ہو گئے بھیڑ میں سے ایک پریشان حال آدمی اُس کے آگے گھٹنے ٹیک کر کہنے لگا کہ "اے اُستاد۔ میں تیری منت کرتا ہوں کہ میرے بیٹے پر نظر کر کیونکہ وہ میرا اکلوتا ہے" وہ اُس دیوانہ لڑکے کا دردناک قصہ بیان کرتا ہے جسے ایک بد روح کبھی آگ میں اور کبھی پانی میں گراتی ہے اور "میں نے تیرے شاگردوں کی منت کی کہ اُسے نکال دیں لیکن وہ نہ نکال سکے" یہی وجہ تھی کہ فقیہ ہنسی اُڑا رہے تھے اور شاگردوں اور بلاشبہ اُن کے اُستاد کے خلاف آوازے کس رہے تھے گذری رات کی شیریں روحانیت کے مقابلے میں یہ کیسا ادنٰی درجے کا اور تعفن آمیز اور حقارت کے لائق معاملہ تھا۔

"اے بے اعتقاد قوم۔ میں کب تک تمہارے ساتھ رہوں گا؟۔ اپنے بیٹے کو میرے پاس لے آ۔ مجھے بتا کہ یہ اُس کو کتنی مدت سے ہے؟"

وہ بولا۔ "بچپن سے۔ اے خداوند اگر تو کچھ کر سکتا ہے تو ہم پر ترس کھا"۔

یسوع نے کہا "اگر تو کر سکتا ہے! کیا تم مجھ پر اس سے زیادہ

اعتقاد نہیں رکھ سکتے؟"

فی الفور اُس لڑکے کا باپ چلا کر بولا "خداوند۔ میں اعتقاد رکھتا ہوں۔ تو میری بے اعتقادی کا علاج کر"۔ یہ یقیناً ایمان کی صدا تھی جس سے یسوع کے دل میں درد پیدا ہوُا اور یہی التجا اُن بیچارے لوگوں کی رہی ہے جو بے ریائی سے شبہ ظاہر کرتے ہیں۔ یسوع نے فی الفور بدرُوح کو نکال دیا اور نرمی سے اُس زمین پر لیٹے ہوئے لڑکے کا ہاتھ پکڑ کر اُسے اُٹھایا اور اُس کے باپ کو دے دیا۔

یہ قدرتی بات تھی کہ وہ شکست خوردہ شاگرد جب وہاں سے روانہ ہوئے تو اُس سے پُوچھتے کہ "خداوند۔ ہم اُسے کیوں نہ نکال سکے؟" یسوع نے اُن سے کہا "اپنے ایمان کی کمی کے سبب"۔ یہ اس لئے کہ اُن کے ایمان کا درجہ پست ہو گیا تھا اور اس معجزے میں خاص مشکل تھی۔ اِس میں ایک نصیحت تھی جو ہم سیکھ سکتے ہیں بعض ایسے ایام ہوتے ہیں جب اپنی غفلت کے باعث ہماری رُوحانی زندگی پست حالت میں ہوتی ہے اور ہم دیگر اوقات کے مقابلہ میں اپنی بدرُوحیں نکالنے کے لئے کم طاقت رکھتے ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک میں ایک قسم کی بدرُوح ہوتی ہے جس کا نکالنا نہایت مشکل ہوتا ہے۔ ہم ایسی بدرُوح کا مقابلہ اپنے گھٹنوں پر کر سکتے ہیں۔ "یہ قسم دُعا کے سوا کسی اور طرح نہیں نکل سکتی"۔

جب لوگوں کو اُن کا پتہ مل گیا تو اب تخلیہ میں رہنے سے کچھ فائدہ نہ تھا۔ اِس لئے وہ کفرنحوم میں گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ کفرنحوم کی بودوباش کے دن اب خاتمہ پر ہیں اور چونکہ وقت تنگ ہے ضرور ہے کہ وہ بارہ کی طرف زیادہ توجہ کرے۔ مناسب ہے کہ وہ حتی المقدور لوگوں کی بھیڑ اور علانیہ معجزوں

سے پہلو تہی کرے۔ اور اپنی چیدہ جماعت کو زیادہ وہ اپنی قربت میں رکھے۔ مقدس مرقس بیان کرتا ہے کہ وہ لوٹتے ہوئے اپنے شناخت کئے جانے سے بچنے کے لئے عام رستہ چھوڑ کر پہاڑی پگڈنڈیوں سے ہو کر گذرے تاکہ کوئی نہ جانے۔ وہ رستہ میں پھر اپنی جلد آنے والی موت کا ذکر کرتا تھا۔

لیکن انہیں اس بات کے سمجھنے سے پیشتر ابھی بہت کچھ سیکھنا تھا۔ بعض اوقات ہم سمجھتے ہیں کہ اگر ہم وہاں ہوتے تو بڑی جلدی سمجھ جاتے جب وہ پہاڑی راہ پر سے گھر کو جا رہے ہیں۔ ذرا اُن کو دیکھو۔ اُستاد اپنے خیالوں میں محو آگے آگے چل رہا ہے اور وہ پیچھے پیچھے دو دو اور تین تین کے جتھے ہو کر آپس میں کانا پھوسی کرتے جا رہے ہیں۔ وہ نہیں چاہتے کہ اُستاد اُن کی باتیں سنے کیونکہ اُنہوں نے راہ میں ایک دوسرے سے بحث کی تھی کہ نئی بادشاہت میں سب سے بڑا کون ہوگا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات اُن کے ذہن میں سمائی ہوئی تھی کہ بادشاہت کی ترقی کے دوران میں ایک نازک وقت آ رہا ہے غالباً اُن کے دل میں کچھ حسد بھی ہوگا کہ پطرس اور یعقوب اور یوحنا کو پھر خاص مقاربت کے لئے چن لیا گیا ہے۔ اُن کے خلاف سختی سے رائے قائم نہ کریں۔ اُن کے خداوند نے ایسا نہ کیا۔ وہ سادہ دیہاتی جوان ہنوز خود انکاری کرنے والے مقدس نہ تھے۔ کسی بہشت آنے والے زمانے کے تصورات اُن کے دل میں تھے۔ اور ہر ایک معلوم کرنا چاہتا تھا کہ اُس کی بادشاہت میں اُس کا درجہ کیا ہوگا۔

یسوع نے اُن کی باتوں میں دخل نہ دیا۔ وہ عموماً لوگوں کے اپنے خیالات میں خلل انداز نہ ہوتا تھا اور ہمیشہ مناسب موقع پر بات کرتا تھا۔ انہوں نے خیال کیا کہ وہ بات اُس کی توجہ میں نہیں آئی۔ مگر دوسرے روز شام کو جب

وہ پطرس کے گھر میں آرام کر رہے تھے اُس نے مذاق سے یہ سوال یکایک اُن
کے آگے پیش کر دیا کہ "مجھے بتاؤ تو۔ تم راہ میں کیا بحث کرتے تھے؟" اِس
پر وہ تیز شرمیلی نگاہوں سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے ہونگے وہ یسوع
سے آنکھیں چرانے لگے ہونگے وہ جانتے تھے کہ اُسے علم ہے اور شرم کے
مارے چپ رہے۔ شاید پطرس کا چھوٹا لڑکا کھیل کھیل میں اُس کے گھٹنے
سے رگڑ کھا رہا ہو گا۔ اِس بچے کو اُس سے اُنس تھا اور وہ پیار سے گھر میں اُس
کا خیر مقدم کیا کرتا ہو گا۔ اِس لئے یسوع نے اُس کو زانو پہ بٹھا لیا۔ اُس کو گود میں
لینا ایک عملی تمثیل تھی یسوع نے کہا "اِس کو دیکھو۔ جو کوئی اپنے آپ کو اِس
بچے کی مانند چھوٹا بنائے گا وہی آسمان کی بادشاہت میں بڑا ہو گا۔"

پس ایک چھوٹے بچے کے دل کے ذریعہ اُس نے حسد اور خود
غرضی کے خلاف تعلیم دی۔ چھوٹے بچے کا دل اُس کو نہایت عزیز تھا اور
وہ اُس کو بادشاہت کی اعلیٰ صفات کا نمونہ تھا۔ معصوم بچہ نہیں سمجھتا کہ ادنیٰ
خدمت کرنے سے وہ اپنے آپ کو چھوٹا بنا رہا ہے۔ وہ بڑی بڑی باتوں کی
تلاش میں نہیں ہے۔ وہ کوئی دعویٰ نہیں کرتا۔ وہ جہاں کہو چلا جاتا ہے اور جو
کچھ اُسے دو لے لیتا ہے۔ وہ خوش مزاجی سے اپنے آپ کو زندگی کے حالات
کے موافق بنا لیتا ہے۔ اُس کو مطلق پرواہ نہیں کہ لوگ اُس کے بارے میں
کیا خیال کرتے ہیں کوئی شے اُس کی اپنی نہیں۔ وہ اپنے ماں باپ پر پورا بھروسا
کر کے زندگی بسر کرتا ہے۔ اور یسوع کہتا ہے کہ باپ کے گھر میں ایسا بننا
دینداری ہے۔ اور خدا کی نظر میں چھوٹے بچے کا سا دل رکھنا بڑائی کی مقدم
شرط ہے۔

مگر پطرس کے چھوٹے لڑکے سے اور نصیحت بھی حاصل ہوتی ہے

جب وہ بچہ اُس کی گود میں بیٹھا ہے یسوع آئندہ کی بابت سوچ رہا ہے کہ معصوم بچے اور دولہ کے بڑے ہو نے یا در غلانے سے کیسے بُرے مرد اور عورتیں بن جاتے ہیں بعض اوقات ہم کو بھی کسی معصوم اور دلفریب بچے کو بے دین والدین کے ہاں دیکھنا رنج کا باعث ہوتا ہے ہم حیران ہو سکتے ہیں کہ خدا بچوں کی روحوں کو ایسے لوگوں کے سپرد کیوں کر دیتا ہے یہ غور طلب بات ہے کہ خدا بھی اِس کے بارے میں ہمارے سے خیال رکھتا ہے یسوع نے سختی سے کہا کہ "جو کوئی میرے کسی چھوٹے کو ٹھوکر کھلاتا ہے اُس کے لئے یہ بہتر ہے کہ ایک بڑی چکی کا پاٹ اُس کے گلے میں لٹکایا جائے اور وہ گہرے سمندر میں ڈبویا جائے۔ خبردار ان میں سے کسی کو ناچیز نہ جاننا کیونکہ آسمان پر اُس کے فرشتے میرے آسمانی باپ کا منہ ہر وقت دیکھتے ہیں"۔

اُن بارہ کو بھی اِس تنبیہہ کی ضرورت تھی یسوع کی آمد سے پیشتر عورتوں اور بچوں کی کچھ قدر نہ تھی میں سمجھتا ہوں کہ کفرنحوم کو خیرباد کہنے سے پیشتر وہ دلچسپ قصہ واقع ہُوا ہو گا جب لوگ بچوں کو اُس کے پاس لائے تاکہ وہ انہیں برکت دے۔ اناجیل میں اِس واقعہ کے متعلق کسی خاص مقام یا وقت کا ذکر نہیں۔ سوائے اِس کے کہ وہ اسی وقت کے قریب تھا اور کہ یسوع کہیں سے رخصت ہو رہا تھا میرے خیال میں کفرنحوم کی مائیں اُس کے رخصت ہونے پر افسوس کر رہی تھیں کیونکہ بچے اُس کو عزیز رکھتے تھے اور اُن کی خواہش تھی کہ وہ جانے سے پیشتر اُن چھوٹوں کو برکت دے جب وہ شاگردوں کو سنجیدہ سبق سکھا رہا تھا وہ عورتیں دیر تک دروازے پر کھڑی رہیں اور یہ خود بین شاگرد ناراض ہو رہے ہیں کہ یہ باوجود بچے اور عورتیں ہونے کے ایسے موقع پر مزاحم ہو رہے ہیں یہ اُن چند اوقات میں سے ایک وقت ہے جب وہ اُن پر ناخوش ہُوا یسوع

یہ دیکھ کر خفا ہُؤا اور کہا بچوں کو میرے پاس آنے دو۔ اُنہیں منع نہ کرو۔ کیونکہ خدا کی بادشاہت ایسوں ہی کی ہے پھر اُس نے اُنہیں اپنی گود میں لیا اور اُنہیں برکت دی اور وہ وہاں سے چلا گیا"۔

رخصت ہونے سے پیشتر اُس کی تعلیم کے بعض اور اشارات کا ذکر ہے مثلاً ایک روز یوحنا نے اُس سے دریافت کیا کہ "کیا ہم ایک آدمی کو منع کرنے میں راستی پر تھے جو تیرے نام سے تعلیم دیتا اور معجزے دکھاتا تھا مگر ہماری پیروی نہیں کرتا تھا؟" یسوعؑ نے کہا "اُسے منع نہ کرنا جو ہمارے خلاف نہیں وہ ہماری طرف ہے"۔

پھر ایک روز کا ذکر ہے کہ پطرس معافی کے بارے میں معلوم کرنا چاہتا ہے میں کتنی دفعہ معاف کروں؟ کیا سات دفعہ تک؟ یسوعؑ نے اُس سے کہا کہ نہیں بلکہ سات کے ستر گنے تک۔ معافی کی دفعہ کی تعداد لامحدود ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ایک آدمی جس کا خدا نے ایسا بھاری قرض (دس ہزار توڑے) بخش دیا ہے اپنے بھائی کا گلا گھونٹے جس پر اُس کے سو دینار آتے ہیں؟

اِس طور پر کفر نحوم میں یہ آخری چند روز گھریلو میل جول اور ضروری تعلیم میں صرف ہوئے۔ معجزے دکھانے اور عوام کی تعلیم کا بہت تھوڑا کام ہُؤا یسوعؑ اور اُس کے بارہ شاگرد ایک دوسرے کے ساتھ رہتے تھے اُس کے رخصت ہونے کے وقت معاملات کی یہ کیفیت تھی کہ اُس کے بھاری مُدعا کے لحاظ سے اُس کی گلیلی خدمت قریباً ناکامیاب رہی۔ گویہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اُس کے بارہ رسولوں میں سے گیارہ گلیل سے چُنے گئے تھے۔ پہلے پہلے تو لوگوں نے اُسے خوشی سے قبول کیا وہ اُن کے گھنڈی

خادمانِ دین سے بالکل مختلف تھا۔ وہ خیر خواہِ خلائق تھا۔ قوم پرست اور محبِ وطن لوگ اُسے غازی سمجھتے تھے۔ اُن کا خیال تھا کہ وہ دوسرا یہوداہ مکابی ہے جو اُن کو آزادی دلائے گا مگر وہ رفتہ رفتہ اُس کے تصورات سے حیرت زدہ اور ناخوش ہو گئے جو مصلح اعلیٰ خیالات رکھتے ہیں اُن کو ہمیشہ یہی مشکل پیش آتی ہے جو لوگ اپنے چھوٹے چھوٹے مقامی جھگڑوں میں مصروف تھے وہ اُس کی خدا کی بادشاہت کے اعلیٰ مُدعا کو نہیں سمجھ سکتے تھے وہ اُن کے دشمنوں کو پامال کرنے یا اسرائیل کی سلطنت کے بحال کرنے کے لئے کچھ نہیں کر رہے تھے اور اُن کے معزز ربیوں اور یروشلیم کے فقیہوں اور فریسیوں کے اشارات اور شبہات رنگ لا رہے تھے۔ وہ اُس پر الزام لگاتے تھے کہ وہ موسیٰ کی شریعت کو اُلٹ رہا ہے اور سبت کو توڑتا اور بدروحوں کو بعل زبوب کی مدد سے نکالتا ہے۔ اس طور پر لوگ رفتہ رفتہ اُس سے کشیدہ خاطر ہو گئے۔ پانچ ہزار آدمیوں کو کھانا کھلانے کے بعد جب وہ اُس کو بادشاہ بنانا چاہتے تھے تو اُس نے اُن کی اس آخری کوشش کو آسمان سے اُتری ہوئی روٹی کے بارے میں پُر اسرار باتیں کہہ کر ٹھکرا دیا۔ اُسکے خاص پیروؤں میں سے "بہتیرے اُلٹے پھر گئے" یہ سخت برگشتگی کا دن تھا معلوم ہوتا تھا کہ وہ بارہ خود بھی ڈگمگانے لگ گئے ہیں۔ یسوع پر اس کا ایسا گہرا اثر ہوا کہ اُس نے افسوس کے ساتھ اُن کی طرف پھر کر کہا "کیا تم بھی چلا جانا چاہتے ہو؟"

بڑے آدمی کی بڑائی کا امتحان کرنا ہو تو دیکھو کہ وہ شکست کا مقابلہ کیونکر کرتا ہے۔

یسوع نے اُس کا سامنا نہایت استقلال اور اعلیٰ اطمینان سے کیا

نہ اس وجہ سے کہ وہ خدا تھا بلکہ اس لئے کہ وہ انسان ہو کر جادۂ فرض پہ قدم زن تھا اور ہر ایک بات باپ کے سپرد کر دیتا تھا۔ یہ بڑے بڑے آدمیوں ہی کا کام ہے کہ وہ ناگزیر شکست کو حوصلہ سے برداشت کرتے اور نتائج کو خدا کے ہاتھ میں سونپ کر موت بھی گوارا کر سکتے ہیں۔

اب وہ اُن باتوں کے مقابل سینہ سپر ہو کر جا رہا ہے جو اُس پر وارد ہونے والی ہیں "جب وہ دن نزدیک آئے کہ وہ اوپر اٹھایا جائے تو اُس نے یروشلیم کے جانے کو کمر باندھی" افسوس کے ساتھ اُس نے اپنے بے وفا وطن کو خیرباد کہا۔ جیسا اُس نے کچھ عرصہ کے بعد یروشلیم پر غم کا اظہار کیا اب اُس نے اس جھیل کے کنارے کے دلپسند مقامات پر کیا جو سال بھر سے زیادہ زمانہ کے لئے بہت سے نشیب و فراز کے درمیان اُس کا گھر تھا۔ ہم تصوّر میں دیکھ سکتے ہیں کہ اُس نے یروشلیم کی طرف پرے پیچھے پھر کر آخری نگاہ ڈالی ہوگی۔

"اے خرازین تجھ پر افسوس۔ اے بیت صیدا تجھ پر افسوس۔ اور اے کفرنحوم۔ کیا تو آسمان تک بلند کیا جائے گا؟ تو عالم ارواح میں اُترے گا کیونکہ جو معجزے تجھ میں ظاہر ہوئے اگر سدوم میں ہوتے تو آج تک قائم رہتا"۔

پانچواں باب

یروشلیم کی سڑک پر کی یادداشتیں

پہلی فصل

ایک مصنف سڑک پر کی سرگذشت کی یادداشتیں جمع کرتا ہو

یوں یسوع نے جھیل کے کنارے پر کے کفر نحوم کو الوداع کہا۔
"جب وہ دن نزدیک آئے کہ وہ اوپر اٹھایا جائے تو ایسا ہوا کہ اُس نے یروشلیم کے جانے کو کمر باندھی"۔
اب ان یروشلیم کی سڑک پر کے حالات کا بیان کیا جائیگا۔
ان کا ذکر ایک نیا باب ہے جو مقدس لوقا نے اپنی انجیل کے بیچ میں داخل کر دیا ہے۔ یہ حصہ قریب تین سو آیات پر مشتمل ہے اور سوائے

اِس انجیل کے اور کہیں پایا نہیں جاتا۔ مقدس متّی اور مقدس مرقس یسوع کی گلیلی خدمت کا بیان کرتے ہیں اور پھر اُس کے بعد کے حالات کی طرف مختصر طور پر اشارہ کرکے صلیب سے پیشتر کے حصّے کا بیان کرنے لگتے ہیں گویا کہ اِس عرصے میں کچھ واقع ہُوا ہی نہیں۔ مقدس لُوقا گلیلی واقعات کا حال بیان کرکے یسوع کی آخری اذیت کا تذکرہ شروع کر دیتا ہے۔ وہ بیچ کے حالات بطور یادداشتوں کے درج کرتا ہے جن سے وہ گذشتہ موسم کے گلیلی تک کے زمانے کے واقعات کا سلسلہ ملا دیتا ہے۔ بدقسمتی سے انجیل کی طباعت کے موجودہ طریقے سے یہ صاف سمجھ میں نہیں آتا۔ اگر ہم مقدس لوقا کی انجیل کے اِس حصّے کو زیادہ نمایاں کر سکتے تو یہ بیان بہت کچھ صاف ہو جاتا ہے یعنے اِس طور پر کہ انجیل نویس کے اُن الفاظ کو جو اُس نے بطور ضمیمہ و دیباچہ کے لکھے اُس کا عنوان قائم کرنے کہ "جب وہ دن نزدیک آئے کہ وہ اوپر اُٹھایا جائے تو ایسا ہُوا کہ اُس نے یروشلیم کے جانے کو اپنا رُخ مضبوط کیا" کم از کم پڑھنے والے کو اپنی بائبل میں بڑی احتیاط سے اُس پر نشان کر لینا چاہیئے (لوقا ۹: ۵۱ سے ۱۸: ۱۴ تک)۱

اِس جوان مصنف کے ادبی میلان طبعی اور اُسکے اپنی نئی کتاب میں از حد دلچسپی رکھنے کے متعلق غور کرنا لطف سے خالی نہیں۔ وہ مقدس پولُس کے ساتھ اِدھر اُدھر سفر کر رہا ہے اور اپنے اسباب میں ہمیشہ وہ بیش بہا مسودے لئے پھرتا ہے۔ ایک تو وہ روزنامچہ ہے جو کسی روز رسولوں کے

---

۱ قابلِ خیال ہے کہ جو کچھ یہاں لکھا گیا ضرور نہیں کہ وہ سب یروشلیم کے رستے پر واقع ہُوا ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ بعض واقعات اِس وقت سے پیشتر کے تھے گو یہ وجہ اُسکے اِس باب کا عنوان ہے کچھ درست …

اعمال میں بطور پولس کی سوانحعمری کے ظہور پذیر ہوگا مگر یہ مابعد میں ہونے والا اور وقتی معاملہ ہے اس سے کہیں ضروری وہ نوٹ ہیں جو ہمیں وہ اُس جلیل القدر کتاب یعنی اپنے مبارک خداوند کی زندگی کے حالات قلمبند کرنے کے لئے جمع کر رہا ہے جس میں وہ کئی سال تک مصروف رہے گا یہ کتاب پہلے شائع ہوئی اُس کے خیالات زیادہ تر اسی پر لگے ہوئے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ پولس اس کام میں اُس کا مددگار رہا ہے۔ غالباً پولس کی طرف سے اُس کے لکھنے کی تحریک ہوئی ہوگی۔ وہ اُس کے لئے جگہ جگہ سے مصالحہ جمع کرتے ہیں اپنے سیر و سیاحت میں وہ ہمیشہ اُن پرانے شاگردوں سے ملتے ہونگے جو تیس سال پیشتر یسوع کے ساتھ رہے تھے اور ایسے واقعات اور تقریروں کی معتبر یادداشتیں معلوم کر لیتے ہونگے جو ہنوز مرکزی روایت کا حصہ نہیں ہو چکی تھیں۔ اِس طور پر فرشتوں اور گڈریوں کا قصہ ہاتھ آیا ہوگا جسے خود کنواری ماں نے بیان کیا ہوگا۔ اسی طرح سے کھوئی ہوئی بھیڑ اور مسرف بیٹے کی تمثیلیں ملی ہونگی۔ اسی طریق پر سٹرک والی یادداشتوں کا وہ سارا حصہ جو یسوع کے گلیل کو چھوڑنے کے بعد چھ ماہ کے دلسوز عرصہ میں جب وہ مرنے کو جا رہا تھا دستیاب ہوا ہوگا۔

میں دل میں اُس جوان مصنف کا تصور کر سکتا ہوں کہ وہ کیسی پُر اشتیاق ذہن سے اپنا مصالحہ جمع کرتا ہوگا جب اُس کو مسرف بیٹے کا قصہ دستیاب ہوا تو وہ کیسا خوش ہوا ہوگا کسی روز اُس نے سٹرک پر کی یادداشتوں کو ان خاص الفاظ سے شروع کیا ہوگا کہ جب وہ دن نزدیک آئے کہ وہ اوپر اُٹھایا

ا۔ جلد دوسرے باب کی دوسری فصل +

جائے تو ایسا ہُوا کہ اُس نے یروشلیم کے جانے کو کمر باندھی"۔

اِس حصّے کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مرنے کے لئے سیدھا یروشلیم کو نہ گیا جیسا کہ ہماری توقع کے مطابق ہونا چاہئے تھا اس طور پر تو یہ سفر چند روز میں طے ہو سکتا تھا حالانکہ مرقس کے واقعات کے بیان کے مطابق چھ مہینوں کا عرصہ گذر گیا تھا۔

اِس حصّے کے مذکورہ حالات کا بیان فی الحقیقت چھ ماہ کے عرصے میں اُن راستوں سے تعلق رکھتا ہے جو یروشلیم سے باہر تھے۔ اِس عرصے میں وہ گویا شہر کا محاصرہ کرتا ہوا اپنی قوم کے دار الخلافہ پر متواتر حملے کر رہا ہے قاعدہ ہے کہ ملک کا دار الخلافہ ہر قسم کی تحریک کا مرکز ہوتا ہے اور عیدوں کے موقع پر یسوع کی آواز دُنیا کے ہر ملک سے آئے ہوئے یہودیوں کے کان میں پڑ سکتی تھی ہم ادب سے قیاس کرنے کی جُرأت کرتے ہیں کہ خداوند اپنے صعود سے پیشتر اپنی دلی آرزو اسرائیل مجمع کے سامنے پیش کرنا چاہتا تھا بشرطیکہ وہ سُننا چاہیں۔ اُس کی خواہش تھی کہ اپنی قوم کے مرکز میں آکر اُس کے بیٹوں کو جمع کرے جس طرح مُرغی اپنے بچوں کو اپنے پروں تلے جمع کر لیتی ہے۔

"اور اُنہوں نے نہ چاہا۔" جب جب وہ شہر میں داخل ہُوا وہ اُس کی جان لینے کے درپے ہو گئے اور اُسے مجبوراً وہاں سے نکل جانا پڑا اِس سبب سے کہ ہنوز اُس کی موت کا وقت نہیں آیا تھا۔ ابھی اپنے مرنے سے پیشتر اُسے بہت کچھ کرنا تھا ابھی اُسے باپ کے دل کا بہت سا انکشاف کرنا تھا۔ اگر وہ یروشلیم میں اُس کا بیان نہیں کر سکتا تو بیابان میں یا چھوٹے چھوٹے سرحدی دیہات میں جا کر کرے گا اور اپنے شاگردوں کے حافظہ

پیرا تھا بار کریگا کہ وہ اُن باتوں کو یاد رکھیں اِس طور پر وہ چھ مہینوں تک یروشلیم
سے رہ گیا جا کر اپنی انجیل بیرونجات کے وہات میں سناتا ہے تین مرتبہ
اور تینوں مرتبہ عید کے موقع پر وہ شہر کے اندر داخل ہونے کی جرأت کرتا
ہے دو مرتبہ تو اُس کے مخالف اُسے جبراً باہر نکال دیتے ہیں اور تیسری
مرتبہ وہ مرنے کو آ رہا ہے اُس کا وقت آ پہنچا ہے۔

تیس سال کا عرصہ گذر چکا ہے اور مقدس یوحنا اُس زمانہ کے حالات
کی یادداشتیں قلمبند کر رہا ہے مگر وہ یادداشتیں بالکل مختلف قسم کی ہیں۔
عجیب بات ہے کہ مقدس لوقا کی تحریر سراسر یروشلیم کے باہر کے متعلق ہے
اور یہ بھی عجیب ہے کہ مقدس یوحنا کے اُسی عرصہ کے حالات کا بیان یروشلیم
کے اندر کا ہے ایک کے بغیر دوسرا بیان ہماری سمجھ میں نہیں آسکتا تھا
یہ اُس محاصرے کے حال کی طرح ہے جس کا بیان ایک مصنف شہر کے
باہر سے اور دوسرا اندر سے تحریر کر رہا ہے۔

ہمارے پاس ایک شہری قصہ اور ایک دیہاتی قصہ ہے اور ہمیں
دونوں کو ملا کر پڑھنا چاہئے۔ شہری قصہ مقدس یوحنا کی تصنیف ہے اُس
میں راستہ کے یا بیرونی حالات کا کچھ ذکر نہیں ہے۔ وہ گویا یسوع کے ہر
مرتبہ شہر میں داخل ہونے تک جو کچھ وہاں گذرا اُس کا بیان اُس وقت تک
دیتا ہے کہ اُس کے دشمنوں نے اُسے خارج کر دیا اور اُس کے
دوبارہ داخل ہونے پر پھر بیان اختیار کرتا ہے۔ اِس تحریر میں شہر سے
باہر کا کچھ ذکر نہیں ہے۔ یہ شہری قصہ ہے۔

دیہات کا قصہ مقدس لوقا کی تحریر ہے وہ کفرنحوم سے چل کر یروشلیم
نے راستہ پر کے حالات کا بیان کرتا ہے مگر شہر کے اندر کے واقعات

کا مطلق ذکر نہیں کرتا۔ وہ یسوع کو شہر کے پھاٹک تک پہنچا کر گویا باہر
اُس کا انتظار کرتا ہے اور جب وہ شہر سے نکلتا ہے تو اس کے ساتھ
ساتھ اُس وقت تک جب تک وہ پھر شہر میں داخل ہوتا ہے رہتا
ہے اور بعد ازاں وہ اُس کو چھوڑ کر پھر باہر اُس کے ساتھ شہر آتا ہے
راستہ پر کے حالات کو مکمل کرنے کے لئے ہمیں ان ہر دو بیانات کو
ملا کر پڑھنا چاہئے۔

جہاں تک ہم سمجھ سکتے ہیں زمین پر ابن آدم کے آخری چھ ماہ کا یہ بیان
ایک رقت خیز تصویر ہے۔ گلیل کو چھوڑنے سے پیشتر ہی اُس کی ہم قوم کی دقتیں اُسے
گھیرے ہوئے تھیں اور وہ ابھی سے خطرے میں تھا۔ کفرنحوم کے اُن آخری
ایام کے بارے میں ہم پڑھتے ہیں کہ یسوع گلیل میں پھرتا رہا۔ کیونکہ وہ یہودیہ
میں پھرنا نہ چاہتا تھا اس لئے کہ یہودی اُس کے قتل کی کوشش میں تھے۔
اور اب یہ ۲۹ء کے موسم سرما کا ذکر ہے کہ اُس نے یروشلیم کو جانے کو کمر
باندھی۔ راستہ کے واقعات کا بیان ایک ایسے آدمی کا حال ہے جس کے لوگ
تعاقب کرتے رہے تھے۔ یہ سچ ہے کہ اس عرصہ میں بڑے بڑے
بھاری کام کئے گئے اور نہایت ضروری تعلیم دی گئی مگر یہ جاڑے کے موسم
میں ایک تکلیف دہ خانہ بدوشی کا زمانہ بھی تھا جس میں گاہ بگاہ تھوڑے تھوڑے
کے لئے وہ اِدھر اُدھر سرحدی دیہات میں گشت کرتا پھرتا تھا اور گو ان چھ
مہینوں میں فی الحقیقت مفروری تک نوبت نہ پہنچی تو بھی اُس کو قتل کے
منصوبوں سے ہر وقت بچتے رہنا پڑتا تھا جن کا انتہائی درجہ عنقریب آرہا
تھا۔ شاید اسی سفر کے بارہ کا بیان ہے کہ کسی نے اُس سے کہا کہ میں تیرے
پیچھے چلوں گا اور یسوع نے وہ رقت انگیز جواب دیا کہ لومڑیوں کے بھٹ

ہوتے ہیں اور ہوا کے پرندوں کے گھونسلے مگر ابنِ آدم کے سر دھرنے
کی جگہ نہیں ۔

اب ذرا راستہ پر کے ابتدائی حالات پر نگاہ کریں۔

جب یسوع نے کفرنحوم کو خیرباد کہا تو فصل کی بڑی قومی عید جسے خیموں
کی عید کہتے تھے یروشلیم میں ہونے والی تھی مگر اب تک کسی کو یقین نہ تھا
کہ وہ اس تقریب پر آئے گا۔ انہیں اس سفر کے متعلق بہت سی باتوں کی
نسبت شبہ ہے جیسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس کو تعلیم اور وعظ کے لحاظ سے ایک
مؤثر دورہ بنانا چاہتا تھا اور اُس نے دو دو کر کے قاصد اپنے آگے بھیجے
تاکہ اُس کے لئے تیاری کریں۔ ان میں سے ایک جوڑا غالباً یعقوب اور
یوحنا کا تھا جو سامریہ کے ایک سرحدی گاؤں میں گئے اور حاسد سامریوں
نے انہیں بڑی سختی سے واپس لوٹا دیا۔ کیونکہ اُس کا رُخ یروشلیم کی طرف
تھا۔ اس پر شاگرد غضب آلودہ ہو گئے۔ یعقوب اور یوحنا آسمان سے
آگ نازل کرنی چاہتے تھے جیسے ایلیاہ نے کی تھی مگر یسوع نے گاؤں والوں
کی دھمکی کو ناگوار مان لیا اور پھر وہ کسی اور گاؤں میں چلے گئے۔ اس کے ایک
یا دو ہفتوں کے پیدل سفر کے بعد وہ اور قاصدین یروشلیم کے نزدیک بیت عنیاہ نام
ایک گاؤں میں پہنچ کر ایک خاص گھر میں گئے۔ وہاں لعزر اور اُس کی دو بہنیں مرتھا
اور مریم رہتی تھیں وہاں گھر والے قاصدوں سے بڑی خاطر سے پیش آئے
معلوم ہوتا ہے شہر یروشلیم کے بازاریوں کی حقیقی نارضامندی کے باوجود اُن
لوگوں نے شمال کے بسنے والے جوان نبی کی آمد کے لئے بڑی خوشی سے
تیاری کی۔ یہودی ملک میں تہلکہ برپا کر رہا تھا اور انہوں نے بڑا شبہ پایا۔ اُس کے
بارے میں ضرور بات چیت کی ہو گی۔

یسوع اپنے قاصدوں کے پیچھے پیچھے سڑک پر آرہا تھا۔ اِس سفر کے واقعات کا حال ہمیں پختہ طور پر معلوم نہیں۔ وقت تنگ تھا اور شاید واقعات بھی بہت نہیں ہو گئے جب وہ بیت عنیاہ میں پہنچا تو گھر میں عید کے سبب سے خوب رونق تھی۔ صحن اور باغ میں ہری ہری جھونپڑیاں تھیں اور گھر کی مستورات اُس کی آمد کی تیاری میں مشغول تھیں جب یسوع تھکا ماندہ اپنے نئے دوستوں کے گھر میں پہنچا تو مشرقی مہمان نوازی کا دلپسند نقشہ نظر آگیا۔ اُدھر مرتھا خدمت کرتے کرتے گھبرا رہی تھی۔ اِدھر مریم یسوع کے پاؤں پاس بیٹھ کر اُس کا کلام سُن رہی تھی۔

ذرا تھوڑی دیر کے لئے اِس گھر میں ٹھہر جاؤ جو خداوند کے لئے مابعد کے رنج والم کے ایام میں ایک مفید مطلب جگہ تھی۔ یہاں تک ہمیں علم ہے یہ ان گھر والوں سے اُس کی پہلی ملاقات تھی جو ایک نہایت پاکیزہ دوستی کا شروع بن گئی اور جس سے ہر زمانہ کے مسیحیوں میں بیت عنیاہ کے اُس پیارے گھر کے ساتھ دلچسپی پیدا ہو گئی ہے۔ اس لئے کہ اس گھر میں اُس کی بعض نہایت خوشی کی گھڑیاں کٹی تھیں۔ یہیں پر یسوع خفیہ کی زندگی میں گھر کی بے تکلفی کے درمیان سخت جدوجہد سے آرام پاتا تھا۔ مصروف آدمی کے لئے ایسی راحت اور تازگی اچھی ہوتی ہے۔ یسوع دوستی کی مسرت بخش انسانی ضرورت رکھتا تھا۔ تنہائی میں بھی باوجود باپ کی رفاقت کے سہارے کے وہ اپنے ساتھی دوستوں کے سہارے کی ضرورت محسوس کرتا تھا۔ وہ کہتا تھا کہ مجھے چھوڑ کر مت جاؤ " تم یہاں ٹھہرو اور میرے ساتھ جاگتے رہو"۔

بیت عنیاہ کے اُس گھر میں اِس قسم کی دوستی اُسے حاصل تھی۔ وہ

اس کو نہایت پسند کرتا تھا اور اپنی طرف سے خود بھی دوستی کا حق ادا کرتا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ جب کبھی وہ یروشلیم کے نزدیک آتا تو اس گھر میں قیام کرتا تھا۔ سخت اذیت سے بچتے ہیں کہ وہ ہر رات بیت عنیاہ کے گھر میں اپنی تھکی جان کو آرام دیا کرتا تھا۔ یہیں وہ دُنیا کو الوداع کہنے کے لئے واپس آیا۔ اپنے روزِ صعود پر "وہ اُنہیں بیت عنیاہ کے سامنے تک باہر لے گیا" وہاں پر سے وہ اُن سے جُدا ہُوا اور آسمان پر اُٹھایا گیا۔

"یسوع مرتھا اور اُس کی بہن اور لعزر سے محبت رکھتا تھا"۔

ہر زمانے میں یہ تینوں اشخاص خداوند کے دوستوں کے نمونے ہیں مرتھا جو بڑی محسن تھی۔ خدمت کرنے والی۔ اور خانہ داری میں ماہر۔ لائق۔ محنتی۔ وہ وعدہ کرنے والی۔ اپنے اطوار میں کسی قدر کرخت اور بے صبر تھی مگر دل کی اچھی۔ خداوند کی عزت کرنے والی اور مادرانہ شفقت کے ساتھ اُس جوان نبی کی جس کے پاس اتنی جگہ بھی نہ تھی جہاں اپنا سر رکھے خبر رکھنے والی تھی۔ ہمارے زمانے کی مرتھا دُنیا کا نمک ہے۔ وہ اچھی منتظم۔ ہوشیار تیمار دار محنت کش عورت ہے جس کو کام کا بوجھ اُٹھانا پڑتا ہے۔ وہ عیبوں سے خالی نہیں اور لوگ اُس کی نسبت اکثر غلط فہمی رکھتے ہیں وہ اُس مذہب کی بابت جو اُس کی زندگی کا محرک ہے بہت سی باتیں نہیں کرتی وہ اپنا احساس کو پوشیدہ رکھتی ہے اور اپنے جذبات کے اظہار سے نفرت کرتی ہے وہ احمقوں کی برداشت خوشی سے نہیں کرتی مگر خشک اور کرخت مزاج کی تہ میں نہایت پُر محبت دل رکھتی ہے نوجوان اُس پر تمسخر کرتے ہیں مگر آڑے وقت میں اُس کے پاس آتے ہیں اور جب وہ کوچ کر جاتی ہے تو بڑی شفقت اور اُلفت سے اُسے یاد کرتے ہیں۔ اس قسم کی مرتھا دُنیا کی بڑی مددگار ہیں۔

ہم میں سے بعض کی مریم سے ملاقات ہوتی ہے۔ وہ فروتن شیریں مزاج
سمجھ والی۔ دھیان گیان میں مصروف سوچنے میں مشغول۔ بچے کی طرح سرگرم
اور اثر پذیر دل رکھنے والی ہے۔ وہ جس اُستاد کی تعظیم کرتی تھی اُس کے اعلیٰ خیالات
سے حظ اٹھاتی تھی جو شخص اُس سے واقف نہیں اُس کو بے قدری سے
اُس کی کام کرنے والی بہن کے مقابلہ میں وہم و وسواس میں رہنے والی
سمجھتے ہیں کہ وہ روزمرہ کے کاروبار سے غفلت کر کے صوفیانہ مراقبہ میں
لگی رہتی ہے یسوع کے ساتھ اُس کی رفاقت اس اتہام کا کافی جواب ہے
اس قسم کی روش کے ساتھ وہ ہرگز ہمدردی نہیں رکھتا اس قصہ سے صاف
یہ ثابت ہوتا ہے کہ اُس عورت کی روح سرگرم تھی جس کے لئے خدا کی حضوری
کا احساس حقیقی تھا وہ اُن پاک دل لوگوں میں سے تھی جو خدا کو دیکھیں گے
اور اسی سبب سے زیادہ محبت کے لائق تھی۔ دونوں بہنیں اُسکے ساتھ ہمدردی
اور بہ تعظیم اُلفت کا اظہار کرتی تھیں جس سے اُس کے دشوار ایام کا بوجھ
ہلکا ہوجاتا۔ غالباً یہ دونوں آج کے دن مسیحی مستورات کا اعلیٰ ترین نمونہ ہیں
اُن دونوں کی سیرت و خصلت میں بہت فرق تھا مگر وہ اُن دونوں سے
برابر محبت رکھتا تھا۔

ہمیں اُن کے خاموش بھائی لعزر کا کچھ علم نہیں جو اس قصہ میں کوئی بات
منہ سے نہیں نکالتا بعض کا خیال ہے کہ یہ وہی جوان سردار تھا جس نے یسوع
کے پیچھے آنے سے انکار کیا اور جب پر اُس نے نظر کی اور اُس کو اُس پر پیار
آیا۔ اُس کی بابت ہم یہی جانتے ہیں کہ یسوع اُسے خاص طور پر پیار کرتا تھا اور
گو وہ مرتا اور مریم سے گہری اُلفت رکھتا تھا تو بھی وہ سمجھتی تھیں کہ لعزر کا درجہ
اُس کے دل میں مقدم ہے وہ اُسکے بارے میں کہتی ہیں کہ جسے تُو عزیز رکھتا ہے

یہی وہ چھوٹا سا خاندان ہے جس میں یسوع جبکہ دُنیا اُس سے سختی سے پیش
آتی تھی بے تکلفی سے آیا جایا کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ اُس نے اُن کے لئے اپنی ابدی
بادشاہت میں گھر تیار کر دیا تاکہ جہاں میں ہوں تم بھی ہو۔ اِس سے یہ خیال
پیدا ہوتا ہے کہ یہ کوئی قصہ کہانی نہیں بلکہ حقیقی واقعات ہیں۔ مرتھا اور مریم اور لعزر
اب تک اُس آنے والی دُنیا میں جیتے اور محبت رکھتے ہیں۔ یسوع اب تک زمین
پر اپنی بادشاہت تعمیر کر رہا ہے اور دُنیا اب تک سختی سے اُس سے پیش آتی
ہے اور آج کے دن بہت تھوڑے خاندان اِس دُنیا میں ہیں جو سادہ دِل اور
محبت کرنے والے اور یسوع کو مقدم درجہ پر رکھنے والے ہیں۔ وہ ایسے خاندان
ہیں جہاں یسوع بیت عنیاہ کے گھر کی طرح اپنا گھر بنا لیتا ہے۔

یوں اُس شام کو اُس نے راحت میں آرام کیا۔ وہ لعزر کے ساتھ باغ میں
بات چیت کرتا اور رات کو آرام کرنے سے پہلے اُن بہنوں کے پاس بیٹھا
ہوگا۔ وہ شاید اُس سفر کے موڑ پر چہل قدمی کرتا رہا ہوگا جہاں سے وہ وادی
کے پار یروشلیم کے چراغوں کو دیکھ سکتا تھا۔ وہاں سب قوموں میں سے دس
لاکھ یہودی خیموں کی عید کی تقریب پر جمع ہوئے تھے۔ وہ کل عید میں جائیگا۔

دوسری فصل

یروشلیم کو جانے کی پہلی کوشش

یہ ماہ تشری یعنی اکتوبر ۲۸ء کی اٹھارہویں تاریخ ہے۔ یروشلیم اور اُس کے گرد و نواح میں خیموں کی عید یا فصل کے سالانہ جشن کے سبب ہر طرف چہل پہل ہے۔ سال بھر میں یہ عید سب سے بڑھ کر خوشی کا موقع تھا۔ جب ساری قوم اپنی محنت سے آرام کرتی تھی" اور سال کے آخر میں جب تُو اپنی محنت کا پھل کھیت سے جمع کرے تو جمع کرنے کی عید منانا"۔ ہر ایک شخص اِس پسندیدہ عید پر آیا کرتا تھا۔ کوچوں میں دریائے ٹیوب سے فرات تک کے لوگوں کی بڑی بھیڑ فراہم ہُوا کرتی تھی۔ اور سال بھر کے بچھڑے ہوئے دوست ایک دوسرے سے ملتے تھے۔ یہ سب کھلی ہوا میں جھونپڑوں میں رہتے ہیں۔ ہر ایک رستے کے کنارے پر شہر کی فصیل کے اوپر اور ہر ایک کونے میں زیتون اور انگور کی بڑی بڑی شاخوں سے بنے ہوئے جھونپڑے ہیں جن پر پکے پھلوں کے خوشے لٹک رہے ہیں۔ اِن خوشنما ہرے بنگلوں میں لوگ جشن منایا کرتے تھے۔ یہ اُن دنوں کی عملی یادگار تھی جب اُن کے آبا بیابان میں خیموں میں رہا کرتے تھے۔

ہمارے کرسمس کی طرح دینی سرگرمی کے ساتھ بہت سے عیش کے سامان بھی تھے مگر نمایاں خیال یہی تھا کہ خدا کی شکرگزاری ادا کی جائے۔ ہر طرف خادمانِ دین نظر آتے تھے۔ پانچ سو کاہن رسوم ادا کیا کرتے تھے

دن بھر ہیکل میں ہجوم رہتا تھا کاہنوں کے سرود اور شرہیوں کے شور کے درمیان لوگ خوشی مناتے اور خدا کی تعریف کرتے تھے کسی اور عید میں اِس سے بڑھ کر اُن کے مذہب کے شادمان پہلو کا اظہار نہیں ہوتا تھا ربّی کہا کرتے تھے کہ "جس نے اِس عید کو نہیں دیکھا وہ جانتا ہی نہیں کہ خوشی کسے کہتے ہیں"۔

اِس سال اُس بھیڑ میں دلچسپی کی ایک نئی بات پیدا ہو گئی ہے کھیل تماشے اور خرمی اور دوستوں کے میل جول کی تہ میں ایک چھپا ہوا قیاس اور انتظار ہے۔ ہر کہیں ناصرۃ کے یسوع کے بارے میں سرگوشیاں ہو رہی ہیں کاہنوں کے ڈر کے مارے کسی کی مجال نہیں کہ برملا کچھ کہہ سکے گذشتہ سال میں اُس کی شہرت ہو گئی تھی۔ یہودیوں اور گلیلیوں کے درمیان اُس کے بارے میں تکرار ہو رہی ہے اور دُور علاقوں کے زائرین اِس عجیب جوان نبی کے متعلق جو مسیح کی نسبت قدیم قومی اُمیدوں کو تازہ کر رہا ہے حیرت افزا باتیں سُنتے ہیں۔

کاش یہ اُمیدیں اُن کے بڑے نبیوں کی اُمیدوں کی طرح ہوتیں تب یقیناً یہ قومی مجمع یسوع کی منادی کے لئے ایک نادر موقع ہوتا مگر اسرائیل کی اُمیدیں خدا کی بادشاہت کے بارے میں نہیں بلکہ دنیاوی اور قومی جاہ و جلال اور انتقام کے متعلق تھیں۔

اکتوبر کی اِس اٹھارھویں تاریخ پر آدھی عید گذر چکی ہے اور سخت مایوسی چھائی ہوئی ہے کہ یسوع نہیں آیا۔ مگر سالخوردہ عقلمند یہودی سمجھتے ہیں کہ اُسکے نہ آنے سے شہر میں امن رہیگا۔ اِس موقع پر اُس کی موجودگی سخت خطرے کا باعث ہوتی۔ اِس لئے کہ گلیلی اُسے مسیح اور بادشاہ کہتے ہیں اور یہودیوں

سے گئے دینی پیشوا اُسے کچل ڈالنا چاہتے ہیں اُن دس لاکھ یہودیوں میں جو عالم کے چاروں اطراف سے جمع ہیں پُرجوش قوم پرستی اور مذہب کا سخت آتشگیر مادہ موجود ہے۔

مگر یسوع آرہا ہے ہم پل بھر کے لئے مقدس لوقا کے دیہاتی قصہ کو نظر انداز کر کے مقدس یوحنا کے شہری قصہ کی طرف رجوع کرتے ہیں جس میں غزل کی چند یادداشتیں پائی جاتی ہیں۔

عید کا چوتھا روز ہے ہیکل کے بیرونی صحن میں عبادت کرنے والوں کی بھیڑ لگی ہے جو اپنی باری پر عبادت کے لئے اندر جانے کا انتظار کر رہے ہیں یہودیہ اور گلیل کے لوگ آپس میں بحث کر رہے ہیں پردیس کے زائر ان کی باتیں سُن کر سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اور شاگرد یوحنا بھی اس بھیڑ میں چاروں طرف گنگنانے کی آواز چپکے چپکے سُن رہا ہے کوئی کہتا ہے "وہ کہاں ہے؟" "تمہارا کیا خیال ہے؟ کیا وہ عید میں نہیں آئیگا؟" "وہ نیک ہے" "نہیں۔ بلکہ وہ لوگوں کو گمراہ کرتا ہے" "کیا تم سمجھتے ہو کہ وہ فی الحقیقت مسیح ہے؟" "کیوں؟ کیا مسیح گلیل سے آئے گا؟" "کیا کتاب مقدس میں یہ نہیں آیا کہ مسیح داؤد کی نسل اور بیت لحم کے گاؤں سے آئے گا جہاں کا داؤد تھا؟" "اس کو تو ہم جانتے ہیں کہ کہاں کا ہے مگر جب مسیح آئے گا تو کوئی نہ جانے گا کہ وہ کہاں کا ہے"۔

دفعتاً ان کو معلوم ہوا کہ کچھ واقع ہو رہا ہے گویا بنی آدم کے اُس سمندر کی سطح پر ہلکی سی ہوا نے تموج پیدا کر دیا ہے اور پل بھر میں سب لوگوں کی آنکھیں ایک آدمی کی طرف لگ گئی ہیں جو اُس بڑے صحن کے بیچ ستون کے پاس کھڑا ہے اور ان پردیسیوں نے اول مرتبہ دیکھا کہ دراز قد والی جوان

اُن کا چہرہ عجیب دلکش ہے اپنے سفروں سے فرسودہ نیلا اور سفید پیراہن
پہنے کھڑا ہے اور اُن پر حیرت اور تعظیم کا عالم طاری ہو جاتا ہے جیسا کہ اناجیل
کے مطابق یسوع کی صورت سے پیدا ہو جایا کرتا تھا عوام کے اِس اندرونی
احساس کی کیا وجہ ہو سکتی ہے جو کسی موقع پر چارلس لیمب نے کہا کہ اگر شیکسپیئر
دفعتاً اس کمرے میں داخل ہو تو سب حاضرین تعظیم کے لئے کھڑے ہو جائیں گے
لیکن اگر یسوع آجائے تو ہم سب خود بخود سرنگوں ہو جائیں گے یسوع کو دیکھ کر
عوام کا خیال ایسا ہی ہوا کرتا تھا۔

اِس کے بعد مقدس یوحنا کہتا ہے کہ "وہ انہیں تعلیم دینے لگا" ہمیں معلوم
نہیں وہ کیا تعلیم ہوگی مگر ہم جانتے ہیں کہ اب سے لے کر اُس کی تعلیم میں اِس
انکشاف کے اشارات ہوا کرتے تھے کہ وہ خداوند آسمان سے ہے اگلے
دن وہ انسانی طور پر لوگوں کے ساتھ بود و باش کرتا تھا اور شاگردوں کو منع
کرتا تھا کہ وہ اُس کی الوہیت کے بارے میں جو کچھ سمجھتے یا گمان کرتے تھے
اُس سے نہ کہیں۔ اب وہ رفتہ رفتہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ ازلی بیٹا ہے جو دُنیا
کی نجات کے لئے خدا میں سے نکلا ہے۔

اگرچہ یہ عجیب انکشاف اُن کی سمجھ سے باہر تھا مگر ہم جانتے ہیں کہ
اُس اولی بات کا اُن پر گہرا اثر ہوا گو وہ عہد میں بہت سے لوگوں کے لئے مخفی
تھا ہم بار بار پڑھتے ہیں کہ "بہتیرے اُس پر ایمان لائے"۔

اُس کے منہ سے اعلیٰ آسمانی باتیں نکلیں اور ایماندار دل والوں پر
ہو... اعلیٰ خیالات کا اثر ہوتا ہے۔ اِس سبب سے کہ الوہیت کا جوہر ہر ایک
انسان کے دل میں ہے خواہ ہم کیسے ہی بُرے ہوں مگر ہم خدا کی صورت
پر بنائے گئے ہیں۔

مگر بہتوں پر اُس کا اثر نہ ہوا۔ اِس سے ایک اعلیٰ حقیقت کا سبق ملتا ہے۔ یسوع کی حضوری اُس وقت ایک کسوٹی تھی اور اب بھی ہے جس پر انسانی رُوح پرکھی جاتی ہے۔ اُس میں کوئی ایسی بات تھی جو انسان کی اعلیٰ صفات کا لازمی جواب تھی اور اُن پاکیزہ جذبات کی گہری سُروں کے ہم آہنگ تھی جو انسان کے دل کی تہ میں پائے جاتے ہیں۔ اگر تم حق پسند ہو اور مسیح سے تمہاری ملاقات ہو جائے تو تم اُس کے اثر کو روک نہیں سکو گے۔ اگر خدا کی صفات کے بارے میں تمہارا کوئی اعلیٰ تصور ہو تو وہ الٰہی صفات تمہیں ضرور اُس میں نظر آئینگی۔ یہی وجہ تھی کہ حق پسند لوگ اُس کا اثر قبول کر لیتے تھے۔ اُسے رد کرنے والے اِسی سے ملزم ٹھہرتے تھے چونکہ خدا اُن کے اعلیٰ تصورات کے مطابق نہ تھا اِس لئے یسوع بھی نہ تھا۔ اُس نے فرمایا کہ "اگر خدا تمہارا باپ ہوتا تو تم مجھ سے محبت رکھتے اِس لئے کہ میں خدا میں سے نکلا اور آیا ہوں" اور پھر یہ کہ "جو کوئی سچائی کا ہے وہ میری آواز سُنتا ہے" "میری تعلیم میری نہیں بلکہ میرے بھیجنے والے کی ہے۔ اگر کوئی اُس کی مرضی پر چلنا چاہے تو وہ اُس تعلیم کی بابت جان جائے گا۔

اِس طور پر اُس نے یہ پُر معنی اصول قائم کیا کہ محض عقل سے نہیں بلکہ دل اور ارادے سے خدا ملتا ہے۔ الٰہی حقیقت کی دلی تمنّا اُس حقیقت کو پالیتی ہے۔ نہایت جاہل دہقان جو سچائی کی آرزو رکھتا ہے چھوٹے بچے کی طرح باپ کی آواز پہچانتا ہے اور سب سے دانا آدمی باوجود اپنی آرزو کے اُسے سُن نہیں سکتا۔ یسوع کے مذہب کی یہی عمدہ معقول بات ہے جس سے سادہ روح اور نادان آدمی کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ خدا کو پالینے کے لئے دانا کی حکمت نہیں بلکہ بچے کا سا دل درکار ہے۔

اب ذرا اُس بھیڑ پر نظر لگائے رکھو۔ معلوم ہوتا ہے کہ یسوع نے

بڑا بھاری اثر پیدا کر دیا تھا کیونکہ جب وہ وہاں سے نکل جاتا ہے اور حیرت زدہ لوگوں کو دم لینے کی فرصت ملتی ہے تو شاگرد یوحنا کے کان میں کسی کی دھیمی آواز پہنچتی ہے "کیا یہ وہی نہیں جس کے قتل کی کوشش ہو رہی ہے؟ لیکن دیکھو یہ صاف کہتا ہے اور وہ اِس سے کچھ نہیں کہتے کیا ہو سکتا ہے کہ سرداروں نے فی الحقیقت جان لیا کہ یہ مسیح ہے؟"

افسوس ہے کہ یہ درست نہیں۔ اُن سرداروں کے کچھ اور ہی خیال ہیں مگر وہ اُس کے چاروں طرف ہمدرد مجمع کے سبب اُسکے پکڑنے کی جُرأت نہیں کر سکتے۔ اگر تھوڑی دیر کے لئے اُن پر کچھ اثر ہوا بھی تو وہ دیرپا نہ تھا بلکہ اُس کے پاس سے جاتے جاتے زائل ہو گیا جب وہ باہر لوگوں کی باتیں سنتے ہیں تو اُن کا غصہ بھڑک اٹھتا ہے کیونکہ آزاد خیال اسرائیلی دُور کے ممالک سے وہاں موجود ہیں جو کاہن پرست یروشلیم کے رہنے والوں کی کینہ توزی کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اُن کے دل پر یسوع نے گہرا اثر کیا کیونکہ لکھا ہے کہ "بھیڑ میں سے بہتیرے اُس پر ایمان لائے اور کہنے لگے کہ مسیح جب آئے گا تو کیا اِن سے زیادہ معجزے دکھائے گا؟"

سرداروں کو یہ باتیں پسند نہ آئیں۔ لکھا ہے کہ "جب فریسیوں نے لوگوں کو سنا کہ اُس کی بابت چپکے چپکے یہ گفتگو کرتے ہیں تو سردار کاہنوں اور فریسیوں نے اُسے پکڑنے کو پیادے بھیجے۔" پس جب شام کے وقت وہ پھر ہیکل میں لوٹا ہوا تو بہت سے وردی پوش سپاہی نظر آ رہے تھے اور یسوع سمجھتا تھا کہ وہ کیوں آئے ہیں۔ اِن علامات سے ظاہر ہوتا تھا کہ کیا ہونے والا ہے پھر وہ لوگوں کی طرف پھر کر کہتا ہے کہ "میں اور تھوڑے دنوں تک تمہارے پاس ہوں۔ پھر اپنے بھیجنے والے کے پاس چلا جاؤں گا۔" مگر اُن

پیادوں کے سینے میں دل تھا جو کچھ اُنہوں نے دیکھا اور سُنا اُس سے اُن کو حوصلہ
نہ پڑا کہ اُس کو گرفتار کریں۔ وہ بھی یسوعؑ کے زیرِ اثر ہو گئے۔

اب وہ پیادے کونسل کے سامنے پیش ہیں جب اُن سے دریافت
کیا گیا کہ "تم اُسے کیوں نہ لائے؟" تو اُنہوں نے جواب دیا کہ "ہم اُسے چھو نہ
سکے کیونکہ انسان نے کبھی ایسا کلام نہیں کیا"۔

کونسل کے غضب آلودہ شرکا نے حقارت سے کہا کہ "کیا تم بھی گمراہ
ہو گئے؟ بھلا سرداروں اور فریسیوں میں سے بھی کوئی اُس پر ایمان لایا؟ مگر
یہ عام لوگ جو شریعت سے واقف نہیں لعنتی ہیں"۔

صاف معلوم ہوتا ہے کہ سرداروں کی مرضی کے مطابق عمل نہیں ہو رہا تھا
نہ فقط وہ بھیڑ بلکہ خود اُن کے پیادے اپنی سمجھ کے مطابق کام کرنے لگ گئے
ہیں اور اُس کونسل کے ممبروں میں بھی اتفاق نہیں۔ مقدس یوحنا کم از کم ایک
واجب التعظیم ربّی کو خاموش بیٹھے ہوئے دیکھتا ہے جو اُن کے ساتھ متفق
نہیں اور جو اپنے دینی بھائیوں کی نسبت اُن پیادوں کے زیادہ ہم خیال ہے۔
ربّی نیکدیمس اُس جوان اُستاد کو بھول نہیں گیا جس کی ملاقات کے لئے وہ چھپ
کر شب کی چاندنی رات میں گیا تھا۔ وہ بھی یسوعؑ کے زیرِ اثر ہو گیا ہے۔ اس وقت
بھی اُسے برملا یسوعؑ کی طرفداری کا حوصلہ نہیں مگر اُس عمر رسیدہ آدمی کے
دل میں اُس کے لئے تعریف اور مستقل اُلفت تھی۔ اب اُس کے خطرے
کے وقت وہ ڈرتے ڈرتے اُس کے حق میں بات کرتا ہے مگر اُنہوں نے سخت
حقارت کے ساتھ اُسے ٹھکرا دیا۔ یہ زبردست اودیانِ دین اُس پر یہ کہہ کر ٹوٹ پڑے
کہ کیا تو بھی گلیل کا ہے؟ تلاش کر اور دیکھ کہ گلیل میں سے کوئی نبی نہیں اُٹھنے
کا۔" نیکدیمس کو پھر اتنی جرأت نہ ہوئی کہ اُن کی مخالفت کا اور زیادہ مقابلہ کرے۔

اب مقدس یوحنا کی یادداشت میں سے ایک اور تصویر کا ملاحظہ کرو۔ عید کا آخری اور خاص دن ہے۔ اس کی نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ اس روز پر پانی بہانے کی رسم ادا کی جاتی تھی۔ یسوع صبح کے وقت بڑی بھاری بھیڑ کو شیلوخ کے حوض کی طرف جاتے دیکھتا ہے۔ کاہن لباسِ فاخرہ زیبِ بدن کئے اگلی صف میں جا رہے ہیں۔ ایک اُن میں سے سونے کا گھڑا اُٹھائے آگے آگے جاتا ہے۔ اُن کے پیچھے یاتریوں کا بڑا ہجوم عید کی پوشاک پہنے بید مجنوں اور کھجور کی ڈالیاں ہلاتا اور یہوواہ کی حمد کے جلوسی زبور گاتا جا رہا ہے۔ پیچ دار کوچوں میں سے ہوتے ہوئے خوشنما باغوں کے پاس سے اور شہ نشینوں کے نیچے سے گزرتے ہوئے جن پر تماشائیوں کا ہجوم ہے وہ شیلوخ پر پہنچتے ہیں اور خوشی کے گیتوں کے ساتھ اُس میں سے پانی بھرتے ہیں۔ غالباً یسوع اُس جلوس میں ہے اور تمام مومنوں کے ساتھ باپ کی حمد و ثنا کر رہا ہے۔

اب منظر بدل گیا ہے۔ خلقت کا ہجوم واپس ہیکل میں چلا گیا۔ شاگرد یوحنا اس دوڑ دھوپ کے منظر کو دیکھتا ہے۔ شاندار مذبح اور اُس کے ملبّس کاہن۔ خلقت کا اُمڈتا ہوا بھاری دریا۔ گوناگوں رنگوں کی بہار۔ کھجور کی ڈالیوں کا ہلانا۔ مختلف ممالک کی پوشاکیں۔ پُر اشتیاق صورتوں کی کثرت۔ سانولے چہرے جوش کے سبب چمکتے اور گورے چہرے گرم علاقوں کی تمازت سے جھلسے۔ اُس تصویر میں نظر آ رہے ہیں سب لوگ کم از کم تھوڑی دیر کے لئے جوش سے بھرے ہوئے اور یہوواہ کی حمد میں مگن ہیں۔ یہ [illegible] تھی۔ اسرائیل اِس وقت خدا کے بہت نزدیک پہنچا ہوا تھا۔

سب کی آنکھیں اِس شاندار رسم کی طرف لگی ہیں جب کہ پانی اور
مے مذبح پر انڈیلی جاتی ہے یہ اِس بات کی علامت تھی کہ قدیم زمانے میں
اُن کو بیابان میں پانی دیا گیا تھا اور خدا کا شکر کرنے کے لئے کہ وہ پیاسی زمین
پر مینہ برساتا ہے اور سب سے زیادہ اِس دُعا کے لئے کہ وہ اُنکی پیاسی
رُوحوں پر برکت کا مینہ برسائے۔ ربّی مصنّف اِس آخری خیال پر زور
دیتے ہیں اور یقیناً اُس روز ظاہری چہل پہل کے درمیان ایسے لوگ بھی
تھے جن کی رُوحیں خدا کے لئے بے قرار اور پیاسی تھیں۔ وہ دلی تسکین کے
لئے ترس رہے تھے جو اُن کے پلید کاہنوں اور ظاہری رسوم سے حاصل
نہیں ہو سکتی تھی بعد ازاں نقرئی شہنائیوں کی آواز سے خوشی کا اظہار ہوتا تھا
اور پرستاروں میں ہللویاہ کے نعرے یہ کہتے ہوئے بلند ہوتے تھے
کہ "خداوند کے شکر گزار ہو کہ وہ بھلا ہے اور اُس کی رحمت ابدی ہے"۔

اب جس وقت قربانی کے جانور اندر لائے جا رہے ہیں دفعتاً
سناٹا سا چھا جاتا ہے میرے خیال میں مقدس یوحنا کو یہ موقع خاص طور
پر یاد رہا ہوگا کیونکہ اس وقت منتظر لوگوں کی خاموشی کے درمیان ایک
صاف تنہا آواز گونجتی ہوئی سنائی دیتی ہے کہ "اگر کوئی پیاسا ہو تو میرے پاس
آکر پیئے۔ جو مجھ پر ایمان لائے گا اُس کے اندر سے جیسا کہ کتاب مقدس میں
آیا ہے زندگی کے پانی کی ندیاں جاری ہونگی" یہ خود ابن اللہ ہے جو بے تسکین
روحوں پر نگاہ کر رہا ہے اور اُن کی تمنا کو مبارک طور پر پُورا کرنے کا وعدہ کرتا
ہے یہ اُس رسم کے رستے میں رکاوٹ نہیں بلکہ اُس کی تشریح تھی یقیناً مقدس
یوحنا نے اس کو اُس وقت پُورے طور سے نہ سمجھا تھا مگر بہت مدت
پیچھے مابعد کے ایام کی روشنی میں جب پنتکوست کا بڑا انعام کلیسیا کو بخشا گیا

اِس موقع کا بیان قلمبند کرتے وقت یہ الفاظ ایزاد کرتا ہے۔ "اُس نے یہ بات اُس رُوح کی بابت کہی جسے وہ پانے کو تھے جو اُس پر ایمان لائے۔"

ہیکل کے اندر عوام میں اِس وقت کیسی سنسنی پھیل گئی ہوگی۔ کیا وہ خدا ہے؟ کیا وہ جنونی ہے؟ یہ نرالا عجیب نبی دُنیا کی پیاسی روحوں کو خدا کی بخشش کی بابت کہہ رہا ہے کہ "اگر کوئی پیاسا ہو تو میرے پاس آئے!"

شام کی رسوم ادا کرتے وقت اُن لوگوں کی حیرت اور بھی بڑھ گئی ہوگی۔ شاید جس وقت سنہلے جھاڑ روشن کئے گئے اور عابد مشعلیں ہاتھ میں لئے اُس نُور کے ستون کے بارے میں خوش ہو ہو کر گا رہے تھے جس نے اُن کے باپ دادا کی بیابان میں رہنمائی کی تھی تو یسوع کے یہ الفاظ اُن کے کان میں پڑے کہ "دُنیا کا نُور میں ہوں۔ جو میری پیروی کرے گا وہ اندھیرے میں نہ چلے گا بلکہ زندگی کا نُور پائے گا۔"

یہ سخت کفر تھا مگر اس سے بھی بڑھ کر حیرت انگیز کفر آنے والا تھا۔ اُس مجمع میں بعض اشخاص اُس کو پکڑنا چاہتے تھے مگر اُن پر دہشت اور حیرت چھا گئی کہ "کسی نے اُس کو نہ پکڑا کیونکہ ابھی تک اُس کا وقت نہ آیا تھا۔" اُس نے متانت کے ساتھ اُن سے یہ بھی کہا کہ "میں جاتا ہوں اور تم مجھے ڈھونڈو گے اور نہ پاؤ گے۔ جہاں میں جاتا ہوں تم نہیں آسکتے تم نیچے کے ہو۔ میں اوپر کا ہوں۔ تم اِس دُنیا کے ہو میں اِس دُنیا کا نہیں ہوں۔ اگر تم ایمان نہ لاؤ گے کہ میں وہی ہوں تو اپنے گناہوں میں مرو گے۔"

"میں ہوں" ایک ہولناک جملہ اور خود خدا کا سب سے سنجیدہ اور مقدس نام تھا۔ اِس سے اُن کو موسیٰ کے وہ الفاظ یاد آجاتے تھے جو

اُس نے قدیم زمانہ کے اسرائیلیوں سے کہے کہ "مَیں ہوں نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے"۔ سننے والوں نے حیرت زدہ ہو کر اُس سے پُوچھا کہ "تُو کون ہے؟" یسوع نے جواب دیا کہ "مَیں وہی ہوں جو شروع سے تم سے کہتا آیا ہوں۔ ایک روز تم جان لو گے جب تم ابن آدم کو اُونچے پر چڑھاؤ گے تو جانو گے کہ مَیں وہی ہوں۔ اور اپنی طرف سے کچھ نہیں کرتا بلکہ جس طرح باپ نے مجھے سکھایا"۔

پھر دوسرے روز وہ اس سنجیدہ نام کو یہ کہہ کر دُہراتا ہے کہ "پیشتر اُس سے کہ ابرہام پیدا ہُوا مَیں ہوں"۔

اِس میں کچھ شک نہیں کہ یاتریوں کا وہ مجمع جو بہت سے مُلکوں سے فراہم ہُوا تھا اِس عجیب ماجرے سے حیران ہوتا ہُوا گھر کو لوٹا۔ کسی نے ایسی حیرت انگیز باتیں کبھی نہ سُنی تھیں۔ اور وہ بغیر اثر کے نہ تھیں۔ "جب وہ یہ باتیں کہہ رہا تھا تو بہتیرے اُس پر ایمان لائے"۔

مگر اَوروں نے کہا کہ وہ کُفر بکتا ہے۔ اور "اُنہوں نے اُس کے مارنے کو پتھر اُٹھائے مگر یسوع چھپ کر ہیکل سے نکل گیا"۔

کیا کوئی اِس ہولناک منظر کو سمجھ سکتا ہے؟ "اے یروشلیم تُو اِس وقت کو نہیں پہچانتا جب تجھ پر نگاہ کی گئی ہے! تمہارے درمیان ایک شخص کھڑا ہے جسے تم نہیں جانتے ہو جو تھوڑے عرصہ کے لئے زمین پر آیا تھا جس کا آنا قدیم الایام سے ازل ابد سے تھا! اِس عہد پر انسانی صورت میں اُن کے درمیان کھڑا تھا جب کہ وہ بیابان کے پُرانے واقعات کا تماشا بطور ناٹک کے دکھا رہے تھے وہ اُن ایام میں اُن کے باپ دادا کے ساتھ تھا۔ اُس نے قدیم اسرائیل کو بلایا تاکہ دُنیا کو مذہب کی تعلیم دے۔

اس وقت وہ اسرائیل کو بلا رہا تھا کہ انسان کی طرف خدا کے دل کا زیادہ پُورے طور پر انکشاف کرے مگر یہ ایک افسوسناک معاملہ تھا کہ وہ اُسے نہ تو جانتے تھے اور نہ جاننے کی پرواہ کرتے تھے وہ ایسے بے سمجھ اور بد باطن تھے کہ اُسے جان نہ سکتے تھے۔ وہ چاہتا تھا کہ پیشتر اس سے کہ وہ اُسے قتل کریں اُس کو جان لیں۔

اس طور پر اُس کی یروشلیم میں آنے کی پہلی کوشش ختم ہوئی۔

اگر وہ فوراً موت کا سامنا کرنا نہیں چاہتا تو ضرور تھا کہ وہ شہر سے بچ کر نکل جاتا۔ وہ ان تین دنوں کو عجیب طور سے کام میں لایا مگر جب اُس کی حمایت کرنے والے لوگ وہاں سے رخصت ہو گئے تو اُس کی جان کی خیر نہ تھی اب ضرور تھا کہ وہ بچنے کے لئے اپنے چھوٹے گروہ کو لے کر بیابان کی طرف چلا جائے اور وہاں جو پیغام اُس نے دُنیا کے لئے چھوڑ جانا تھا اُن کو دیتا رہے جس کو یروشلیم سُننا نہ چاہتا تھا۔

تیسری فصل

اناجیل کے بعض دیگر واقعات

ہم نے اُس عہد کے ہفتہ کے دو واقعات کو نظر انداز کر دیا ہے جن پر اب غور کرینگے۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ یسوع اور اُس کے شاگردوں نے جاتے جاتے ایک اندھے کو دیکھا جو ہیکل کے دروازے پر بھیک مانگ رہا تھا جب اُس کی بے بصارت آنکھیں اُنکی طرف پھری تھیں کسی نے اُن سے کہا کہ وہ شخص پیدائشی اندھا ہے۔ اِس بات کو سمجھنے کے شوق سے شاگرد سوچ میں پڑ گئے چونکہ اُن کے خیال میں ہر ایک آفت گناہ کا نتیجہ تھی اُنھوں نے یہ دلچسپ سوال اُٹھایا کہ "اے ربّی۔ کس نے گناہ کیا تھا جو یہ اندھا پیدا ہُوا۔ اِس شخص نے یا اِس کے ماں باپ نے؟"

بہت لوگ زندگی کی تکلیفوں کے راز پر اِس طور سے غور کرتے ہیں۔ مگر اِن تکالیف کو رفع کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ یسوع کا ترس کھانے والا دل اُس موقع پر اِس قسم کے قیاس کی برداشت نہیں کر سکتا تھا اُس نے جواب دیا کہ "نہ اِس نے گناہ کیا تھا نہ اِس کے ماں باپ نے۔ بلکہ یہ اِس لئے ہُوا کہ خدا کے کام اُس میں ظاہر ہوں"۔ اِس سے اُس کا مطلب ہرگز یہ نہ تھا کہ یہ آدمی اِس لئے اندھا پیدا ہُوا کہ میں معجزہ دکھاؤں بلکہ یہ کہ اِس قسم کا دُکھ خدا کی طرف سے ایک دعوت ہے کہ اُس کے کام یعنی ہمدردی اور مدد کے کام

کیا کرو۔ دُکھ مصیبت اُس کی بلاہٹ ہے کہ اُسے رفع کرو۔ یہ خدا کا کام ہے اور ایسے کام کرنے سے ہم خدا کے ہم خدمت بن جاتے ہیں یسوع نے اُس اندھے کو پیار کرنے اور اُس کی مدد کرنے سے خدا کا جانشین ہو کر خدا کا سا کام کیا جب ہم لوگوں کو محسوس کراتے ہیں کہ خدا اُن کی فکر کرتا اور ہمارے وسیلے سے اُن کی مدد کرتا ہے تو ہم خدا کی جگہ کام کرتے ہیں اور بہت سے مصیبت زدہ لوگوں نے اُس بھائی کی محبت کے ذریعہ جسے انہوں نے دیکھا ہے اُس خدا کی محبت کے بارے میں ایمان لانا سیکھا ہے جسے انہوں نے نہیں دیکھا

قابلِ غور ہے کہ یسوع کے لئے رحمدلی دکھانے کا یہ چھوٹا سا موقع اتفاقیہ تھا اور اُس نے اُسے ہاتھ سے جانے نہ دیا اُس نے چندہ جمع کر کے اندھوں کے لئے سوشل سروس کی انجمن کی بُنیاد نہ رکھی۔ اِس قسم کی جماعت قائم کرنا اچھی بات ہے مگر اس واقعہ سے یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ ہم چھوٹے چھوٹے مہربانی کے کام کیا کریں اپنی روزمرہ کی زندگی کے کاروبار میں اِس کا خیال رکھیں۔ یسوع نے فقط جاتے جاتے اُس ایک اندھے کو دیکھا اور فوراً اُس کو اپنی توجہ کا مرکز بنا لیا۔ زندگی میں ایسے بہت سے موقعے ہُوا کرتے ہیں جب روزانہ کاروبار کے دَوران میں تمہیں دُکھ مصیبت کا بڑا بھاری انبار اور انسانی خوشی کا چھوٹا انبار ملتا ہے۔ اور اگر تم ایک چھوٹا سا ذرہ اِس ڈھیر میں سے اُٹھا کر دوسرے میں ڈال دو تو یسوع کہتا ہے کہ تم خدا کے کام کرنے والے ہو گے۔

اُس اندھے نے سُنا کہ وہ خدا کے کام کرنے کا ذکر کر رہا ہے جب یسوع نے جُھک کر اُس کی آنکھوں پہ سانی ہوئی مٹی لگائی اور اپنا پُر محبت ہاتھ اُس کے کندھے پر رکھا تو اُس نے فوراً معلوم کر لیا کہ اُن الفاظ سے

یسوع کا کیا مطلب ہے "جا شیلوخ کے حوض میں دھو لے"۔ اور اُس نے جا کر دھویا اور بینا ہو کر واپس آیا۔ جو حیرت انگیز بات اُس پر واقع ہوئی اُس کو کون خیال میں لا سکتا ہے؟ جب اُس نے پہلے ناگہانی اثر سے سنبھالا لیا تو اُس کی حیرت اور خوشی کی کچھ انتہا نہ تھی۔ وہ نور اور جلوہ اور خوبصورتی کی نئی دُنیا میں داخل ہو گیا اُسے دُور کی چیزیں اور عالی شان عمارتیں اور مردوں اور عورتوں کی صورتیں جن سے اُن کا اندرونی نقشہ منکشف ہوتا تھا نظر آنے لگیں جس شخص نے اِس دُنیا کو پیشتر نہ دیکھا تھا اُسے معلوم ہوا ہو گا کہ وہ آسمان میں داخل ہو گیا ہے۔ جب یسوع نے خدا کے کاموں کا ذکر کیا تو کیا اُس کا مطلب یہی تھا؟ وہ آدمی اُس شخص کا کافی شکریہ ادا نہ کر سکتا تھا جس نے اُس پر یہ مہربانی کی!

تھوڑی دیر میں ایک چھوٹا سا جوش سے بھرا ہوا گروہ اُس کے گرد جمع ہو گیا۔ بعض اُن میں سے کہنے لگے کہ "کیا یہ وہی اندھا نہیں جو ہیکل کے دروازے پر بھیک مانگا کرتا تھا؟" "یہ وہی ہے" "نہیں بلکہ کوئی اُس کے ہمشکل ہے"۔

آنکھوں سے انسان کی صورت میں بڑا فرق آ جاتا ہے۔ اُس حیرت زدہ آدمی نے جو عجیب نئی دُنیا میں داخل ہو گیا تھا کہا "میں وہی ہوں"۔ "پھر تیری آنکھیں کیونکر کُھل گئیں؟" "اُس شخص نے کھولیں جس کا نام یسوع ہے"۔ "وہ کہاں ہے؟" "میں نہیں جانتا وہ کہاں ہے ابھی مجھے کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ کوئی چیز کہاں ہے"۔

کسی نے مخالفانہ ارادہ سے یہ تجویز پیش کی کہ "آؤ اسے فریسیوں کی مجلس کے سامنے لے چلیں"۔ پس وہ لوگ اُس شخص کو جو پہلے اندھا تھا

فریسیوں کے پاس لے گئے"۔ مقدس یوحنا کہتا ہے کہ "وہ سبت کا دن تھا"۔ بس یہ اب فساد کا شروع سمجھو۔ یہودی مذہب کی متعصب سبت پرستی یقیناً یسوع کے سر پر آفت ڈھائے گی۔

وہ شخص مجلس کے سامنے کھڑا ہے اور ہجوم اُس کے گرد ہے۔ وہ پوچھتے ہیں کہ "ہمیں اس یسوع کا قصہ سُنا بتا یہ ماجرا کیونکر ہُوا"۔ اس نے کہا کہ "اُس نے میری آنکھوں پر مٹی لگائی پھر میں نے دھو لیا اور اب بینا ہوں"۔ تب مجلس میں پھوٹ پڑ گئی۔

"یہ آدمی خدا کی طرف سے نہیں کیونکہ سبت کے دن کو نہیں مانتا"۔

"مگر گنہگار آدمی کیونکر ایسے معجزے دکھا سکتا ہے؟"

اپنی پریشانی میں وہ اُس آدمی سے پوچھتے ہیں۔ "تو اُس کے حق میں کیا کہتا ہے؟" وہ آدمی اپنے خطرے کو سمجھتا ہے مگر دبتا نہیں اور کہتا ہے کہ "میرے خیال میں وہ نبی ہے"۔ اس پر انہوں نے کہا کہ "تو سمجھتا ہے کہ وہ نبی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ تو دغا باز ہے۔ جاؤ اُس کے ماں باپ کو ہمارے سامنے حاضر کرو"۔

اب اُس کے والدین حاضر ہوتے ہیں مگر اپنے کو گرفت میں لانا نہیں چاہتے۔ وہ اس ہولناک دینی حکومت کی طاقت سے واقف ہیں انہیں معلوم ہے کہ کاہن فتویٰ دے چکے ہیں کہ اگر کوئی یسوع کے مسیح ہونے کا اقرار کرے تو عبادت خانے سے خارج کیا جائے۔ پس انہوں نے کہا کہ "ہم جانتے ہیں کہ یہ ہمارا بیٹا ہے اور وہ اندھا پیدا ہُوا تھا ہمیں اور کچھ معلوم نہیں۔ وہ بالغ ہے اُسی سے پوچھو"۔ یہ اُس کے والدین نے یہودیوں کے ڈر سے کہا۔

اُنہوں نے اُس بھیک منگے کو دوبارہ بُلاکر کہا "خدا کو جلال دے ہم تو جانتے ہیں کہ یہ آدمی گنہگار ہے" مگر ایک نئے عالم کے انکشاف کی خوشی اور حیرت کے سبب وہ اُن سے نہیں ڈرتا جو ہو سو ہو وہ اُس نامعلوم دوست سے جس سے وہ لوگ عداوت کرتے ہیں مگر جس نے اُس کی زندگی کی کایا پلٹ کی بیوفائی نہیں کرنے کا۔ "میں نہیں جانتا کہ وہ گنہگار ہے یا نہیں۔ ایک بات جانتا ہوں کہ میں اندھا تھا اب بینا ہوں ہم جانتے ہیں کہ خدا گنہگاروں کی نہیں سُنتا۔ دُنیا کے شروع سے کبھی سُننے میں نہیں آیا کہ کسی نے جنم کے اندھے کی آنکھیں کھولی ہوں اگر یہ شخص خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو کچھ کر نہ سکتا"۔

اُنہوں نے جواب میں اُس سے کہا "تُو تو بالکل گناہوں میں پیدا ہؤا تُو ہمیں سکھاتا ہے؟" اُنہوں نے اُسے باہر نکال دیا اور عبادتخانے سے خارج کر دیا۔ وہ اب سے ہیکل کے دروازے پر نہیں بیٹھنے پائے گا۔ آگے کو وہ خدا کے گھر میں عبادت نہیں کر سکتا کوئی خدا ترس آدمی اُس کو نوکر نہیں رکھیگا۔ سب لوگ اُس سے کوڑھی کی طرح نفرت کرینگے۔ وہ یہودی برادری سے خارج ہو کر ادھر اُدھر پھرتا ہے۔ وہ یہ سب سلوک اُس نامعلوم یسوع کی خاطر برداشت کرتا ہے۔

یسوع یہ حال سُن کر اُس سے ملا اور جب وہ اپنی شکرگزاری کا اظہار کر رہا تھا تو یسوع نے ضرور اُسے اُس ابدی محبت کی تعلیم دی ہوگی جس نے اُسے دُنیا میں بھیجا کہ خدا کے کام کرے۔ اور تب اُس آدمی کی روح ایک آخری سوال کا جواب دینے کے لئے تیار ہوگئی کہ "کیا تُو خدا کے بیٹے پر ایمان لاتا ہے؟" اور اُس نے کہا "اے خداوند میں ایمان لاتا ہوں" اور اُسے سجدہ کیا۔ سو اُس روز جب کہ یہودی جماعت کا دروازہ اُس کے لئے بند ہوگیا آسمان کی بادشاہت کا دروازہ کھُل گیا اور جب کہ ایک غریب اندھے بھکاری پر خدا کا نور جلوہ گر ہوگیا تو

اسرائیل کے مغرور خادم الدین اُس سے محروم رہے۔

اب وہ اندھا فقیر غائب ہو جاتا ہے مگر شاید جو کچھ دُنیا کو اُس سے حاصل ہؤا ہم اُسے بخوبی نہیں جانتے کیونکہ جیسا عموماً قیاس کیا جاتا ہے اگر یسوع نے عوام کے سامنے اُس کا اور اُن بے رحم چرواہوں کا حال سُنایا ہو جنہوں نے اُس غریب بھیڑ کو بھیڑ خانے سے نکال دیا تھا تو ہمیں اُس آدمی کی طفیل وہ عمدہ تمثیل حاصل ہوتی ہے جو اِس قصّے کے بعد سنائی گئی یعنی اچھے چرواہے اور مزدوروں کی تمثیل۔

بنی آدم اُن بد دیانت چرواہوں کے ذریعہ جو گلّے پر ظلم کرتے ہیں خدا کے گلّے سے خارج نہیں ہو سکتے۔ "مَیں سچ مچ بھیڑوں کا دروازہ ہوں۔ مزدور بھیڑوں کی پروا نہیں کرتا۔ اچھا چرواہا مَیں ہوں۔ اچھا چرواہا بھیڑوں کے لئے اپنی جان دیتا ہے۔ باپ مجھ سے اِسلئے محبت رکھتا ہے کہ مَیں اپنی جان دیتا ہوں۔ کوئی اُسے مجھ سے چھینتا نہیں بلکہ مَیں اُسے آپ ہی دیتا ہوں جس طرح باپ مجھے جانتا ہے اُسی طرح مَیں باپ کو جانتا ہوں اور مَیں بھیڑوں کیلئے اپنی جان دیتا ہوں"۔

اِس طور سے اُس اندھے فقیر کے ذریعہ سے یہ عمدہ تمثیل ہاتھ آئی۔

ایک اور واقعہ اناجیل کے اِسی قسم کے قصّوں سے تعلق رکھتا ہے۔ یسوع کی سوانح عمری کے بہت سے قصّے گم ہو گئے ہیں۔ ذیل کا قصّہ ایک اُن میں سے ہے جو دستیاب ہوئے ہیں۔ وہ مقدّس یوحنّا کی انجیل کے بیچ بے محل جگہ پر رکھا گیا ہے اور مقدّس یوحنّا کی تحریر نہیں اور نہ کسی اور انجیل نویس نے اُسے درج کیا ہے۔ مقدّس لوقا کو یروشلیم کے رستے پر کی یادداشتیں مرتب کرتے وقت اُس کا پتہ نہ ملا اور نہ وہ اصلی انجیلوں میں کہیں پایا جاتا ہے۔ مگر وہ محفوظ رہا اور ابتدائی شاگردوں کے حافظہ کے ذریعہ

سے سینہ بسینہ چلا آیا۔ آخر ایک روز انجیلوں کی اشاعت کے بہت عرصہ کے بعد کسی نے انجیل کے قلمی نسخوں میں سے ایک کے حاشیہ پر اُسے قلمبند کیا۔ کچھ مدت پاکر کسی کاتب نے نقل کرتے وقت اُس کو متن میں درج کر دیا اور وہ ایسا مقبولِ عام ہو گیا کہ اُسے متن میں داخل کرنا پڑا۔ اس طور پر اُس عورت کا دردناک چھوٹا سا قصہ جو زنا میں پکڑی گئی تھی فراموش ہونے سے بچایا گیا۔

جس طرح اِس زمانے کے ناول نویس مرد و زن کے فاحش تعلقات نمایاں طور پر دکھاتے ہیں ویسے ہی مسیح کے زمانہ میں فریسی کیا کرتے تھے۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ جب یسوع عبادت کے وقفہ میں ہیکل کے ایک صحن میں کھڑا تھا وہ سنگدل بے حیائی سے ایک عورت کو اُسکے پاس لائے جو زنا میں عین فعل کے وقت پکڑی گئی تھی۔ اُدھر تو اُن کی ترچھی نظریں ہیں اور اِدھر وہ سسکتی ہوئی عورت اپنے ہاتھوں سے منہ کو چھپائے ہوئے ہے یہ سارا معاملہ شرم خیز اور نفرت انگیز تھا مگر چونکہ یسوع نے گناہ آلودہ انسانیت کے ساتھ رہنا منظور کیا تھا وہ اِس قسم کی باتوں سے گریز نہیں کر سکتا تھا۔ یہ پہلا یا دوسرا مرتبہ نہ تھا کہ اِس قسم کی عورتیں اُس کے سامنے آئیں شمعون کی ضیافت کے وقت ایک گناہ میں گری ہوئی عورت آ موجود ہوئی اور پھر محصول لینے والوں کے ساتھ کسبیاں اُس کا کلام سُننے کو جمع ہوتی تھیں۔

یہ شبہ ظاہر کیا جاتا تھا کہ وہ ایسے مردود لوگوں کے ساتھ حد سے زیادہ نرمی سے پیش آتا ہے۔ وہ اُن سے پُر امید طور سے بات کرتا تھا اور درد مند تھا۔ وہ اکثر اوقات توبہ کی اور خدا کی طرف اُن کی ہدایت کرتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ بہت سی عورتیں مردوں کی شہوت رانی کا شکار ہوتی ہیں اور بجائے قصوروار ہونے کے اُن پر قصور لگانے والے خود الزام کے قابل ہیں

بلاشبہ وہ اپنے زمانہ کے بناوٹی اخلاق سے نفرت رکھتا تھا جیسے وہ اب بھی رکھتا ہے جس کے سبب سے گری ہوئی عورت کو تو لعنتی قرار دیا جاتا تھا اور گرے ہوئے مرد کو چھوڑ دیا جاتا تھا۔ مگر یسوع کے خلاف الزاموں میں اِس سے کچھ بڑھ کر بھی تھا۔ اُس نے فی الحقیقت دعوےٰ سے کہا کہ معزز لوگوں کے گناہ مثلاً لالچ کینہ اور محبت سے خالی دل خدا کی نگاہ میں جسمانی کمزوری کے گناہوں سے زیادہ ہولناک ہیں۔ اُس کی نظر میں وہ مغرور دیندار فریسی جو مکّار اور عوام سے نفرت کرنے والا تھا ذلیل عورت سے بڑھ کر نفرتی تھا۔ ایک روز اُس نے اُن اولیا صورت ہادیانِ دین کو یہ صاف سیدھی سُنا دی کہ "محصول لینے والے اور کسبیاں تم سے پہلے خدا کی بادشاہت میں داخل ہوتی ہیں"۔

اِس قسم کا کلام کسی مصلح کے لئے خطرناک ہے کیونکہ اِس میں غلط فہمی کا اندیشہ ہے بہت لوگ ایسی کھری بات کہنے سے جھجکیں گے کہ کہیں اُن کے خلاف یہ نہ کہا جائے کہ وہ ناپاکی کے گناہوں کو ہلکا سمجھتے ہیں مگر یسوع نے اِس بات کے کہنے میں تامل نہ کیا۔ اِس لئے کہ اُس کا کہنا ضروری تھا۔ یہ کہنا کہ روح کے اپنے گناہ ہیں جو زیادہ خطرناک ہیں اور جن کا علاج زیادہ مشکل ہے خصوصاً اِس لئے کہ لوگ اُن کو ہلکا سمجھتے ہیں یہ معنی نہیں رکھتا کہ جسم کے گناہ ہلکے سمجھے گئے ہیں۔ وہ عیار کاروباری آدمی جو بے ایمانی سے اپنے حریفوں کو تباہ کرتا ہے یا وہ لیٹی عورت جو قسی القلبی میں اپنے ہمسایہ کے خلاف تہمت آمیز [illegible] ہے اور پھر ایسے لوگ بغیر کسی پشیمانی کے گرجے میں جاتے ہیں اگر [illegible] گری ہوئی عورت سے نیچے درجہ پر رکھا جائے تو وہ نہایت خفا ہونگے لیکن [illegible] یسوع نے اُن کو یہی درجہ دیا کہ وہ اِس کو پسند نہ کرینگے [illegible] نے بھی نہیں کیا تھا۔

اِس معاملہ میں اُن لوگوں نے اُس کے لئے پھندا لگایا تھا۔ "اے اُستاد۔ موسیٰ نے ہم کو حکم دیا کہ ایسی عورتوں کو سنگسار کریں پس تُو کیا کہتا ہے؟" مگر وہ اُن کے دلوں سے واقف تھا۔ وہ کوئی پاک دامن لوگ نہ تھے جن کے احساس کو اِس مکروہ گناہ سے سچ مچ ٹھیس لگی یا اُن کے دل میں درد پیدا ہُوا تھا۔ ایسے لوگ کبھی اُس کمبخت عورت کو پکڑ کر علانیہ اُس کے پاس نہ لاتے۔ اُن کی یہ سازش بغض کا نتیجہ اور عوام کے سامنے اُس کی نیک نامی پر دھبہ لگانے کی غرض سے تھی۔

وہ اُس بیچاری عورت کی طرف دیکھنے سے اُس کو اور ذلیل کرنا نہیں چاہتا تھا۔ اُس نے اپنی نظر پھیر لی کہ گویا اُس نے کچھ دیکھا ہی نہیں۔ اور جھک کر زمین پر لکھنے لگا۔ ہم قیاس کر سکتے ہیں کہ اِس حیران کرنے والی خاموشی میں اُس عورت اور اُن لوگوں کے بارے میں اُسکے خیالات کیا ہونگے۔ اس عورت کے شرمناک فعل اور اُس کے اوپر تہمت لگانے والوں کے خبیث رویّہ میں سے کونسا زیادہ خراب تھا؟ جب باوجود اُس کی خاموشی کے وہ اصرار کرتے رہے تو اُس نے سیدھے ہو کر اُن کی طرف دیکھا اور جب وہ اُن کے دل کے اندر نظر ڈال رہا تھا تو اُنہیں بھی اُس کی طرف دیکھنا پڑا۔ اپنا پُرانا اعمال نامہ اُن کی آنکھوں کے آگے کھل گیا اور جن باتوں کو وہ گذشتہ گذری سمجھتے تھے پھر اُن کے سامنے آموجود ہوئیں اُس نے اُن کو اُن کی کانشنس کے آگے بڑی سختی سے ملزم ٹھہرایا۔ "جو تم میں بے گناہ ہو وہی پہلے اُسکے پتھر مارے۔" وہ یہ سُن کر بڑوں سے لے کر چھوٹوں تک ایک ایک کر کے نکل گئے۔ اور یسوع اکیلا رہ گیا۔ اور وہ عورت وہیں رہ گئی۔ ہ وہ رہ گئی۔ اور جب تک وہ جس نے اُسے پناہ دی تھی نیچے زمین کی طرف دیکھتا رہا گویا بھائی اپنی بہن کے ہولناک گناہ کے بوجھ کے نیچے دبا ہُوا ہے، وہ جا نہ سکتی تھی۔ اِس قصہ سے ثابت ہوتا ہے

کہ اُس نے اُس عورت کے کانشنس کو بھی چھید ڈالا اور شرم اور رنج کے مارے اُس عورت کا دل ٹوٹ گیا اور تائب ہو گیا۔ پھر یسوع نے سیدھے ہو کر اُس عورت کی طرف دیکھا اور کہا "اے عورت یہ لوگ کہاں گئے؟ کیا کسی نے تجھ پر حکم نہیں لگایا؟" "اے خداوند کسی نے نہیں" "میں بھی تجھ پر حکم نہیں لگاتا۔ جا۔ پھر گناہ نہ کرنا"۔

ہم یہاں خدا کے دل کو دیکھ رہے ہیں۔ یہ گناہ کے علاج کا مسیح کا طریقہ تھا ہم سنگسار کر کے پتھروں کے ذریعہ بدفعلی کو خارج نہیں کر سکتے بلکہ یسوع انسان کے دل پر نرمی اور معافی کے ذریعہ اثر ڈال سکتا ہے جس سے ایک گناہ آلودہ عورت نئی عورت بن جاتی ہے۔ اور پھر گناہ نہیں کرتی۔

چوتھی فصل

رستے کی تعلیم

۱- خدا کی ابوّیت

عید کے اُس جوش انگیز ہفتہ میں یسوع کے یروشلیم کو آنے کی کوشش کا وہی نتیجہ ہؤا جس کا اُس کو گمان تھا یعنی وہ شہر سے نکالا گیا۔ پس اب ہم مقدس یوحنا کے شہری حالات کا بیان یہیں چھوڑتے ہیں اور پھر دو مہینوں کے بعد جب وہ عید تجدید پر واپس آئے گا اُس کو شروع کرینگے کیونکہ مقدس یوحنا کی تصنیف میں یروشلیم کے باہر کے حالات کا کچھ ذکر نہیں۔

اب ہم مقدس لوقا کی انجیل کے مطابق رستہ بھر کے واقعی حالات کا بیان کرینگے اور یسوع کے پیچھے پیچھے بیابان میں جائینگے ہمیں معلوم نہیں کہ وہ کس کس مقام پر گیا کیونکہ اُن کے نام بتائے نہیں گئے۔ اغلب ہے کہ وہ یردن کے پار پیریہ کے علاقہ میں گیا۔ ہم یہ بھی بخوبی نہیں جانتے کہ اُس کی مندرجہ تعلیم اور واقعات کی ترتیب کیا تھی۔ مقدس لوقا فقط اُس کے سیر و سیاحت کے واقعات کا مجموعہ ایک ایک کرکے پیش کرتا ہے مگر وقت یا مقام کا صاف پتہ نہیں دیتا۔ ممکن ہے کہ وہ واقعات ترتیب وار ہوں مگر اغلب ہے کہ وہ نہیں ہونگے مثلاً وہ کہتا ہے کہ "ایک روز" یہ ہؤا۔ اور "دوسرے روز" یہ ہؤا۔ اور "ان باتوں کے بعد" یہ واقع ہؤا۔

قابلِ لحاظ ہے کہ یہ زمانہ واقعات سے نہیں بلکہ زیادہ تر تعلیم سے مالا مال تھا گویا جُوں جُوں اُس کا وقت قریب آتا گیا وہ چاہتا تھا کہ اپنے شاگردوں کے حافظہ میں وہ بہت سی باتیں دُنیا کے لئے چھوڑ جائے جو اُسے کہنی تھیں اور جو یروشلیم میں لوگ اُسے کہنے نہ دیتے تھے اِن باتوں کا مفصل بیان کرنے کی یہاں گنجایش نہیں۔ بہتر ہے کہ اِس سفر کی تعلیم کے بعض بڑے بڑے خیالوں کو بلا لحاظ سلسلہ کے جمع کیا جائے۔

یسوع کی اِس ساری تعلیم میں سب سے نمایاں خدا کی ابوّیت ہے اور سفر کی یادداشتوں کا سب سے قیمتی ورق وہ ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ اُس نے مرنے کو جاتے وقت اِس کے بارے میں کس طور پر تعلیم دی۔

جوان مصنف مقدس لوقا اپنی نئی کتاب لکھتے ہوئے اُن حالات جمع کرتا ہوگا جو اب تک تحریر میں نہیں آئے جس روز اُس نے اُن لوگوں سے جو یروشلیم کی سڑک پر یسوع کے ساتھ تھے کھوئی ہوئی بھیڑ اور مُسرف بیٹے کا قصہ سُنا تو وہ کیسا جوش سے بھر گیا ہوگا۔ وہ جانتا تھا کہ یسوع ہمیشہ خدا کی ابوّیت کی تعلیم دیتا رہا ہے۔ مگر اُس نے کبھی ایسے عجیب مؤثر طور سے تعلیم نہ دی تھی۔ اپنی نئی انجیل کے لئے اِس نایاب باب کے ملنے سے اُس کو کیسی خوشی حاصل ہوئی ہوگی۔

یہ قصہ غالباً سفر کے خاتمہ سے پیشتر اُس وقت سے تعلق رکھتا ہے جب یسوع نے یریحو میں زکائی اور اُس کے محصول لینے والے دوستوں کے ساتھ کھانا کھایا“ اور فقیہ اور فریسی بڑبڑا کر کہنے لگے کہ یہ آدمی گنہگاروں سے ملتا اور اُن کے ساتھ کھانا کھاتا ہے“۔ اِس کے لئے وہ پیشتر ہی بدنام ہو چکا تھا وہ محصول لینے والوں اور کسبیوں اور ہر قسم کے برادری سے خارج شدہ آدمیوں سے ملتا اور اُن سے بات چیت کرتا تھا۔ اور فریسیوں اور فقیہوں کے لئے یہ ہمیشہ

تعجب کا باعث تھا کہ وہ ایسے لوگوں سے صحبت رکھنی پسند کرتا ہے مگر اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز بات کا کسی کو خیال نہ آیا کہ اس قسم کے لوگ اس سے میل جول پسند کرتے تھے کیونکہ یہ ایک غیر معمولی بات تھی کہ مردود اور گنہگار ایسے سر بسر مقدس اور پاک آدمی کی صحبت میں رہنے سے خوش ہوں مگر معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس سے خوش ہوتے تھے۔

پھر اس نے فریسیوں کو بتایا کہ وہ کیوں اس کے ساتھ رہنا پسند کرتے تھے اس نے بتایا کہ خدا کی ابویت کے اندر کیسا درد اور محبت ہے۔ اس نے ان کو تین چھوٹی چھوٹی تمثیلیں سنائیں یعنی اس گڈریے کی جس کے پاس سو بھیڑیں تھیں اور اس عورت کی جس کے پاس دس درہم تھے اور اس باپ کی جس کے دو بیٹے تھے۔ ان تینوں میں سے ایک کی بھیڑ ایک کا درہم اور ایک کا بیٹا گم ہو گیا تھا۔ اور چونکہ ان کی ایک ایک چیز کھو گئی تھی ان میں سے ہر ایک کو سب باقیوں کی نسبت اسی کی زیادہ فکر تھی۔ ان تمثیلوں کا حاصل مطلب یہ ہے کہ کوئی چیز تھوڑی مدت کے لئے کھوئی تھی جو اس کے مالک کے لئے نہایت قیمتی تھی اور چونکہ وہ گم ہو گئی تھی اس لئے اس کی بڑی فکر تھی۔ اگر ہماری کوئی چیز کھو جاتی تو ہم بھی فکر مند ہوتے

ان سب تمثیلوں میں زور اس بات پر ہے کہ مالک کو کیسا درد تھا۔ یہ تمثیلیں کھوئی ہوئی بھیڑ یا کھوئے ہوئے درہم یا گم گشتہ فرزند کی نہیں بلکہ ابویت کی ہیں۔ یسوع کو بھیڑ یا درہم یا بیٹے کا خیال نہیں بلکہ اس شخص کے احساس کا ہے جس کی کوئی چیز کھو گئی ہے۔ یہ تمثیلیں خدا کے بارے میں ہیں یعنی باپ کے دل کا انکشاف ہیں۔ وہ چوپان ہے جس کی بھیڑ کھو گئی ہے اور جو کٹھن رستے پر اس کی تلاش میں نکل گیا ہے۔ وہ ایسی عورت ہے جو اپنے کھوئے ہوئے درہم کو تندہی سے ڈھونڈتی ہے۔ وہ باپ ہے جس کا دل اپنے منحرف بیٹے کے لئے

جو دُور دراز مُلک میں ہے بیتاب ہو رہا ہے۔

خدا کی ابوّیت میں بے حد رقّت ہے کسی دوسرے موقع پر یسوع خدا کی محبّت کا ذکر کرتا ہے جو وہ اپنے ایماندار بچّوں سے رکھتا ہے۔ "اے چھوٹے گلّے نہ ڈر کیونکہ تمہارے باپ کو پسند آیا کہ تمہیں بادشاہت دے"۔ "تمہارا آسمانی باپ جانتا ہے کہ تم اِن سب چیزوں کے محتاج ہو"۔ "تم اِس طرح دُعا مانگا کرو کہ اے ہمارے باپ"۔ یہ سب کچھ اُس کے ایماندار فرزندوں کے لئے نہایت تسلّی بخش ہے مگر اِس میں وہ رقّت نہیں جو اِس دردانگیز تصویر میں ہے یہ باپ کے درد اور نقصان اور اُس کے زخمی دل کا نقشہ ہے جو اپنے فرزند کے لَوٹ آنے کا آرزُومند ہے۔

باپ کے دل کے اِس انکشاف کا بیان غور سے سنو جو محض کسی انسان یا رسول کا کلام نہیں بلکہ اکلوتے بیٹے نے جو باپ کی گود میں ہے ظاہر کیا ہے جب تم بھٹک جاتے ہو تو تمہارا اِس قدر نقصان نہیں جتنا باپ کا ہے تمہاری بے دینی زندگی سے تمہاری نسبت خدا کو زیادہ تکلیف ہوتی ہے وہ تمہارے نیکی کی طرف لَوٹ آنے کے لئے تمہاری نسبت زیادہ متفکر ہے فریسیوں کے لئے یہ حیرت انگیز خیال تھا ہم میں سے بعض کے لئے بھی حیرت انگیز اور ناممکن خیال ہے لیکن اگر ہم جیسا مسیح نے ہمیں حکم دیا ہے اپنے چاروں طرف انسانی محبت میں خدا کا عکس دیکھتے ہیں تو ایسا ہونا نہیں چاہئے۔

یہ محبّت ہے جس کو اپنے پیارے کے کھو جانے سے سب سے زیادہ تکلیف پہنچتی ہے یہ بیچارہ بُوڑھا باپ ہے جس کے بیٹے کے بھٹک جانے کے غم کے مارے اُس کے بال سفید ہو جاتے ہیں مگر اُس بیٹے کو عموماً کچھ پروا نہیں ہوتی۔ آہ! والدین کے چہرے پر غم کے کیسے بادل چھا جاتے ہیں

اگر کسی طرح سے اُن کا ناشکرگزار بیٹا بچ جائے تو وہ اِس زندگی میں ہر قسم کی تکلیف گوارا کرنے کو تیار ہونگے اور اگلے جہان کی تاریکی میں جانے سے بھی دریغ نہ کرینگے مجھے ایک عمر رسیدہ خاتون کا قصہ یاد آتا ہے جس نے مجھ سے کہا کہ "ہم بہت مدت سے ایک دوسرے سے واقف ہیں مگر میں نے کبھی آپ کو اپنے پوشیدہ غم کا حال نہیں بتایا۔ میرا ایک ہی بیٹا تھا جو آوارہ ہو کر اِس ملک سے نکل گیا مجھے دس سال سے اُس کی کوئی خبر نہیں ملی۔ مجھے اِس وقت یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ جیتا ہے یا مر گیا ہے مگر میں سچ کہتی ہوں کہ وہ دن رات میرے خیال میں رہتا ہے"۔

اِس بات کا یقین کرنا مشکل ہے کہ جب یسوع نے خدا کے نقصان کا بیان کیا تو اُس کے دل میں اِسی قسم کا خیال تھا دُنیا میں ہر ایک ماں گو اُس نے بائبل نہ بھی پڑھی ہو اپنے دل میں خدا کی دردمندی کا مکاشفہ رکھتی ہے یہ یسوع کی تعلیم ہے اپنی بہترین صفات سے خدا کا تصور کرلو جبکہ تم برے ہو کر اپنے بچوں کی فکر کرنی جانتے ہو تو کتنی زیادہ آسمانی باپ فکر نہیں کرتا۔ اگر کوئی شخص اِس بات کو مانتا ہے تو کیا وہ خدا سے دُور رہ سکتا ہے؟

پھر وہ ہر ایک ماں اور باپ کے گھر سے جذبات پر اثر کرتا ہے باپ اپنے ایماندار بچوں کے سبب خوشی مناتا ہے مگر سب اچھے بچے ایک خراب بچے کی تلافی نہیں کر سکتے سو بھیڑوں میں سے ننانوے اور دس درہم میں سے نو محفوظ ہیں اور دو بیٹوں میں سے ایک بے خطر ہے مگر اِس سے خدا کی تسلی نہیں بہتوں میں سے کوئی ایک بھی اُس کی نظر سے چھپا نہیں باپ کا درد اور اشتیاق ہر ایک کے لئے علیحدہ علیحدہ ہے۔ اگر کسی کا ایک بیٹا بدچلن ہو جائے جبکہ اَور لڑکے خوش اور نیک اطوار ہیں تو اُس کے دِل میں کیسا قلق ہوگا

کیا اُس کے سب اچھے بیٹے باپ کے رنج و غم کی تلافی کر سکتے ہیں؟ کیا اُس گمراہ بیٹے کے سبب سے اُس کو ہمیشہ رنج نہیں ہوگا؟ کیا اُس کے دل سے ہمیشہ یہ صدا نہ نکلے گی جو خداوند تعالیٰ کی دلی آواز کی گونج ہے کہ "ہائے میرے بیٹے۔ ہائے میرے بیٹے"۔ وہ اُس کھوئے ہوئے کی تلاش کرتا رہے گا جب تک وہ نہ ملے۔ اِس مکاشفہ کے لئے ابد تک خدا کا شکر کرو۔ یہ یسوع کا کلام ہے خدا ایسا ہی ہے مگر بدرجہا بہتر۔ اگر یسوع نے نہ کہا ہوتا تو اِس کا یقین کرنا محال ہوتا۔

پھر وہ خدا کی تلاش کی سرگرمی کا ذکر کرتا ہے۔ وہ عورت گھر میں جھاڑو دیتی اور تن دہی سے ڈھونڈتی ہے۔ وہ باپ پھاٹک پر بڑے اشتیاق سے اپنے کھوئے ہوئے بیٹے کا انتظار کر رہا ہے۔ جو چھلکوں اور سوروں کی چرنی میں دن کاٹ رہا ہے وہ چرواہا ویران پہاڑوں پر کھوئی ہوئی بھیڑ کی تلاش کرتا رہتا ہے جب تک وہ مل نہ جائے۔ یسوع کہتا ہے "جب تک مل نہ جائے" تمہارے کھو جانے سے خدا اس بات سے تسلی نہیں پاتا کہ وہ اور بہت سے اچھے مخلوق کے ساتھ رفاقت رکھتا ہے جنہوں نے کبھی گناہ نہیں کیا۔ وہ تمہاری جگہ اوروں سے پُر کر کے راضی نہیں ہوتا وہ ایسا آقا نہیں ہے جو ناکارہ مزدوروں کے بجائے نئے مزدور بھرتی کر لیتا ہے بلکہ جیسا ہمارا خداوند فرماتا ہے وہ باپ ہے۔ اُسے تمہاری ضرورت ہے۔ وہ تمہاری جدائی محسوس کرتا ہے وہ کھوئے ہوئے کی تلاش میں جاتا ہے جب تک وہ مل نہ جائے۔

"جب تک مل نہ جائے"۔ فقط خدا ہی کو معلوم ہے کہ اِس دُنیا میں اور آنے والے جہان میں اِس تلاش کی حد کیا ہوگی۔ کبھی کبھی کچھ ایسی اُمید پیدا ہوتی ہے کہ ایسی محبت آخرکار کبھی مغلوب نہیں ہوگی فقط ایک ہی بات یعنی گنہگار

کی اپنی مرضی ہے جو اُسے مغلوب کر سکتی ہے۔ اسی سبب سے خداوند دوسرے مقام پر دلسوزی سے اِسے یوں ادا کرتا ہے "اگر ایسا ہو کہ اُسے پلٹ

بلوار لیٹن کی سب سے اعلےٰ درجہ کی کہانیوں میں سے ایک میں کسی باپ کا ذکر ہے جس کا بیٹا شہر لنڈن کی گناہ آلودہ زندگی میں بھٹک کر خباثت میں اوقات بسر کر رہا تھا اور اُسے پروا نہ تھی کہ اِس سے اُس کے خاندان پر کیسی تباہی آرہی ہے۔ اُس قصّہ میں اُس دل شکستہ بوڑھے آدمی کا بیان ہے جو عالی نسَب اور معزز سپاہی تھا اور جو ہر رات کئی مہینوں تک بڑی جدوجہد سے شہر کے کُوچوں میں مارا مارا پھرتا اور قمار خانوں اور قحبہ خانوں میں ڈھونڈھتا رہا۔ اُسے پروا نہ تھی کہ ناواقف لوگ اس کے چال چلن پر حرف لائینگے۔ اُسے فقط اس بات کی پروا تھی کہ اُس کا بیٹا مل جائے۔

یہ یسوع کے بیان کے مطابق ہمارے باپ کی ایک دُھندلی سی تصویر ہے جو کھوئے ہوئے کی تلاش کرتا ہے۔ اُس بیٹے کے خواب و خیال میں بھی نہ تھا کہ اُس کے باپ پر کیا گذری۔ یہی ہے اُس کے خیال میں محض ایک سخت اور غضب آلودہ آدمی تھا جو اُسے اپنے نیک نام کو خاک میں ملانے والا سمجھتا تھا جب ہم خدا کے خلاف بغاوت کا جھنڈا کھڑا کرتے ہیں تو ہمارا خیال بھی اُس کے بارے میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ ہمارا اوّل گمان یہ ہوتا ہے کہ وہ غصّہ ور انتقام لینے والا اور ہمارے رنج اور پشیمانی پر بے پروائی سے نظر کرنے والا ہے اور آخری خیال یہ ہوتا ہے کہ باپ دُکھ اٹھاتا اور ہمارا آئندہ موقعہ اور ہمارے لئے امید رکھنے والا ہے۔

یہ آخری خیال ہی صحیح خیال ہے۔ یسوع کہتا ہے کہ ہماری بدی سے خدا کے دل میں اضطراب پیدا ہو جاتا ہے وہ بڑی جانفشانی سے تلاش کرنے میں کوئی

وقیقہ اُٹھا نہیں رکھتا وہ ہماری توبہ سے پیشتر ہی ہمارے دل کو اُبھارتا ہے ہمارے پچھتاوے اور توبہ اور اُمید کو وہی حرکت میں لاتا ہے۔

یہ ایک ایسی اعلیٰ درجہ کی بات ہے کہ اُس کو مان لینا دُشوار ہے مگر اُسکو مان لینا ہی پڑتا ہے۔ کیونکہ خود مسیح نے فرمایا کہ یہ بات یوں ہی ہے گڈریا تلاش کرتا ہے۔ عورت جھاڑو دیتی ہے اور باپ غم کھا رہا ہے۔ خود میرا دل اِس کی تصدیق کرتا ہے۔ اِس خیال سے کہ اگر میرا بچہ بھٹک جاتا تو مَیں کیا کرتا۔ کسی ماں نے ایک روز مجھ سے کہا کہ "اگر میرا بیٹا مجھے بہشت میں نہ ملے تو آسمان کے سارے فرشتے مجھے جہنم میں جا کر اُس کی تلاش کرنے سے نہیں روک سکینگے جب تک وہ مجھے نہ ملے"۔ یہ گستاخی نہیں بلکہ خدا کے دل کا تصور ہے۔ اگر خدا ایسا اچھا بھی نہ ہو جیسی وہ ماں ہے تو وہ کس کام کا خدا ہے؟ اِس بات کی مزید تصدیق اُن لوگوں سے ہوتی ہے جنہوں نے بار بار مجھ سے اپنے دل کی بیتابی اور تحریکوں اور دلی درد اور پچھتاوے اور اُن خواہشوں اور ارادوں کا ذکر کیا ہے جو ہزاروں دفعہ کئے گئے اور توڑے گئے کسی نے ایک دن مجھ سے کہا کہ "یہی میرا جہنم ہے"۔ نہیں۔ یہ جہنم نہیں بلکہ گڈریا ڈھونڈھ رہا ہے اور عورت جھاڑو دے رہی ہے اور جس باپ کے ساتھ بدسلوکی کی گئی ہے وہ بڑی محبت سے کھوئے ہوئے کی تلاش کر رہا ہے اگر ایسا ہو کہ اُسے پائے جب وہ آدمی مجھ سے بات کر رہا تھا مجھے یہ تمثیل یاد آئی جس میں مسیح نے ابوّیت کا انکشاف کیا اور مَیں نے محسوس کیا کہ ہم مقدس جگہ پر کھڑے ہیں سو روحوں کا عالم ہمارے چاروں طرف ہے اگر ہماری روحانی آنکھیں کھل جائیں اور ہمارے کان میں زمینی شور و غل نہ پڑے تو ہمیں مسیح کے نقش قدم نظر آئینگے اور ہمیں اِس قسم کی دلی جد و جہد میں خدا کی التجا کی آواز سنائی دیگی جو کھوئے ہوئے کو ڈھونڈھ رہا ہے جب تک وہ نہ ملے۔

اور جب وہ مل جائے تو خدا کے فرشتوں کے سامنے خوشی ہوتی ہے۔ جس روز مُسرف بیٹا لوٹ کر گھر میں آیا اُس روز کی باپ کی خوشی کی تصویر مسیح نے کھینچی ہے اعلیٰ درجہ پر یہ تصویر لارڈ لٹن کی اُس کہانی میں پائی جاتی ہے جس میں مہینوں کے رنج و الم اور دُعا اور لندن کے رذیل لوگوں کے محلوں میں تلاش کے بعد آخر کار بوڑھے باپ کو اُس کا بیٹا مل گیا اور اُس کو بے حد خوشی ہوئی۔ اِس انتھک محبت کو معلوم کر کے وہ لڑکا ایسا حیرت زدہ اور متاثر ہو گیا کہ اُس کی ساری زندگی بدل گئی اور اُس نے بہت سے زندگی کا نیا دور شروع کر دیا جس سے اُس بوڑھے باپ کی عزت از سر نو قائم ہو گئی۔

اُس بڑھے کی خوشی کا کون اندازہ کر سکتا ہے جس کے کان میں اُسکے بیٹے کے لئے واہ واہ کی صدائیں چاروں طرف سے آنے لگیں۔ اُس نے اُس کھوئے ہوئے کو ڈھونڈا اور وہ اُسے مل گیا۔

یہی خدا کی تصویر ہے جو ناچیز انسان کا دل قیاس دوڑا سکتا ہے۔ یہی باپ کی تصویر ہے۔ ہم اُس کا آدھا بھی یقین نہیں کر سکتے۔ یہ ہمارے گمان سے بعید ہے مگر اُس کے صحیح ہونے میں کچھ شبہ نہیں۔ یہ مسیح کا یقینی کلام ہے کوئی فرضی قصہ نہیں۔ بلکہ حقیقت ہے اور ہم میں سے ہر ایک کے ساتھ تعلق رکھتی ہے ہم یتیم نہیں۔ خدا ہمارا باپ ہے۔ یہ تصویر اُس بیچارے جد و جہد کرنے والے سے جو ایماندار ہونے کی تمنا رکھتا ہے کہتی ہے "اے چھوٹے گلے نہ ڈر کیونکہ تمہارے باپ کو پسند آیا کہ تمہیں بادشاہت دے"۔ وہ ہر ایک خستہ حال گنہگار کو جو دُور کے ملک میں ہے کہتی ہے "اُٹھ اور باپ کے پاس لوٹ آ"۔

پانچویں فصل

مسیح کی تعلیم

۲ - انسان کی اُخوت

بنی آدم کی معاشرتی نئی ساخت میں خدا کی ابوّیت مسیح کے خیالات میں اوّل درجہ رکھتی ہے۔ انسان کی اُخوت اُس کا ضروری نتیجہ ہے۔ اگر خدا باپ اپنے بیچارے انسانی بچوں کی ایسے پیار سے فکر کرتا ہے تو اگر وہ ایک دوسرے کی فکر کریں تو وہ ضرور خوش ہوگا۔ اور اگر اُن میں سے کوئی کسی کو رنج پہنچانا یا گناہ کا باعث ہوتا ہے تو وہ ضرور اُس سے ناراض ہوگا۔ پس اُخوت مسیح کے اعلیٰ تصورات میں ممتاز درجہ پر ہے۔ کسی کے ساتھ برادرانہ سلوک نہ کرنا بڑا بھاری گناہ ہے۔

مجھے پھر خیال آتا ہے کہ مقدس لوقا کا وقت مسیح کی یادداشتیں جمع کرنے میں کیسی عمدہ طرح سے کٹا ہوگا۔ ایک روز اُس نے کھوئی ہوئی بھیڑ اور مُسرف بیٹے کے دلچسپ قصے سنے ہونگے جو خدا کے نرم دل باپ ہونے کی تمثیلیں تھیں کسی دوسرے روز اُس کو دولتمند اور لعزر کا قصہ مل گیا جس کے ذریعہ مسیح نے انسان کے نابرادرانہ سلوک کے خلاف اتہام لگایا۔ یہ قصہ ایسے زور اور صفائی سے پیش کیا گیا ہے کہ وہ اسی مضمون کے متعلق دیگر تعلیم کا نمایاں مرکز بن گیا ہے۔

یہ دونوں عالم کی داستان ہے۔ یا یوں کہو کہ یہ ایک ناٹک ہے جس کے دو سین ہیں یعنی (۱) یہ جہان اور (۲) آنے والا جہان۔

پہلا سین۔ ایک عالی شان مکان ہے جس میں ہر طرف شان و شوکت کا سامان ہے بڑے بڑے کمروں میں مہمانوں کی چہل پہل ہے۔ ڈیوڑھی میں دست بستہ خادموں کا جمگھٹ ہے جو تیرے کے مرکز میں صاحب خانہ ہے "ایک دولتمند جو ارغوانی اور مہین کپڑے پہنتا اور ہر روز خوشی مناتا اور شان و شوکت سے رہتا تھا"۔ گھر کے پاس ہی لعزر نام ایک غریب آدمی ناسوروں سے بھرا ہوا اس کے دروازے پر پڑا تھا جس کی آرزو تھی کہ دولتمند کی میز کے جھوٹے سے اپنا پیٹ بھرے۔ بلکہ کتے بھی آکر اس کے ناسور چاٹتے تھے"۔

یہ سادہ سی اور ایسی صاف تصویر ہے کہ تمہاری توجہ بڑے زور سے اپنی طرف کھینچتی ہے۔ یہ مسیح کے زمانہ میں معاشرتی زندگی کا ایک نقشہ ہے اور افسوس ہے کہ ہمارے زمانہ کا بھی ہے۔ لاعزر بدصورت مفلس اور متکبر شان و شوکت میں ڈوبا ہوا دولتمند۔ پاس پاس کھڑے ہوئے آمنے سامنے ایک دوسرے سے آنکھیں ملا رہے ہیں۔

ذرا اس دولتمند کی طرف غور سے دیکھئے جو یسوع اس کی تصویر کھینچ رہا ہے اس میں آدمیوں کا ذکر بطور مرقع کاری کے ہے قابل لحاظ ہے کہ یہ ایک دولتمند کا نقشہ ہے نہ کہ کسی شریر النفس یا ظالم آدمی کا۔ فقط ایک عام معمولی امیر کا حال ہے۔

نہ وہ خود اور نہ کوئی اور اس میں کوئی قابل الزام بات پاتا ہے۔ کوئی نہیں کہتا کہ وہ بدچلن ہے یا اس نے اپنی دولت ناجائز وسائل سے پیدا کی ہے۔ یہ بھی بیان نہیں کیا گیا کہ وہ غریبوں کے ساتھ سختی سے پیش آتا تھا اگر لعزر تو اس کی نہ

پھر سے ٹکڑے نہ ملتے تو وہ اُس کے دروازے پر نہ ڈالا جاتا۔ وہ اپنے مالدار ہمسایوں سے دوستی سے پیش آتا تھا۔ غالباً وہ عبادت خانے میں جایا کرتا اور وہ زکوٰۃ بھی دیا کرتا ہوگا اور اپنے حلقہ میں نہایت صاحبِ وقار سمجھا جاتا تھا۔

اُس کا گناہ یہ تھا کہ اُس کے دل میں محبت نہ تھی اور وہ خدا کے قانونِ اُخوت کی پروا نہیں کرتا تھا۔ وہ اسی میں راضی تھا کہ اُس کی میز پر سے ٹکڑے اُس کے دروازے پر کتوں کے ساتھ لعزر کو بھی دیئے جائیں مگر اُس کو کبھی خیال تک نہ آیا کہ اِس سے قریبی تعلق بھی ہو سکتا ہے۔ اُس کے خواب و خیال میں بھی نہ تھا کہ لعزر بھائی ہے اور اِس حیثیت سے اُس کی ہمدردی اور دوستی کا حق دار ہے۔ مالدار اور غریب کے بیچ کا گڑھا اُن کے درمیان حائل تھا جو روزمرہ وسیع ہوتا جاتا تھا اور اُس نے کبھی نہ سوچا کہ شفقت آمیز لفظ یا دوستانہ دلچسپی کے خیال سے اُس کو مجبور کرے۔ یہی اُس کا گناہ تھا۔ اُس کا دل بے محبت تھا۔ ایک دن اُس کو اِس کا اور اُس گڑھے کا علم ہونے والا تھا مگر اُس وقت حد سے زیادہ دیر ہو چکی ہوگی۔

دوسرا سین۔ - اب پردہ اُٹھتا ہے اور دوسرا عالم نظر آتا ہے۔ "اور ایسا ہوا کہ وہ غریب مر گیا اور فرشتوں نے اُسے لے جا کر ابرہام کی گود میں رکھ دیا اور دولتمند بھی مُوا اور دفن ہوا۔"

یسوع اپنی تمام تصویریں اُس ابدی جہان کو خیال میں رکھ کر کھینچتا ہے۔ وہ اِس جہان کے چاروں طرف ہے جیسا کہ سمندر زمین کے گرد ہے۔ پس وہ پھر پردہ اُٹھاتا ہے مگر اب نظارہ کچھ اور ہی ہے اور اُس عالم کی زندگی کے ہولناک سنجیدہ حالات نظر آتے ہیں۔ وہ لوگوں کو یہ سکھانا چاہتا تھا کہ مرنے سے زندگی کا خاتمہ ختم نہیں ہو جاتا۔ زندگی اور کیرکٹر اور ذمہ واری قائم رہتی ہے

قوّتِ حافظہ اور کانشنس آدمی کے ساتھ اُس ہیبت ناک دوسرے عالم میں چلا جاتا ہے۔ اِس قصّہ میں تو اب تک دولت مند کی شخصیت پر سے یسوع اُسی کا حال بیان کر رہا ہے پردہ اُٹھتے ہی فوراً اُس کی صورت نظر آتی ہے۔ وہ دُور فاصلہ پر وسیع خلا کے سُنسان عالم میں ایک چھوٹی سی سُکڑی ہوئی رُوح بےحد تنہائی کی حالت میں ہے۔ اور عذاب میں مبتلا ہے اس لئے کہ اب اُس کا کانشنس جو مدّت تک سویا ہوا تھا جب وہ عیش میں زندگی بسر کرتا تھا جاگ اُٹھا ہے۔ موت کی کرخت آواز نے اُسے بیدار کر دیا ہے۔ اب وہ دیکھتا اور جانتا ہے۔ اب وہ خستہ حال رُوح برہنہ اور خوف زدہ ہے۔ اُس کو کوئی سہارا نہیں۔ کہیں جانے کی جگہ نہیں۔" اُس نے عالمِ ارواح کے درمیان عذاب میں مبتلا ہو کر اپنی آنکھیں اُٹھائیں۔ یسوع کیسی ہولناک تصویر کھینچتا ہے۔ یہ کوئی قرونِ وسطیٰ کا بے ڈھنگا آگ اور شعلوں کے مادی دوزخ کا خیال نہیں مگر اُس سے بے حد ہیبت ناک اور دل پر اثر کرنے والا ہے۔ لامحدود وسعت کی بھاری تنہائی میں اکیلی رُوح عذاب میں مبتلا ہے جہاں اُس کا کانشنس اس کی گذشتہ زندگی کی ڈراؤنی صورت اُس کے سامنے لا کھڑا کرتا ہے۔

کیا اُس تنہائی کے عالم میں اُس شخص کو نا برادرانہ سلوک کرنے والی دُنیا کا نقشہ پیش نظر آیا ہوگا؟ وہ اُس خوف ناک اُجاڑ جگہ میں اپنی آنکھیں اُٹھاتا ہے تاکہ کسی دوست کی شکل نظر آئے۔ دُور سے اُسے لعزر ابرہام کی گود میں دکھائی دیتا ہے اور وہ منّت کرتا ہے کہ لعزر کو اُس کے پاس ہمدردی اور تسلی کے لئے بھیجا جائے۔ یہ سلوک وہ دُنیا میں لعزر کے لئے روا نہیں رکھتا تھا۔ "لعزر کو بھیج"۔ اس وقت اُس کو یاد نہیں آتا کہ وہ وہی دولت مند نہیں جو لعزر پر حکم چلا سکتا ہے۔ اب اُس کو جواب ملتا ہے " بیٹا۔ یاد کر کہ تُو اپنی زندگی میں اچھی چیزیں لے

ٹپکا اور اُسی طرح لعزر بھی چیز ہیں"۔

ہاں اُسے اب اپنا اور لعزر کا حال یاد آتا ہے اپنا نا برادرانہ سلوک اور اُس بیمار نادار کی بے بسی۔ اور وہ اب دہشت کے ساتھ اُس "بڑے گڑھے" کو دیکھتا ہے جو اُس نے اور اُس کے ہمخیال لوگوں نے بیچ میں کھود رکھا ہے سائنس عالم میں جب بصارت صاف ہو جاتی ہے تو یہ منظر اور بھی دہشت ناک ہو جاتا ہے۔ اب ابدیت کی تیز روشنی میں وہ دیکھتا ہے کہ جو کوئی اپنے اور اپنے بھائی کے درمیان گڑھا کھودتا ہے وہ اپنے اور خدا کے درمیان گڑھا کھودتا ہے "ہمارے تمہارے درمیان ایک بڑا گڑھا رکھا ہے"۔ کیا اُسے یاد آتا ہے کہ ایک وہ وقت تھا جب وہ چند شفقت آمیز الفاظ سے اُس گڑھے پہ پُل باندھ سکتا تھا؟ اب وہ ناقابل عبور ہو گیا ہے۔

اب تھوڑی دیر کے لئے اِس بحث کو چھوڑ کر ایک اور بات پر غور کرینگے جو ہمارے نفسِ مضمون سے تعلق نہیں رکھتی مگر ذکر کے قابل ہے یعنی اِس تمثیل کا مدعا یہ نہیں کہ موت کے بعد کے عالم کے اسرار کا مکاشفہ کیا جائے۔ یسوع اُخوت کے معاشرتی فرض کی تعلیم دے رہا تھا۔ وہ پل بھر کے لئے پردہ اُٹھا کر اُس نادیدنی عالم میں دولت مندکی تصویر دکھاتا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نابرادرانہ زندگی کے ابدی نتائج کیا ہیں۔ کوئی شخص اِس تصویر کے ہر شوشہ سے ایسا مطلب نہ نکالے۔ اِس دُنیا کے غریبوں اور نابرادرانہ سلوک کرنے والے دولت مندوں کے درمیان آج ایک "بڑا گڑھا" ہے۔ اچھے اور بُرے لوگوں کے درمیان بڑا گڑھا ہے خواہ اِس جہان میں ہو یا کسی اور جہان میں۔ اُس دولتمند کے جو اُس جہان میں خود غرضی اور بے دینی کی حالت میں گیا ہے اور اُن پاک رُوحوں کے درمیان جو خداوند میں آرام کرتی ہیں بلا ریب ایک بڑا بھاری

کہ اُس دولت مند کا آخر کیا انجام ہوا مگر مجھے معلوم ہے کہ کوئی گڑھا مسیح کے لئے حد سے زیادہ گہرا نہیں۔ اُس کی صلیب گہرے سے گہرے گڑھے کی تھاہ لے لیتی ہے

اِس طور سے یسوع اپنے زمانہ کے "نابرادرانہ" سلوک کی ایک لازوال تصویر کھینچتا ہے جس میں وہ دولت مند کو اِس سلوک کا ظاہر کرنے والا قرار دیتا ہے اور اُسے سزا دے کر عذاب کی جگہ میں بھیجتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر اور لوگ اُس کے انجام میں شریک ہونا نہیں چاہتے تو بہتر ہے کہ وہ خدا کے قانونِ اُخوت کو یاد رکھیں۔

کسی دوسرے روز وہ نیک سامری کے قصہ میں اِس مضمون کی طرف اشارہ کرتا ہے جس میں یہ سکھانے کے لئے کہ پڑوسی کس کو کہنا چاہئے وہ ایک حقیر سامری کو داخل کرتا ہے سو وہ بار بار اِسی خیال کو پیش کرتا ہے۔ "اگر تیرا بھائی تیرا گناہ کرے تو سات دفعہ کے ستر گنے تک اُسے معاف کرنا چاہئے" خواہ وہ ناشکر گزار ہو تم بھی اُس سے مہربانی کا اور بے اُمید سلوک کرنا چاہئے" کیونکہ باپ "ناشکر گزاروں اور بدوں پر مہربان ہے اور راستبازوں اور ناراستوں دونوں پر مینہ برساتا ہے"۔ اور "میرا حکم یہ ہے کہ تم ایک دوسرے سے محبت رکھو"۔ "تمہارا اُستاد ایک ہی ہے۔ اور تم سب بھائی ہو"۔ زیادہ حوالے دینے کی ضرورت نہیں۔ اُخوت کا قانون ہر کہیں پایا جاتا ہے۔

مگر دولت مند کی حالت سب سے زبردست تغیرِ عدالت کا وہ ہولناک نقشہ ہے جس میں بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ برادرانہ اور نابرادرانہ سلوک کو انسان کے انجام کا فیصلہ کن معیار قرار دیا گیا ہے انصاف کرنے والا ابنِ آدم ہے جو بنی آدم کا بھائی ہے جو نیکی یا بدی کا سلوک اُس کے سب سے چھوٹے بھائیوں میں سے کسی کے ساتھ کیا گیا وہ اُس کے ساتھ کیا گیا۔

وہ نامعلوم طور پر انسان کی زندگی میں چلتا پھرتا رہا ہے اور دکھی اور مصیبت زدہ لوگوں کی شکلوں میں ہو کر جو برادرانہ سلوک کے لئے ترس رہے ہیں تجھے دیکھتا پھاتا پھرتا ہے اور کسی کو معلوم نہ تھا کہ وہ دیکھ رہا ہے پُر شفقت لوگوں نے اپنے چھوٹے چھوٹے مہربانی کے کاموں میں کوئی ایسی بات نہ دیکھی جو لحاظ کے قابل ہو تاہم برادرانہ سلوک کرنے والے حیرت زدہ ہیں کہ کیا کوئی شخص اُن کی روش کو غور سے دیکھتا رہا ہے۔ "میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا کھلایا۔ میں پیاسا تھا تم نے مجھے پانی پلایا۔ بیمار اور قید میں تھا تم میرے پاس آئے آؤ میرے باپ کے مبارک لوگو چونکہ تم نے میرے ان سب سے چھوٹے بھائیوں میں سے کسی ایک کے ساتھ یہ کیا تم نے میرے ساتھ کیا۔"

اس میں اخوت کے قانون پر بڑا بھاری زور ہے ہمیں اُس کے یاد رکھنے کی ضرورت ہے لعزر جو دروازے پر پڑا رہتا تھا اُن دکھی اور حاجتمندوں کی تصویر ہے جو ہمارے دروازے پر آج کے دن بھی پڑے ہیں وہ دولتمند انہیں عبرت دلانے آتا ہے۔

آج ہمارے شہروں میں غریب لوگ تنگ و تاریک اور گنجان محلوں میں رہتے ہیں اُن کے مکان خراب و خستہ ہیں شہر کے ذمہ دار لوگ اُن کے لئے کچھ نہیں کرتے بچوں کے لئے کھلی ہوا میں کھیلنے کی کوئی جگہ نہیں کارخانوں کی محنت کش عورتوں کے لئے عموماً کوئی پنشن کا انتظام نہیں دکانوں میں جوان لڑکیاں کیلی اور قلیل مشاہرہ پر کام کرتی ہیں جہاں اُن کے لئے ہر طرح کا خطرہ ہے سرمایہ دار اور مزدوروں میں جھگڑا لگا رہتا ہے یسوع ان سب حالات کو دیکھ رہا ہے ہم نے اُن لوگوں کی پروا نہیں کی۔

کہتے ہیں کہ مسیح خداوند نے ایک دفعہ کہا کہ میں جا کر دیکھوں گا کہ آدمی

جو میرے بھائی ہیں تجھ پر کہو کہ ایمان رکھتے ہیں سو ایک گرجے کے شاندار محرابوں میں سے آرگن کے اندر سے اُس کی حمد کے گیتوں کا دریا اُمڈتا آرہا تھا اور شاندار عمارتوں کے کمروں میں سب سے اوپر اُس کی تصویر آویزاں تھی باوجود اس کے جہاں کہیں جاتا اُس کو رنج کے مارے سر جھکانا پڑتا تھا۔ اُس کو بنیادوں کے بھاری پتھروں کے نیچے سے سخت دردناک کراہنے کی آوازیں سنائی دیتی تھیں تب مسیح نے ایک ہنرپیشہ آدمی کو جو بدصورت پست قد اور نحیف سا تھا اور ایک لاوارث یتیم لڑکی کو جس کی ماں مر گئی تھی لے کر اس جماعت کے بیچ میں کھڑا کیا اور جب لوگ اس ڈر سے کہ کہیں اُس آدمی اور لڑکی کے ساتھ چھونے سے ناپاک نہ ہو جائیں دُور دُور ہٹ رہے تھے اُس نے ان سے کہا "دیکھو یہ میری تصویریں ہیں جو تم نے بنائی ہیں"۔

کیا یہ تعجب کی بات ہے کہ وہ انسان کے نابرادرانہ سلوک کے خلاف غضبناک تھا اور کہ اُس نے دولت مند کو عذاب کی جگہ میں بھیجا؟ "تم سب بھائی ہو"۔ یہ کچھ مالدار اور نادار کے تعلقات پر ہی محدود نہیں ہمارے اپنے اپنے حلقے میں بھی ہمدردی اور دوستی اور شفقت اس قانونِ اخوت میں شامل ہیں خدا کی مرضی ہے کہ دُنیا میں خوشی ہو اور وہ اس مبارک فرض کو ہمارے سر پر رکھتا ہے کہ ہم اوروں کی خوشی کا باعث ہوں۔

اس کا ماحصل یہ ہے کہ اس زمانہ کی معاشرتی تعمیر کے لئے دُنیا میں مسیح کی بڑی ضرورت ہے نیکی کرنے کے فرض کے متعلق تمدن کے قواعد اور رفاہِ عام کے اصول اور اخلاقی عقاید کی تعلیم تو دی جاتی ہے مگر مسیح کو کوئی نہیں پوچھتا لوگ سمجھتے ہیں کہ یہی اُن کی ناکامیابی کا باعث ہے۔ ہمارے سیاسی اور صنعتی اور معاشرتی پیشوا اپنی بے بسی کو محسوس کرتے ہیں وہ جانتے

ہیں کہ اپنی تجاویز کو عملی جامہ پہنانے کے لئے کسی بھاری روحانی تحریک طاقت کی ضرورت ہے یہ کہنا کافی نہیں کہ نیکی کے کام کرو۔ ہمیں زور آور مقصد اور قوت درکار ہے یسوع خدا کی ابوّت اور ہماری اور ہمارے بھائیوں کی دردمندانہ خبرگیری کے ذریعہ سے یہ مقصد مہیا کرتا ہے۔ اسی کی خاطر ابدی بیٹا کلوری پر مصلوب ہونے کے لئے آیا اور وہ قوت مہیا کرتا ہے۔ اُس کے رُوح القدس کی طاقت سے دُعا اور سکرامنٹ کے ذریعہ سیرت پاکیزہ ہو جاتی ہے اور ہم ایسے کام کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں جو ہمارے لئے تکلیف کا باعث ہیں۔ "مسیح کی محبت ہم کو مجبور کر دیتی ہے"۔ اور ہم کو اُس کی طرف سے یہ پیغام ملا ہے کہ "جو کوئی خدا سے محبت رکھتا ہے وہ اپنے بھائی سے بھی محبت رکھے"۔

چھٹی فصل

رستے کی تعلیم

ذمہ واری

رستے کی یادداشتوں میں زندگی کی ذمہ واری کے متعلق یسوع کی ایک اعلیٰ تمثیل اُس کی تعلیم میں ممتاز درجہ رکھتی ہے غالباً وہ تمثیل بارہا مختلف درجہ کے حاضرین کی سمجھ کے مطابق متفرق طور سے سُنائی گئی ہوگی۔ مقدس لوقا کا بیان اُس موقع سے تعلق رکھتا ہے جب رستے کے خاتمہ پر یسوع یروشلیم کے نزدیک تھا۔ اور وہ گمان کرتے تھے کہ خدا کی بادشاہت ابھی ظاہر ہوا چاہتی ہے۔ مقدس متی اُس کا بیان اَور طرح سے کرتا ہے سو وہ اس تمثیل کا موقع ایک ہفتہ کے بعد رکھتا ہے جسے ہم اُسے توڑوں کی تمثیل کہتے ہیں۔ اس بیان کی تعلیم زیادہ مکمل ہے۔

مرکزی خیال اِس تعلیم کا یہ ہے کہ انسان کی زندگی کا ایک خاص مقصد ہے کہ جو امانت خدا نے اُس کے سپرد کی ہے وہ اُس میں ایماندار رہے۔ اُس زمانہ کے لوگ سمجھتے تھے کہ جو دولت اور فوائد اُنہیں حاصل تھے وہ اُن کی اپنی ملکیت تھے اور وہ جس طرح چاہیں اُنہیں اپنے لئے خرچ کریں۔ اِس زمانہ کے لوگوں کا بھی ایسا ہی خیال ہے۔ ہم لوگوں کو مختلف ذرائع سے روکنے کی کوشش کرتے ہیں یسوع اِس معاملہ کی تہ تک پہنچ گیا۔ اصلی علاج یہ ہے کہ دل بدل جائے اور نقطۂ خیال ہی تبدیل ہو جائے۔ چاہیئے کہ لوگ زندگی کو اُس نظر سے

دیکھیں جیسی وہ فی الحقیقت خدا اور ابدیت کے لحاظ سے ہے۔ ابدی چیز کو دیکھتا ہے
کہ یہی خدا کی نگاہ میں زندگی ہے۔ خدا ہمارا باپ ہے اور ہم سب بھائی ہیں۔ خدا اور
ایک دوسرے کے متعلق ہماری کیفیت یہی ہے جو اُس آدمی کی تھی جس نے پردیس
جاتے وقت اپنے نوکروں کو بُلا کر اپنا مال اُن کے سپرد کیا۔ ایک کو پانچ توڑے دیئے
دوسرے کو دو اور تیسرے کو ایک تاکہ اُن سے لین دین کریں۔

عملی طور پر اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا ہم میں سے ہر ایک کو دُنیا میں اس
لئے بھیجتا ہے کہ کسی خاص کام کو انجام دیں اور اس بیچاری دیرینہ سال دُنیا کو درست
کرنے میں اُس کے مددگار ہوں۔ وہ ہر ایک کو اس کام کی انجام دہی کے لئے کم و
بیش لیاقت عطا کرتا ہے۔ ایک روز وہ ہم میں سے ہر ایک سے کہیگا کہ میرے
فرزند مجھے اپنا کام دکھا جس کام کے کرنے کے لئے میں نے تجھے مقرر کیا اور
لیاقت بخشی تو نے اُس کو کیونکر پورا کیا ہے؟ تمہارے جینے سے دُنیا اور
تمہاری اپنی زندگی کس قدر بہتر ہو گئی ہے؟

ہمارا خداوند اس کو یوں ادا کرتا ہے۔ ایک مالدار آدمی کے گھر میں بہت
سے نوکر ہیں۔ اصلی زبان میں لفظ "غلام" یا "حلقہ بگوش" ہے جس کے ٹھیک
معنی ہیں کہ چونکہ خدا نے ہم کو خلق کیا ہے، ہماری حفاظت کی ہے، ہمیں نجات بخشی اور
ہر طرح کی نعمتوں اور لیاقتوں سے مالامال کیا وہی سراسر ہمارے جسم و جان کا مختار
ہے۔ اس لئے اس تمثیل کے مطابق کوئی شخص جسے اپنی عزت کا پاس ہو یہ کہنے
کا حق نہیں رکھتا کہ میرے بنانے والے کو روا ہے کہ اگر چاہے تو خدا کی خدمت پسند
کرے اور مجھے اختیار ہے کہ اگر چاہوں تو اُس کی خدمت نہ کروں۔ نہیں۔ ہم
اپنے نہیں ہیں۔ اور خواہ ہم چاہیں یا نہ چاہیں ہم خدا کا مال ہیں۔
وہ مالدار آدمی پردیس جانے لگا ہے اور جاتے وقت اپنے نوکروں کو بُلا کر

ہر ایک کام اُن کے سپرد کرتا ہے۔ ذرا اس قسم کی تصویر پر غور کرو۔ تھانہ کے پھاٹک کھلے ہیں۔ صدر تیار ہے۔ کھول کر دیکھتے ہیں ایک لمبی میز پر سرخ کپڑا بچھا ہے جس پر بڑے سے سونے چاندی کے سکوں کا ڈھیر لگا ہے کہیں ایک توڑا کہیں دو توڑے اور کہیں پانچ توڑے رکھے ہیں۔ صاحب خانہ کھڑا ایک ایک نوکر کے چہرے کی طرف دیکھتا اور اُن کی لیاقتوں کے اندازہ کے مطابق لین دین کے لئے توڑے اُن کے سپرد کر دیتا ہے۔ وہ اُن کو اچھی طرح سے جانتا ہے۔ انہوں نے بچپن سے اُس کے گھر میں پرورش پائی ہے اور بڑے ہوئے ہیں۔ غلاموں کی بابت ہمارے خیالات کچھ فرق رکھتے ہیں۔ ہم ان کو لین دین کے کام پر نہیں لگاتے۔ غلام عموماً کھیتوں میں محنت مشقت کا کام کرتے ہیں سوائے اُن کے جو گھر میں ہیں۔ مگر یہودی قوم ہمیشہ سے لین دین کرنے والا کاروباری آدمی ہے۔ اس لئے وہ لوگ ذمہ داری کی تمثیل کا مطلب بخوبی سمجھتے ہوں گے۔

اب وہ نوکر سرخ کپڑا بچھی ہوئی میز کے پاس کھڑے ہیں اور اُن کو توڑے تقسیم ہو رہے تھے۔ یہ توڑے کس کے ہیں؟ اُسی مالک کے۔ یہ اُس کا روپیہ ہے جو اُس کے لئے منافع کمانے کے کام میں لاتا ہے۔

پھر آج دنیا میں خدا کی لمبی میز کے پاس نوکروں کو دیکھو۔ لیاقتیں کس کی ہیں جو اُن کو ودیعت کی گئی ہیں؟ دولت۔ رسوخ۔ رتبہ۔ عقل۔ کاروبار کی قابلیت حسن۔ خوش اخلاقی۔ صحت۔ یہ سب نعمتیں اور اوصاف جو اُن کے سپرد کئے گئے ہیں کس کے ہیں؟ خدا کے۔ اُن کے دینے کا کیا مقصد ہے؟ یہ کہ اُن سے لین دین کر کے اُس کے لئے نفع کمایا جائے۔ وہ کس قسم کا نفع طلب کرتا ہے؟ اُس نے اِس بیچاری دنیا کے لئے بڑا بھاری کام کرنا ہے تاکہ وہ ہر طرح سے زیادہ خوش اور پاک اور تندرست ہو جائے اور یہ کام وہ اپنے نوکروں کے ذریعے

کر سکتا ہے۔ اگر وہ نہ کریں تو ہماری دنیا برکت کے لئے شہری ترقی اور کوئی طریقہ نہیں ہے۔ جو دس لیاقتیں اسی غرض سے دی گئی ہیں۔

انگریزی زبان میں جس لفظ کے معنے توڑے ہیں اُسی کے معنے خدا داد لیاقتیں ہیں اور یہ لفظ مسیح کی اُس توڑوں کی تمثیل سے لیا گیا ہے جب ہم کہتے ہیں کہ فلاں شخص کو خداداد اوصاف ملے ہیں تو اس کے یہ معنے ہیں کہ خدا نے وہ صفات اُس شخص کو بطور امانت کے سپرد کی ہیں تاکہ وہ اُن کو کام میں لاکر اپنے بھائیوں کو فائدہ پہنچائے۔ کسی آدمی یا عورت یا کلیسیا یا قوم کو کوئی نعمت فقط اپنے لئے نہیں بخشی گئی بلکہ اس لئے کہ اس کے ذریعہ زندگی کو بہتر اور زیادہ اعلیٰ بنانے کے لئے اوروں کی مدد ہو۔

اگر یہ بات صحیح ہو کہ سب اوصاف خدا کے بخشے ہوئے ہیں تو اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟

دولت اور خاندان اور عقل کی کیسی خودنمائی سے کیا حاصل ہوتا ہے؟ اگر تم کہو کہ میں امیر گھرانے میں پیدا ہوا ہوں اور خاندانی آدمی ہوں یا دماغی قابلیت کے ساتھ دنیا میں آیا ہوں تو ان اوصاف کے لئے خدا کا شکر کرو۔ یہ بڑی قیمتی صفات ہیں مگر اُس کے ساتھ ہماری جواب دہی بھی ہے۔ اِس سے جائز نہیں ٹھہرتا کہ ایسے اوصاف رکھنے والا کسی دوسرے شخص کو جسے خدا نے ادنیٰ درجے کی نعمتیں بخشی ہیں حقیر سمجھے۔ اُس دوسرے آدمی سے بڑھ کر تمہارا حق نہ تھا کہ تم ایسے امیر اور ہوشیار خاندان میں پیدا ہوتے خدا باپ کی تمہارے لئے یہی تجویز تھی کہ تم زیادہ مفید ہو سکو حقوق کے ساتھ ذمہ داری کا ہونا لازمی ہے۔

کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی اِن نعمتوں کو اپنے ہی فائدے یا اپنی ترقی کے لئے استعمال کرے اور خدا کو اور اپنے بھائیوں کو بھول جائے؟

یا کیونکر ہو سکتا ہے کہ کوئی آدمی بستر مرگ پر اس خیال سے اپنے دل کو تسلی دے کہ میں نے کبھی کسی کو بہت نقصان نہیں پہنچایا؟ خدا دان دین کو کسی آدمی کی روحانی حالت تشخیص کرتے ہیں سب سے بھاری مشکلات ہیں سے جو اکثر رونما ہوتی ہیں ایک یہ ہے کہ جب وہ کسی کے حالات کی تہ تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں تو وہ آدمی بڑے وثوق سے کہتا ہے کہ میرے خیال میں خدا میرے خلاف کوئی سخت الزام نہیں لگا سکتا۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں میں نے کبھی دیدہ دانستہ کسی کو نقصان نہیں پہنچایا"۔ ذرا اس آدمی کے الفاظ پر غور کرو گویا خدا نے اُسے یہاں محض اسی غرض سے بھیجا ہے اور لیاقتیں بخشی ہیں کہ وہ کسی کو نقصان نہ پہنچائے۔ اگر ہم اس تمثیل میں مسیح کی تعلیم کو ذہن نشین کرتے تو ہماری زندگی میں کیسا فرق آ جاتا۔ جب ہم اقرار عام کے ان الفاظ کو پڑھتے ہیں تو چاہئے کہ انہیں دل میں محسوس کریں کہ "جو کچھ ہمیں کرنا واجب تھا وہ ہم نے نہیں کیا"۔

یہ پہلی بات ہے کہ اُستاد نے ہمیں لیاقتیں اس لئے بخشی ہیں کہ ہم اُنہیں نیکی کے کاموں میں خرچ کریں۔

اب ایک اور بات پر غور کرو کوئی شخص اپنے دل میں کہے گا کہ لیاقتیں بے انصافی سے تقسیم کی گئی ہیں۔ اگر خدا کو ہمیں ذمہ دار بنانا تھا تو کیوں ہمارے ساتھ شروع ہی سے انصاف نہیں کیا گیا؟ معاشرتی طور پر ہم میں اختلاف ہے۔ ہم سب ایک طرح مالدار یا مضبوط یا ہوشیار یا خوش اخلاق نہیں ہیں۔ دو لڑکے ایک ہی جماعت میں اور دو لڑکیاں ایک ہی خاندان میں اور دو آدمی گرجے کی ایک ہی قطار میں ایک دوسرے سے جسمانی اور ذہنی اور اخلاقی اور روحانی قابلیت میں بہت فرق رکھتے ہیں۔

ہاں۔ اخلاقی اور روحانی لیاقت میں بھی فرق ہے یہی سب سے مشکل راز ہے۔ بعض لوگوں کے لئے مہربان اور فیاض ہونا اپنے مزاج کو قابو میں رکھنا لوگوں کو خوش کرنا

فی الحقیقت اوروں سے آسان ہے کہ ایک آدمی کے لئے خدا پر ایمان لانا اور اُس
پر بھروسا رکھنا واقعی آسان ہے حالانکہ ایک اور کے لئے جو شکی پیدا ہوا ہو یہ بات
زیادہ مشکل ہے۔ یہ ایک گہرا راز ہے میں اُسے نہیں سمجھتا اور نہ اُسے سمجھانے
کی کوشش کرونگا۔ اس سے ہم فلسفی اسرار اور دیگر دقیق پیچیدہ جھگڑوں میں پھنس
جائیں گے۔

مگر یسوع اس مشکل کو نظر انداز نہیں کرتا وہ اس کی ہستی کو تسلیم کر کے اُس
کا مقابلہ کرتا ہے وہ مان لیتا ہے کہ خدا ایک شخص کو ایک توڑا دیتا ہے اور دوسرے
کو دو اور تیسرے کو پانچ توڑے۔ وہ اس معمے کو حل کرنے کے لئے نہیں ٹھہرتا
مگر وہ یہ کہتا ہے کہ ہمیں اس کے سبب سے تشویش میں پڑنا نہیں چاہئے کیونکہ
اس تمثیل میں فضل یا خوشخبری یہ ہے کہ یہ محض اتفاقی بات نہیں بلکہ خدا جانتا اور
فکر کرتا اور قابلیتوں میں امتیاز کرتا ہے اور وعدہ کے بعد ادنیٰ لیاقتوں والا آدمی بھی
دوسرے آدمی کی طرح آفرین کا مستحق ہوگا بشرطیکہ وہ دیانتدار ہے خدا کہتا ہے
"اے اچھے اور دیانت دار نوکر شاباش!" اچھے اور دیانتدار نہ کہ اچھے
اور ہوشیار نہ کہ اچھے اور کامیاب نوکر۔ ہم سب ہوشیار اور کامیاب نہیں ہو سکتے
مگر خدا کا شکر ہو کہ ہم سب اپنے اپنے ادنےٰ کام میں دیانتدار ہو سکتے ہیں
اور یہی خدا طلب کرتا ہے۔

پس بے دل مت ہو اور نہ خدا کی شکایت کرو مت کہو کہ یہ بے انصافی
ہے مت کہو کہ یہ سب اتفاق کا نتیجہ ہے۔ یہ خدا کی تدبیر ہے کہ ایک کو دوسرے
سے زیادہ لیاقتیں دی جائیں مگر اس کے یہ معنی بھی ہیں کہ زیادہ ذمہ واری دی
جائے کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لیاقتوں کا اختلاف خدا کے طریق عمل کے
لئے ضروری ہے کچھ عرصہ ہوا کہ میں ایک گرجے میں ارغنون باجے کی مرمت

کرنے والوں کو دیکھ رہا تھا باجے کی موٹی آواز والے بڑے نے سے لیکر نہایت تیز باریک آواز والے چھوٹے نے تک سب نشہ لگا ہوا پر رکھے ہوئے تھے۔ بجانے والا چھوٹے سے چھوٹے کو بھی ویسی ہی توجہ سے عمل کر رہا تھا جیسے بڑے کو۔ وہ چھوٹے نے سے بڑے کا کام لینا نہیں چاہتا تھا ہر ایک نے کی اپنی اپنی سُر تھی اور ان سب کو ملا کر بجانے سے ٹھیک راگ نکلتا تھا۔ شاید استاد عظیم کا منشا ہے کہ باجے کو بھی ویسے ہی بجاتا ہے وہ مختلف سُروں کو ملا کر ہی سب سے عمدہ راگ پیدا کرتا ہے۔

اب تمثیل کے ایک اور خیال پر تھوڑی دیر کے لئے غور کرو۔ وہ آدمی توڑوں کو بڑھانے کے لئے چلے گئے ہوئے نے اُن کو استعمال کیا اور اس طور سے اُن کو بڑھایا۔ ایک نے استعمال نہ کیا اور اس کو کھو بیٹھا۔ اس سے قدرت کے نفع نقصان کا قاعدہ نکلتا ہے کہ اس کی بخشی ہوئی لیاقتوں کو ہمیشہ استعمال کرنا چاہئے۔ اس کو یوں ادا کر سکتے ہیں کہ جو استعمال کرتا ہے وہ بڑھاتا ہے اور جو استعمال نہیں کرتا وہ کھو بیٹھتا ہے۔ خدا کی بخشی ہوئی سب لیاقتوں کے لئے خواہ وہ جسمانی ہوں یا دماغی یا روحانی یہی قانون ہے۔

(۱) جو استعمال کرتا ہے وہ بڑھاتا ہے۔ نظام فطرت میں یہی قاعدہ ہے لوہار کے بازو کو دیکھو۔ وہ تمہارے بازو سے کیوں زیادہ مضبوط ہے؟ اس سبب سے کہ جو استعمال کرتا ہے وہ بڑھتا ہے۔ اندھے کی چھونے کی طاقت تیز ہوتی ہے وہ تاش کی پشت کے چھونے سے امتیاز کر سکتا ہے کہ وہ سیاہ ہے یا سفید۔ دکاندار کو دیکھو وہ کیسی جلدی سودا بیچتا ہے۔ جو استعمال کرتا ہے وہ بڑھاتا ہے۔ روحانی زندگی میں بھی یہی حال ہے جو مسیحی اپنی توجہ اور روحانی لیاقت اور خدا کی ہستی کے احساس اور دعا کی ضرورت کو کام میں لاتا ہے وہ

دیکھتا ہے کہ یہ سب باتیں مشق سے ترقی کرتی ہیں اور آخر کار اُس کی رُوح طاقتور اور پاکیزہ بن جاتی ہے اور اُس کو خدا کی قربت اور معرفت حاصل ہو جاتی ہے اُسکی بائبل اُس کے لئے خوشی اور اطمینان کا باعث بن جاتی ہے اور جو کچھ وہ کرتا ہے یا جو کچھ اُس پر وارد ہوتا ہے یا اُس کے خلاف کیا جاتا ہے یہ سب باتیں کسی نہ کسی طور سے اُس کی رُوحانی زندگی کو عمیق کر دیتی ہیں اور اُس کو زیادہ خدا کے نزدیک لے جاتی ہیں۔

(۲) جو استعمال نہیں کرتا وہ کھو بیٹھتا ہے۔ اُن نوکروں میں سے ایک اپنے توڑے کو کام میں نہ لایا اس نے اُسے غبن نہ کیا اور نہ اُس کو بُرے طور پر استعمال کیا۔ وہ اُسے فقط کام میں نہ لایا۔ وہ اپنی زندگی کو چند روزہ سمجھتا تھا۔ اُس کے پاس ایک ہی توڑا تھا اور وہ اُس کے متعلق کسی بکھیڑے میں پڑنا نہیں چاہتا تھا۔ اس لئے اُس نے تکلیف سے بچنے کی خاطر وہ توڑا زمین میں چھپا دیا اور خیال کیا کہ وہ اُسے بیکار پڑا رہنے دے سکتا ہے مگر وہ بیکار نہیں رہ سکتا تھا۔

زندگی میں یہ بھی خدا کا قانون ہے فقیر کے ہاتھ کو دیکھو جو استعمال نہ کرنے کے باعث سوکھ کر ہڈی رہ گیا ہے۔ اسی طرح آواز کو استعمال نہ کرنے سے بولنے کی طاقت زائل ہو جاتی ہے۔ چھچھوندر اندھیرے مکان کے اندر بلوں میں رہتی ہے۔ اس سے اُس کی بینائی جاتی رہتی ہے ویسے ہی بعض تاریک غاروں میں مچھلیاں اور مینڈک رہتے ہیں جن کی آنکھیں دیکھنے میں تو اچھی ہیں مگر چاقو کی نوک کے لگنے سے بُرادے کے مشکل گر جاتی ہیں۔ یہ نیچر کا قانون ہے اگر تم اپنے حواس کو کام میں نہ لاؤ تو وہ زائل ہو جائینگے جو استعمال نہیں کرتا وہ کھو بیٹھے گا۔

یہی قانون روحانی زندگی پر بھی صادق آتا ہے۔ ایک آدمی کئی سال تک دُعا اور بائبل کے مطالعہ اور گرجا میں جانے اور پاک رفاقت میں شریک ہونے اور خدا کے بارے میں دھیان کرنے سے غفلت کرتا ہے نتیجہ اُس کا یہ ہوتا ہے کہ وہ رفتہ رفتہ بے دین ہوتا جاتا ہے وہ نہ ایمان رکھ سکتا اور نہ دُعا مانگ سکتا ہے یہی وہ قانونِ عظیم ہے کہ جو استعمال نہ کرے گا وہ ہاتھ سے دے بیٹھے گا۔

کارلائیل قرآن میں سے بعض لوگوں کا قصہ بیان کرتا ہے جو بحرِ مردار کے کنارے پر رہتے تھے موسیٰ اُن کے پاس گیا مگر اُنہوں نے اُس کی پروا نہ کی اور اُس کی تعلیم پر عمل کرنے سے انکار کر دیا۔ پس موسیٰ وہاں سے چلا گیا۔ قرآن میں لکھا ہے کہ جب کچھ عرصہ کے بعد وہ لوگ دکھائی دیئے تو وہ بندروں کی صورت میں تبدیل ہو گئے تھے۔ اپنی رُوحوں کا استعمال نہ کرنے سے وہ اپنی رُوحوں سے ہاتھ دھو بیٹھے اور اب وہ ایک نہایت ویران اور دُھندلے قطعہ زمین کی طرف دیکھتے رہتے ہیں۔ اُنہیں فقط سات روز میں ایک روز اپنی رُوح کی ہستی یاد آتی ہے۔ کارلائیل طنزاً پوچھتا ہے کہ "پڑھنے والے تُو نے کبھی اِس نمونہ کے آدمی دیکھے ہیں جنہیں سات روز میں سے ایک روز یاد آتا ہے کہ اُن کی رُوح ہے؟"

اب اُن نوکروں کے آقا کے واپس آنے کے منظر پر غور کر۔ پہلے نوکروں کے جواب کے ڈھنگ کو دیکھو "خداوند تُو نے دو (یا پانچ) توڑے مجھے سپرد کئے تھے" ہاں جو نیک کام خدا کے لئے کیا جاتا ہے اُس کی تہ میں اُس میں یہ خوشی اور شکرگزاری کا اقبال ہے کہ جو کچھ شروع میں اُن کے پاس تھا وہ خدا ہی کا دیا ہوا تھا۔ "ہم کو نہیں! اے خداوند! ہم کو نہیں۔ بلکہ تُو اپنے ہی نام کو جلال بخش!" دیانتدار کارندے خدا کو بڑا

واجب سمجھتے ہیں۔ اور بددیانت نوکر اُسے سخت گیر آقا سمجھتے ہیں۔ "اے خداوند۔ میں تجھے جانتا تھا کہ تو سخت آدمی ہے" الخ۔

پھر اِس تمثیل میں اُس جلیل القدر صاحبِ خانہ کو دیکھو کہ وہ کیسا حوصلہ بڑھانے والا ہے۔ وہ تعریف کرنی پسند کرتا تھا اور عیب جوئی سے اُسے نفرت تھی۔ وہ اپنے اِن بیچارے نوکروں سے اچھے کام کی توقع رکھتا تھا۔ اور وہ بہت خوش ہوا کہ انہوں نے اُسے سراسر مایوس نہیں کیا۔ یہ سچ ہے کہ اُن میں عقل کی کمی اور عیب ہیں اور کہ وہ کام کو بہتر طور سے انجام دے سکتے۔ جس آدمی کو دو توڑے ملے تھے وہ دوسرے آدمی کے جس کو دس توڑے ملے تھے پیچھے پیچھے چلنے کو غالباً باعثِ عار سمجھتا ہوگا مگر اُس آقا کی کریمانہ اور دلی تعریف اور پُرمحبت اور ہمت افزا شاباش کو سنو۔ وہ تعریف کرنے سے خوش ہوتا ہے اور وہ الزام دینا ناپسند کرتا ہے۔ غور کرو کہ اُس بیچارے نوکر کا دل کیسا بڑھتا ہے جس کا آقا اچانک اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہتا ہے "شاباش شاباش"۔ جس آقا کے ساتھ ہمارا واسطہ ہے وہ ایسا ہی ہے۔ ناامیدی کے وقت اُسے مت بھولو۔ خدا تمہاری عیب جوئی نہیں کرتا۔ وہ تم میں کسی اچھی صفت کی توقع رکھتا ہے اور جب اُسے کوئی اچھی بات مل جاتی ہے تو وہ خوش ہوتا ہے۔

ایک اور بات غور طلب ہے کہ جب کوئی آدمی اپنی طاقتوں اور لیاقتوں میں ترقی کرتا ہے تو خدا کی طرف سے اُسے کیا انعام ملتا ہے؟ کیا یہ کہ وہ کام چھوڑ کر اوپر کے آسمان کے کسی عالیشان گرجے میں اُٹھا لیا جاتا ہے؟ اِس تمثیل کے مطابق کام کا اجر یہ ہے کہ اُس آدمی کو زیادہ ذمہ داری اور اعلیٰ کام دیا جاتا ہے۔ ٹھیک جیسا دُنیا میں ہوتا ہے کہ جب کوئی آدمی اعلیٰ ملازمت میں

اچھا کام کرتا ہے تو اس کو اعلیٰ خدمت پر مامور کیا جاتا ہے تاکہ وہ اور بھی بڑا کام کرے۔ یہ اس طور پر شروع ابدیت کے سامنے سے پردہ اٹھا دیتا ہے تاکہ ہم کو وہ خلعت دے کہ ہم اپنے علم سے بڑھ کر وسیع کائنات میں رہتے ہیں جب اس زندگی کا پیالہ لبریز ہو جاتا ہے تو اس کے قول کے مطابق حیات کا سلسلہ جاری رہتا ہے جس کو تم موت یا اس زندگی کے دور کا خاتمہ کہتے ہو وہ فقط ایک نئے اور روح افزا دور کا شروع ہوتا ہے جس کی آئندہ امید دل کے خیال سے تمہارے خون میں جوش پیدا ہو جانا چاہئے۔ مابعد کا عالم محض آرام کی جگہ اور خاتمہ نہیں ہے بلکہ دائمی اور مسرت بخش ترقی کا مقام ہے۔ اچھا نوکر اپنی منزل مقصود پر نہیں پہنچ گیا بلکہ اسکو ایک نیا اور اعلیٰ منزل مقصود دکھائی دیتا ہے وہ خوشی سے آگے بڑھتا چلا جاتا ہے "اے اچھے اور دیانتدار نوکر شاباش۔ تو تھوڑے میں دیانتدار رہا میں تجھے بہت چیزوں کا مختار بناؤں گا۔ تو دس شہروں (یا پانچ شہروں) پر اختیار رکھ" یہ خدا کی طرف سے اجر ہے یہ آسمان میں ابد تک سستی میں بیٹھے رہنا نہیں ہے۔ اس بیچارے کاروباری آدمی کی طرح نہیں جو کام سے فارغ ہو کر گھر کے ایک کونے میں بیٹھا اونگھا کرتا ہے اور آخر ایسی زندگی سے بیزار ہو جاتا ہے بلکہ یہ دائمی جوانی اور توانائی کی ابدی اور انتھک خدمت ہے یہ اوروں کی خدمت کی خاطر ایثار نفسی ہے۔ یہ اوروں کے ساتھ ہمدردی کرنے کے لئے نکل جانا ہے۔ یہ خدا کی کائنات کی مدد کرنا اور برکت کا باعث ہونا ہے۔ یہ شاید مسیح کے ساتھ باہر کے اندھیرے میں کھوئے ہوئے کو ڈھونڈنے کے لئے نکل جانا ہے جب تک کہ وہ مل جائے یعنی وہ خداوند کی خوشی اس کے لئے ہے جو اپنی لیاقتوں کو کام میں لاتا ہے یعنی ابد تک خود فراموشی کی خدمت کی خوشی ✦

ساتویں فصل

روزِ عدالت

مسیح کی یادداشتوں کی تعلیم میں اُس ابدی دُنیا کا خیال ہمیشہ موجود رہتا ہے جو عالمِ زمان کو ویسے ہی گھیرے ہوئے ہے جیسا سمندر زمین کے گرد ہے۔ دولتمند کی تمثیل اور نادان دولت مند اور کنواریوں اور توڑوں کی تمثیل کا حاصل مطلب وہی اُس طرف کا عالم ہے یسوع گاہ بگاہ پردہ اُٹھا اُٹھا کر دُور کے اُفق کی جھلک دکھاتا ہے اور ہمیں ہمیشہ ایک وسیع کائنات میں دیکھنے سے جہاں دونوں عالم ایک ہو جاتے ہیں انسانی زندگی کا صحیح نقشہ پیش کرتا ہے۔ یہ نقشہ اُس کی روزِ عدالت کی تصویر میں سب سے نمایاں ہے۔ لازم ہے کہ انسان اپنی زندگی کو فی الحقیقت بلحاظِ ابدیت کے جو اُس کے چاروں طرف ہے دیکھے اور اپنا چلن ہمیشہ خدا کے آخری فیصلہ کو سامنے رکھ کر درستی پر لائے۔

مسیح کی تعلیم میں کسی بات نے سُننے والوں کے کانشنس پر اس سے زیادہ جلدی اثر نہ کیا۔ اس لئے کہ کوئی سمجھدار آدمی خواہ وہ مسیحی ہو یا غیر مسیحی کسی قسم کی آخری عدالت کے کم از کم امکان کی نسبت شُبہ نہیں کرتا۔ کسی بُت پرست یا بے دین سے جو بائبل کی اور باتوں کے بارے میں شک رکھتا ہے مطالبہ کرو کہ وہ خوشی سے یہ اعتراض کرے کہ روزِ عدالت میں کبھی اِس زندگی کے اعمال کا بدلہ نہیں ملیگا۔ وہ کبھی اِس کا انکار نہیں کر سکے گا۔ اِس وجہ سے کہ اِس یقین کی سند بائبل سے زیادہ گہری اور بُنیادی ہے۔ یہ یقین ہماری اخلاقی ہستی کے رگ و ریشہ

دن پایا جاتا ہے جس کا نشنس کو خدا نے ہمارے اندر رکھ دیا ہے وہ مطالبہ کرتا ہے کہ روزِ عدالت کا ہونا ضروری ہے۔ انسانی عقل اور اخلاقی احساس متقاضی ہے کہ ہیرودیس اور یوحنا اصطباغی۔ ایزبل اور بیت عنیاہ کی مریم۔ فادر ڈیمی آن جس نے اپنی زندگی کوڑھیوں کے لئے نثار کر دی اور نپولین جس نے تخت حاصل کرنے کے لئے خون کی ندیاں بہا دیں ان سب کا انجام ایک ہی نہیں ہونا چاہیئے۔

کانشنس اصرار کرتا ہے کہ ایسا ہی ہونا چاہیئے اور یسوع اس یقین پر تصدیق کی مہر لگا کر کہتا ہے کہ ایسا ہی ہوگا جنہوں نے نیکی کی ہے زندگی کی قیامت کے واسطے اور جنہوں نے بدی کی ہے سزا کی قیامت کے واسطے اٹھینگے۔ اس کے امر واقعی ہونے کا کسی کو حقیقی شبہ نہیں ہے ہر لفظ کی تشریح پر زور دینے کی ضرورت نہیں۔ مثلاً کیا ضرورت ہے کہ اُس بڑے سفید تخت کے بارے میں ہم صاف بیان کو لفظی طور پر مانیں جس کے آگے سب انسان کھڑے ہونگے؟ ضروری یہ ہے کہ خواہ وہ ایک دن میں یا ایک مدید زمانہ میں ہو خواہ پل بھر میں یا آہستہ آہستہ۔ ہمارے اعمال کے مطابق ہو۔ کانشنس کہتا ہے کہ وہ دن آنے والا ہے اور مسیح کہتا ہے کہ روزِ عدالت آنے والا ہے جب انسانی روحیں جدا جدا کی جائینگی۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ عدالت کس اصول پر ہوگی؟ پھر کانشنس کا اور اُس کا جس نے ہمیں کانشنس بخشا یہ جواب ہے کہ "عدالت اعمال کے مطابق ہوگی"۔ اُس روز یہ سوال ہوگا کہ بنی آدم کیا بن گئے ہیں اچھی یا بُری مچھلیاں۔ بھیڑیں یا بکریاں۔ گیہوں یا کڑوے دانے؟ بلا شبہ یہ مسیح کی تعلیم ہے۔ ابدیت میں خدا ہر ایک آدمی کا انصاف اُس کی پوری پختہ سیرت کے مطابق کرے گا۔

ظاہری صورت یا زبانی اقرار یا عقاید یا کسی خاص نشان یا امتیازی الفاظ کے مطابق نہیں بلکہ اُس کی ہستی کی سچی آخری حقیقت یا مسیح کی طبیعت کی مشابہت یا غیر مشابہت کے مطابق۔

اِس لئے وہ عدالت اِس سوال سے بہت بڑھ کر وزنی بات ہوگی کہ "کیا تم خداوند یسوع مسیح پر ایمان رکھتے ہو؟" اُس پر ایمان لانا انسان کے لئے سب سے ضروری بات ہے اِسلئے کہ کائنات میں یہی سب سے بڑی طاقت ہے جو دل کو تبدیل کر سکتی اور زندگی کو سرفراز کر سکتی ہے یہی سرفراز شدہ زندگی قابلِ لحاظ ہے اور گو دُنیا میں یہ سوال سب سے ضروری ہے کہ کیا تم یسوع مسیح پر ایمان رکھتے ہو مگر مجھے شُبہ ہے کہ آیا وہ روزِ عدالت میں بھی پُوچھا جائے گا۔

قطعی فیصلہ کرنے کا ذریعہ یہ ہوگا کہ اُس ایمان نے تمہارے اندر کیا نتیجہ پیدا کیا ہے؟ اور تم کو کیا بنا دیا ہے؟ تم اُس سے کیا بن گئے ہو؟ یہ ایک عجیب بات ہے کہ ہمارا خداوند جو اِس ایمان اور توکل کے بارے میں بہت کچھ کہتا ہے روزِ عدالت کا نقشہ کھینچتے ہوئے کبھی اُس کا ذکر نہیں۔ وہاں یہ پُوچھا جائے گا کہ تم کیسے ہو، پُر محبت یا بغیر محبت کے گیہوں ہو یا کڑوے دانے۔ بھیڑ ہو یا بکری؟

کوئی سمجھنے میں غلطی نہ کرے کوئی بیچارہ شاگرد ہراساں نہ ہو یہ خیال کر کے کہ آج کے دن خدا اُس کا انصاف کیونکر کر رہا ہوگا۔ درست۔ جب تک تم عدالت کے لئے تیار نہیں وہ نہیں ہوگی۔ خدا ہر ایک زندگی کے رُخ کو دیکھتا ہے وہ آج فیصلہ نہیں کرتا کہ ہم کیا بن چکے ہیں بلکہ یہ کہ ہم کیا بنتے جا رہے ہیں اور وہ جو انصاف کرتا ہے ہمارے ابدی فائدہ کے بارے میں ہم سے

زیادہ فکر رکھتا ہے۔

اِس سے یہ سنجیدہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ عدالت محض کوئی آئندہ زمانے کی بات نہیں وہ آج بھی ہو رہی ہے ہم روزبروز کچھ بنتے جا رہے ہیں ہر روز ہمارے اعمال سے عادت اور عادت سے سیرت پیدا ہو رہی ہے اور سیرت ہماری ابدی عاقبت کو قائم کر رہی ہے روزبروز ہم بعض باتوں کی بابت پختہ خیال اور احساس اختیار کرتے چلے جاتے ہیں بعض باتوں کو ہم پسند کرتے ہیں اور اوروں کو ناپسند کرتے ہیں اپنی زندگی میں خدا اور نیکی کو یا تو اعلیٰ درجہ پر رکھتے ہیں یا نہیں رکھتے ہم یا تو دہنے ہاتھ یا بائیں ہاتھ کی طرف جانے والے بنتے جاتے ہیں۔

بائبل یہ خیال پیش کرتی ہے کہ خدا ہم کو دہنے یا بائیں ہاتھ پر کھڑا کرنے کے لئے کسی جگہ سے نہیں آتا بلکہ ہم خود اپنا اپنا رستہ اختیار کر لیتے ہیں۔ کسی نے اس بات کو اس مثال سے واضح کیا ہے کہ بھیڑیں اور سؤر ایک کھیت میں اکٹھے چر رہے ہیں۔ شام کے وقت بھیڑیں خود بخود بھیڑ خانے کو اور سؤر خود بخود خوک خانہ کو چلے جاتے ہیں جو لوگ دُنیا میں مسیح کی طرف جانے کا رستہ ٹٹولتے رہے ہیں وہ ایک طرف جائینگے کیونکہ وہ اپنی مرضی سے ایک خاص قسم کے آدمی بن گئے ہیں۔ اور جو لوگ خود غرض اور گناہ کی زندگی بسر کرتے رہے ہیں وہ دوسری طرف جائینگے کیونکہ وہ اپنی خوشی سے دوسری قسم کے لوگ بن گئے ہیں ہاں ہم روزبروز دہنے یا بائیں ہاتھ کی طرف جا رہے ہیں جہاں ہم روزِ عدالت میں کھڑے ہونگے۔

مگر یسوع اِس روزِ عدالت کے اصول سے بڑھ کر ہمیں کچھ اور بتا رہا ہے وہ کوئی ایسی بات کہہ رہا ہے جس سے عدالت کی ہیبت اور دہشت جاتی رہتی

ہے خود ابنِ آدم ہمارا منصف ہوگا جو ہم کو بخوبی جانتا اور ہم سے محبت رکھتا ہے
اُس نے ہمارے لئے صلیب پر جان دی اور اُس کی دلی آرزو ہے کہ ہم میں سے
کوئی ہلاک نہ ہو۔ وہ پولیس کا کوئی بڑا افسر نہیں جو بے پروائی سے تفتیش کر رہا ہے
بلکہ خدا ہو کر انسان اور ہمارا بڑا بھائی ہے جو انسان کے ساتھ اپنے رابطہ سے
اُس کے اندر سے اچھی صفات نکال لاتا اور اُس کے بارے میں اعلیٰ اُمید
رکھتا اور اُس کی بدی کے درمیان چھوٹی سے چھوٹی نیکی کو دیکھ لیتا ہے اور جو اُس
کے غلط عمل کی پس پشت اُس کی نیک نیت کو دیکھتا ہے اور انسانی دل کی
تہ میں اُس کے رنج اور قلق پر نظر کرتا ہے جب کہ اور لوگ فقط اُسکی ناکامیابی
اور گناہ کو دیکھتے ہیں۔ عدالت کی تصویر میں غور سے دیکھو کہ وہ اُن چھوٹے چھوٹے
کاموں کو تلاش کر کے نکال لیتا ہے جو نیک آدمیوں کو بھول گئے تھے "اے
خداوند۔ ہم نے کب تجھے بھوکا دیکھا؟" الخ۔

روزِ عدالت کے متعلق اُس کی ساری تعلیم کو اسی خیال کی روشنی میں پڑھنا چاہئے
ہر ایک بات اُس کی سیرت کے ہم رنگ ہونی چاہئے جب وہ کہتا ہے کہ "آؤ۔
مبارک لوگو" تو اُس کی خوشی کو۔ اور جب وہ کہتا ہے کہ "چلے جاؤ" تو اُس کے
بے بیان رنج کو دیکھو۔ جب تم اُس کے لعنت کے فتوے اور ابدی سزا کا بیان
پڑھو تو اپنی آنکھیں مسیح کے چہرے کی طرف لگائے رکھو اور اپنے گھبرائے
ہوئے دل سے خاموشی سے کہو کہ کوئی بات اُس کی سیرت کے خلاف نہیں ہو
سکتی اُس کے بیچارے خادموں نے اِس کو محسوس کیا ہے اور ایسی تعلیم سے
جو سخت ناگوار معلوم ہوتی ہے پریشان ہو رہے ہیں۔ عالموں نے اِس کو محسوس
کیا ہے اور عہدِ جدید کا مطلب از سرِ نو سمجھنا شروع کر دیا ہے نتیجہ جس کا یہ ہوا
ہے کہ نئے ترجمہ میں لفظ ابدی کا مفہوم ہر کہیں تبدیل ہو گیا ہے اور لفظ لعنت کا

مقتولین خدا کے کلام سے ہمیشہ کے لئے معدوم ہو گیا ہے۔

خدا کے لئے جس آدمی کے بچا لینے کا امکان ہے وہ کبھی ہلاک نہ ہوگا۔ اگر باپ نے کسی آدمی سے گویا بغلگیر ہو کر اپنی بے بیان محبت سے اُس سے آنکھیں ملائی ہیں تو جب تک وہ آدمی اُس کی محبت کو رد نہیں کر دیتا وہ ہلاک نہ ہوگا۔ جن اسرار کا ہم پر انکشاف نہیں کیا گیا اُن کو سمجھنے یا کسی مدید زمانہ تک کی سزا یا تنبیہ کے ہولناک انجام کو ہلکا کرنے کی جرأت کرنا ہمارا کام نہیں مگر ہم زور سے کہہ سکتے ہیں کہ وہ الٰہی صفات رکھنے والا ابھائی منصف ہوگا۔ اور بائبل کہتی ہے کہ ہمیں اُس وقت کا منتظر رہنا چاہئے جب جہنم نہ ہوگا اور جب بدی اور بدی کا باقی ابد تک خدا کی کل کائنات میں سے معدوم ہو جائے گا۔

اِس طور پر مسیح نے بنی آدم کی ہستی کے احساس پر روزِ عدالت کا یہ سنجیدہ خیال ایسا منقش کر دیا جو کبھی مٹنے والا نہیں۔ اُس نے انسان کو مجبور کیا کہ اپنے تصور میں اُس روحانی عالمِ حقائق کو دیکھے جس میں نقدی کی کچھ قدر نہیں اور محبت ہی سب کچھ ہے جہاں دُنیا کی سب بیرونی چیزیں موسم خزاں کے خشک پتوں کی طرح جھڑ گئی ہیں اور انسان کی شخصیت ہی خدا کی راستبازی کی براق روشنی کے مقابل برہنہ اور تنہا کھڑی ہے وہاں انسان ہوگا اور اُس کا کانشنس جن چھوٹے چھوٹے خفیف فیصلوں سے دُنیا میں میری خاطر جمع ہو جاتی تھی اُس نئے عالم کی فضا میں وہ مرجھا جائینگے اور میری حیرت زدہ روح پر ہر طرف سے حق کا نور جلوہ گر ہوگا۔ وہاں میں نہ خود اپنی خوشامد سے دل خوش کرونگا اور نہ اپنے کو دھوکا دونگا۔ میں اُس روز اپنے آپ کو ایسا پہچانونگا جیسا پیشتر کبھی نہ پہچانا تھا۔ اُس روز اگر میرا عزیز خداوند میرا منصف نہ ہوگا تو میں سخت خوفزدہ ہو جاؤں گا۔ اُس ہولناک عدالتِ عظیم میں یہی بات مجھے سنبھالے گی کہ "ہمیں یقین ہے کہ تو ہمارا انصاف کرنے کو آئے گا" +

آٹھویں فصل

یروشلیم کو جانے کی دوسری کوشش

یہاں تک تو رسُتہ کی یادداشتوں میں سے بعض باتوں کی نمایاں تعلیم کا بیان ہو چُکا۔

اب سنہ ۲۹ء کے دسمبر کا مہینا ہے جب سے یسوع خیموں کی عید سے نکال دیا گیا تھا دو مہینے گذر چکے ہیں۔ اِس عرصہ تک اِدھر اُدھر پھرنے کے بعد وہ پھر خطرے کی جگہ یعنی لعزر اور مرتھا اور مریم کے گھر میں لوٹ آیا ہے یروشلیم میں پھر عید کی تقریب ہے یعنی عیدِ تجدید منائی جا رہی ہے۔ وہ اُس قومی رہائی کی یادگار تھی جو اُن کے بہادر پیشوا یہوداہ مکابی نے دو سو سال ہوئے دلائی تھی۔ فاتح رومی سلطنت نے اُنہیں پامال کر رکھا ہے۔ وطن کے جان نثاروں نے بارہا بغاوت کا جھنڈا کھڑا کیا مگر کچھ حاصل نہ ہُوا۔ اب ایک عجیب پُراسرار مسیح ملک میں گشت کر رہا ہے اس لئے ضرور ہے کہ لوگ یسوع کے بارے میں سوچ بچار کر رہے ہوں۔

مقدس یوحنا کہتا ہے کہ یروشلیم میں عیدِ تجدید ہوئی اور جاڑے کا موسم تھا اور یسوع ہیکل کے اندر سلیمانی برآمدے میں ٹہل رہا تھا۔ اُس بیت عنیاہ کے خاندان کے مسیح کے بارے میں اندیشہ کے باوجود اُس نے اُس مسیح شاید کیلئے آنے کی جُرأت کی تھی۔ اُس نے ضرور سمجھا ہو گا کہ پھر ایک مرتبہ یروشلیم کو جائے شاید وہ ہجوم جو عید پر جمع ہُوا تھا عید کے خاتمہ سے پیشتر اُسکی بات سُن لے

وہ شاید جاڑے کی بارش سے بچنے کے لئے سلیمان کے حجروں میں ٹہل رہا تھا جہاں طیش سے بھرے ہوئے وطن پرستوں نے اُسے دیکھ لیا ہوگا۔ کیا اُن کے لئے یہ آسمانی شگون تھا؟ کیا اُن کا چھڑانے والا دفعتاً چھٹکارے کی عید پر ظاہر ہوگیا تھا؟

وہ لوگ قومی جوش کے سبب مُلکی فتح سے بڑھ کر کچھ اور نہیں دیکھ سکتے تھے وہ جانتے ہیں کہ اُس کا کوئی اعلیٰ مقصد ہے مگر اس وقت وہ کسی اعلیٰ شے میں دلچسپی نہیں رکھتے۔

"کیا تُو ایک دوسرا یہوواہ مکابی ہو کر آیا ہے؟"
"تُو کب تک ہمارے دل کو ڈانواں ڈول رکھیگا؟"
"اگر تُو مسیح ہے تو ہم سے صاف کہہ دے"

ہاں۔ وہ مسیح ہے مگر اُنہیں جو انقلاب کے لئے پیشوا کی تلاش میں ہیں اُس کے بتانے سے کیا فائدہ؟ اُس کی تو اعلیٰ خواہش یہ ہے کہ خدا اور اُس کی راستبازی کے لئے ایک عظیم الشان قوم تیار کرے۔ قومی عروج کی خواہش ہلکے درجہ کی تھی مگر خدا کا ارادہ اسرائیل کے حق میں اِس سے بڑھ کر تھا۔ ایک بے دین چھوٹے مُلک کو ایسا سیاسی اختیار حاصل کرنے سے کیا حاصل جس کا وہ بُرا استعمال کریگا جیسا کہ رومہ والوں نے کیا تھا؟ اسرائیل کو کیا فائدہ ہوگا کہ اگر ساری دُنیا پر اُس کا تسلط ہو جائے اور وہ اپنی جان کا نقصان اُٹھائے؟

"کیا تُو مسیح ہے۔ ہم سے صاف کہہ دے"۔

وہ صبر سے جواب دیتا ہے کہ "میں نے تو تم سے کہہ دیا مگر تم یقین نہیں کرتے۔ اگر تم میری بھیڑیں ہوتے اور تمہارے دلوں میں اعلیٰ درجہ کی تمناؤں کا احساس ہوتا تو تم مجھے پہچانتے۔ بلکہ جو کام میں اپنے باپ کے نام سے کرتا ہوں

وہی میرے گواہ ہیں تو ہمیں یہ نہیں بتایا گیا کہ اُس نے اُن سے اور کیا کہا سوائے اِسکے کہ اُس نے اُن کو اپنی تقریر کے اخیر پر اپنی الوہیت کے بڑے بھاری دعوےٰ سے حیرت زدہ کر دیا "میں اور باپ ایک ہیں"۔

فوراً سکتہ کی سی خاموشی چھا گئی۔ قوم پرستی کا جوش ابھی اِس کے اثر سے بچ نہ سکا بعد ازاں مشرقی جوش بھڑک اٹھا اور چلاتا ہوا ہجوم پتھر اُٹھانے پر تل پڑا۔ اور پل بھر کے اندر یسوع اکیلا بغیر کسی حامی کے موت کے مقابل کھڑا رہ گیا۔ یہ سنسنی خیز منظر تھا جب مشرقی ممالک میں فسادی انبوہ کے جذبات مشتعل ہو جاتے ہیں تو سمجھ لو کہ موت آ پہنچی۔ وہ لوگ کلوری کا سانحہ پھر قبل از وقت ظہور میں لانے پر تلے تھے مگر اُس کا وقت ابھی نہ آیا تھا۔ وہ بڑے استقلال سے اُس غضب ناک انبوہ کا جس نے پتھر اُٹھائے ہوئے ہیں سامنا کرتا ہے۔

"میں نے تم کو بہتیرے اچھے کام دکھائے ہیں۔ اُن میں سے کس کام کے سبب مجھے سنگسار کرتے ہو؟"

"ہم کفر کے سبب تجھے سنگسار کرتے ہیں۔ اِس لئے کہ تو آدمی ہو کر اپنے آپ کو خدا بتاتا ہے"۔

بعض لوگ اِس زمانہ میں شک کا اظہار کرتے ہیں کہ آیا یسوع نے کبھی صاف صاف اپنی الوہیت کا دعوےٰ کیا۔ اُس ہجوم کو جو بڑے بڑے پتھر اُٹھائے ہوئے تھا اُس کے دعوےٰ کی نسبت کچھ شک معلوم نہیں ہوتا۔ اور وہ اِسی خیال سے خوفزدہ ہو گئے کہ یسوع میں کوئی ایسی بات تھی جس سے اُن کے وحشی دلوں پر ہیبت چھا گئی۔ اُنہوں نے پتھر پھینک دیئے اور حواس باختہ ہو کر اُس کی طرف گھورنے لگے۔ یسوع اُن کے بیچ میں سے ہو کر چلا گیا اور آخری مرتبہ شہر سے نکل گیا جب وہ پھر وہاں آئے گا تو جو سلوک وہ چاہیں اپنے ساتھ کرنے دیگا۔

جاتے ہوئے اُس کا دل یروشلیم کے لئے رنج سے بھرا ہے جب وہ بیت عنیاہ کی طرف اپنے گھر کو پہاڑی سڑک پر سے جا رہا ہے وہ اُس خوبصورت شہر کی طرف مُڑ کر دیکھتا ہے جس نے اُسے پھر نکال دیا تھا۔ "اے یروشلیم اے یروشلیم۔ تُو جو نبیوں کو قتل کرتی ہے اور جو تیرے پاس بھیجے گئے اُن کو سنگسار کرتی ہے کتنی ہی بار میں نے چاہا کہ جس طرح مُرغی اپنے بچوں کو پروں تلے جمع کر لیتی ہے اُسی طرح میں بھی تیرے بچوں کو جمع کر لوں۔ مگر تم نے نہ چاہا۔ دیکھو تمہارا گھر تمہارے لئے ویران چھوڑا جاتا ہے مجھ کو اُس وقت ہرگز نہ دیکھو گے جب تک نہ کہو گے کہ مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام پر آتا ہے" یہ نبوت کھجور کے اتوار پر پوری ہوئی۔

بیت عنیاہ میں متردد دلوں کو سہارا ہؤا۔ اُن لوگوں کو اُمید نہ تھی کہ وہ یروشلیم سے جیتا بچ کر آئے گا وہ اُن کے ساتھ مدت تک نہ رہا اور جلد اُن سے جُدا ہو کر پھر بیابان میں چلا گیا تاکہ انجام کی تیاری کرے۔ اور جب وہ مرتھا اور مریم سے جُدا ہؤا تو اُن کے خواب و خیال میں بھی نہ تھا کہ اُن کے خوش و خرم گھرانے پر غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑنے والا ہے اور کہ پیشتر اس کے کہ وہ اُس سے پھر ملیں اُن کو یسوع کی سخت ضرورت پڑیگی۔

لکھا ہے کہ وہ یردن کے پار دوسرے بیت عنیاہ میں جہاں یوحنا پہلے بپتسمہ دیا کرتا تھا چلا گیا اور پھر بڑی خلقت اُس کے پاس جمع ہو گئی اور کہنے لگی کہ یوحنا نے کوئی معجزہ نہیں دکھایا مگر جو کچھ اُس نے اِس کے حق میں کہا تھا وہ سچ تھا" اور وہاں بہتیرے اُس پر ایمان لائے۔ وہ پھر اُس جگہ آ گیا جہاں اُس نے اپنی خدمت شروع کی تھی اور جہاں مقدس کبوتر اُس پر اُترا تھا اور پھر بڑی بڑی باتیں واقع ہوئیں اور کہی گئیں جن کے محلِ وقوع کے بارے میں ہم فقط قیاس دوڑا سکتے ہیں۔

ایک روز کسی دِاتی عبادت خانے میں اُسے پھر اُس متعصبانہ سبت پرستی کے ساتھ سابقہ پڑا جس نے خدا کے مبارک تیوہار کو ذلیل کر دیا تھا۔ اُس جماعت میں ایک غریب عورت تھی جو اٹھارہ برس سے کُبڑی تھی اور اُس کے جوڑ سخت ہو گئے تھے۔ وہ کسی طرح سیدھی نہ ہو سکتی تھی جب اُس نے حسرت بھری نگاہوں سے یسوع کی طرف دیکھا تو اُس نے اُسے بُلا کر اپنے ہاتھ اُس پر رکھے۔ اُسی دم وہ سیدھی ہو گئی اور خدا کی بڑائی کرنے لگی۔ اِس پر کوتاہ اندیش دِاتی ربّی نے خفا ہو کر اعتراض کیا اور یسوع نے سخت غصہ سے بھر کر کہا "اے ریاکارو۔ اور ظاہر پرستو۔ کیا تمہارا باطن کبھی صاف نہ ہو گا؟ تم سبت کے دن اپنے بیل یا گدھے کو تھان سے کھول کر پانی پلانے لے جاتے ہو پس کیا واجب نہ تھا کہ یہ جو ابرہام کی بیٹی ہے جس کو شیطان نے اٹھارہ برس سے باندھ رکھا تھا سبت کے دن اِس بند سے چھڑائی جاتی؟" اور باوجود مدت کے تعصبات کے اُس جماعت کے دل میں اُس کے ساتھ ہمدردی کا جوش پیدا ہو گیا اور ساری جماعت اُن جلیل کاموں سے جو اُس سے ہوئے تھے خوش ہوئی۔

کسی اور روز اُنہوں نے اُس کے ساتھ بیاہ کے سوال پر بحث شروع کر دی۔ اور اُس نے ایک ایسا اصول قائم کیا جو ہمیشہ سے قانونِ نکاح میں ڈھیلے پن اور طلاق کے خلاف روک ڈالنے والا ہے۔ آج کے دن اُس اصول پر عمل کرنے کی ایسی ضرورت ہے کہ پیشتر کبھی نہ تھی۔ "اِس سبب سے مرد اپنے باپ سے اور ماں سے جُدا ہو کر اپنی بیوی کے ساتھ رہے گا اور وہ دونوں ایک جسم ہونگے۔ اِس لئے جسے خدا نے جوڑا ہے اُسے آدمی جُدا نہ کرے۔"

ایک روز کوئی عالم شرع بدنیتی سے اُس کی آزمائش کرنے کے لئے اُس کے پاس آیا۔ "اے اُستاد میں کیا کروں کہ ہمیشہ کی زندگی کا وارث بنوں؟"

یسوع نے مذہب کا خلاصہ ایک فقرے میں ادا کردیا۔ "تُو خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دل سے محبت کر اور اپنے پڑوسی سے اپنے برابر"۔ مگر اُس نے اپنے تئیں راستباز ٹھہرانے کی غرض سے پُوچھا کہ "میرا پڑوسی کون ہے؟" اُسکے جواب میں انسان کی اُخوت کے متعلق نیک سامری کی تمثیل ہمیں حاصل ہوگئی۔

پھر ایک روز کا ذکر ہے کہ وہ ایک فریسی کے ہاں کھانا کھا رہا تھا جو اپنے طبقے کے آدمیوں کی طرح تنگ خیال تھے۔ کھانے پر بات چیت رسموں اور رسوم اور کھانے سے پہلے غسل کی ضرورت کے متعلق شروع ہو گئی یسوع اپنے اصول کے مطابق معاملہ کی تہ تک پہنچ گیا۔ اُس نے کہا کہ یہ باتیں اچھی ہیں بشرطیکہ اُن کا مخرج مذہب ہو مگر تم میں بعض ایسے ہیں جو اُن کو نہایت احتیاط سے مانتے ہیں اور شریعت اور راستبازی اور خدا کی محبت کی زیادہ وزنی باتوں کو طرح دیتے ہیں۔ لازم تھا کہ یہ بھی کرتے اور وہ بھی نہ چھوڑتے۔

مقدس لوقاؔ کی نوٹ بک میں اِس قسم کے واقعات بکثرت پائے جاتے ہیں یہاں اُن کے درج کرنے کی گنجایش نہیں مگر ایک واقعہ کا ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہیں اِسی موقع پر اُس معاملہ کا بیان ہے جسے کسی نے "انکارِ عظیم" کہا ہے۔ یعنی اُس مالدار جوان کا حال جو غمگین ہو کر چلا گیا تھا۔

معلوم ہوتا ہے کہ وہ جوان بے ریا نیک دل اور حق کا متلاشی تھا۔ یسوع دیسوں کی جا تلاش میں رہتا تھا۔ وہ ایک دیندار فریسی یہودی جماعت میں سرگرم اور عبادتخانے کا سردار تھا۔ اور شاؤل ترسُسی کی طرح شریعت پر عمل کرنے کی

کوشش کرتا تھا۔ باوجود اِس کے اُس کی زندگی میں ایک کمی کا احساس اُسے ہر وقت ستاتا تھا اور کبھی کبھی اُس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہوگا کہ مَیں بہتر بن سکتا ہوں جیسا ہمیں بھی اپنی جوانی کے ایّام میں خیال آیا کرتا ہے محض رسوم کی پابندی سے اُس کو تسلّی نہ ہوتی تھی۔ ایک روز وہ دوڑتا ہوا یسوع کے پاس آیا اور بڑی تعظیم سے اُسکے آگے گھٹنے ٹیک کر اُس سے پوچھا۔ "اے نیک اُستاد۔ مَیں کیا کروں تاکہ ہمیشہ کی زندگی کا وارث بنوں؟"

ہمیں خواہ مخواہ اِس شخص کو پسند کرنا پڑتا ہے۔ وہ ابھی جوان ہے اور یہی بہادرانہ اُمنگوں کی عمر ہوتی ہے۔ وہ کھرا اور صاف باطن ہے اور اُس کے تصوّرات اعلیٰ ہیں یسوع کے دل میں فوراً اُس کے لئے درد پیدا ہوا۔ وہی اُس کے باطن پر نظر کر سکتا اور اُس کے دل کی خواہشوں اُس کی خلوص دلی اور طاقت اور کمزوری کو دیکھ سکتا تھا اور وہ دانا طبیب کی طرح اُس کا علاج کرتا ہے۔ "تُو مجھے نیک کیوں کہتا ہے؟ کوئی نیک نہیں مگر ایک یعنی خدا۔ اگر تُو زندگی میں داخل ہونا چاہتا ہے تو حکموں پر عمل کر۔" آہ! اُس جوان کو کیسی مایوسی ہوئی اُنہی حکموں پر عمل کرتے کرتے تو اُس کی عمر کٹ گئی تھی۔ وہ بے شمار چھوٹے چھوٹے دینی قواعد کا پابند رہا ہے۔ وہ ظاہری احکام کی پیروی کرتا اور اپنے دل کی سیری کے لئے کوشش کرتا رہا ہے کیا یہ بڑا نبی اِس سے زیادہ کچھ نہیں بتا سکتا؟

یسوع کو معلوم ہوتا تھا کہ وہ کوشش کرتا رہا ہے اور وہ یہ بھی جانتا تھا کہ کیوں اُس کو تسلّی نہیں ہوئی جیسی ہمدردی اِس شخص کے لئے یسوع کے دل میں پیدا ہوئی وہ کبھی کسی محقق کے لئے نہ ہوئی تھی یسوع نے اُس پر نظر کی اور اُسے اُس پر پیار آیا۔ پھر اُس نے غور سے اُسکی طرف دیکھ کر ایک سخت قسم کا علاج تجویز کیا اور اُس سے کہا کہ جا اِس کے مطابق عمل کر۔ "میرے

بیٹے۔ ایک بات ہے جس سے تیری تمنا بر آئے گی۔ اگر تو تشفی کا خواہشمند ہے اور کامل ہونا چاہتا ہے تو جا کر اپنا سب کچھ غریبوں کو دے دے اور آکر میرے پیچھے ہو لے"۔

بلا ریب یہ علاج سب کے لئے کارگر نہیں ہے۔ رُوحوں کا ہوشیار طبیب ہر ایک مریض کو اُس کے حالات کے موافق خاص مشورہ دیتا ہے۔ یسوع بحیثیت رُوحوں کے حاذق حکیم کے ایک خاص مریض کا علاج کر رہا تھا اور اُس کی سرگرمی کے حسب حال اُس کے لئے ایک بھاری امتحان تجویز کیا جو اُس کے لئے واقعی بڑا بھاری امتحان تھا اُسے اپنے مال اور دولت اور اعلیٰ رُتبہ کو خیرباد کہہ کر ایک بے وطن آدمی کے غریب خستہ حال پیروؤں میں شامل ہونا تھا۔ یہ بڑے جوکھم کا کام تھا مگر اِس کا صلہ یہ ہوگا کہ اُسے ابن اللہ کی رفاقت حاصل ہو جائیگی۔ شاید یسوع خیال کر رہا تھا کہ یہ آدمی رسولوں کی جماعت میں شامل ہونے کے قابل ہے۔ اگر وہ سرگرم جوان اِس امتحان میں پُورا اُترے تو وہ اعلیٰ درجہ کی رُوحانیت میں قدم رکھے گا۔ ممکن ہے کہ وہ رسولوں میں سب سے افضل ہو جاتے۔ اُسے فیصلہ کرنا تھا۔ اُسے کیا معلوم تھا کہ آئندہ زمانہ میں دُنیا کی آنکھیں اُسکے فیصلہ پر لگی ہونگی۔ یسوع اُس کی طرف غور سے دیکھ رہا تھا۔ یہ اُس کی زندگی کا نازک موقع تھا۔ کیا وہ اِس امتحان میں کامیاب ہو جائیگا؟ تھوڑی دیر کے لئے معلوم ہوتا تھا کہ ممکن ہے اُس کی آنکھوں میں بہادرانہ اُمیدوں کی جھلک نظر آ رہی تھی۔ پھر وہ ٹھہر جاتا ہے سوچتا ہے اور تامل کرتا ہے اور آخر رہ جاتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ کوئی ایسی شے ہے جو اُس کے دل کے اعلیٰ تصورات سے بھی زیادہ گرانقدر ہے۔ اُس کی آنکھوں کے آگے تاریکی چھا گئی۔ "وہ غمگین ہو کے چلا گیا کیونکہ بڑا مالدار تھا"۔

وہ غمگین ہو کے چلا گیا۔ اُس نے یسوع کو بھی غمگین کر دیا جیسا کہ ہم لوگ بھی بعض اوقات

میں کرتے آئے ہیں کسی روز جب ہم اپنے آپ کو پہچانینگے جیسے ہم بھی پہچانے گئے ہیں تو ہمیں سب سے زیادہ اِس بات کا رنج ہوگا کہ ہم نے بارہا یسوع کو مایوس کیا ہے مجھے معلوم نہیں کہ اِس واقعہ کے بعد اُس جوان سردار کا کیا حال ہُوا۔ ممکن ہے کہ اپنے "انکارِ عظیم" کے سبب اُس کے دل کو ایسا صدمہ پہنچا ہو کہ وہ مال مست ہو کر جوانی کے گناہوں اور اوباشی میں گر گیا ہو یہ بھی ممکن ہے کہ خاتمہ سے پیشتر وہ پھر یسوع کے پاس آیا ہو بعض لوگوں کا قیاس ہے کہ یہ قصہ کسی گذشتہ واقعہ کا حال ہے اور کہ یہ جوان سردار بیت عنیاہ کا لعزر تھا میں اِس کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا اور نہ اِس کے باور کرنے کی کوئی وجہ ہے مگر ایک بات یقینی ہے کہ وہ اپنی زندگی کے اُس اعلیٰ موقع کو نہیں بھولا ہوگا۔ اور مجھے یہ بھی یقین ہے کہ یسوع ابدیت میں اُس جوان کو نہیں بھولے گا جس پر اُسے پیار آیا تھا۔

اِس طور پر مقدس لوقا نے اپنی تحریر میں یسوع کی تعلیم کا اور اُن حالات کا جو اُس کے تخلیہ کے دو مہینوں کے عرصہ میں واقع ہوئے بیان کیا ہے آخر ایک روز دفعتاً ایک رکاوٹ پیدا ہو گئی یعنی ایک قاصد ہانپتا ہُوا بیت عنیاہ کے رہنے والی دو بہنوں کی طرف سے یہ پیغام لایا کہ "اے خداوند۔ دیکھ۔ جسے تُو عزیز رکھتا ہے وہ بیمار ہے"۔ ✦

نویں فصل

لعزر کا جلایا جانا

اکثر اوقات ہمیں اپنی زندگی کے گذرے ہوئے حالات پر نظر دوڑانے سے بعض چھوٹے چھوٹے واقعات یاد آجاتے ہیں جن سے بڑے بھاری نتائج پیدا ہوتے ہیں ہم فیصلہ نہیں کر سکتے کہ ہماری زندگی میں کونسی بات چھوٹی ہے اور کونسی بڑی۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ یردن کے کنارے پر اس پُر امن تخلیہ میں بیت عنیاہ کی بہنوں کی طرف سے ایک بڑا ضروری پیغام آیا "خداوند جسے تُو عزیز رکھتا ہے وہ بیمار ہے"۔ شاگردوں نے اس کا کچھ خیال نہ کیا۔ انہیں کچھ افسوس تو ہوا مگر انہوں نے اُسے کوئی بھاری عاملہ نہ سمجھا بعد میں اس واقعہ پر سوچتے ہوئے انہیں اس میں کلوری کے لئے بلاہٹ نظر آئی۔

قاصد کے پہنچتے ہی یسوع نے معلوم کر لیا کہ لعزر مر چکا ہے تو بھی وہ اُسی جگہ خاموشی سے دو دن اور رہا۔ اور دُنیا کے لئے آخری تعلیم دیتا رہا مگر بیت عنیاہ کا لعزر ہر وقت اُسکے خیالوں میں تھا۔ وہ خدا کی ہدایت دیکھ رہا تھا اب وقت قریب آگیا تھا کہ وہ باپ کے پاس جائے مگر جانے سے پیشتر وہ یروشلیم کی شکست زوج کو جونکا دینا چاہتا تھا۔

تیسرے روز اُس نے شاگردوں کو اُبھارا کہ "آؤ۔ پھر یہودیہ کو چلیں"۔ انہوں نے اُس سے کہا "خداوند۔ ابھی تو یہودی تجھے قتل کرنا چاہتے تھے۔ اور تُو

پھر وہاں جاتا ہے؟" اُس نے جواب دیا کہ "کیا دن کے بارہ گھنٹے نہیں ہوتے جن میں آدمی کام کر سکتا ہے؟" جب تک انسان کے لئے خدا کی طرف سے فرائض ادا کرنے ہیں وہ غیر فانی ہے۔ "ہمارا دوست لعزر سو گیا ہے اور میں اُسے جگانے جاتا ہوں"۔

"خداوند۔ اگر وہ سو گیا ہے تو اچھا ہو جائے گا"۔

"لعزر مر گیا ہے اور میں تمہارے سبب سے خوش ہوں کہ وہاں نہ تھا تاکہ تم ایمان لاؤ۔ آؤ۔ اُس کے پاس چلیں"۔

عقیدت شعار اور دل شکستہ توما کی بات سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں اپنے اُستاد کی جان کی کیسی سخت فکر تھی اور وہ کیسی بے دلی سے گئے۔ "اگر وہ یہودیہ کو مرنے جا رہا ہے تو آؤ۔ ہم بھی چلیں کہ اُس کے ساتھ مریں"۔

بیت عنیاہ گاؤں میں موسم بہار کی شان کے درمیان دو تباہ حال عورتیں اپنے ایک مُردہ عزیز کے لئے ماتم کر رہی ہیں۔ باغوں میں پھول کھل رہے ہیں اور پرندے چہچہا رہے ہیں مگر "باغ کے بیچ ایک قبر ہے" معلوم ہوتا ہے کہ خوش و خرم دُنیا اُن کی مصیبت کے وقت اُن پر ٹھٹھا مار رہی ہے۔ ساری مخلوقات بے درد ہو رہی ہے۔ ہر ایک شگوفہ دار درخت اور پتوں سے لدی ہوئی جھاڑی اور ہر ایک پرند اور پھول میں زندگی کے آثار نمایاں ہیں۔ مگر لعزر مُردہ پڑا ہے فقط یسوع ہی اُن بیچارے ماتم کرنے والوں کو اس موسم بہار کا سبق سکھا سکتا تھا جسے اُس دوسرے عالم کی دانا اور ہمدرد روحیں جانتی ہیں کہ موسم خزاں کے بعد ہمیشہ موسم بہار آئے گا اور بہتر زندگی میں داخل ہونے کا نام موت ہے۔

دونوں بہنیں اپنی اپنی سیرت کے مطابق عمل کرتی ہیں۔ مریم اپنی تاریک کوٹھڑی

میں رو رہی ہے اور وحشت انگیز خیالات میں غرق ہے۔ قاصد تنہا لوٹ
کر اپنا عجیب بیان سُناتا ہے۔ "یہ بیماری موت کی نہیں بلکہ خدا کے جلال کے
لئے ہے"۔ باوجود اس کے لعزر مر گیا ہے کام کرنے والی مرتھا اُن مہمانوں کی
خاطر تواضع میں مشغول ہے جو ماتم پُرسی اور ہمدردی ظاہر کرنے کے لئے آئے
ہیں۔ دفعتاً کسی نے خبر دی کہ یسوع آ رہا ہے۔ وہ خاموش عورت اور زیادہ دیر
تک رُک نہیں سکتی اور جلدی جلدی سڑک پر سے گاؤں کے کنارے کی طرف
جاتی ہے اور اپنے بھائی کے گاڑھے دوست کے سامنے رو رو کر سسکیاں
بھرتی ہے "اے خداوند۔ اگر تو یہاں ہوتا تو میرا بھائی نہ مرتا"۔
یسوع نے کہا۔ "مرتھا۔ تیرا بھائی جی اُٹھے گا"۔
مرتھا کی باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس جواب سے کیسی مایوس ہوئی وہ
دن بھر ماتم پُرسی کی معمولی باتیں سُنتی رہی ہے اور یہ الفاظ بھی ویسے ہی ہیں۔ "خداوند
میں جانتی ہوں کہ قیامت میں آخری دن جی اُٹھے گا" گویا وہ یہ کہہ رہی ہے کہ اس
میں کیا تسلی ہو سکتی ہے کہ وہ مدت کے بعد جی اُٹھے گا۔ اور سچ پوچھو تو ہمارے
خیال بھی مرتھا کے سے ہیں۔ شاید یہ صحیح مذہب کے مطابق نہیں مگر انسانی
طبیعت کے عین مطابق ضرور ہے۔ قیامت میں آخری دن جی اُٹھنے کی موجودہ
تعلیم سے ہمیں تسلی نہیں ہوتی جو گویا ایک تنہا دُور کی بات ہے۔ ہم اُس کی نسبت
مانتے ہیں کہ ہمارے آئندہ کے حالات میں ایک عجیب اور شاندار وقت آنے والا
ہے جب ہماری نادیدنی روح کی زندگی کسی اعلیٰ درجہ پر پہنچ جائے گی مگر ہم چھوٹی
بساط کے ہیں۔ ضرور ہے کہ کوئی ہم کو دونوں عالموں کے درمیانی فاصلہ پر سے عبور
کرائے۔ اگر لعزر مر گیا ہے تو اُس کی بہن کو اس سے کیا تسلی ہو سکتی ہے کہ وہ کسی
آئندہ روز پھر جی اُٹھے گا۔ مگر یسوع کسی دور مستقبل کے زمانہ کی طرف اشارہ نہیں کرتا

لعزر اس وقت عالم ارواح میں زندہ ہے۔ اُس کی زندگی کا خاتمہ نہیں ہو چکا وہ غیر فانی ہے کیونکہ "قیامت اور زندگی تو میں ہوں جو کوئی زندہ ہے اور مجھ پر ایمان لاتا ہے وہ ابد تک کبھی نہ مریگا"۔ جو زندگی خدا کے ساتھ مل رہتی ہے وہ غیر فانی ہوتی ہے یسوع یہاں اُس زندگی کا ذکر نہیں کرتا جو خدا کے ساتھ مل نہیں رہتی۔ وہ اُس قسم کی زندگی کو کچھ زندگی نہیں کہے گا۔ لعزر جیتا ہے اور اس کا اظہار کرنے آتا ہے۔

مرتھا حیران ہوگئی ہے اور اس بات کو نہیں سمجھتی۔ مگر وہ یسوع پر پُورا بھروسا رکھتی ہے اور اپنی مشکلات اُس پر چھوڑ دیتی ہے۔ "اے خداوند میں ایمان لا چکی ہوں کہ خدا کا بیٹا مسیح جو دُنیا میں آنے والا تھا۔ تُو ہی ہے"۔

اب مریم پچھواڑی سے اُس کے پاس آجاتی ہے۔ اس کا بھی وہی رنج بھرا واویلا ہے جس روز سے لعزر دفن کیا گیا دونوں بہنوں کا یہی خیال رہا ہے کہ "اے خداوند۔ اگر تُو یہاں ہوتا تو میرا بھائی نہ مرتا"۔ مگر یسوع کے چہرے میں کوئی ایسی بات تھی جس سے وہ حیرت زدہ اور خاموش ہوگئی۔ اُس کی آنکھوں میں سخت جانفشانی اور تکلیف اور دلی بیتابی نظر آرہی تھی معلوم ہوتا ہے کہ انجیل نویس خود بھی اُس کی صورت سے بہت متاثر ہو گیا تھا چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ "وہ دل میں نہایت رنجیدہ ہؤا اور گھبرایا"۔ وہ قبر پر پھر یسوع کے دلی رنج کو اور روتے ہیں اُس کے رخساروں پر آنسو بہتے دیکھتا ہے۔

ہم اس رنج کا مطلب نہیں سمجھتے۔ یہ قدرتی خیال نہیں ہے کہ اُس کا رنج کسی ایسے دردانگیز معاملہ کے سبب سے تھا جسے وہ ابھی رفع کرنے کو ہے کیا اُس کا سبب یہ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے دوست کو اس گناہ آلود دُنیا کی تکالیف میں واپس لانا نہیں چاہتا؟ ممکن ہے کہ اُس کا کوئی ضروری مقصد ہو۔ کیا اُس کی یہ وجہ ہو سکتی ہے کہ اُسکے سب سے بڑے معجزے کے دکھانے سے اُس

پر مقابلتاً سخت زور پڑتا تھا؟ کیونکہ جیسا ہم پیشتر کہہ چکے ہیں اُس کے معجزات محض اُس کے کلام کی قدرت سے نہیں بلکہ کسی پُر اسرار طور سے اُس کے اپنے آپ کو دے دینے سے دکھائے جاتے تھے جب کفر ہجوم میں ایک بیچاری عورت نے شفایابی کے لئے اُس کی پوشاک کو چھُوا تو یسوع نے معلوم کیا کہ قوّت اُس میں سے نکلی۔ ہم یہ ماننا پسند کرتے ہیں کہ اُس کے معجزات کے اُس کی قدرت کا کوئی اِس قسم کا عمل نہ تھے جس پر اُس کا کچھ خرچ نہیں ہوتا تھا۔ وہ اُن میں اپنے آپ کو صرف کر دیتا تھا وہ اوروں کو طاقت عطا کرنے کے لئے اپنی طاقت دے دیتا تھا اور اوروں کو زندگی بخشنے کے لئے اپنی زندگی دے ڈالتا تھا۔ فقط صلیب پر نہیں بلکہ اپنی زندگی کے سب ایام میں وہ اوروں کے لئے اپنے آپ کو قربان کرتا تھا۔

اِتنے میں بھیڑ اُس گھر میں سے اُس کے گرد جمع ہو گئی۔

"تم نے اُسے کہاں رکھا ہے؟"

"اَے خداوند۔ چل کر دیکھ لے"۔

اپنے رتبہ کے لحاظ سے لعزر غالباً معمولی قبرستان میں نہیں بلکہ اپنی خاص قبر میں دفن کیا گیا ہوگا۔ دفن کرنے کے لئے باغ عام پسند جگہ ہوا کرتی تھی۔ اِس سبب سے وہ یسوع کو باغ میں موسم بہار کے پھولوں کے درمیان لے گئے اُنہیں کیا خیال تھا کہ وہ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد یسوع کو کچھ فاصلہ پر کے ایک باغ میں ایسے ہی پھولوں کے درمیان دفن کرینگے۔

یسوع نے اُنہیں کہا کہ "پتھر اُٹھاؤ"۔ مرتھا کو اندیشہ ہؤا کہ لاش کو ننگا کرنے سے مُردے کی رُسوائی ہوگی مگر اُس نے ایک بات کہہ کر اُس کو چُپ کرا دیا۔ اور اُس کے اور اُس ساری بھیڑ کے دل کو پُرجوش جذبات سے بھر

دیا۔ کیا میں نے تجھ سے کہا نہ تھا کہ اگر تو ایمان لائے گی تو خدا کا جلال دیکھیگی؟"

پھر علانیہ طور پر باپ کا شکر کرنے کے بعد اُسکے قادرِ مطلق کلام کی آواز اُس قبر میں اور عالمِ ارواح میں جہاں وہ متوفی چلا گیا تھا گونجتی ہوئی پہنچ گئی "اے لعزر نکل آ"۔ پھر ایک سنجیدہ اور ہولناک خاموشی کا عالم طاری ہوگیا جس میں لوگ حیرت اور انتظار میں دم بخود کھڑے تھے۔ اُس وقفہ میں دونوں عالم کی حدِ فاصل پر عجیب باتیں واقع ہو رہی تھیں۔ "وہ جو مر گیا تھا کفن میں بندھے ہوئے نکل آیا۔ یسوع نے اُن سے کہا "اُسے کھول کر جانے دو"۔

یہ اُس قصہ کا خاتمہ ہے۔ تھوڑے عرصہ کے لئے ہم فتح مند مسیح کو اور جلائے ہوئے مُردے کو اپنے رشتہ داروں سے بغلگیر ہوتے اور اُس بھیڑ کو جو حیرت اور دہشت کے مارے ہکّا بکّا کھڑا دیکھتے ہیں۔ پھر پردہ گر جاتا ہے۔ لوگ چلے جاتے ہیں اور ہم بھی سوچتے ہوئے اور حیران اور شاید دل میں شُبہات لئے ہوئے چلے جاتے ہیں۔

اوّل عوام شبہ میں ہیں کہ کیا یہ قصہ فی الواقع صحیح ہے؟ شُبہ کرنا کوئی شرم کی بات نہیں۔ اس قسم کے قصّہ سے خود بخود شُبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ کیوں فقط مقدّس یوحنّا نے اس حیرت انگیز واقعہ کا حال لکھا؟ مگر یہی اعتراض بیوہ کے بیٹے کے جلائے جانے پر بھی عاید ہوتا ہے۔ کیا وہ سچّا قصہ ہے؟ فقط مقدّس لوقا ہی نے کیوں اُسے درج کیا؟ کیا وجہ ہے کہ فقط متی اور مرقس ہی نے یائیر کی بیٹی کے جلائے جانے کا حال قلمبند کیا؟ ہم کچھ نہیں کہہ سکتے مگر ہم قیاس کر سکتے ہیں۔ یاد رکھنا چاہئے کہ انجیلیں خود خداوند کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے حیرت افزا واقعہ کے بعد لکھی گئی تھیں۔ اُس وقت تک اُن آدمیوں کے لئے جو یسوع کے ساتھ رہے تھے زندگی ایسے

عجیب واقعات سے پُر ہو گئی تھی کہ کوئی بات خاص طور پر عجیب معلوم نہ ہوتی تھی ہمارے خیال میں تو لعزر کے جلائے جانے کا حال سب اناجیل میں نمایاں طور پر درج ہونا چاہئے تھا مگر نہیں۔ کیونکہ لعزر اور بیوہ کے بیٹے کا جلایا جانا ایسے واقعات ہیں جو مسیح کے صلیب پر کھینچے جانے کے بعد کے حیرت افزا واقعات کے سامنے ماند پڑ جاتے ہیں۔

اب اس کے دوسرے پہلو پر غور کرو جب کبھی تمہیں کسی واقعہ کا یقین کرنا مشکل معلوم ہوتا ہے تو اس کی سچائی کو پرکھنے کے لئے دریافت کرو کہ کیا یہ یقین کرنا زیادہ آسان ہے کہ وہ بات واقع ہی نہیں ہوئی تھی؟ کیا مقدس یوحنا نے دیدہ دانستہ جھوٹ گھڑ لیا؟ کیا اسے خواب آیا تھا یا کیا یہ اس کا دماغی تصور تھا؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے جب کہ سب چھوٹے چھوٹے قرائن کی تفصیل دی گئی ہے مثلاً بیابان میں پیغام بھیجنا۔ بیت عنیاہ کی طرف سفر کرنا مرتھا اور مریم سے ملاقات۔ یہودی تماشائیوں کا ہجوم۔ جن میں سے اکثر مسیح کے مخالف تھے اور فوراً اس قصہ کی صداقت کا ثبوت طلب کر سکتے تھے۔ مقدس یوحنا کہتا ہے کہ یہی بھاری علانیہ واقعہ تصلیب کا پیش رو تھا۔ کیا یہ یقین کرنا زیادہ آسان ہے کہ یہ قصہ جھوٹ ہے یا یہ کہ جو ابن اللہ مُردوں میں سے جی اٹھا اسی نے لعزر کو جلایا؟

پھر ہم لعزر کا خیال دل سے نہیں نکال سکتے۔ ہاں قبر پر فتح مند مسیح کی موجودگی میں کبھی لعزر پر سے نظر اٹھا نہیں سکتے۔ اکثر اوقات اس تاریخی واقعہ سے ہمارے دل میں آرزو پیدا ہوتی ہے کہ ہم اُن لوگوں کی زندگی کے مزید حالات معلوم کریں جو تھوڑے عرصہ کے لئے مسیح کی طرح اس عالم سے ہو کر آئے ہیں۔ ہم خصوصاً لعزر کا حال جاننا چاہتے ہیں جو دوسرے عالم

سے لَوٹ کر آیا۔ اُس کا اِس دُنیا کے بارے میں کیا خیال تھا؟ اُس نے اُس عالم کا حال کیوں نہ بتایا جس کی نسبت یسوع نے دولتمند کے قصہ میں واضح کیا کہ اُس میں انسان کی خود ہستی کا علم اور قوتِ تخلیہ اور حافظہ زیادہ تیز ہو جاتا ہے؟ اُس نے کیوں کچھ بیان نہ کیا؟ غالباً اِس وجہ سے کہ کوئی بیان کرنے کی بات نہ تھی۔ یہ ممکن ہے کہ موت کی جدوجہد کے بعد استراحت کا تھوڑا سا عرصہ ہو جس میں کوئی علم نہ رہے اور جس کے بعد ایسی تازگی ہو جیسی بچے کو صبح کے وقت بیدار ہو کر ہُوا کرتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اُس تھوڑے سے حیرت انگیز تجربہ کے بعد خیالات کو باترتیب بٹھانا یا انسانی الفاظ میں ادا کرنا ناممکن ہو گیا ہو۔ غور کرو کہ اگر اندھے اور بہرے لوگوں کی دُنیا میں کسی کو ایک گھنٹہ کے لئے بینائی اور سماعت کی طاقت مل جانے کے بعد اُس کی حالت پھر ویسی ہی ہو جائے وہ اور اندھے بہرے لوگوں کو کیا بتا سکے گا یا خود پُورے طور پر کیا محسوس کر سکے گا؟ وہ شخص حواس باختہ ہو جائے گا اور کچھ بیان نہیں کر سکے گا اور جن آدمیوں کو بتانے کی کوشش کرے گا وہ اُس کی بات سمجھنے کی طاقت ہی نہیں رکھیں گے اور نہ اُن کا کوئی تجربہ ہوگا جس سے اُن کو سمجھنے میں مدد ملے۔ اندھے کو رنگ کے متعلق اور بہرے کو موسیقی کی بابت خواہ کتنا ہی سمجھاؤ وہ کبھی نہیں سمجھ سکے گا۔ ہم خدا کی مخلوقات میں اندھوں اور بہروں کی طرح ہیں اگر ہم میں سے کوئی اُس عالم میں چلا جائے جہاں اندھوں کی آنکھیں اور بہروں کے کان کُھل جاتے ہیں تو یقیناً پہلے یہ محسوس کرنا مشکل ہوگا کہ کیا واقع ہُوا ہے۔ اور اگر ہم لَوٹ کر دُنیا میں آ جائیں تو اوروں

کو اُس کی بابت کچھ بتانا اور بھی زیادہ مشکل ہوگا۔
مَیں لعزر کے بارے میں خیال کرتا ہوں کہ وہ اپنے پل بھر کے حیرت انگیز تجربہ کی جھلک سے چُندھیا گیا ہوگا۔ یقیناً وہ خاموشی کے ساتھ نہایت امان سے اپنے دن بسر کرتا ہوگا اور اُس کی نگاہ کسی دُور کی چیز پر لگی رہتی ہوگی۔ گویا اُس نے کوئی حیرت افزا خواب دیکھا ہے جو اُس کی یاد سے جاتا رہا ہے۔
اِس طور پر یسوع نے پھر سکھایا کہ موت انسان کا انجام نہیں ہے۔ فقط ایک اور تعلیم دینا باقی تھا جو خدا کے مسیح نے جلد اپنے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے بعد سکھائی یعنی اُس نے انجیل کے ذریعہ حیات اور بقا کو روشن کر دیا +

دسویں فصل

ایک آدمی کا اُمّت کے واسطے مرنا ضرور ہے

اِس وقت ایک حیرت زدہ اور خاموش جماعت لعزر کی قبر کے گرد اُس نادیدنی عالم کے پھاٹک پر حیران اور ششدر کھڑی ہے اور گویا خواب میں یسوع کو رخصت ہوتے دیکھتی ہے اور گویا خواب ہی میں ہر ایک آدمی اپنے اپنے گھر کو روانہ ہوتا ہے۔ ایسے موقعہ پر الفاظ بے سُود ہیں۔

"اُن میں سے بہتیرے ایمان لے آئے"۔ وہ شُبہ اور حیرت میں پڑے رہے تھے اور کاہنوں سے ڈرتے تھے۔ اُنہیں اندیشہ تھا کہ کہیں یسوع انقلاب برپا نہ کردے مگر اب نہ کاہن نہ سیاسیات اُن کو روک سکتے ہیں "کوئی شخص یہ معجزے نہیں دکھا سکتا جب تک خدا اُس کے ساتھ نہ ہو"۔

مگر مؤرخ بیان کرتا ہے کہ اُن میں سے بعض مخالف مخبروں نے فریسیوں کو یسوع کے اِس کام کی خبر دی۔ اِس سے ہمیں خوف کے ساتھ وہ عبرت یاد آتی ہے جو اُس نے دولت مند کے قصّہ کے ذریعہ دی تھی جو لوگ نیکی کو پسند نہیں کرتے اُن کے دل کو کوئی معجزہ بدل نہیں سکتا۔ "وہ اگر مُردوں میں سے کوئی بھی اُٹھے تو اُس کی بھی نہ مانینگے"۔

اگر ہمیں کوئی بات ہماری انسانیت سے شرمندہ کر سکتی اور بے دین دُنیا کی بدی اور خدا کے صبر کا سبق سکھا سکتی ہے تو وہ اُس سلوک کی داستان ہے جو دُنیا نے مسیح کے ساتھ کیا۔ کیونکہ جیسا یروشلم کے رہنے والوں نے اُس زمانہ

میں مسیح کے ساتھ روش اختیار کی وہ اب بھی اُسی طرح کرتی ہے۔ مقدس یوحنا مختصر اور مؤثر الفاظ میں اُس کا نقشہ کھینچتا ہے۔ یسوع نے اپنے تئیں دُنیا کا نُور ظاہر کیا مگر تاریکی نے اُسے قبول نہ کیا۔ وہ بھیڑوں کا چوپان ہو کر آیا مگر اُنہوں نے اُس کی آواز نہ پہچانی۔ وہ انسان کی زندگی ہو کر آیا مگر وہ زندگی پانے کے لئے اُس کے پاس آنا نہیں چاہتے تھے۔ وہ خدا کی محبت ہو کر آیا اور اُنہوں نے اُس سے اور زیادہ دشمنی کی۔ وہ سچائی ہو کر آیا تاکہ انسان کو آزاد کرے مگر اُنہوں نے جھوٹ کے باپ کو پسند کیا اور بعد ازاں جب اُس نے اپنے آپ کو بطور قیامت اور زندگی کے ظاہر کیا تو اُنہوں نے مشورہ کر کے اُسے قتل کیا۔ باوجود اس کے وہ ہم سے برابر محبت رکھتا چلا جاتا ہے۔

ایک گھنٹے کے اندر اندر غریبیوں کے پاس خبر پہنچ گئی۔ رات ہونے سے پہلے یروشلیم میں اُس کا چرچا ہو رہا تھا۔ عوام میں جوش پھیل گیا اور صورت خطرناک ہو گئی۔ ایسی حالت میں بس ایک چنگاری کی کسر تھی اور ہجوم میں آگ بھڑک اُٹھتی اور لوگ یسوع ناصری کو بطور بادشاہ کے بڑے شاندار جلوس میں لے چلتے اور رومی سلطنت کی غضبناک طاقت ٹوٹ پڑتی۔

یہودیوں کی صدر عدالت کے شرکا کو فوراً جمع ہونے کی ضرورت پڑ گئی۔ اُس رات اجلاس کا انعقاد سردار کاہن کے مکان پر منعقد ہوا۔ یروشلیم میں ایسا نازک موقعہ مدت سے نہیں آیا تھا۔ سب شرکا حاضر تھے۔ سب کو اندیشہ تھا کہ اگر اس وقت جب یہودی قوم فسح کی تقریب پر جمع ہو رہی تھی عوام یسوع کے زیرِ پیشوائی انقلاب برپا کر دیں تو بس کام تمام ہو جائے گا اور زبردست رومی سلطنت کا قہر اُن کی قوم کو اُس کے ذرائع آمدنی سمیت بھسم کر دے گا۔

اُس وقت ایک عجیب حالت طاری ہو رہی تھی۔ کئی ایک چہروں پر تشویش اور شبہ اور حیرت کے آثار نظر آتے تھے بعض گھبراہٹ اور غصہ سے آگ بگولا ہو رہے تھے۔ "ہم کرتے کیا ہیں؟ یہ آدمی تو بہت معجزے دکھاتا ہے۔ لوگ ہاتھ سے نکلے جا رہے ہیں۔ اگر ہم اُسے یوں ہی چھوڑ دیں تو سب اُس پر ایمان لے آئینگے۔ مسیح کا ہجوم اُسے بادشاہ بنانے کے لئے بغاوت پر آمادہ ہو جائے گا اور رومی آکر ہماری جگہ اور قوم دونوں پر قبضہ کر لینگے"۔

جتنے منہ اُتنی باتیں ہو رہی تھیں۔ مگر انجمن کا رُخ دلایل کی طرف نہیں بلکہ کسی عملی کارروائی کی طرف تھا اب بحث کرنے کا موقعہ نہیں۔ یہ آدمی خواہ معجزے دکھائے یا نہ دکھائے قوم کے لئے خطرے کا باعث ہے۔

تب صدرِ انجمن سردار کاہن تقریر کے لئے کھڑا ہوا وہ گندمی رنگ کا تیز فہم اور ہوشیار اور پیشوائی کے قابل آدمی تھا اور کشمکش و پیچ میں پڑنے کے بغیر اصل مطلب کی بات کرتا تھا۔ "تم کچھ نہیں جانتے۔ اِس مشکل سے نکلنے کا ایک ہی رستہ ہے۔ تم نہیں سوچتے کہ تمہارے لئے یہی بہتر ہے کہ ایک آدمی اُمت کے واسطے مرے۔ نہ کہ ساری قوم ہلاک ہو۔ اِس آدمی کا مرنا ضرور ہے"

"ایک آدمی کا اُمت کے واسطے مرنا ضرور ہے"۔ مقدس یوحنا کے دل پر یہ فقرہ نقش ہو جاتا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ سردار کاہن اپنی طرف سے نہیں بلکہ بغیر جانے بطور نبوت کے کہہ رہا تھا کہ یسوع قوم کے واسطے مرنے کو ہے اور نہ صرف اُس قوم کے واسطے بلکہ خدا کے سب فرزندوں کے واسطے بھی جو روئے زمین پر پراگندہ ہو رہے ہیں۔

یہ اُس خفیہ اجلاس کا قطعی فیصلہ تھا۔ یسوع کا مرنا خواہ وہ چھپ کر یا بذریعہ

عدالت قتل کیا جائے بلا توقف ضرور تھا۔مذہب اور قوم کی سلامتی اِس کی متقاضی تھی۔

چالیس سال کے بعد محاصرہ کے وحشت انگیز واقعات نے اُن کو یہ سبق سکھایا جس کا سیکھنا آج سب قوموں کے لئے ضروری ہے کہ تم ناجائز عمل کے ذریعہ کسی مذہب یا قوم کو بچا نہیں سکتے اور کہ بُرا علم الاخلاق اچھا علم سیاسیات ہو نہیں سکتا۔اِس وجہ سے کہ انسانی معاملات خدا کے تابع ہیں۔پس اُس بدمشورہ والے ایوان میں انہوں نے بلاارادہ خدا کی مرضی کو پُورا کیا کہ ایک آدمی قوم کے واسطے مرے اور اچھا چرواہا بھیڑوں کے لئے اپنی جان دے۔

رُوحوں کے اُس بڑے عالم کے رہنے والے حیرت سے دیکھ رہے تھے کہ انسان اُن کے خداوند سے کیسا سلوک کر رہے ہیں اور آسمان پر خدا خاموش تھا۔

اُس وقت سے یسوع گویا موت کے زیر فتویٰ تھا مگر قوم کے سرداروں کو سنبھل کر چلنا پڑا وہ علانیہ اُس کو گرفتار نہیں کر سکتے تھے لعزر کے جِلائے جانے کے بعد کے جوش وخروش میں اُس کے مارنے کے درپے ہونے سے وہ انقلاب اُن کے سر پر آپڑے گا جس کا انہیں اندیشہ تھا۔اپنی گھبراہٹ میں اُن کو یہ بات سُننے سے ایک گونہ سہارا ہؤا کہ یسوع وہاں سے چل دیا ہے کسی طور سے یہ مخفیہ فیصلہ لوگوں کو معلوم ہوگیا۔ایسے موقعہ پر ہمیں پھر اُس بڑھے ڈرپوک سردار نیکدیمس کا خیال آتا ہے جس کے دِل میں اس جوان نبی کی طرف ہمدردانہ جذبات تھے شاید اُسی نے اُس اجلاس کے بعد خفیہ طور پر اُس خطرے کی خبر پہنچا دی ہوگی۔پس یسوع بیابان کے ایک شہر افرائیم نامی کو چلا

گیا (جس کا موقع کسی کو معلوم نہیں)، تاکہ اپنے شاگردوں کے ساتھ آخری چند ہفتے خاتمہ کی تیاری میں صرف کرے۔ اِس مرتبہ اُس کو بڑی احتیاط سے چھپے رہنا پڑا کیونکہ وہ خونخوار لوگ اُس کے پیچھے لگے ہوئے تھے۔ اُن کا حکم تھا کہ "اگر کسی کو خبر ہو کہ وہ کہاں ہے تو اطلاع دے تاکہ اُسے پکڑ لیں"۔

اگر آج افرائیم کے پہاڑوں میں وہ چھوٹی سی جگہ جہاں اُن کا ڈیرا تھا شناخت کی جائے تو وہ دُنیا کے متبرک مقاموں میں سے ایک ہو جائے گی۔ وہ کہیں یہودیہ کے کوہستان میں شاید اُس جگہ کے قریب تھی جہاں تین سال پیشتر اُس نے اپنے کام کا خاکہ تیار کیا تھا جب وہ جنگل میں لے جایا گیا تاکہ ابلیس اُسے آزمائے"۔ وہ اب اُس گذرے ہوئے درمیانی عرصہ پر نظر دوڑا سکتا تھا۔ شیطان نے کہا "اگر تُو جُھک کر مجھے سجدہ کرے اور سہل رستہ اختیار کرے تو دُنیا کی ساری بادشاہتیں اور اُن کی شان و شوکت تجھے دے دُونگا"۔ اگر وہ عوام کی خواہشوں کے ساتھ اتفاق کرے اور اُن کے سرداروں کی بُری روش پر چشم پوشی کرے اور اُن کی مذہبی جماعت کے خلاف کچھ نہ کہے تو صلیب پر چڑھنے کی ضرورت نہ ہوگی مگر اُس نے اِس کے برعکس رستہ اختیار کیا۔ اُس نے پہلے سے سب کچھ دیکھ لیا تھا اور جان بُوجھ کر اُسے پسند کیا تھا۔ "کوئی میری جان مجھ سے چھینتا نہیں بلکہ میں اُسے آپ ہی دیتا ہوں"۔ یہ اُس کے آخری خاموشی کے ایام تھے جن میں وہ کلوری کے لئے تیار ہو رہا تھا۔

تب جُوں جُوں فسح نزدیک آتی گئی جب خدا کا برہ ذبح کئے جانے کو تھا وہ یروشلیم کی طرف مرنے کو جا رہا ہے۔

اب اِس تصویر کو ذرا غور سے دیکھو۔ ناصرة مسیح افرائیم کی تنہا پہاڑیوں میں کمربستہ ہو کر یروشلیم کی سڑک پر جا رہا ہے۔ اور ناوانستہ طور پر ہر ملک کے یہودی

اُسے ملنے کو فراہم ہو رہے ہیں۔ اسرائیلی روئے زمین کے ہر ملک میں پھیلے ہوئے تھے جن کی تعداد فلسطین کے اسرائیلیوں سے بہت زیادہ تھی۔ وہ جلاوطنی میں یروشلیم کو اپنا وطن سمجھتے تھے جہاں وہ سال میں ایک بار فسح کی تقریب پر بڑی بھاری تعداد میں جمع ہو جاتے تھے۔ ان کو دنیا کے ہر کونے سے اکٹھے ہوتے دیکھو۔ جو لوگ بابل کی جلاوطنی میں باقی رہ گئے تھے اُن کی اولاد۔ سکندریہ کے دُور افتادہ علاقہ کے رہنے والے یہودی۔ روم اور یونان اور ایشیائے کوچک اور بحیرۂ شام کی ہر ایک بندرگاہ سے اور مہذب دُنیا کی سب منڈیوں سے اور "پارتھی اور میدی اور عیلامی اور رہنے والے مسوپتامیہ اور یہودیہ اور کپدکیہ اور پنطس اور آسیہ اور فروگیہ اور پمفولیہ اور مصر اور لبوا کے علاقے کے جو کرینی کی طرف ہے اور رومی مسافر خواہ یہودی خواہ اُن کے مرید اور کریتی اور عرب" سب بے خبری سے تواریخ کے مرکزی ڈراما کی سٹیج پر جمع ہو رہے ہیں جہاں وہ اُس زائر مسیح سے ملینگے ۔

گیارھویں فصل

سٹرک کا خاتمہ

رستے کے حالات کا بیان قریباً ختم ہو چکا ہے۔ سٹرک کا خاتمہ نزدیک ہے۔ یسوع نے فیصلہ کر لیا ہے کہ وقت آ پہنچا ہے۔ اب وہ یروشلیم کی طرف مرنے کو جا رہا ہے۔

فسح کی عید آ رہی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایسی پُرخطر اور جوش پیدا کرنے والی فسح ہوگی کہ پیشتر یروشلیم میں کبھی نہ ہوئی تھی۔ عوام میں پہلے ہی سے جوش پھیلا ہوا تھا اب لعزر کے جلائے جانے سے وہ حد سے زیادہ بھڑک اٹھا ہے۔ بازاروں اور کوچوں میں ہر کہیں اسی کا چرچا ہو رہا ہے۔ بیت عنیاہ کی سٹرک پر اُن تماشائیوں کا ہجوم لگا رہتا ہے جو خالی قبر اور اُس گھر کو دیکھنے کے لئے آتے ہیں جہاں وہ آدمی جو دوسرے عالم سے لوٹ کر آیا ہے رہتا ہے۔ یقیناً خدا نے اپنے لوگوں پر نظر کی ہے اور مسیح اسرائیل کو آزاد کرنے آیا ہے۔

سردار معجزے کا تو انکار کر نہیں سکتے۔ وہ لوگوں کو دیوانہ وار بڑی مشکل سے قابو میں لا رہے ہیں کیونکہ اگر ایسا بڑا ہجوم جو دُنیا کی سب اقوام میں سے جمع ہوا ہے اس ہلچل میں شامل ہو جائے تو سب باتوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اُن کی بڑی بھاری امید یہ ہے کہ یسوع آنے سے گریز کرے گا۔ یروشلیم میں سب دوست اور دشمن یہ سوال پوچھ رہے ہیں کہ "تمہارا کیا خیال ہے؟ کیا وہ عید میں آئے گا؟"

ہاں۔ وہ آئے گا۔ کاش وہ دیکھ سکیں کہ وہ کس طور سے آرہا ہے انقلاب کے بہادر پیشوا کے طور پر نہیں جس سے وہ ڈرتے تھے یا جسے وہ طاقت کے نشہ میں دارالسلطنت کی طرف کوچ کرتے دیکھنا چاہتے تھے بلکہ بطور ایک خاموش مرد رنج کے تھا جس کی آنکھوں میں کسی دوسرے عالم کا نور چمک رہا تھا اور جو ایسی دُنیا سے الگ رہتا تھا جس نے اُسے مایوس کر دیا تھا۔ پطرس رسول کی یادداشتوں میں سے مقدس مرقس کو سکھاتے ہوئے ان الفاظ میں ایک روشن تصویر کھینچتا ہے۔ "ہم یروشلیم کو جاتے ہوئے راستے میں تھے اور یسوع ہم سے آگے آگے جا رہا تھا ہم حیران ہونے لگے اور ہم جو پیچھے پیچھے چلتے تھے ڈرنے لگے پھر اُس نے ہم سے وہ باتیں کہنی شروع کیں جو اُس پر واقع ہونے والی تھیں"۔

یہ کیسی صاف تصویر ہے۔ افرائیم کے جنگلی علاقہ میں سنسان پہاڑی سڑک پر وحشت زدہ شاگردوں کی جماعت حیران اور پریشان حالت میں جا رہی ہے اور اُن کی آنکھیں اُس پر لگی ہیں جو چُپ چاپ علیحدہ اُن کے آگے آگے چلتا ہے یہ سفر گلیلی ایام سے جب وہ خوش و خُرم اور آزادانہ اکٹھے مل کر سفر کیا کرتے تھے کیسا مختلف تھا۔ اُن کے باہمی تعلقات میں فرق آرہا ہے۔ چند ماہ سے اُن کی محبت اور تعریف کا ولولہ گہرا ہو کر سنجیدہ تعظیم کے درجہ تک پہنچ گیا ہے وحشت اور حیرت اور اسرار کا احساس بڑھتا جا رہا ہے اور کسی نازک وقت کی آمد سر پر گھوم رہی ہے وہ اُن سے آگے نکلا جا رہا ہے وہ اسے سمجھ نہیں سکتے۔ وہ حیران ہیں کہ کیا ہونے والا ہے مگر یہ خیال اُن کے وہم و گمان میں بھی نہیں کہ وہ ناکامیاب ہوگا اور مر جائے گا۔

شاید یہ سمجھا جائے گا کہ اب اُن کے دل میں غلط فہمی نہیں ہو سکتی۔ دوبار

اِس سے پیشتر کسی قدر تفصیل کے ساتھ اُس نے اُن کو آگاہی دی تھی کہ کیا ہونے والا ہے مگر صاف معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے غلط فہمی کی۔ اُس کا مطلب لفظی طور پر نہیں ہوگا۔ یہ مرنا اور جی اُٹھنا کوئی پُر اسرار بات ہے۔ جب اُس نے لعزر کو مُردوں میں سے جِلایا تو وہ خود کیونکر مر سکتا ہے؟ وہ بھی قوم کی پُرجوش امید میں شریک ہو گئے ہیں اور بیت عنیاہ کا معجزہ اُس کی بادشاہت کو اور بھی نزدیک لے آیا ہے۔ اسرائیل کی شوکت کا دن قریب ہے۔ شاید وہ اِس فسح کے مجمع میں آجائیگی جب "خداوند خدا اُسکے باپ داؤد کا تخت اُسے دے گا اور وہ یعقوب کے گھرانے پر ابد تک بادشاہی کرے گا۔ اور اُس کی بادشاہی کا آخر نہ ہوگا" اُن مذہبی خیال رکھنے والے سرگرم آدمیوں کے لئے اِس وقت بھی ممکن تھا کہ اُس کی بات کو نہ سمجھیں۔

اُس سڑک پر ہم دیکھتے ہیں کہ اُن کے دل کا دھوکا کیسا مستقل تھا۔ اِس کا ثبوت اُس ماجرے میں سے ہے جو دو ایک دن کے بعد واقع ہونے والا تھا۔

جاتے جاتے وہ اُس بڑی سڑک پر پہنچے ہیں جو شمال کی طرف سے آتی ہے اور وہاں وہ اُن مسافروں کی قطار سے دوچار ہوتے ہیں جو فسح کے لئے گلیل سے آ رہی ہے۔ کفرنحوم کے مسافر جمع ہو کر شام کے وقت آرام کر رہے ہیں چاندنی رات میں ایک عورت مسیح کے پاس آتی ہے۔ یہ وہی عورت ہے جسے ہم نے دو سال پیشتر کفرنحوم کے ایک کوچے میں سبت کے دن عبادتخانے کو یسوع کا پہلا وعظ سننے کے لئے جاتے دیکھا تھا اور اُس کا خاوند زبدی اور اُس کے دو بیٹے اُس کے ہمراہ تھے۔ اُس کے بلند ہیں عمر رسیدہ دل میں بلند پرواز تصورات کی آگ بھڑک رہی تھی۔ کیا یہ خیالات نامناسب تھے؟ یہ ایک ماں اور عورت کے خیالات تھے جو یسوع کے پیچھے پیچھے صلیب تک گئی۔ یہ خیالات اپنے لئے

نہیں بلکہ اُس کے بیٹوں کے لئے تھے۔ یسوع اور اُس کی بادشاہت کے لئے [illegible] ہے۔ اُسکے دونوں بیٹے اُن تینوں مقتدر لوگوں میں سے ہیں جن پر اُن کا اُستاد اپنا اعتبار کرتا ہے۔ اُس نے بارہا اُنہیں اِس فکر میں دیکھا کہ سب سے بڑا کون ہوگا۔

وہ سمجھتے یا قیاس کرتے ہیں کہ اُن کی ماں کے آنے کی کیا غرض ہے۔ وہ کہتی ہے "خداوند، کیا تُو ایک ماں کی عرض قبول کرے گا؟" یسوع شاہانہ کرم سے اُس کو جواب دیتا ہے۔ "اے خاتون، تُو کیا چاہتی ہے؟" وہ جواب دیتی ہے کہ "فرما کہ یہ میرے دو بیٹے تیری بادشاہت میں ایک تیری دہنی اور دوسرا تیری بائیں طرف بیٹھے۔" یسوع شفقت آمیز کرم سے وہ اُس ماں اور اُس کے بیٹوں کی طرف نظر کرتا ہے۔ وہ نہیں سمجھتے کہ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد اُن کی آنکھیں کھل جائینگی۔

"تم نہیں جانتے کہ کیا مانگتے ہو۔ جو پیالہ میں پینے کو ہوں کیا تم پی سکتے ہو اور جو بپتسمہ میں لینے کو ہوں تم لے سکتے ہو؟"

حقیقتاً یعقوب اور یوحنا اُن تکلیفوں کا خیال کر رہے ہیں جو انقلاب کے متعلق ہوا کرتی ہیں یعنی اگر ضرورت پڑے تو اپنی جان پر کھیل کر اُسے بچا لینگے۔ اِس لئے وہ بےخوف ہو کر اُس کو جواب دیتے ہیں کہ "ہم پی سکتے ہیں" یسوع جانتا تھا کہ وہ پی سکتے ہیں۔ اُسے معلوم تھا کہ اگر ضرور ہو تو وہ اُس کے لئے جان دینگے۔ وہ اُن کو ایسی اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ خود بھی نہیں جانتے تھے۔ وہ جانتا ہے کہ ہم سب بہتر باتوں کی لیاقت رکھتے ہیں جن کا ہمیں خود علم نہیں۔ جب وہ دونوں اپنی خودغرضی اور بلند خیالی میں اُسکے سامنے کھڑے تھے تو کیا وہ اُن کی آزمائش کو دُور سے دیکھ رہا تھا جو بہت برسوں کے بعد آنے والی تھی جب ہیرودیس نے "یوحنا کے بھائی یعقوب کو تلوار سے قتل کیا" اور بڈھے یوحنا

نے اپنے پیارے خداوند کے لئے جاں نثار نمک حلالی سے جام شہادت نوش کیا؟ یقیناً یسوع کے سنجیدہ جواب سے ثابت ہوتا ہے کہ اسی قسم کا کوئی آنے والا رقّت انگیز منظر اُس کی نگاہ میں تھا۔ "جو پیالہ میں پینے کو ہوں تم پیو گے اور جو بپتسمہ میں لینے کو ہوں تم لے لو گے لیکن اپنی داہنی یا بائیں طرف بٹھانا میرا کام نہیں مگر جن کے لئے تیار کیا گیا انہی کے لئے ہے"۔

باوجود اس کے وہ اُس کی بات نہ سمجھے کیا اُن کی ماں کی سمجھ میں بھی نہ آئی؟ جہاں تک عورت ذات کی سمجھ کا تعلق ہے اُس کی جبلی سمجھ نہایت تیز ہوتی ہے کیا اُس پیارے خداوند کے چہرے کو دیکھ کر اُس کا ماتھا نہ ٹھنکا ہوگا؟ قدیم کفرنحوم کے ایام کی خرمی جاتی رہی ہے اُس کی صورت سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ زیادہ سنجیدہ زیادہ غیر دنیاوی اور زیادہ علیحدگی پسند ہو گیا ہے لفظ نہیں نکلتا تھا کہ کوئی بادشاہ اپنی بادشاہی کو جا رہا ہے بلکہ یہ کہ ایک بادشاہ مرنے کو جا رہا ہے۔ یہ پیالہ اور خوفناک بپتسمہ کیا ہے جو خود یسوع کے لئے اور اُس عورت کے دو بیٹوں کے لئے ہو؟

اے زبدی کے بیٹوں کی ماں۔ ایسے خیال تیرے اور تیرے بہادر بیٹوں کے دل میں اگر آج نہیں تو پھر کسی روز آئیں گے۔ وہ دن آ رہا ہے کہ جب تیری آنکھیں کھل جائیں گی اور تو اُس خداوند کے آگے سرنگوں ہوگی جو اپنی شرمناک صلیب پر لٹک رہا ہوگا اور ایک مجرم چور اُس کے داہنے دوسرا اُس کے بائیں ہاتھ پر ہوگا۔

ابھی یہ بیان ختم نہیں ہو چکا یقیناً ایسے سنجیدہ موقع پر یسوع کے لئے یہ تکلیف کا باعث ہوگا کہ ان بارہ کے اندرونی حلقہ میں بھی بعض کو اپنی اپنی پڑی تھی تاہم آدمیوں کے ساتھ وہ صبر رکھنے کے لئے ضرور تھا کہ وہ مایوسی کا خوگر ہو جائے وہ ہماری سرشت سے واقف ہے اُسے یاد ہے کہ ہم خاک ہیں [illegible]

طور پر غضبناک ہیں سو وہ یعقوب اور یوحنا کے خلاف دانت پیس رہے تھے۔ آخر یہ رسول انسان ہی تو تھے مگر یسوع کی موجودگی میں ایسی طبیعت رہ نہیں سکتی۔ یسوع نے انہیں پاس بلایا ایک موقع پر پیشتر بھی اُس نے اُن کے چھوٹائی بڑائی کے جھگڑے کے سبب اُن کو ملامت کی تھی اور ایک بچے کو لے کر اُن کے بیچ میں کھڑا کیا تھا اب وہ بڑی نرمی سے اُن سب کو ملامت کر کے وہی سبق سکھاتا ہے اُن کی تعریف میں یہ کہنا ضرور ہے کہ اُنہوں نے اِس سبق کو مابعد کے سالوں میں اچھی طرح یاد رکھا۔ "تم جانتے ہو کہ جو غیر قوموں کے سردار سمجھے جاتے ہیں وہ اُن پر حکومت چلاتے ہیں اور اُن کے امیر اُن پر اختیار جتاتے ہیں مگر تم میں ایسا نہیں ہے خدمت بڑائی کا حقیقی پیمانہ ہے جو تم میں بڑا ہونا چاہئے وہ تمہارا خادم بنے اور جو تم میں اول ہونا چاہے وہ سب کا غلام بنے کیونکہ ابن آدم بھی اِس لئے نہیں آیا کہ خدمت لے بلکہ خدمت کرے اور اپنی جان بہتیروں کے بدلے فدیہ میں دے"۔

خلقت کا جلوس بڑھا جا رہا ہے۔

چند روز میں سڑک پر کی ایک اور تصویر نظر آتی ہے سو وہ اب یروشلم کے نزدیک آ پہنچے ہیں شمالی علاقہ کا ہجوم یروشلم کے قریب ہے اور شہر کے لوگ اُسے دیکھنے کو پھاٹکوں میں سے نکل کر جمع ہو رہے ہیں کیونکہ افواہ اُڑ رہی ہے کہ یسوع جس نے بیت عنیاہ کے لعزر کو مُردوں میں جلایا تھا اُن کے بیچ میں ہے اور عوام کہہ رہے ہیں کہ وہ خدا کا مسیح ہو کر اسرائیل کو رومی جُوئے سے آزاد کرنے کے لئے آ رہا ہے اُن کے استقبال سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ لوگوں پہ کیسی گرفت رکھتا ہے ایسے حالات کے درمیان مسیح کے شاگرد سوائے اپنے خداوند کی فتح کے اور کیا امید رکھ سکتے تھے؟

بھیڑ کی دھکا پیل میں اور جے جے کار کے نعروں کے درمیان ایک اندھا فقیر پھاٹک پر پاؤں کے نیچے روندا جانے کو ہے۔ وہ پوچھتا ہے کہ "یہ کیسا شور ہے؟" اُن لوگوں نے خوشی کے نعرے مارتے ہوئے کہا کہ "یسوع ناصری جا رہا ہے"۔

اندھے کے دل کے بیچ فوراً ایک عجیب امید پیدا ہو جاتی ہے کہ یہ وہی یسوع ہے جس نے یروشلیم میں اندھے کی آنکھیں کھولی تھیں۔ وہی جا رہا ہے وہ اُس کے پاس سے نکل جائے گا جیسا کہ ڈوبتا ہوا آدمی دیکھتا ہے کہ اس کا آخری سہارا اُس کے ہاتھ سے چلا جا رہا ہے وہ بڑے زور سے چلانے لگا اور یسوع نے باوجود اُس غوغا کے اُس کی یہ آواز سُن لی "یسوع ابن داؤد۔ مجھ پر رحم کر"۔

اسی نام سے عوام اُس کو پکارا پسند کرتے تھے اور وہ اندھا بار بار یہی نام لے کر چلایا۔ وہ لوگ باوجود بہت سی کوشش کے اُسے چُپ کرا نہ سکے۔ "اے ابن داؤد۔ اے ابن داؤد مجھ پر رحم کر"۔

اور یسوع کا درد مند دل اُس کے لئے بھر آیا جیسا کہ وہ ہم میں سے بھی ہر ایک کے لئے بھر آئے گا جب ہمیں اُس کی سخت ضرورت ہے۔ بھیڑ کا شور غل غپاڑا اُس کے کان میں آواز پڑنے سے روک نہ سکا۔ یسوع نے سارے جلوس کو وہیں ٹھہرا لیا۔

اُس نے حکم دیا کہ "اُس کو میرے پاس لاؤ"۔

وہ پُر شفقت لوگ اُس اندھے کے پاس آ کر کہنے لگے "برتمائی۔ خاطر جمع رکھ۔ اُٹھ وہ تجھے بُلاتا ہے"۔ وہ اپنا پُرانا لبادہ پھینک کر اچھل پڑا۔ وہ اُس کو کا پتا ہوا یسوع کے پاس لے آئے۔ یسوع نے اُس سے پُوچھا "میرے فرزند۔ تُو کیا چاہتا ہے کہ میں تیرے لئے کروں؟" اندھے نے کہا "اے ربونی۔ یہ کہ میری آنکھیں کھل جائیں"۔ وہ فی الفور بینا ہو گیا اور راہ میں یسوع کے پیچھے ہو لیا۔

اب وہ بھیڑ خاموش ہے گویا کسی فوق العادت شے کا رعب اُن کے دل پر چھا گیا ہے اُن کا جوش دوبارہ عود کر آیا ہے۔ عوام کے دل میں اُس ہمدردی کے عمل نے رقت پیدا کر دی ہے۔ مسیح طاقت سے نہیں بلکہ محبت کے زور سے بنی آدم کو جیت لیتا ہے۔ یہ تماشا کا قصہ جلد ہر کہیں مشہور ہو گیا۔ اب سارا شہر جمع ہو گیا ہے اور ہر ایک شخص یسوعؔ کو دیکھنا چاہتا ہے۔

راستہ کے کنارے پر ایک آدمی لباس فاخرہ پہنے ہوئے یسوعؔ کو دیکھنے کے لئے زور مار رہا ہے کیونکہ وہ پست قد ہے۔ اگرچہ وہ مالدار ہے مگر کوئی اُس کے آگے سے ہٹتا نہیں کیونکہ وہ زکائی محصول لینے والا اور یریحو میں محصول کی چوکی کا افسر ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ اُس نے ناجائز طریق سے روپیہ پیدا کیا ہے۔ اُسکے حال سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس کی غرض محض تماشا دیکھنے سے بڑھ کر تھی۔ کوئی بات اُسے روک نہیں سکتی۔ شہر کے بہت سے لڑکے جیسا کہ ہمیشہ سے اُن کا دستور ہے درختوں پر چڑھ کر اُس جلوس کو دیکھ رہے ہیں اور یہ بھاری بھر کم آدمی عمر کا بڑا دولت اور رتبہ والا اپنے مرتبہ کی پروا نہیں کرتا اور یسوعؔ کا منہ دیکھنے کے لئے اُن لڑکوں کے ساتھ درخت پر چڑھ جاتا ہے۔ کفرنحوم کی محصول کی چوکی میں متی کے معاملہ کی خبر غالباً یریحو کی چوکی تک پہنچ چکی ہے۔ زکائی کے دل میں بہت سے خیالات اور آرزوئیں ہیں اور وہ متی کے دوست کے دیکھنے کی تمنا رکھتا ہے۔

اب یسوعؔ کو دیکھو۔ وہ لمبا گورے رنگ کا نبی جس کے چہرے سے دلیری اور شفقت ٹپک رہی ہے اُس بھیڑ میں سنجیدہ خاموشی سے چل رہا ہے۔ یہ وہ عالی قدر یہودی ہے جو محصول لینے والوں اور گنہگاروں سے نفرت نہیں کرتا ہم اپنے نامہربان پڑوسیوں کے بارے میں تھوڑا علم رکھتے ہیں کہ اُن کے دل میں کیسی پوشیدہ خواہشیں اور بے اطمینانی ہے بہت سے لوگوں کی طرح جن کے

پاس سے ہم نامعلوم طور پر گذر جاتے ہیں اِس اکیلے مالدار آدمی کے دل میں امن نہ تھا اُس کے دل میں ایسی تمنائیں تھیں جن کو سوائے خدا کے کوئی پُورا نہیں کر سکتا تھا ورنہ یسوع کبھی وہاں ٹھہر کر اور اوپر اُس درخت کی طرف نظر اُٹھا کر اُس آدمی سے بات نہ کرتا گویا کہ وہ پیچھے ہیں اُسی کو دیکھنے کی غرض سے آیا ہے "اے زکائی جلد اُتر آ۔کیونکہ آج مجھے تیرے گھر رہنا ضرور ہے"۔ اور زکائی وہ سبق سیکھ کر حیران ہُوا جسے ہم سب بھی سیکھ کر ابدی فائدہ حاصل کر سکتے ہیں کہ کوئی خستہ حال رُوح یسوع کے لئے آرزومند نہیں جسے یسوع نہیں جانتا۔

غور کرو کہ اُس حقیر محصول لینے والے کے لئے کیسی بڑی بات تھی کہ یسوع اُس کے گھر میں آ کر اُس کے ساتھ کھانا کھائے۔اُس سے بات چیت کرے اور نہ فقط اُس کے دل کی بُرائی کو سمجھ لے بلکہ اُس تمنا کو بھی جو نیکی کے لئے ہے۔اُس محبت میں عجیب طاقت ہے جو کسی انسان کے دلی ارادوں کو سمجھ لیتی اور باوجود اُس کے عیبوں کے اُس پر اعتبار کرتی ہے۔

ہم میں سے ہر ایک کے اندر دو شخصیتیں ہیں۔ایک وہ جسے دُنیا جانتی ہے اور دوسری وہ حقیقی شخصیت جسے خدا دیکھتا ہے۔یریحو کے لوگ اُس زکائی کو جانتے تھے جو محصول لینے والا اور گنہگار تھا۔اور جو کبھی عبادتخانے کو نہ جاتا تھا۔ جو لوگوں کو ویسا ہی ناپسند کرتا تھا جیسا وہ اُسے کرتے تھے۔یسوع جانتا تھا کہ وہ کیسا شرمیلا اور دوستی پسند اور بہتر باتوں کی تمنا رکھنے والا ہے۔وہ یہ بھی جانتا تھا کہ وہ ایسے لوگوں کے ساتھ عبادت خانے کو نہیں جاتا جو اُس کو اور اُس کے خاندان کو حقیر سمجھتے ہیں۔خدا پر بھروسا رکھو گو ساری دُنیا تمہاری نسبت غلط فہمی کرے مگر وہ کبھی نہ کرے گا۔

زکائی کے عیب اُسکے پڑوسیوں کی لعن طعن سے اور بھی سخت ہو گئے مگر

وہ سختی ایسے دل کے سامنے سے جاتی رہی جو اُس کو پہچانتا اور اُس پر اعتبار کرتا تھا۔
ہمیں کچھ علم نہیں کہ وہ عجیب شام کیسے کٹی اور کیا بات چیت ہوئی مگر ہم جانتے ہیں
کہ یسوع نے ہمیشہ کے لئے اُس کو اپنا جاں نثار بنا لیا اس کا ثبوت اُس سنجیدہ
عہد سے ملتا ہے جو اُس نے اگلے روز جُدا ہوتے وقت یسوع کے ساتھ باندھا
"اے خداوند۔ دیکھ میں آج سے اپنا آدھا مال غریبوں کو دیتا ہوں۔ اور اگر کسی کا
کچھ ناحق لے لیا ہے تو اُس کا چوگنا ادا کرتا ہوں" مگر یریحو کے رہنے والے
ناراض ہوئے عوام کا جوش ٹھنڈا پڑ گیا۔ "وہ تو ایک گنہگار شخص کے ہاں جا اُترا"
میرے خیال میں وہ کھوئی ہوئی بھیڑ اور مسرف بیٹے کی تمثیل اسی موقع پر کہی گئی ہوگی
جسے مقدس لوقا نے راستہ کی یادداشتوں میں درج کر دیا ہے اگر ہم یہ فرض کر
لیں کہ اگلے روز زکائی نے مقدس متی کے نمونہ پر اپنے دوستوں کو بُلا کر یسوع
کی الوداعی ضیافت کی تو اُن تمثیلوں کے لئے اِس سے بہتر موقع ہو نہیں سکتا
"محصول لینے والے اور گنہگار اُس کے پاس آتے تھے اور فریسی اور فقیہ بڑبڑا
کر کہنے لگے کہ یہ آدمی گنہگاروں سے ملتا اور اُن کے ساتھ کھانا کھاتا ہے"۔ یعنی
اُس کا جُرم تھا وہ محصول لینے والوں کے ساتھ کھانا کھاتا تھا اگر یہ قیاس درست
ہو اور اس موقع پر کھوئی ہوئی بھیڑ اور مسرف بیٹے کی تمثیل سُنائی گئی ہو تو اس
کے لئے ہم زکائی کے ممنون احسان ہیں۔

اگر کوئی آدمی مسیح میں ہے تو وہ نیا مخلوق ہے یسوع نے کہا "آج اِس
گھر میں نجات آئی"۔ پس زکائی اپنے نئے دوست سے ہمیشہ کے لئے جُدا ہو گیا
دو ہفتوں کے بعد اُس نے سنا کہ لوگوں نے یروشلیم میں اُسے صلیب پر چڑھا
دیا ہے۔

زکائی کا حال ہمیں اس سے زیادہ معلوم نہیں روایت ہے کہ وہ کلیسیا

میں نامی شخص بن گیا۔ اور آخر کار قیصریہ کا بشپ ہو گیا۔ مجھے ایک اور روایت دُھندلے طور پر یاد آتی ہے جو مدت ہوئی میں نے سُنی تھی۔ ایک ضعیف العمر پستہ قد آدمی یریحو کے نزدیک ایک گولر کے پیڑ کو پانی سے سینچ رہا تھا کسی مسافر نے ایک روز اُس سے پُوچھا کہ "بڑے میاں۔ اُس پر اسے گولر کے پیڑ کی اتنی خاطر کیوں کرتے ہو؟" اُس بڈھے نے جواب دیا اس لئے کہ میں نے اِس کی شاخوں پر سے پہلے پہل اپنے خداوند کا دیدار کیا تھا اور جب وہ یہ کہہ رہا تھا تو اس کی آنکھوں میں جوانی کی چمک پیدا ہو گئی۔

یہ راستے کی یادداشتوں کا خاتمہ ہے جب ہم دوسری دفعہ خداوند کو دیکھیں گے تو وہ مرنے کے لئے یروشلیم میں داخل ہو رہا ہو گا *

چھٹا باب

یروشلیم

پہلی فصل

کھجور کا اتوار

یریحو اور یروشلیم کے مابین بارہ میل سنسان پہاڑ پر راستہ کی چڑھائی ہے اسی سڑک پر تمثیل کا مسافر ڈاکوؤں میں گھر گیا تھا یہیں پر زائرین کی قطار بیت عنیاہ کے پاس سے گذر رہی ہے اور اُس بستی کے لوگ مُردے کے جِلانے والے یسوع ناصری کے دیکھنے کو لبِ سڑک بھیڑ لگائے ہوئے ہیں یسوع اور اُس کے ساتھی ہجوم میں بیت عنیاہ کے اُس خاندان کے شکر کو دیکھتے ہیں جو بڑے اشتیاق سے اُن کا استقبال کرنے آئے ہیں اور انہیں دیکھ کر جلوس میں نکل جاتے ہیں اور خلقت کی قطار اپنا راستہ لے کر یروشلیم کی طرف چلی جاتی ہے۔

یہ فسح سے چھ روز پہلے کا جمعہ ہے۔

دوسرے روز شام کے وقت جب سبت کا دن گذر چکا تھا بیت عنیاہ
میں لعزر کے قبر میں سے جلانے والے کی مدارات کے لئے ایک بڑی ضیافت
کی گئی اور جیسی توقع تھی مرتھا خدمت کرتی تھی اور لعزر اُن میں سے تھا جو اُسکے
ساتھ کھانا کھانے بیٹھے تھے۔ مریم اپنی چھوٹی سی کوٹھڑی میں سے ایک سنگ مرمر
کی قیمتی عطردانی لیکر آئی۔ اُس کا چہرہ سخت غم کے مارے زرد ہو رہا تھا کیونکہ وہی سب
سے زیادہ خداوند کی دلی باتیں جانتی تھی اور عورت ذات کی طبعی خاصیت کے مطابق
اُس نے جان لیا کہ وہ یروشلیم میں مرنے کو آیا ہے۔ بارہ رسول بھی وہاں موجود
تھے اُن میں وہ سرخ بال والا آدمی خاص طور پر توجہ کے لائق ہے اِس سے پیشتر
وہ اُس جماعت میں مقدم نہیں سمجھا جاتا تھا وہ بدطبیعت اور منحوس صورت ہے
اور ایک ہفتہ گذرنے سے پیشتر ایسا کلنک کا ٹیکا اپنے ماتھے پر لگائے گا جو
کبھی مٹنے والا نہیں۔ وہ تُند مزاج ہے اور اُس کی آنکھیں کھل گئی ہیں۔ اُس کی اُمید
بر نہیں آئی اور وہ ابھی سے اپنے دل میں بڑے منصوبے باندھ رہا ہے اسی
وجہ سے وہ ایسی محفل میں سراسر بیگانہ ہے۔ اِس وقت وہ اُن سب سے نفرت
کرتا ہے اور اُن کے خلاف اپنی بدمزاجی کا زہر اُگلے گا۔

جب مریم نے بے حساب محبت کے جوش میں دریادلی سے وہ
قیمتی عطر خداوند کے پاؤں پر ڈال دیا تو وہ شخص اُس عمل میں کوئی خوبی یا دلگداز بات
نہیں پاتا۔ اُس کے خیال میں یہ فضول خرچی کا بیہودہ کام تھا۔ "یہ عطر تین سَو دینار
میں بیچ کر غریبوں کو کیوں نہ دیا گیا؟" وہ بدذاتی سے گویا خداوند کو بھی ایسے فعل کی
اجازت دینے کے باعث ملامت کرتا ہے آج کی رات یہوداہ کے دل پر تاریکی
کی گھٹا چھائی ہوئی تھی۔

یسوع اُس کو جھڑکتا ہے اور اُس عورت کے دلکش عمل کی حمایت کرتا ہے

کسی بات کا مفید ہونا ہی انسان کی زندگی میں سب سے بڑا قیاس نہیں ہے دلی جذبہ بھی کچھ معنی رکھتا ہے تواریخ کے سب سے اعلیٰ قصے "تضیع" کے قصے ہیں خواتین کی خوبصورت زندگی اُن کی جاں نثاری کے باعث اور بھی خوبصورت بن جاتی ہے خواہ اُس سے بظاہر کوئی نتیجہ برآمد نہ بھی ہو محبت کا بے اندازہ صرف کرنا اُس کا ضائع کرنا نہیں ہے ممکن ہے کہ جٹاماسی کے عطر کا جوش کے ولولے میں بلالحاظ نتائج کے انڈیلا جاتا بے سُود عمل ہو مگر دُنیا اُس کی خوشبو سے مہک اُٹھی۔ یہ تضیع کا عمل جس کے خلاف لوگ بڑبڑا رہے تھے یسوع کے لئے فرحت کا باعث تھا اُس نے اُسے شکر گزاری کے ساتھ قبول کیا اگر وہ لوگ جانتے کہ یہ آخری ہدیہ ہوگا جو اُس کے پیش کیا جا رہا ہے اور کہ ایک ہفتے کے اندر اندر اُس کی لاش یوسف کی قبر میں پڑی ہوگی تو وہ بیہودہ کے سے خیال بڑبڑانے والے اِس عمل کے خلاف جس کے ذریعہ اُس عورت نے اپنے دلی جذبہ کا اظہار کیا شاید شکایت نہ کرتے وہ نہیں جانتے تھے مگر یسوع کو معلوم تھا اُس نے فرمایا "اُسے چھوڑ دو۔ اُس نے یہ میرے دفن کی تیاری کے واسطے کیا غریب غربا تو ہمیشہ تمہارے پاس ہیں جب چاہو اُن کے ساتھ نیکی کر سکتے ہو لیکن میں تمہارے پاس ہمیشہ نہ رہونگا۔ اُس نے تو میرے ساتھ بھلائی کی ہے اور دُنیا میں جہاں کہیں اِس خوشخبری کی منادی کی جائیگی یہ بھی جو اِس نے کیا اِس کی یادگاری میں کہا جائے گا"۔

دوسری صبح بیت عنیاہ کے رہنے والے خوشگوار جوش کے ساتھ بیدار ہوئے کیونکہ وہ محسوس کرتے تھے کہ اُن کا گاؤں سب کی نگاہ کا مرکز بن رہا ہے یسوع ناصری اُن کے ہاں ٹِکا ہوا ہے وہ خدا کا نبی جس نے اُن کے ہم شہری لعزر کو مُردوں میں سے جِلایا تھا اور لوگ کہتے تھے کہ وہ اسرائیل کو رہائی دلانے

آیا جب اُنہ مسافروں کے قافلے پاس سے گذرتے ہوئے پھر پھر کر دیکھتے تھے پہاڑ کے پہلو پر سے لوگوں کا ہجوم فسح کے خیموں میں سے نکل نکل کر اُس گاؤں میں داخل ہو رہا تھا تمام دہاتی علاقہ میں تہلکہ مچا ہوا تھا یروشلیم سے بھی لوگ تماشا دیکھنے کے لئے ابھی سے جمع ہو رہے تھے بیت عنیاہ کی بستی ایک رات کے عرصہ میں ایک مشہور جگہ ہو گئی۔

شاید یسوع اُس روز صبح کے وقت پہاڑ پر سے اپنی تڑکے کی دُعا سے لوٹتے ہوئے خلقت کے ہجوم میں سے گذرا ہو گا اور اُس کے شاگرد بڑے فخر اور آرزو کے ساتھ اُسے ملنے کو آئے ہونگے۔ اُس کا اقتدار کبھی اِس سے بڑھ کر بلندی تک نہ پہنچا تھا اور اُنہوں نے کبھی اپنے آپ کو دُنیا میں ایسا ممتاز محسوس نہیں کیا تھا اُن کا خاموش خداوند کیا ارادہ کر رہا ہے؟ اب کچھ نہ کچھ تو ضرور وقوع ہونے والا ہے جب پطرس اور یوحنا نے اُن کے پاس آکر کہا کہ "ہم بیت فگاہ کو ایک گدھی کا بچہ لینے جا رہے ہیں جس پر کبھی کوئی آدمی سوار نہیں ہوا وہ اُس پر سوار ہو کر یروشلیم کی طرف جلوس کے ساتھ جائے گا" تو اُن کا جوش اور بھی مشتعل ہو گیا۔ یہ خبر آن کی آن میں اُس پراگندہ ہجوم کے اندر پھیل گئی کچھ عجب نہیں کہ شاگرد قیاسی گھوڑے دوڑانے لگ گئے ہوں کہ کوئی بڑا بھاری موقع آنے والا ہے اور خدا کی بادشاہت نزدیک آگئی ہے۔ قدیم زمانہ میں اسرائیلی قاضی سفید گدھوں پر سواری کیا کرتے تھے اور ایک قدیم نبوّت مسیح کے بارے میں تھی کہ "صیون کی بیٹی۔ دیکھ تیرا بادشاہ تیرے پاس آتا ہے۔ وہ حلیم ہے اور گدھے پر بلکہ جوان گدھے پر سوار ہے"۔ اگر اُس روز بیت عنیاہ کے پراگندہ ہجوم میں ایسی خیالی باتیں شاگردوں کے دل میں ہوں تو اُن کو قصوروار نہیں سمجھنا چاہیئے۔

اُدھر وادی کے پار یروشلیم میں بھی ویسا ہی تہلکہ مچا ہوا تھا غیر ممالک کے

دائروں میں یہ جوش گلیل کے آدمیوں کے ذریعہ پھیل گیا ہے۔ اِس فسح کی تقریب پر اسرائیل کی ساری قوم کے نمائندے موجود ہیں۔ شہر میں پردیسی لوگوں کی بھیڑ لگ رہی ہے پہاڑی کی ڈھلوان پر ہر طرف خیمے اور ڈیرے لگے ہوئے ہیں اور دس لاکھ جوش سے بھرے ہوئے قوم پرست دُنیا بھر سے جمع ہیں اور ہر ایک آدمی کے لب پر اُسی کا ذکر ہے بہت سے لوگوں نے پیشتر کی عیدوں پر اُسے دیکھا یا اُس کے بارے میں سُنا تھا اور دُور دُور کے ممالک میں اُس کا چرچا گیا تھا۔ اُس کی نسبت مختلف قسم کی رائیں ہیں۔ اگرچہ عوام کو علم تھا کہ ہادیانِ دین اُس کے مخالف ہیں تو اس سے بہتوں کے دل میں اُس کی ہر دلعزیزی میں کمی واقع نہیں ہوئی اور اب آناً فاناً یہ افواہ پھیل گئی ہے اور جو قافلے بیتِ عنیاہ میں سے گذرتے ہیں وہ اِس کو پھیلانے میں مدد دے رہے ہیں کہ ناصرۃ کا یسوع جس نے لعزر کو مُردوں میں سے جِلایا جس کی بابت گلیل کہتے ہیں کہ وہ خدا کا مسیح ہے عید پر آ رہا ہے۔

ہاں! وہ مرنے کو آ رہا ہے۔ دو بار پیشتر اُس نے یروشلیم میں آنے کی کوشش کی ہے اور دونوں دفعہ اُنہوں نے اُسکے قتل کے درپے ہو کر اُس کو نکال دیا ہے اب وہ اُسے نہیں نکالینگے اب اُس نے خاموش اور محجوب طریقوں سے کام لینا چھوڑ دیا ہے۔ آج وہ علانیہ طور پر کھلم کھلا اپنے مسیح ہونے کا دعویٰ پیش کرتا ہے اور قوم سے اُسے تسلیم کرانا چاہتا ہے۔ اُسے معلوم ہے کہ اِس کا کیا انجام ہوگا۔

اِس طور سے وہ سادہ دھوم دھام کے ساتھ بیت عنیاہ سے سوار ہو کر نکلتا ہے اور اُس کے پیرو گویا خواب میں خوشی خوشی اُس کے ہمرکاب ہو لیتے ہیں۔ وہ عوام کے جوش کو دیکھ کر پھولے نہیں سماتے۔ سڑک کی دونوں طرف خلقت گویا کسی شاہی جلوس کو دیکھنے کے لئے صف بستہ ہے نعرے مارتا

ہوا ہجوم اُس کے آگے پیچھے ہے بستی میں سے ایک بڑا گروہ لعزر کے جلائے جانے کا چرچا کرتا ہوا اسکے ساتھ ہو لیتا ہے جوش دم بدم بڑھتا چلا جاتا ہے معمولی سڑک اُس کی سواری کے لئے اچھی حالت میں نہیں الگلیلی لوگ رستہ پر اپنے کپڑے بچھا رہے ہیں اور بعض درختوں سے ڈالیاں کاٹ کر راہ میں پھیلاتی ہے اور یروشلیم میں تعریف کے نعرے سنائی دیتے ہیں کہ "ہوشعنا! ہوشعنا! ابن داؤد کو ہوشعنا مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام پر آتا ہے اور اسرائیل کا بادشاہ ہے۔ عالم بالا پر ہوشعنا"۔

جب وہ بعض نعرے مار رہی ہے کہ "اسرائیل کا بادشاہ آتا ہے" اُس کے شاگردوں کے خیالات و اوہام کو سمجھنا کچھ مشکل نہیں ہے مگر یہ بغاوت کا خطرناک نعرہ ہے جسے اسکے دشمن غور سے سُن رہے ہیں چند روز میں اسی مضمون کا کتبہ حقارت آمیز مضحکہ سے اُس کی صلیب پر لگایا جائے گا۔ ہائے افسوس یہی نعرہ اُن کے جوش کا خاص سبب تھا۔ اُنہیں نہ تو راستبازی کی بھوک پیاس تھی۔ نہ اُس کے اعلیٰ تصورات سے مسرت تھی نہ اُسکی ذات کے ساتھ شخصی لگاؤ تھا گو اُس کے شمالی ہموطنوں میں یہ جذبہ بہت کچھ پایا جاتا تھا نہیں۔ بلکہ اُن کے دل میں ایک اسرائیلی بادشاہ کی اُمید موجزن تھی اُس دیوانہ ہجوم کے دیوانہ وار خیالات تھے وہ جوش میں آکر اپنی عقل سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے تھے اُن کا تو اب یہ تھا کہ یہوواہ اپنے لوگوں کو چھٹکارا دے رہا ہے اور لعزر کو جلانے والا عالی قدر صاحب معجزہ زبردست طاقت کے ساتھ سوار ہو کر دار السلطنت کی طرف جا رہا ہے۔ رومہ کی شاہی طاقت اُس کے آگے چکنا چور ہو رہی ہے اور پیلاطس اور اُس کا فوجی دستہ اُس کے آگے سے ایسا اُڑ جائے گا جیسے آندھی کے سامنے سے خس و خاشاک اُڑ جاتے ہیں مگر شاید یہ خیال سراسر جنون یا وہم کا نتیجہ نہ تھا

کیونکہ اُس روز ایسے آدمی وہاں موجود تھے جنہوں نے چالیس سال کے بعد ایک تیز رو انقلاب دیکھا جب کہ کامیابی کی اُمید اِس موقع کی نسبت کم تھی اور اُس نے یروشلیم میں روما کی طاقت کا صفایا کر دیا مگر وہ انقلاب کچھ عرصہ کے بعد ہولناک انتقام کی صورت میں اُن کے سر پر ٹوٹ پڑا اور اُن کے خوبصورت شہر کو برباد کر دیا اور اسرائیلی قوم کو ہمیشہ کے لئے مٹا ڈالا۔

یسوع جانتا تھا کہ اِس کا انجام کیا ہوگا اور کہ ایسی قوم کا جس کی علت غائی دُنیا کی روحانی پیشوائی تھی عظیم الشان روما کی دنیوی طاقت کے مقابل جنگ کا کیا نتیجہ ہوگا جب وہ خاموشی سے سوار چلا جا رہا تھا کیا کسی نے اُسکے چہرے پر غور سے نگاہ نہ کی؟ وہاں کسی تفخر اور مسرت کے آثار نہ تھے جو کسی پیشوا کی صورت میں اپنی قوم کے مرحبا کے نعروں کے سبب نظر آنے چاہئیں۔ وہ رحم دل اور نرم دل تھا جیسا کہ بے عقل بچوں کے ساتھ ہونا چاہئے مگر اُس کی آنکھ سنجیدگی سے کسی دُور کے وسیع منظر کو دیکھ رہی تھی اور اُس میں حد درجہ کے غم کی جھلک تھی وہ چہرہ ایک ایسے وطن پرست کا تھا جو اپنے ملک کے لئے آزردہ خاطر ہے یا ایسے بادشاہ کا جو ناکامیاب ہو کر مرنے کو جا رہا ہے۔

اب سڑک دفعتاً شمال کی طرف کو پھر جاتی ہے اور اِس زاویہ سے وہ شہر جو پہاڑ کے کونے سے چھپا ہُوا تھا یکبارگی بڑی شان کے ساتھ نظر آنے لگتا ہے۔ یہ یہودیوں کا بلکہ خدا کا شہر اور قومی یادگاروں کا مرکز ہے یہ یروشلیم تمام دُنیا کا فخر ہے کوئی اور منظر یہودی کے دل میں ایسا ولولہ پیدا نہیں کر سکتا تھا یسوع کے دل میں گو ایسے جذبات تو پیدا ہو رہے ہیں مگر اُن میں غم اور درد کی آمیزش ہے اِس سبب سے کہ وہ اپنی قوم اور اُن

کے عالی شان شہر کو آنے والی تباہی سے بچا نہیں سکتا کاش اُن لوگوں نے جو دُنیا میں اعلیٰ مقصد کے لئے پیدا ہوئے تھے اُسے قبول کیا ہوتا جسے خدا نے اُن کی ہستی کا مدُعا پورا کرنے کو بھیجا تھا تو اسرائیل اور اُن کے عمدہ شہر کا جو دُنیا کی روحانی سلطنت کا مرکز تھا کیسا شاندار مستقبل ہوتا۔

وہ اپنے خیالات کو بلند آواز سے ظاہر کر کے اپنے پیچھے آنے والوں کو کیسی حیرت میں ڈال دیتا ہے۔ "کاش کہ تُو اپنے اِسی دن میں سلامتی کی باتیں جانتا مگر اب وہ تیری آنکھوں سے چھپ گئی ہیں کیونکہ وہ دن تجھ پر آئیں گے کہ تیرے دشمن تیرے گرد مورچہ باندھ کر تجھے گھیر لیں گے اور تجھے اور تیرے بچوں کو تنگ کریں گے اِس لئے کہ تُو نے اُس وقت کو نہ پہچانا جب تجھ پر نگاہ کی گئی"۔ اُس کی آنکھوں کے سامنے یہ ہیبت ناک منظر تھا جسے اُس بھیڑ کے آدمیوں نے چالیس سال کے بعد اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ میدان میں چاروں طرف رومی فوج کے ڈیرے لگے تھے وہ خوبصورت شہر ہیڈرول کھنڈرات کا نقشہ بن گیا اور گدھ بے شمار صلیبوں پر منڈلا رہے تھے اور صلیب پر چڑھائے ہوئے یہودیوں کی سڑی ہوئی لاشوں کو کھانے کے لئے جمع ہو رہے تھے ملک اُجاڑ ہو گیا۔ لوگ یا تو قریباً معدوم ہو گئے یا غلام بنا کر بیچے گئے۔ اسرائیل کی قوم ہمیشہ کے لئے مٹا ڈالی گئی۔ "افسوس تُو نے اُس وقت کو نہ پہچانا جب تجھ پر نگاہ کی گئی"۔

پاس کے جن لوگوں نے یہ الفاظ سُنے اُن کے لئے وہ نہایت ہولناک تھے اُن کے دل گویا برفانی شکنجے میں پکڑے گئے۔ مگر شاید بہت لوگوں کے کان میں وہ باتیں نہ پڑیں۔ پہلی اناجیل میں اُن کا ذکر تک نہیں ہے۔ مقدس لوقا نے بہت عرصہ کے بعد اُن کو سُنا جلوس لاعلمی کی حالت میں خوشی

خوشی آگے بڑھتا گیا نعروں کی آواز بلند ہوتی گئی۔ بھیڑ میں سے بعض فریسیوں نے اُس سے کہا "اے استاد۔ اپنے شاگردوں کو ڈانٹ دے۔ اُس نے جواب میں کہا کہ اگر یہ چپ رہیں تو پتھر چلا اُٹھینگے"۔

جب وہ شور مچاتا ہُوا ہجوم شہر کے اندر داخل ہُوا تو پردیسی زائرین دوڑے آگے آئے اور پوچھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ بھیڑ نے ایسے طور سے جواب دیا کہ گویا فتح کا نعرہ مار رہے ہیں "یہ گلیل کے ناصرۃ کا نبی یسوع ہے"۔ حیرت زدہ کاہن اور فریسی غصے سے بھر کر ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ "سوچو تو کہ تم سے کچھ بن نہیں پڑتا دیکھو۔ جہان اُس کا پیرو ہو چلا"۔

بلاشبہ حاکموں کے لئے یہ تردد کا وقت تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ اگر اُس بھیڑ کا پیشوا چاہتا تو اُس رات یروشلیم کو رومی حکومت سے چھٹکارا دلا دیتا مگر کوئی انقلاب ظہور پذیر نہ ہُوا پیلاطُس اور اُسکے سپاہیوں کے امن میں کوئی خلل نہ پڑا۔ یسوع بیت عنیاہ کی طرف رخصت ہو گیا۔ ہیکل میں داخل ہُوا۔ یہ کہنا مشکل ہے کہ اُس بھیڑ کا کیا خیال تھا کیا وہ لوگ مایوس ہو گئے تھے؟ یا کیا وہ اُمید رکھتے تھے کہ کوئی زبردست حادثہ کچھ عرصہ کے بعد واقع ہونے والے ہیں؟

یہ دن واقعات سے پُر تھا۔ مگر کوئی صاف تحریر موجود نہیں کہ اُس کا خاتمہ کیونکر ہُوا۔ یہ توقع ہو سکتی ہے کہ اخیر پر ہیکل کو پاک صاف کرنے کی طرح کا کوئی عجیب ماجرا واقع ہُوا ہو جسے پہلے تین انجیل نویس اِس روز یا اِس سے دوسرے دن پر ہونا بیان کرتے ہیں۔ مگر مقدس یوحنا اُس کو واقعات کے سلسلے کے ابتدائی حالات میں درج کرتا ہے۔ اور یہ غیر اغلب ہے کہ یہ ماجرا دو دفعہ واقع ہُوا ہو۔ اگر اُس کو یہاں نہ رکھا جائے تو کھجور کے اتوار کا اختتام مقدس متی کے اُس دلچسپ بیان سے ہوگا جب چھوٹے بچے یسوع کے پاس جمع تھے۔ یسوع خدا کی

ہیکل میں داخل ہوئے۔ یہ اُس کے باپ کا گھر تھا جہاں وہ بارہ برس کی عمر میں پہلی دفعہ آیا تھا۔ جب وہ اُس روز ناگہاں چھپے نے بچوں کے جھنڈ میں جو فسح پر غالباً بچوں کی بڑی عبادت کے لئے ہیکل میں جمع ہوئے تھے آیا تو اُس کو یقیناً وہ پُرانا واقعہ یاد آگیا ہوگا اور چونکہ بچے اوروں کی نقل کرتے ہیں وہ بھی جیسا اُنہوں نے گلی کوچوں میں سُنا تھا اُس کو دیکھتے ہی بے اختیار اپنے پاؤں پر کھڑے ہوگئے اور پُکارنے لگے "ہوشعنا ابن داؤد کو ہوشعنا"۔ اتنے ہی الفاظ اُن کو یاد تھے۔ اِس سے یسوع نہایت خوش ہُوا مگر اُس کی خوشی سے اُدیان دین بہت بیزار ہوئے۔ سردار کاہنوں نے غضب آلودہ ہوکر اُس سے کہا "تُو سُنتا ہے کہ یہ کیا کہتے ہیں؟" یسوع نے کہا "ہاں مَیں سُنتا ہوں۔ کیا تم نے کبھی نہیں پڑھا کہ بچوں اور شیر خواروں کے مُنہ سے تُو نے حمد کو کامل کرایا؟" ۔

دوسری فصل

ملامت آمیز کلمات

اُس کھجور کے اتوار کے جلوس سے سردار کاہن کسی قدر ڈر گئے یسوع ناصری اُن کے قیاس سے بہت بڑھ کر طاقت ور تھا اور خاص اِس وقت وہ نہیں کہہ سکتے تھے کہ وہ اپنی طاقت کس طور پر استعمال کرے گا وہ غالباً ساری قوم کو اپنے گرد جمع کر کے روم کے خلاف بغاوت کا جھنڈا کھڑا کر لے گا۔ گو اُنہیں اِس خطرناک بات کا اندیشہ تھا مگر خوف کی سب سے بھاری وجہ یہ نہ تھی فی الحقیقت اگر اُسے بغاوت کرنی منظور ہوتی تو فریسی بھی اُس کے ساتھ ہو لیتے کیونکہ وہ از حد قوم پرست تھے۔ بڑی مشکل یہ تھی کہ یسوع مذہب کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتا تھا وہ مذہبی نظام میں انقلاب پیدا کرنا اور اُن کی مذہبی برادری کو الٹ دینا چاہتا تھا وہ بت شکن اور زبردست مصلح تھا اور ایک ایسی مذہبی جماعت کا جس پر اُن کے پیشواؤں کا فرقہ بڑی سختی سے حکمرانی کرتا تھا مخالف تھا۔

اس کا نتیجہ تو صاف تھا یا تو یہودی جماعت اپنے اندر پوری تبدیلی پیدا کرے یا یسوع ناصری مارا جائے وہ اس نتیجہ کا فیصلہ پیشتر ہی کر چکے تھے کہ

"یہودی قوم کا بال بیکا نہ ہو۔ اِس آدمی کا مرنا ضرور ہے"۔

مگر وہ ہوشیار لوگ تھے اُنہوں نے یہ بات معلوم کر لی تھی کہ اگر وہ اُس کو برملا پکڑ لیں تو لوگ اُن کے مخالف ہو جائیں گے موقع کا منتظر رہنا لازم ہے

جب فسح کے بعد لوگ اپنے اپنے گھر کو چلے جائینگے تو شاید اُن کو موقعہ مل جائے گا۔

اِس عرصہ میں اگر وہ اُس کو عوام میں یہ کہہ کر بدنام کر دیں کہ وہ اُن کے قومی جذبات کی پروا نہیں کرتا کہ وہ موسیٰ اور یہودی جماعت کا بدخواہ ہے۔ اور کہ وہ یہوواہ کے خلاف کُفر بکنے والا ہے یا اُس کو یہ کہہ کر حاکموں کے آگے رُسوا کریں کہ وہ حفظِ امن میں خلل انداز ہونے کے باعث خطرناک آدمی ہے تو اُن کا مقصد کچھ نہ کچھ پُورا ہو جائے گا۔ بہرصورت اُنکو احتیاط سے چلنا مناسب ہے۔

"اُس وقت فریسیوں نے جا کر مشورہ کیا کہ اُسے کیونکر باتوں میں پھنسائیں"
یہ اُن کا پہلا قدم تھا کہ اُسے اُس کی باتوں میں پھنسائیں۔ عوام اور حاکموں کے دل میں اُس کے خلاف بدظنی پیدا کریں۔ اُس کو اُس کی بے ریا سادگی کے باعث ایسے دام میں گرفتار کریں کہ اُس کو شُبہ تک نہ گذرے اور وہ کوئی ایسی بات منہ سے نکالے جس سے وہ خود اپنا گلا کاٹ لے۔

پس سوموار اور منگل کے روز جب وہ ہیکل میں تعلیم دے رہا تھا اُنہوں نے جاسوس ٹھہرا رکھے کہ عبادت کے درمیانی وقفوں میں اُس سے سوال پُوچھیں بعض سوال ہم کو بتائے گئے ہیں۔ یہودی جزیہ دینا پسند نہیں کرتے تھے جیسا کہ ہم میں سے بھی اکثر نہیں کرتے جزیہ کا ادا کرنا جب وہ غیر ملکی حاکموں کے نیچے غلامی کا نشان ہوتا ہے تو اور بھی قابلِ نفرت ہو جاتا ہے چالباز پیشوا خود اپنے سوال لے کر نہ آئے۔ اِس سے اُن کی قلعی کُھل جاتی اُنہوں نے اپنے چیلوں کو اپنے مخالف ہیرودیوں کے ساتھ بھیجا گویا کہ وہ آپس میں اِس معاملہ کے بارے میں بحث کر رہے ہیں۔ یہ سازش کرنے والے بھولی صورت بنائے اُس

بڑے ربّی کے پاس آئے تاکہ وہ اُن کے شُبہات کا فیصلہ کر دے۔ وہ خوب اچھی طرح سے تیار کئے ہوئے تھے: "اے اُستاد ہم جانتے ہیں کہ تُو سچا ہے اور سچائی سے خدا کی راہ کی تعلیم دیتا ہے اور کسی کی پروا نہیں کرتا کیونکہ تُو کسی آدمی کا طرفدار نہیں پس ہمیں بتا کہ تُو کیا سمجھتا ہے؟ قیصر کو جزیہ دینا روا ہے یا نہیں؟"

یہ چھوٹا سا چالاکی کا پھندا تھا۔ اگر وہ "ہاں" کہے تو عوام اُس کے خلاف اُٹھینگے اور اگر وہ کہے "نہیں" تو وہ باغی سمجھا جائے گا۔ قوم پرست کسی قدر راستی پر تھے اور قیصر بھی کسی قدر حق بجانب تھا کیونکہ اُسے حکمرانی کے اور شاہی سڑکوں کی مرمت وغیرہ کے اخراجات ادا کرنے پڑتے تھے مگر یسوع نے ایسی بحث سے پہلو تہی کی۔ "اے ریاکارو مجھے کیوں آزماتے ہو؟ جزیے کا سکّہ مجھے دکھاؤ۔ یہ صورت اور نام کس کا ہے؟" اُنہوں نے کہا "قیصر کا"۔ "پس اُس کا سکّہ استعمال کرنے سے تم اُس کا اختیار تسلیم کرتے ہو۔ پس جو قیصر کا ہے قیصر کو اور جو خدا کا ہے خدا کو ادا کرو"۔ اور وہ لوگوں کے سامنے اُس کی بات کو پکڑ نہ سکے۔

تھوڑی دیر کے بعد صدوقی جو قیامت کے منکر تھے اُسکے پاس آئے تاکہ اُس عورت کا پرانا بوسیدہ قصّہ پیش کر کے جس نے سات خاوند کئے تھے اُسکی ہنسی اُڑائیں۔ "سو وہ قیامت میں اُن ساتوں میں سے کس کی بیوی ہوگی؟" مگر ایسی بے موقع ہلکے درجے کی بات اُس کی طبیعت کے خلاف تھی۔ لوگ سُن رہے ہیں اور تھوڑی سی دیر میں وہ اُن کو ایک بلند سطح اور اُس فضا تک اُٹھانے والا ہے جہاں محبت کے رشتے روحانی اور لطیف ہو جاتے ہیں۔ "تم گمراہ ہو اس لئے کہ نہ کتاب مقدس کو جانتے ہو نہ خدا کی قدرت کو کیونکہ قیامت میں بیاہ شادی نہ ہوگی۔ بلکہ لوگ فرشتوں کی مانند ہونگے اور مُردوں کے جی اُٹھنے کی بابت جو کچھ موسیٰ نے تمہیں سکھایا کیا تم نے نہیں پڑھا کہ خدا

ابراہیم اور اضحاق اور یعقوب کا خدا ہے۔ اب وہ مُردوں کا خدا نہیں بلکہ زندوں کا ہے۔ وہ سب اُس کی نگاہ میں زندہ ہیں۔ پس تم بڑے گمراہ ہو۔" یہ اُن کے اعتقادوں کے لحاظ سے منہ توڑ جواب تھا اور عوام نے اِس کو نہایت پسند کیا بلکہ بعض فقیہوں نے بھی اُس کی تعریف کر کے کہا۔ "اے اُستاد۔ تُو نے خوب فرمایا۔"

تب فریسیوں نے آپس میں مشورہ کیا اور ایک عالمِ شرع کو بھیجا کہ اُس سے فلسفہ کا ایک متنازعہ سوال پوچھ کر اُسے آزمائے۔ فقیہوں کے روایتی نام نہاد اخلاقی امور اور احکام میں سے بعض بڑے ضروری اور بعض کم ضروری تھے اور فریسیوں اور ربیوں کے ہمیشہ دلوں میں یہ جھگڑا لگا رہتا تھا کہ کونسے احکام بڑے درجے کے اور کونسے ادنیٰ ہیں۔ وہ چاہتے تھے کہ اِس نئے ربّی سے علانیہ طور پر اِس کا فیصلہ کرائیں۔ "اے اُستاد۔ توریت میں کونسا حکم بڑا ہے؟" یسوع نے پھر اندازِ کرم سنجیدگی سے جواب دیا اور اُس کے عمدہ فتوے سے ربیوں کی تمام کج بحثی کا خاتمہ ہو گیا۔ "تُو خداوند خدا اپنے خدا سے اپنے سارے دل سے محبت رکھ۔ پہلا اور بڑا حکم یہی ہے۔ اور دوسرا اُس کی مانند یہ ہے کہ اپنے پڑوسی سے اپنے برابر محبت رکھ۔ یہی دونوں حکم سارے مذہب کا مرکز ہیں۔"

سامعین پر بڑا گہرا اثر ہوا۔ بلکہ اُس سائل عالمِ شرع نے بھی بڑی لطافت سے اپنی خوشنودی کا اظہار کیا۔ وہ اپنے ساتھی سازش کرنے والوں کے گمان سے زیادہ بہتر آدمی تھا۔ "اے اُستاد کیا خوب۔ تُو نے سچ کہا ہے۔ خدا سے اپنے سارے دل سے اور اپنے پڑوسی سے اپنے برابر محبت رکھنی سب سوختنی قربانیوں اور ذبیحوں سے بڑھ کر ہے۔" یسوع نے سمجھ لیا کہ وہ کھرا آدمی ہے اور اُس کی طرف دیکھ کر ہمدردی اور خوشنودی کا اظہار کیا۔ "تُو خدا کی بادشاہت سے دُور نہیں۔" اور پھر کسی نے اُس سے سوال کرنے کی جرأت نہ کی۔"

مگر وہ سستے نہ چھوٹے۔ اب یسوع کی سوال کرنے کی باری تھی۔ "تم مسیح کے حق میں کیا سمجھتے ہو؟ وہ کس کا بیٹا ہے؟ اگر داؤد اُس کو خداوند کہتا ہے تو وہ اُس کا بیٹا کیونکر ٹھہرا؟"

"ایک اور سوال سنو۔ ایک آدمی کے دو بیٹے تھے۔ اُس نے انہیں اپنے انگورستان میں کام کرنے کے لئے بھیجا۔ پہلے نے انکار کیا مگر پیچھے پچھتا کر گیا۔ دوسرے نے جواب دیا اچھا جناب۔ مگر گیا نہیں۔ ان دونوں میں سے کون اپنے باپ کی مرضی بجا لایا؟" انہوں نے فوراً بلا سوچے اور بغیر اُس کے سوال کا رُخ معلوم کرنے کے جواب دیا۔ "پہلا"۔

اُس نے جواب دیا کہ "ہاں پہلا۔ اور تم وہ دوسرا بیٹا ہو۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ محصول لینے والے اور کسبیاں تم سے پہلے خدا کی بادشاہت میں داخل ہوتی ہیں"۔

پھر اُس نے اُن کے سامنے عوام کی طرف مخاطب ہو کر اُن کو ایک مختصر سی تمثیل کے ذریعہ بتایا کہ خدا نے اُن پر اختیار کر کے اسرائیلی تاکستان اُن شریر باغبانوں کے سپرد کیا اور انہوں نے اُن نوکروں کو جو پھل لینے کو آئے تھے سنگسار کیا اور آخر اس سے بڑھ کر اس جرم کا ارتکاب کیا کہ اُس کے پیارے بیٹے کو قتل کر ڈالا۔ "پس جب وہ باغ کا مالک آئے گا تو اُن باغبانوں کے ساتھ کیا کرے گا؟ کیا وہ انہیں بُری طرح ہلاک نہ کرے گا اور باغ اوروں کو نہ دے دیگا؟"

حیرت زدہ لوگوں نے جواب دیا "خدا نہ کرے"۔

اُس نے کہا کہ "نہیں۔ بلکہ خدا ایسا ہی کرے گا۔ میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہت اسرائیل سے لے لی جائیگی اور اُس قوم کو جو اُس کے پھل لائے

دے دی جائے گی۔"

پھر جب وہ مژدہ رچہ والے جنہیں خدا نے اپنا گلہ سپرد کیا تھا اُس کے سامنے دبکے ہوئے کھڑے تھے خداوند کے اندر غصہ کی آگ بھڑک اٹھی۔ جیسے کوئی آقا اپنے نمک حرام نوکروں کو سرزنش کرتا ہے اُس نے اُن کو عوام کے سامنے برملا ذلیل کیا اور اُن کو اپنے سخت غضب کے ایسے کوڑے لگائے کہ وہ عمر بھر کبھی نہ بھولے ہونگے۔

"اے ریاکار فقیہو اور فریسیو۔ تم پر افسوس ہے کہ آسمان کی بادشاہت لوگوں پر بند کرتے ہو کیونکہ نہ تو آپ داخل ہوتے ہو اور نہ اوروں کو داخل ہونے دیتے ہو جو ایک مرید کرنے کے لئے تری اور خشکی کا دورہ کرتے ہو اور اُسے اپنے سے دُونا جہنم کا فرزند بناتے ہو۔ اے اندھے راہ بتانے والو تم پر افسوس ہے جو مچھر کو تو چھانتے ہو اور اُونٹ کو نگل جاتے ہو جو پودینے اور سونف اور زیرے پر دہ یکی دیتے ہو اور شریعت کی زیادہ بھاری باتوں اور انصاف اور رحم اور ایمان کو چھوڑ دیتے ہو جو پیالے اور رکابی کو اوپر سے صاف کرتے ہو مگر وہ اندر لوٹ اور ناپرہیزگاری سے بھرے ہیں۔ تم پر افسوس ہے کہ تم سفیدی پھری ہوئی قبروں کی مانند ہو جو اوپر سے تو خوبصورت دکھائی دیتی ہیں مگر اندر ریاکاری اور بے دینی سے بھری ہیں۔ تم پر افسوس ہے کہ نبیوں کے مقبرے بناتے ہو اور اُن کو آراستہ کرتے ہو جن کو تمہارے باپ دادا نے قتل کیا تھا اور کہتے ہو کہ اگر ہم ہوتے تو اُن کے خون میں شریک نہ ہوتے۔ اپنے باپ دادا کا پیمانہ بھر دو۔ خدا نبیوں اور داناؤں کو تمہارے پاس بھیجتا ہے۔ تم اُنہیں قتل کرو گے اور کوڑے مار کر شہر بشہر ستاتے پھرو گے۔ سب راستبازوں کا خون جو زمین پر بہایا گیا ہابل کے خون سے زکریاہ کے خون تک جسے تم نے مقدس اور قربانگاہ

کے درمیان قتل کیا۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ یہ سب کچھ اِس زمانے کے لوگوں پر آئے گا"

"اور یسوع ہیکل سے نکل کر باہر چلا گیا"۔ اور اُس میں پھر کبھی داخل نہ ہوا۔

غصہ ور ابن اللہ نے اُن لوگوں کے حق میں جنہوں نے اپنی امانت میں خیانت کی تھی ایسی باتیں کہیں یہ دردمند مسیح کے مزاج کا سنجیدہ مکاشفہ ہے اس زمانہ میں لوگوں کے دل میں ایک قسم کا ہلکا اور سُست اعتقاد ہے کہ خدا اس وقت گناہ پر بالکل سخت غصہ نہیں ہوتا۔ کہ وہ مہربان نیک طبع اور آرام طلب باپ ہے جو بدی کو محض کمزوری سمجھتا ہے اور جو اپنے بچے سے کہتا ہے کہ رونا بند کرو اور خوش رہو۔ معاذ اللہ۔ جیسا قدیم زمانہ میں وہ انسان سے کلام کرتا تھا اب بھی اُسی طرح کرتا ہے بہت لوگ توبہ کی پشیمانی کی بیتابی میں اپنے آپ کو ویسی ہی سخت باتیں سُناتے ہیں اس لئے کہ وہ خدا کی آواز کو اپنے اندر سے ہی کلام کرتے سُنتے ہیں مُبارک ہے وہ جو اپنے آپ سے ایسی باتیں سُنتا اور کہتا ہے وہ خدا کے بارے میں بہت سی مفید باتوں کو جلد معلوم کریگا ✦

تیسری فصل

غدار

اس طور پر جب وہ آخری بار ہیکل سے نکل گیا تو اُس نے فی الحقیقت اپنی موت کا فتویٰ اپنے اوپر دے دیا۔ لوگوں کی بھیڑ کے سامنے اُس نے تمام بادیانِ دین کو ایسی پھبتیاں سنائیں کہ اگر وہ اس سے چشم پوشی کریں تو وہ کبھی پبلک میں منہ نہ دکھا سکینگے۔ اب یا تو یسوع دب جائے گا اور یا وہ مغلوب ہونگے۔

اُس رات جب وہ شاگردوں کے ساتھ آرام کر رہا تھا تو بارہ میں سے ایک غیر حاضر تھا۔ مذہبی پیشواؤں نے ایک ضروری اجلاس فراہم کیا تھا۔ ناصرۃ کے یسوع کا منہ جلد بند کرنا چاہتے تھے۔ مگر سوال یہ تھا کہ کیونکر کیا جائے کیونکہ لوگ اُس کے طرفدار تھے۔ اتوار کے جلوس کا نتیجہ خاطر خواہ نہ نکلا تھا اس لئے وہ مایوس ہو گئے تھے۔ ان کا جوش ٹھنڈا پڑ گیا تھا بعض مخالف ہو رہے تھے۔ باوجود اس کے یسوع اُن پر بڑی مضبوط گرفت رکھتا تھا۔ "وہ عوام کی غیر حاضری" میں ہی پکڑا جا سکتا تھا اور اس جوش والے ہفتہ میں لوگوں کی بھیڑ ہر وقت چاروں طرف تھی اس لئے جب تک لوگ اپنے گھر نہ چلے جائیں انتظار کرنا ضرور تھا۔ وہ سب سے منتظر رہینگے کہ کیا موقع پیش آتا ہے۔

وہ موقع اُن کی توقع سے بڑھ کر نزدیک تھا۔ باہر چاندنی رات کی پرچھائیں میں ایک آدمی چھپ چھپ کر جا رہا ہے اور پہرہ والوں کا افسر اُس کو آواز دے رہا ہے کہ تو کون ہے؟ وہ آدمی کہتا ہے کہ "مجھے مجلس میں لے چلو۔ ناصرۃ

کے یسوع کے بارے میں کوئی بات سچ ہے"۔

اِس طعنہ پر وہ غدار اُن مشورت کرنے والوں کے رُوبرُو آیا۔ اُنہوں نے اِس کو اپنی خوش قسمتی سمجھا کہ یسوع کا ایک اپنا ہی گھر کا دوست اُسے غافل پا کر اُس کو پکڑوا دے گا۔ وہ خوش ہوئے اور اُسے روپے دینے کا اقرار کیا۔ اُس نے مان لیا اور موقع ڈھونڈھنے لگا کہ اُسے بغیر ہنگامے کے اُن کے حوالے کر دے۔

اِن چند الفاظ میں انجیل نویس ایک ایسی دغابازی کے ہولناک عمل کا بیان کرتا ہے جس کی نظیر بنی آدم کی تواریخ میں پائی نہیں جاتی اور جو حیرت زدہ دُنیا کے آگے اُس آدمی کے ماتھے پر نمک حرامی اور غداری کے کلنک کا ٹیکا لگاتا ہے جس نے دوست بن کر اپنے آقا کو جو اُسے پیار کرتا تھا قتل کے لئے حوالے کر دیا۔

کیا کوئی اِس کا سبب بیان کر سکتا ہے؟ لوگ کہتے ہیں کہ لالچ اُس شخص کا خاص عیب تھا اور کہ اُس نے تیس روپیوں کی خاطر اپنے آقا کو ہولناک موت کے لئے پکڑوا دیا مگر یہ کمزور اور ناکافی وجہ معلوم ہوتی ہے۔ اِس سے تسلی نہیں ہوتی۔ یہ سچ ہے کہ وہ حد درجے کا خبیث تھا مگر کوئی آدمی ایسی بے بیان خباثت کا فعل چند روپیوں کی رشوت کی خاطر نہیں کرتا اور پھر اُس زرِ رشوت کو دینے والے کے منہ پر نہیں پھینک مارتا۔ علاوہ ازیں اُس کا فعل واقعات اور اُس کی اپنی سیرت کے ساتھ مطابقت نہیں کھاتا۔

کیونکہ اِس آدمی کی سیرت میں محض کمینہ پن کی زر دوستی سے کچھ بڑھ کر بھی تھا۔ تین سال پیشتر وہ ایک ہوشیار دیندار نوجوان یہودی تھا جو مذہب اور مسیح کے متعلق امیدوں میں دلچسپی رکھتا تھا۔ ایک روز وہ یسوع ناصری سے ملا اور دونوں کے دل میں ایک دوسرے کے لئے کشش پیدا ہو گئی ورنہ یسوع کبھی اُس کو

رسولوں کی رفاقت میں شریک نہ کرتا اور نہ یہوداہ اُس کی بُلاہٹ کو قبول کرتا اور چند سفری منادوں کی بالائی یافت سے اُسے کس قدر آمدنی کی اُمید ہو سکتی تھی؟ یہوداہ اوروں کی طرح سب کچھ چھوڑ کر اُس کے پیچھے ہو لیا تھا اور جب بہتیرے اُس کے ساتھ نہ رہے" تو وہ برابر اُس کے ساتھ رہا۔ وہ کوئی عجیب الخلقت آدمی نہ تھا بلکہ ہماری طرح انسان تھا۔ اُس میں نیکی کا بڑا بھاری امکان تھا اور بدی کا بھاری امکان بھی تھا۔ ہم اُس کی عیب پوشی نہیں کرتے بلکہ اُس کے فعل کی غرض کو سمجھنا چاہتے ہیں۔

اِس میں کچھ شک نہیں کہ وہ لالچی تھا مگر یہی کافی وجہ نہ تھی۔ اب اگر ہم بلند نظری کو اُس کا غالب جذبہ قرار دیں تو شاید اُس کی حرکت بہتر طور پر سمجھ میں آ سکے۔ غرض کہ اُس کو اعلیٰ مراتب کی ہوس میں ناکامیابی حاصل ہوئی۔ اِس سے دلسوزی پیدا ہوئی اور دلسوزی سے یسوع سے مفارقت اور مفارقت سے مخالفت اور مخالفت کا انجام دغابازی ہوا۔ اُس کا خیال تھا کہ یسوع ایک دُنیاوی بادشاہت قائم کرنے آیا ہے اُن سب کا یہی خیال تھا اور یعقوب اور یوحنا کی طرح وہ کوئی بڑا عہدہ چاہتا تھا۔ اِس میں اُسے مایوسی ہوئی۔ وہ ادنیٰ درجہ پر تھا اور اُس کو پہلے تین کا رتبہ نصیب نہ ہوا۔ میرے خیال میں وہ واحد یہودیہ کا رہنے والا گلیلی رسولوں کی جماعت میں شیر و شکر نہ ہوا۔ اِس لئے جب اُس نے دیکھا کہ اَور اُس کے مقابلہ میں پہلے چنے گئے مثلاً پہاڑ پر یا سردار کے گھر میں یا تبدیل صورت کے پہاڑ پر تو اُس کے دل میں حسد اور دشمنی پیدا ہو گئی۔ جُوں جُوں وقت گذرتا گیا بادشاہت کا خیال بھی کچھ مشکوک ہوتا گیا۔ معلوم ہوتا تھا کہ یسوع بادشاہ بننے کے خیال کو پسند نہیں کرتا تھا۔ اُس نے اپنی شہرت کا فائدہ نہ اُٹھایا۔ جب اُنہوں نے اُسے بادشاہ بنانا چاہا تو اُس نے انکار کر دیا۔ یہوداہ بدظن بیزار اور دل برداشتہ ہو گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ کھجور کے اتوار کے جلوس کے بعد معاملہ حد تک پہنچ گیا۔ اُس ہجوم عوام کے فاتحانہ جلوس اور اسرائیل کا بادشاہ خدا کے

نام سے تھ کے بلند نعروں نے سب کے دلوں میں پُرجوش اُمید پیدا کر دی تھی۔ ایسا نظر آتا تھا کہ یسوع اِس موقع کو ہاتھ سے جانے نہیں دے گا مگر اُس نے جانے دیا اور جوش ٹھنڈا پڑنے دیا۔ مذہبی پیشواؤں کو سختی سے ملامت کرنے سے اُس نے کامیابی کے آخری امکان کو خاک میں ملا دیا۔ یہوداہ سالوں تک ایک بے سُود بات کے پیچھے سرگرداں رہا اور جب اُس کی اُمید بر نہ آئی تو وہ اُس خیالی نعمتیں دیکھنے والے سے جس نے اُسے مایوس کر دیا تھا سخت ناراض ہو گیا۔

باقی رسول بھی ناراض ہو گئے تھے مگر اُن کا مزاج نہ بگڑا وہ یسوع پر بھروسا رکھتے تھے۔ وہ اُس کے ساتھ ایسے دل بستہ تھے کہ جب تک وہ اُن کے ساتھ تھا اُن کو کسی بات کی پرواہ نہ تھی۔ یہوداہ کا حال اِس سے مختلف تھا۔ بہت عرصہ سے اُس کے اور اُس کے آقا کے درمیان کوئی بات حائل ہو رہی تھی ممکن ہے کہ کوئی پوشیدہ گناہ جو اُسکی بلند نظری اور حرص کے علاوہ تھا یا کوئی ایسی چیز اُس کی رُوح کو اندر سے کھوکھلا کر رہی تھی جس کی وجہ سے وہ یسوع کی حضوری سے جھجکتا اور گریز کرتا تھا کیونکہ وہ اُس کے دل کی تہ کو دیکھ سکتا تھا اور جب وہ یسوع سے بیگانہ ہو گیا تو کوئی چیز اُس کی رُوح کی ابتری کو روک نہیں سکتی تھی۔ ہم رُوح کے اندرونی خیالات کے سلسلے کو جو گناہ کے اثرات سے دب گئی ہے معلوم نہیں کر سکتے۔ جب آخرکار انجیل نویس کے ہولناک الفاظ کے مطابق شیطان اُس میں سما گیا ہے تو شاید راقم کو یہ مدِنظر تھا کہ اِس کا مطلب لفظی طور سے سمجھا جائے۔ بحیثیت رُوح شاگرد اسکے سوا اُسکے نجس کام کی اور کوئی وجہ خیال میں نہیں لا سکتے تھے وہ شیطان کے قابو میں اور دیوانہ تھا۔ وہ آقا کے خلاف ایسا سخت غصہ میں تھا کہ اُسکو نقصان پہنچانے پر تُلا ہوا تھا۔ اُسکے سر پر ایسا خوفناک بھوت سوار تھا کہ وہ نہیں دیکھ سکتا تھا کہ وہ کیسا ہولناک کام کر گذریگا۔ ہم آگے چل کر دیکھیں گے کہ ایک ایسا وقت آیا جب اِس فعل کی پلیدگی اُسکی سمجھ میں آگئی ✚

چوتھی فصل

آخری عشا

بُدھ کی بابت ہم کچھ نہیں جانتے یسوع اُس روز شہر میں نہ آیا۔ بھیڑ اُس کی تلاش میں تھی مگر وہ نہ ملا۔ وہ یا تو بیت عنیاہ والے گھر کی خلوت میں یا پہاڑ کے کسی خاموش تنہا مقام میں اکیلا انجام کی تیاری کرتا رہا اور بیچ بیچ میں وہ غالباً بارہ کے ساتھ رفاقت میں مصروف ہو جاتا تھا اور آنے والے دنوں کے لئے اُن کو مضبوط کرتا تھا۔ ممکن ہے کہ اگلی شام کی لمبی تقریریں جو مقدس یوحنا نے درج کی ہیں اسی سنجیدہ خیال پیدا کرنے والے گوشۂ تنہائی سے تعلق رکھتی ہوں۔ وہ عشا کے تمام واقعات کے بعد ایک ہی وقت کے لئے ذرا طویل اور تعداد میں عظیم وہ ہیں۔

جمعرات کی شام سے پہلے

جمعرات کی شام فسح کے برّے کی ضیافت کا وقت تھا اور شاگرد اُس سے پوچھتے ہیں کہ تُو کہاں چاہتا ہے کہ ہم تیرے لئے فسح کھانے کی تیاری کریں؟ لیکن اُس نے اُنہیں جھٹ پٹ کیوں نہ بتا دیا؟ اُس کا جواب یہی یاد دلاتا ہے کہ وہ اُس ہفتے میں ہر وقت خطرے میں تھا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اُن لوگوں سے جو اُس کے پیچھے پڑے ہوئے تھے کیسی خبرداری سے چوکس رہتا تھا تاکہ وہ کہیں وقت سے پہلے پکڑا نہ جائے۔ اُس کا ارادہ کسی کو پہلے سے معلوم نہ ہو تاکہ عوام میں یہ خبر معلوم نہ ہو جائے خصوصاً یہوداہ کو اس کا علم ہونا نہیں چاہئے۔ پطرس اور یوحنا بھی روانہ ہونے سے پیشتر کچھ نہیں جانتے۔ وہ شہر

میں جاؤ اور جہاں عورتیں کوئیں میں سے پانی بھر کر لے جاتی ہیں وہاں تمہیں ایک غیر معمولی منظر دکھائی دے گا یعنی ایک آدمی پانی کا گھڑا اٹھائے ہوئے تمہیں ملیگا۔ یہ خفیہ نشان ہے وہ تمہارے انتظار میں ہوگا اور بغیر کچھ کہے چلتا جائے گا جس گھر میں وہ داخل ہو اسکے پیچھے ہو لینا"۔

گھر کا مالک ضرور اُس کا شاگرد ہوگا۔ یہ ایک دلچسپ قیاس ہے کہ وہ یوحنا مرقس کا باپ تھا جس کا بالاخانہ بعد میں رسولوں کے اکٹھے ہونے کا پسندیدہ مقام تھا اگر یہ صحیح ہو تو ایک چھوٹا سا عجیب واقعہ اس جگہ ٹھیک چسپاں ہوتا ہے۔ مرقس ایک شخص کے پکڑے جانے کا بیان کرتا ہے جو صرف ایک مہین چادر اوڑھے ہوئے تھا۔ جب سپاہیوں نے اُسے پکڑا تو وہ چادر چھوڑ کر ننگا بھاگ گیا۔ انجیل کے پڑھنے والے حیران ہوتے ہیں کہ یہ واقعہ کیوں زبردستی یہاں داخل کیا گیا ہے۔ اس موقع پر اسکے بیان کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ غالباً مرقس ایک ایسی تصویر دکھاتا ہے جو اسکے حافظہ میں نہایت نمایاں ہے اور وہ اُس کی اپنی ہی تصویر ہے۔ اپنے خیال میں اُس غدار کو دیکھو جو لوگوں کو لے کر پہلے اُس بالاخانہ میں گیا ہوگا جہاں اُس نے یسوع کو چھوڑا تھا اور جب اُسے وہاں نہ پایا تو گتسمنی باغ کو اُس کی تلاش میں گیا ہوگا اور جوان مرقس جلدی سے بستر پر سے اُٹھ کر اُن کے آگے بھاگا ہوگا تاکہ رسولوں کو آگاہ کرے اور سپاہیوں نے اُسے رستہ میں روک لیا ہوگا۔ اس قیاس سے یہ چھوٹا سا واقعہ کیسا قدرتی اور دلچسپ ہو جاتا ہے۔

اور جب گھڑی آ پہنچی وہ بارہ رسولوں کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھا تین سال اکٹھے خوشی سے بسر کرنے کے بعد وہ الوداعی عشاء میں شریک ہوئے ہیں آج کی رات اُس کا دل خاص رقت آمیز جذبات سے بھرا ہے عجب

یسوع نے جان لیا کہ میرا وقت آپہنچا کہ دُنیا سے رُخصت ہو کر باپ کے پاس جاؤں تو اپنے لوگوں سے جو دُنیا میں تھے جیسی محبت رکھتا تھا آخر تک محبت رکھتا رہا۔" مجھے بڑی آرزو تھی کہ دُکھ سہنے سے پہلے یہ فسح تمہارے ساتھ کھاؤں تم وہ ہو جو میری آزمائشوں میں برابر میرے ساتھ رہے"۔

ہاں وہ برابر اُس کے ساتھ رہے تھے تو بھی اِس نازک موقع پر اُنہوں نے خوش اخلاقی اور فروتنی کا رویّہ اختیار نہ کیا۔ اُن نیک طینت مگر بد اخلاق بچّوں کی سی روش کیسی مایوسی بخش تھی۔ بیٹھنے کی نشست کے متعلق اُن میں تکرار ہوئی کہ ہم میں سے سب سے اُونچی جگہ کون بیٹھے معلوم ہوتا ہے کہ یہوداہ نے بھی جس کی جیب میں تیس روپے تھے اعلیٰ جگہ کے لئے کوشش کی بہرصورت اُس کو خداوند کے پاس جگہ مل گئی بعد میں اُس کی خواہش ہوتی کہ کاش اُسے وہ جگہ نہ ملتی۔

یسوع خاموش تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ اُس کی توجہ اِس طرف نہیں ہے مگر اُنہوں نے جلد دیکھ لیا کہ اُسے سب کچھ معلوم ہے کیونکہ اِس سے تھوڑی دیر بعد جب ہاتھ دھونے کی رسم ادا کی جارہی تھی اُس نے "دسترخوان سے اُٹھ کر کپڑے اُتارے اور رُومال لے کر اپنی کمر میں باندھا۔ . . . اور شاگردوں کے پاؤں دھونے اور جو رُومال کمر میں بندھا تھا اُس سے پونچھنے شروع کئے۔" اُنہوں نے کمرے کے اندر آتے وقت اپنی جُوتی اُتار دی تھی۔ اور گرم تھکے ہوئے اور گرد آلودہ پاؤں کے ساتھ کھانے پر بیٹھ گئے تھے عموماً کھانے کے وقت نوکر پاؤں دھویا کرتے تھے مگر اِس موقع پر سوائے خداوند عالمیان کے جس نے اکثر اوقات اُنہیں سکھایا تھا کہ سب سے بڑا وہ ہے جو خدمت کرتا ہے کوئی غلام یا ایسا فروتن شخص وہاں موجود نہ تھا جو اِس خدمت

گوارا کرے۔ وہ تکتے کے تکتے رہ گئے اور اپنے آپ کو ملامت کرتے ہوئے خاموش رہے جب تک کہ وہ پطرس تک نہ پہنچا۔ پطرس نے اُسے کہا "اے خداوند ہرگز نہیں۔ تُو میرے پاؤں ابد تک کبھی دھونے نہ پائے گا"۔ یسوع نے جواب دیا "پطرس، اگر میں تجھے نہ دھوؤں تو تُو میرے ساتھ شریک نہیں"۔ پھر وہ اپنے معمول جوشیلے پن سے اِس کے مقابل دوسری حد تک پہنچ گیا اور کہنے لگا۔ "اے خداوند صرف میرے پاؤں ہی نہیں، بلکہ ہاتھ اور سر بھی دھو دے"۔

اِس طور پر اُس نے سب کے پاؤں دھوئے۔ ذرا غور کرو کہ اُس نے یہوداہ کے پاؤں دھوئے۔ اور کہ اُس آدمی کے دل میں کیسی پوشیدہ ہیبت چھا گئی ہوگی کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ وہ پاؤں اُسے کل کی رات کہاں لے گئے تھے اور جب پھر اپنی جگہ بیٹھ گیا تو اُس نے بڑی نرمی سے اُن کو سرزنش کی "جب مجھ خداوند اور اُستاد نے تمہارے پاؤں دھوئے تو تم پر بھی فرض ہے کہ ایک دوسرے کے پاؤں دھویا کرو۔ میں نے تم کو دھویا ہے اور تم پاک ہو لیکن سب کے سب نہیں"۔ ہاں افسوس ہے کہ وہ سب کے سب پاک نہ تھے۔ کیا یہ یہوداہ کے لئے آگاہی کے الفاظ تھے کہ یسوع سب کچھ جانتا ہے؟ کیا یہ پچھلا قدم اُٹھانے سے پیشتر آخری بار اُسے راہِ راست پر لانے کے لئے کہا گیا تھا؟ کیا اُس نمک حرام نے ریاکاری کے تبسم سے اُس کی ہمدردی کو اُس کے سر پر دے مارا ہوگا؟ کیونکہ یسوع فوراً اپنے دل میں گھبرایا اور کہنے لگا کہ "میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ تم میں سے ایک شخص مجھے پکڑوائے گا"۔

اُس رات اُن کے دلی احساس کا اثر ہم پر اُس جواب سے بڑھ کر کسی بات سے ظاہر نہیں ہوتا جو اُنہوں نے اپنی ناگہانی گھبراہٹ میں دیا۔ سب کچھ اُلٹ پلٹ گیا۔ جذبات کشیدہ ہو گئے۔ بیچارے شاگرد اُس پاؤں دھونے کے

عمل سے ایسے خاکسار ہو گئے اور اپنے دل میں اپنے آپ کو ایسی ملامت کرنے لگے کہ اُس وقت اُن کو خود بھی شبہ پڑ گیا کہ شاید وہ کلمات اُنہی پر صادق آتے ہیں۔ ہر ایک اُس سے کہنے لگا کہ کیا میں ہوں؟ بعد میں اُن کو اُس غدار کی قابلِ نفرت سخت بے باکی یاد آئی کہ اُس نے کہا تھا "خداوند کیا میں ہوں؟" وہ اُس کو بھول نہیں سکتے تھے۔ تب پطرس نے یوحنا سے اشارہ کر کے کہا "خداوند سے پوچھ کہ کون ہے۔" یوحنا یسوع کی دہنی طرف بیٹھا تھا اور معلوم ہوتا ہے کہ یہوداہ بائیں طرف تھا۔ یسوع نے صاف جواب نہ دیا۔ غالباً اِس لئے کہ وہ اُس غدار کے احساس کو ٹھیس لگانی نہیں چاہتا تھا۔ "جسے میں نوالہ ڈبو کے دے دوں گا وہی ہے"۔ اور اُس نے نوالہ ڈبو کر یہوداہ کو دیا کیونکہ وہ اُس کے ساتھ ہی بیٹھا تھا۔ انجیل نویس کہتا ہے کہ "اُس نوالے کے بعد شیطان اُس میں سما گیا"۔

غالباً اُس وقت یوحنا کو بھی کچھ شبہ سا گزرا ہو گا کیونکہ یہوداہ کے بعد اوروں کو بھی نوالہ ڈبو کر دیا گیا۔ اگر اُن کو معلوم ہوتا کہ غدار کون ہے تو اُسے جانے کی اجازت دینے کے باعث خطرہ کا باعث کیوں ہو جاتے؟ مگر یسوع نے سمجھ لیا کہ اب زیادہ دیر کرنی بے فائدہ ہے۔ "جو کچھ تو کرتا ہے جلد کر لے"۔ اب بھی اُس نے ایسی احتیاط سے بات کی جس سے وہ یہ سمجھے کہ وہ یہوداہ کو کسی خاص کام کے لئے بھیج رہا ہے مگر یہوداہ سمجھتا تھا کہ اِس کے یہ معنی ہیں کہ وہ اُس جماعت میں سے خارج کیا گیا ہے۔ وہ غصہ بھرے دل سے "وہ نوالہ لے کر فی الفور باہر چلا گیا اور رات کا وقت تھا"۔ مدت کے بعد انہیں اِس واقعہ کی تصویر یاد آتی تھی۔ یعنی وہ روشن کمرہ اور کھلا دروازہ اور باہر تاریکی کا عالم جس میں وہ غدار نکل کر چلا گیا۔

اُس کے چلے جانے سے فضا صاف ہو گئی۔ اب یسوع اُس چھوٹی جماعت کو تسلی دینے کی طرف متوجہ ہوا وہ اب رفتہ رفتہ زیادہ دلگیر ہوتی جا رہی

تھی - دُنیاوی بادشاہت کی تمام اُمید ملیامیٹ ہو چکی تھی۔ اُنہیں اپنے پیارے آقا سے محروم کئے جانے کا اندیشہ لگ رہا تھا اور اب یہ وحشت انگیز خیال اُن کو ستا رہا تھا کہ ہمارے درمیان ایک غدار ہے۔ جسے ہم نہیں جانتے یقیناً اُن کو اپنے نامعلوم مستقبل کے خیال سے تسلی کی ضرورت تھی۔ اُن کا آقا اپنے آپ کو اُن کی جگہ میں رکھ دیا کرتا تھا۔ اُسے کبھی اپنی فکر نہ تھی بلکہ اُن کی فکر رہتی تھی۔

"اب ابنِ آدم نے جلال پایا۔ اے بچو۔ میں اور تھوڑی دیر تمہارے ساتھ ہوں۔ تمہارا دل نہ گھبرائے۔ تم خدا پر ایمان رکھتے ہو مجھ پر بھی ایمان رکھو۔ میں جاتا ہوں کہ تاکہ تمہارے لئے جگہ تیار کروں اور میں پھر آ کر تمہیں اپنے ساتھ لے لُونگا تاکہ جہاں میں ہوں تم بھی ہو اور جو تباہی تم پر آنے والی ہے اُس سے نہ ڈرو۔ میں تمہیں یتیم نہ چھوڑونگا۔ میں تمہارے پاس آؤنگا۔ جو کچھ تم میرے نام سے چاہو گے میں وہی کرونگا تاکہ باپ بیٹے میں جلال پائے۔ میں تمہیں اطمینان دئے جاتا ہوں۔ اپنا اطمینان تمہیں دیتا ہوں جس طرح دُنیا دیتی ہے میں تمہیں اُس طرح نہیں دیتا۔ تمہارا دل نہ گھبرائے اور نہ ڈرے۔"

فسح کی عشاء کے خاتمے کے قریب یسوع سنجیدگی سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ اُنہوں نے سمجھ لیا کہ کوئی بڑا بھاری بوجھ اُس کے دل میں ہے۔ یہودی فسح ایک گذشتہ چھٹکارے کی یادگار رسم تھا مگر اب اُس کے نئے معنی ہو جانے تھے یعنی اُس کا رُخ ایک اُس سے بڑے آنے والے چھٹکارے کی طرف ہو گا۔ اِس طور سے مسیحی فسح کی رسم جاری ہوئی۔ اُس رات کے واقعات کی قدیم روایت وہ ہے جو مقدس پولس کو سکھائی گئی یعنی "خداوند یسوع نے جس رات وہ پکڑوایا گیا روٹی لی اور شکر کرکے توڑی اور کہا کہ یہ میرا بدن ہے جو تمہارے لئے ہے میری یادگاری کے واسطے یہی کیا کرو۔ اِسی طرح اُس نے کھانے کے بعد

پیالہ بھی لیا اور کہا کہ یہ پیالہ میرے خون میں نیا عہد ہے جب کبھی پیو میری یادگاری کے لئے پی کیا کرو"۔

یہ موقع نہیں کہ اِس پاک سکرمنٹ کے بارے میں تعلیم دی جائے یا اُس پر بحث کی جائے سب مسیحیوں کے لئے یہ مسیحی رفاقت کا نشان ہے اور اُس کی ابدی یادگار جو ہمارے گناہوں کے لئے مر گیا اکثر مسیحی اِس میں کچھ بڑھ کر بھی دیکھتے ہیں خواہ اپنے خیال کے اظہار کیلئے وہ ایک دوسرے سے مختلف الفاظ استعمال کرتے ہوں یعنی وہ اپنی زندگی انسان کی زندگی میں ڈال دیتا ہے" ہماری رُوح کو اُسکے بدن اور خون کے ذریعہ تقویت اور تازگی حاصل ہوتی ہے جیسی کہ ہمارے جسم کو روٹی اور مے سے ہوتی ہے"

اب قریباً آدھی رات ہے اور آخری الوداعی کلمات کہنے کا وقت آگیا ہے اس قابلِ رحم چھوٹی جماعت کے لئے جس کو دُنیا کے مقابل کھڑا ہونا ہے وہ ہمدردی بھرے دل سے اپنی جان اُنڈیل دیتا ہے اور اُنہیں باپ کے سپرد کرتا ہے۔ اُس نے اپنی آنکھیں آسمان کی طرف اُٹھا کر دُعا مانگی کہ "اے باپ۔ وہ گھڑی آ پہنچی اپنے بیٹے کا جلال ظاہر کر۔ مَیں نے زمین پر تیرا جلال ظاہر کیا ہے۔ مَیں نے تیرے نام کو اُن آدمیوں پر ظاہر کیا جنہیں تُو نے مجھے دیا۔ مَیں آگے کو دُنیا میں نہ ہوں گا۔ مگر یہ دُنیا میں ہیں۔ اور مَیں تیرے پاس آتا ہوں۔ اے قدوس باپ اپنے نام کے وسیلے اُن کی حفاظت کر۔ مَیں یہ درخواست نہیں کرتا کہ اُنہیں دُنیا سے اُٹھا لے بلکہ یہ کہ اُس شریر سے اُن کی حفاظت کر۔ اُنہیں سچائی کے وسیلے سے مقدس کر۔ تیرا کلام سچائی ہے۔ جس طرح تُو نے مجھے دُنیا میں بھیجا اُسی طرح مَیں بھی اُنہیں بھیجتا ہوں۔ تاکہ دُنیا ایمان لائے کہ تُو ہی نے مجھے بھیجا اور جس طرح کہ تُو نے مجھ سے محبت رکھی اُن سے بھی رکھی۔ مَیں صرف اِن ہی کے لئے درخواست نہیں کرتا بلکہ اُن کے لئے بھی جو اِن کے کلام کے وسیلے سے مجھ پر ایمان لائینگے۔ اے باپ مَیں چاہتا ہوں

کہ جنہیں تُو نے مجھے دیا ہے جہاں مَیں ہوں وہ بھی میرے ساتھ ہوں۔ اَے عادل باپ۔ دُنیا نے تو تجھے نہیں جانا۔ مگر مَیں نے تجھے جانا اور اِنہوں نے بھی جانا کہ تُو نے مجھے بھیجا۔ جو محبّت تجھ کو مجھ سے تھی وہ اُن میں ہو اور مَیں اُن میں ہُوں"۔

پھر وہ گیت گا کر (غالباً ایک سو اٹھارھواں مزمور) زیتون کے پہاڑ پر گئے ✦

پانچویں فصل

گتسمنی

اُنہیں آدھی رات کے وقت خبرداری سے چلنا پڑا کہ کہیں کوئی اُن کے گوشۂ خلوت تک اُن کے پیچھے پیچھے نہ آجائے کیونکہ ہر طرف خطرہ تھا اور دغابازی کا دام بچھا تھا۔ جب وہ سایہ دار راستے میں سے گذر رہے تھے پطرس کو اُس وقت کا ایک رقت انگیز واقعہ یاد آیا جس کی ایک خاص وجہ تھی۔ بعد کے ایام میں مقدس مرقس نے بارہا اُسے اُس کا ذکر کرتے سُنا تھا۔

یسوع نے کہا "تم سب اِسی رات میری بابت ٹھوکر کھاؤ گے کیونکہ لکھا ہے کہ میں چرواہے کو مارونگا اور گلے کی بھیڑیں پراگندہ ہو جائینگی"۔ اُن کا جی ڈوب گیا۔ کیا یہ تھوڑی خرابی کی بات تھی کہ اُن میں سے ایک غدار تھا؟ کیا یسوع کا یہ مطلب تھا کہ وہ پراگندہ ہو جائینگے اور اُسے خطرے میں چھوڑ جائیں گے؟ پطرس اِس کی برداشت نہیں کر سکتا۔

اُس نے کہا کہ "گو سب تیری بابت ٹھوکر کھائیں لیکن میں کبھی نہ کھاؤنگا"۔

"پطرس۔ آج مرغ بانگ نہ دے گا جب تک تو تین بار میرا انکار نہ کریگا کہ میں اُسے نہیں جانتا"۔

تعجب نہیں کہ حیرت زدہ پطرس نے بڑے زور سے جواب دیا کہ "اگر تیرے ساتھ مجھے مرنا بھی پڑے تو بھی تیرا انکار ہرگز نہ کرونگا"۔ اِسی طرح اَور سب نے بھی کہا۔

خداوند خاموشی سے بات کو جانے دیتا ہے۔ اِس وقت وہ باتیں کرنی پسند
نہیں کرتا۔ اُس کے دل پر سخت بوجھ پڑا ہُوا ہے۔ وہ بہت مُدّت سے اُس
کی برداشت کرتا رہا ہے۔ اب اَور زیادہ نہیں کر سکتا۔ اُسے ایک ہولناک
جنگ نظر آ رہی ہے اور اُس کی طبعی خواہش ہے کہ تنہائی میں جا کر دُعا مانگے۔
باوجود اس کے یہ دلسوزی کی بات ہے کہ انسان قدرتی طور پر چاہتا ہے کہ کوئی
ہمدرد اور مُونس اُس کے پاس ہو۔ اُس نے کہا کہ "میں وہاں جا کر دُعا مانگتا ہوں۔
مجھ سے دُور نہ رہنا۔ تم تینوں میرے ساتھ جاگتے رہو"۔
پھر وہ اُن خوف زدہ تینوں سے الگ ہو کر کوئی پتھر کے ٹپّے آگے بڑھا۔
اُسے دُعا مانگنی ضرور ہے۔ اُس کا آخری وقت آ پہنچا ہے۔

ہم ابدی مسیح کی پُر اسرار اذیّت کے سامنے اپنی آنکھوں پر نقاب ڈال لیں گے
گو اُس کا دیکھنا بھی ضرور ہے۔ وہ زمین پر منہ کے بل گر کر گھٹنے ٹیکتا ہے اور اُس کا
پسینہ گویا خون کی بڑی بڑی بوندیں ہو کر اُس کی پیشانی سے ٹپکتا ہے اور اُس کی
رُوح سے اذیّت کے مارے وہ بے حد عذاب کی صدا نکلتی ہے جو ہر زمانہ میں
کی کُل رُوح سے نکلتی آئی ہے کہ "اے باپ۔ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے"۔

کون اُس ہولناک جدوجہد کا بیان کر سکتا ہے جس نے اُس رات ابنِ آدم
کی رُوح کو چاک کر ڈالا؟ یہ کونسا پیالہ تھا جس سے وہ جھجکتا تھا؟ ہمیں معلوم ہے
کہ کل اُس کو کیسے ہیبت ناک تجربہ میں سے عبور کرنا ہو گا مگر اُس کی بابت کیا کبھی
کوئی قیاس میں لا سکتا ہے کہ ایسی باتوں سے اُس کے دل میں کیسی تکلیف ہوئی
ہو گی جو اُس گھڑی میں کسی طور سے جو ہماری سمجھ سے باہر ہے انسانی ارواح کا کوئی
ہولناک بوجھ گناہ کو اُٹھانے والے مسیح کی بے گناہ رُوح پر لادا گیا تھا کوئی خونخوار
جنگ تاریکی کے سردار کے ساتھ جو اُس کی آزمائش کے بعد "کچھ عرصہ کے لئے

اُس سے جُدا ہؤا "اعجوبہ رہی تھی کیا یہ عرصہ ختم ہو چکا تھا ؟ کیا وہ شہر پر خدا کے غضب کے خلاف پھر سخت مقابلہ پر تُلا ہؤا تھا ؟

وہ خود اپنے خلاف کشمکش میں ہے اور اپنی انسانی مرضی کو اپنے فرض کے ادا کرنے کے لئے تابع کرنے کی کوشش کر رہا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس کوشش میں ہار گیا ہے "اے باپ. اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے" بے دین اور نکتہ چین کم ظرف لوگ خواہ اِس کو کمزوری پر محمول کریں اِس میں ہمارے لئے کوئی ایسی بات ہے جو ہمارے انسانی برادر کو جو اپنے بھائیوں کی طرح انسان ہے ہمارے ہم پہلو بنا دیتی ہے اِسی وجہ سے وہ ہمارے نزدیک اور ہمارا عزیز ہے اگر اُس کو اِس میں تکلیف اٹھانی نہ پڑتی تو ہمارے ساتھ اُس کا کوئی تعلق نہ ہوتا ۔

وہ پیالہ ٹل نہیں سکتا. اُسے اِس جنگ میں فتحیاب ہونا ضرور ہے مگر اِس سے آگے ہم کو اِس معاملہ میں مداخلت کرنی مناسب نہیں ۔

آخرکار خاتمہ آ پہنچا اور جدوجہد کی سختی کم ہو گئی۔ "اے باپ اگر یہ پیالہ میرے پئے بغیر ٹل نہیں سکتا تو تیری مرضی پُوری ہو" اور طوفان تھم گیا اور بڑا امن ہو گیا۔

تین بار وہ دُعا کے بعد اپنے دوستوں کے پاس آیا اُنہیں اُس کے نزدیک رہنا اور ہمدردی سے اُس کا مددگار بننا تھا. مگر وہ اُس کے کام نہ آسکے اور ہر بار بے حد قاصر رہے وہ اُس کی جانکندنی کے وقت گہری نیند میں سو رہے تھے اُس نے اُن کے پاس سے جا کر زیادہ دلسوزی سے دعا مانگی اُس نے پھر اُن کے پاس آ کر اُن کو سوتے پایا. اُسے تن تنہا انگور کو حوض میں روندنا ضرور ہے اُن بیچارے سونے والوں کے ساتھ اُس کی ہمدردی دیکھ کر ہمارے دل میں اُس کے لئے کیسی شکرگزاری پیدا ہوتی ہے اگر کوئی ہمیں چھوڑ دیتا تو ہمیں کیسی چوٹ لگتی

اور ہم اُس کو کیسی کیسی باتیں سُناتے ہیں ہم کہتے کہ اِس کو ہماری اور ہماری تکلیف کی ذرہ برابر پروا نہیں "مگر یسوع نے ایسا نہ کیا۔ وہ اُن کو اچھی طرح سے جانتا تھا اُسے معلوم تھا کہ وہ اُس کی نسبت بے پروا نہیں بلکہ دن بھر کی مشقت کے باعث نہایت تھکے ہوئے ہیں۔ اُس نے کہا "روح تو مستعد ہے مگر جسم کمزور ہے" یہی وہ یسوع ہے جسکے پاس ہمیں جانا ہے۔ وہ ہمارے اندر خوبیوں کو اُس وقت بھی دیکھتا ہے جب کہ اور سب ہماری نسبت غلط فہمی رکھتے ہیں۔

مگر وہ حد سے زیادہ عرصہ تک سوتے رہے۔ اُنہیں چاہئے تھا کہ اُس خطرے کے لحاظ سے جس میں وہ اُس رات مُبتلا تھا چوکس رہتے۔ سب سے پہلے خود اُسی نے خطرے کو آتے ہوئے دیکھا۔ اِس منظر میں روشنی کی جھلک، کرخت آوازوں کا شور۔ ایک جوان سفید چادر اوڑھے ہوئے (تاکہ دوڑ کر اُسے آگاہ کرے) یہودی مجلس کے پیادے درختوں میں سے "مشعلوں اور چراغوں اور ہتھیاروں کے ساتھ" آتے ہوئے نظر آرہے ہیں۔

یہ رومی سپاہی نہ تھے جیسے تصویروں میں دکھایا جاتا ہے قابلِ لحاظ ہے کہ مسیح کے پکڑے جانے کے ساتھ پیلاطُس اور اُس کی فوج کا کچھ تعلق نہ تھا۔ یہوداہ سردار کاہنوں اور فریسیوں سے ایک بڑی بھیڑ اپنے ہمراہ لے کر آیا اور اُنہوں نے ہی اُسے گرفتار کیا۔ اگر پیلاطُس سپاہی بھیجتا تو اُسے اِس کا سبب معلوم کرنا ضرور تھا اگر رومی سپاہی اُسے پکڑتے تو وہ اُسے رومی حوالات میں زیرِ حراست رکھتے اور فیصلہ کے لئے اُس کو کبھی یہودی کاہنوں کے حوالے نہ کرتے۔ اِس میں سراسر یہودیوں کا قصور تھا جبتک یہودی اُس کو پیلاطُس کی عدالت میں نہ لائے رومی قانون کا اُس کے ساتھ کچھ واسطہ نہ تھا۔

"دیکھو میرا پکڑوانے والا نزدیک آپہنچا ہے" یہوداہ نے اپنا موقع خوب پہچان لیا۔ آدھی رات کے وقت یسوع کے گتسمنی میں آنے سے اُس کا داؤ چل گیا اور یہی وہ چاہتا تھا۔ عوام جنہیں یسوع کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرنا تھا اِس وقت بستر پر پڑے سو رہے تھے۔ شاگرد غافل تھے اور اپنی غفلت میں قابو آ گئے اور گھیر لئے گئے اور اب وہ غدار بے نقاب ہو کر سامنے آجاتا ہے۔ یہوداہ کے روسیاہی کے قصے میں اُس نشان سے بڑھ کر کوئی تنفر انگیز عمل نہیں تھا جو اُس نے پیادوں کو دیا کہ "جس کا میں بوسہ لوں وہی ہے۔ اُسے پکڑ کر حفاظت سے لے جانا" اور اُس نے پاس آکر اُس کو دوستانہ سلام کیا "اے ربی سلام" اور اُس کے بوسے لئے۔ اپنی خستہ انسانیت کی عزت کے لحاظ سے یہ مان لینا چاہئے کہ بنی آدم خود بخود اِس پست درجے تک نہیں گر سکتے تھے بلکہ یہ اِس لئے ہوا کہ "شیطان اُس میں سمایا" تھا۔

یسوع نے آگے بڑھ کر اپنے تئیں اُن کے حوالے کر دیا۔ "تم یسوع ناصری کو ڈھونڈھتے ہو میں وہی ہوں۔ تم اِن کے خلاف کوئی قصور نہیں لگاتے اِس لئے انہیں جانے دو" پس اُنہوں نے اُنہیں جانے دیا۔ اور وہ چلے گئے۔ گو پطرس نے غصے سے لپک کر ملخس کا کان اُڑا دیا مگر اِن سب پر ناگہانی دہشت چھا گئی۔ یہ ایک واجب الرحم اور قریباً ناقابلِ یقین داستان ہے کہ "اِس پر سارے شاگرد اُسے چھوڑ کر بھاگ گئے"۔

چھٹی فصل

یہودی عدالتی تحقیقات

وہ کیسا شاہانہ انداز سے جب کہ ہیکل کے نامہذب پہرہ والے اپنے ہاتھ اُس کے کندھے پر رکھے ہوئے تھے اُن کے ساتھ ہو لیا۔ کیا وہ مختار اپنی کامیابی پر پھولتا ہوا اُن کے ہمراہ گیا؟ یا کیا وہ دفعتاً اپنے گناہ سے ہیبت زدہ ہو کر پیچھے سے سرک گیا اور ہمارے پہلے ماں باپ کی طرح اپنے کو باغ کے درختوں میں چھپایا؟ یسوع نے اُس سے آنکھیں ملا کر پوچھا "اے یہوداہ۔ کیا تو بوسہ لے کر ابنِ آدم کو پکڑواتا ہے؟" کیا اُس کا جہنم ابھی سے شروع ہو گیا ہو گا؟

وہ یسوع کو پہلے حنا کے پاس لے گئے۔ وہ یہودیوں کا سردار کاہن رہ چکا تھا۔ وہ لالچی آدمی تھا اور تلمود سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسکے خاندان کے لوگ ہیکل کو ذلیل کر کے خوب پیسہ کما رہے تھے یسوع نے کہا تھا کہ "تم اُسے ڈاکوؤں کی کھوہ بنا رہے ہو"۔ حنا کو یہ بات کبھی نہیں بھولی ہوگی۔ یہ کوئی عدالت نہ تھی اور نہ کوئی باضابطہ مجمع تھا بلکہ کونسل کے ممبر جمع ہو کر اعلیٰ مجلس کے انتظار میں تھے جس کا اجلاس صبح تڑکے منعقد ہونے والا تھا۔ یسوع وہاں آدھی رات کے وقت بغیر کسی مُونس کے تھا جو اُس کے ساتھ انصاف ہوتے دیکھتا۔ انہوں نے کوشش کی کہ اُس کے منہ سے کوئی ایسی بات پکڑیں جو اُس کے خلاف الزام لگانے میں مدد دے سکے۔ حنا نے یسوع سے اُسکے شاگردوں اور اُسکی تعلیم کی بابت پُوچھا جس کے جواب میں اُس نے کہا کہ "اِس قسم کے سوالوں کی کیا ضرورت

ہے۔ مَیں نے عبادت خانوں اور ہیکل میں جہاں اِس مجلس کے شہر کا عموماً موجود ہوا کرتے تھے دُنیا سے علانیہ باتیں کی ہیں سُننے والوں سے پُوچھ کہ مَیں نے اُن سے کیا کہا"۔

معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات اُس عمر رسیدہ کاہن کو ناگوار گذری۔ وہ اِس قسم کی باتیں سُننے کا عادی نہ تھا۔ ہیکل کے ایک عہدہ دار نے یہ دیکھ کر اُس گرفتار شخص کے مُنہ پر طمانچہ مار کے کہا "تُو سردار کاہن کو اِیسا جواب دینے کی جرأت کرتا ہے؟" اِس سے مقدس پولُس کے مقدمہ کی تحقیقات کا نظارہ یاد آجاتا ہے جب سردار کاہن نے اُن کو جو اُس کے پاس کھڑے تھے حکم دیا کہ اُس کے مُنہ پر طمانچہ ماریں اور پولُس نے طیش میں آکر کہا "اے سفیدی پھری ہوئی دیوار۔ خدا تجھے ماریگا" مگر یہاں پولُس نہ تھا۔ یسوع نے متانت کے ساتھ آہستگی سے جواب دیا "اگر مَیں نے بُرا کہا تو اُس بُرائی پر گواہی دے اور اگر اچھا کہا تو مجھے کیوں مارتا ہے؟"

اُن کو اُس خُفیہ تحقیقات سے کچھ ہاتھ نہ آیا۔ حنا نے کہا "اُسے لے جاؤ اور کائفا اور قوم کے بزرگوں کے سامنے پیش کرو"۔ وہاں بھی انصاف کی کوئی اُمید نہ تھی۔ مقدس یوحنا کہتا ہے کہ "یہ وہی کائفا تھا جس نے یہودیوں کو صلاح دی تھی کہ اُمت کے واسطے ایک آدمی کا مرنا بہتر ہے"۔

پس یسوع کو زینے سے اُتار کر صحن میں سے لے چلے جہاں پیادے اور نوکر آگ کے گرد بیٹھے گپ شپ مار رہے تھے۔ اُس صحن میں اُس کے ایک شاگرد پر بلا نازل ہوئی۔ پطرس اور یوحنا اپنے بھاگ جانے سے شرم کھا کر آہستہ آہستہ کائفا کے گھر تک واپس آگئے تاکہ دیکھیں کہ کیا ہونے والا ہے۔ یوحنا کو نوکر غالباً مچھلیوں کی تجارت کے باعث پہلے سے جانتے تھے وہ اجازت لے کر پطرس کو اپنے ساتھ اندر لے گیا۔ ایک تیز طرار دربانی

پطرس کو دروازے سے گذرتا دیکھ کر اُسے پہچان گئی "کیا تُو بھی اِس آدمی کے شاگردوں میں سے ہے؟" پطرس اِس سوال کے لئے تیار نہ تھا اور جھوٹ بول کر کہنے لگا کہ "مَیں نہیں ہوں"۔ اِس جواب سے اُس لونڈی کی تسلّی نہ ہوئی پطرس اُس کے پاس سے گذر کر آگ تاپنے والوں میں مِل گیا اور وہ سب کے ساتھ کچھ بگڑ بڑائی وہ ایسے طور سے تاپنے لگا کہ گویا بالکل بے فکر ہے مگر وہ لونڈی اُس کا پیچھا نہیں چھوڑتی۔ بعض آدمی کہنے لگے کہ "تُو بھی اُس کے شاگردوں میں سے ہے" "تُو گلیلی ہے۔ تیری بولی سے ظاہر ہوتا ہے"۔

اُس نے جواب دیا کہ "میاں۔ مَیں نہیں ہوں۔ مَیں نہیں جانتا کہ تُو کیا کہتا ہے"۔

اب اِس سے بڑھ کر ایک اَور ناگہانی خوف پیش آگیا۔ ایک نہایت خطرناک آدمی اُس ملخُس کا رشتہ دار اُس کی طرف غور سے گھور رہا تھا جس کا کان پطرس نے اُڑا دیا تھا۔ وہ کہنے لگا "کیا مَیں نے تجھے اُس کے ساتھ باغ میں نہیں دیکھا؟" پُرانے ماہی گیری کے ایام میں غالباً پطرس کو قسمیں کھانے کی عادت پڑ گئی تھی۔ اب اِس خطرے کے وقت وہ عادت عود کر آئی۔ وہ لعنت کرنے اور قسم کھانے لگا کہ "مَیں اِس آدمی کو نہیں جانتا"۔

مگر وہ لعنتیں اُس کے منہ سے نکلتے نکلتے رہ گئیں۔ اُس نے پیچھے پھر کر دیکھنے سے پیشتر ہی محسوس کر لیا کہ کوئی میری باتیں سُنتا رہا ہے کیونکہ عین اِسی وقت یسوع کو باندھ کر صحن میں سے صدر مجلس کی طرف لے جا رہے تھے اور نُور کے تڑکے باہر مُرغ بانگ دے رہا تھا۔ "اور خداوند نے پھر کر پطرس کی طرف دیکھا اور پطرس باہر جا کر زار زار رویا"۔

اب یسوع پیشتر کی نسبت ایک بڑی تحقیقات کے لئے پیش ہے۔ سنہیڈرم (یہودیوں کی مجلس عالیہ) ہیکل کے احاطے میں اجلاس کے لئے فراہم ہو

یہی ہے اور سردار کاہن کائفا اُس کا صدر انجمن ہے۔

سنہیڈرم کی عدالت کے اور اُن ایام میں جب اُسے قتل کا فتوےٰ دینے کا اختیار تھا اُس کے عاقلانہ اور ہمدردانہ قوانین کے متعلق بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں جن قوانین کا مُدعا یہ تھا کہ انصاف کا خون نہ ہو مسیحی مصنفوں نے اِس پر بحث کرتے ہوئے مسیح کے مقدمہ کی تحقیقات کی سخت بے ضابطگیوں کے خلاف فضول لمبی لمبی تقریریں کی ہیں۔ ملحدوں نے اناجیل کی صحت کی نسبت شُبہ کیا ہے کیونکہ یہ قیاس میں نہیں آسکتا کہ کوئی عدالت اپنے ہی مجوزہ قانون کے خلاف ایسی تمسخر آمیز کارروائی کرے گی۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ کوئی فوجداری مقدمہ کی تفتیش نہ تھی بلکہ ایک بڑی پنچائت رومی عدالت میں مقدمہ پیش کرنے کی غرض سے ابتدائی تحقیقات کر رہی تھی۔ اِس وقت سنہیڈرم کو قتل کا فتویٰ دینے کا اختیار نہ تھا۔ رومی قانون کے متعلق تازہ مصنف خصوصاً جب سے اوکسی رنکس کتبات دستیاب ہوئے ہیں بیان کرتے ہیں کہ اُس زمانہ میں کسی رومی کے خیال میں بھی نہیں آسکتا تھا کہ کسی رومی صوبہ میں کوئی شخص قتل کے فتویٰ کے لئے سوائے رومی حاکم کے مقدمہ کی سماعت کر سکتا ہے۔

پس یہ کائفا کی عدالت ایک بڑی پنچائت تھی جس کا مدعا یہ تھا کہ رومی عدالت میں مقدمہ دائر کرنے کی وجوہات تیار کرے۔ اور وہ الزام ایسا ہونا چاہئے جسے پیلاطُس صحیح مان سکے۔

مذہبی جرائم مثلاً سبت کا توڑنا یا دینی ہادیوں کے خلاف بغاوت کرنا یا بعل زبوب کی مدد سے دیوؤں کو نکالنا قابل سماعت نہ تھے وہ ان کے بارے میں مشکل میں تھے۔ وہ جھوٹے گواہوں کے ذریعہ سے بھی اس سے بڑھ کر الزام

قائم نہ رہ سکے کہ اُس نے ہیکل کو ڈھا دینے کا خوف دلایا ہے اور اِس میں اُس نے کوئی ایسی قسم کی بات کہی تھی جس سے اُس پر انقلاب پسندی کا الزام لگ سکے پیلاطس کو اِس پر غور کرنا پڑیگا کیونکہ وہ خود صدر مقام ہے یہودی ہیکل کے خلاف جرائم سے متعلق مشکل میں پھنس چکا تھا مگر یہ کوئی زوردار مقدمہ نہیں بن سکتا کیا وہ اُس ملزم کے منہ سے کوئی ایسی بات نہیں پکڑ سکتے جو حاکم کے سامنے قابلِ وقعت ہو؟

مگر یسوعؑ چُپکا رہا۔ اُس نے نہ کسی بات کی تردید کی اور نہ تشریح کی۔ اِس خاموشی کے سبب وہ لوگ غصے سے بھر گئے سردار کاہن سخت بے صبری سے کھڑا ہو گیا۔ "تُو جواب نہیں دیتا؟ تُو سُنتا ہے یہ تیرے خلاف کیا گواہی دیتے ہیں؟" مگر یسوعؑ چُپکا ہی رہا۔ معلوم ہوتا تھا کہ شور مچانے والا لاف زن کا نُقف سے پیچین ہو رہا تھا اُسکے اُن سنجیدہ الفاظ میں ایک قسم کی حیرت اور ہیبت تھی۔ "میں تجھے زندہ خدا کی قسم دیتا ہوں کہ اگر تُو اُس ستودہ کا بیٹا مسیح ہے تو ہم سے کہہ دے۔"

یسوعؑ نے کہا کہ "ہاں۔ مَیں ہوں۔ اور تم ابنِ آدم کو قادرِ مطلق کی دہنی طرف بیٹھے اور آسمان کے بادلوں کے ساتھ آتے دیکھو گے۔" تب سردار کاہن نے اپنے کپڑے پھاڑ کے کہا "اب ہمیں گواہوں کی کیا حاجت رہی؟ تم نے یہ کفر سُنا۔ تمہاری کیا رائے ہے؟" اُن سب نے فتویٰ دیا کہ وہ قتل کے لائق ہے۔

پس تفتیش ختم ہو گئی۔ اُن کا مقدمہ اب تک کچھ بہت وزنی نہ تھا مگر وہ اِس سے بہتر مقدمہ بنا نہ سکے۔ رومی عدالت کفر بکنے کو کوئی بھاری جرم نہ سمجھتی تھی مگر تو بھی وہ کچھ نہ کچھ قابلِ لحاظ تھا کیونکہ دُور اندیش رومی حکومت نے پیلاطس کو حکم دے رکھا تھا کہ یہودی مذہب کے زیادہ بھاری معاملات کی نسبت خبردار رہیں

مسیح کا یہ کہنا کہ "میں مسیح ہوں" قابلِ گرفت بات سمجھی جا سکتی تھی۔ حکومت کو اِس سے پیشتر جھوٹے مسیحوں کی طرف سے سخت تکلیف پہنچ چکی تھی۔

پھر ایک ہولناک منظر پیش آیا جس کے بیان کرنے سے ہمارے دل میں سخت چوٹ لگتی ہے۔ عدالت کے کمرے میں ہلّڑ مچ گیا۔ اُنہوں نے اُس ملزم کو اِدھر اُدھر سے دھکیلنا شروع کر دیا جیسا کہ مشرقی ممالک کے ہجوم میں ہُوا کرتا ہے۔ "تب بعض اُس پر تھوکنے اور اُس کا منہ ڈھانپنے اور اُس کے مکّے مارنے اور اُس سے کہنے لگے کہ اے مسیح نبوت سے بتا کہ کس نے تجھے مارا اور پیادوں نے اُسے طمانچے مارے"۔

کائفا اور اُس مجلس نے یہ ماجرا دیکھا اور خاموش ہو رہی۔ غالباً ارمتیہ کے یوسف اور نیکدیمس نے بھی سب کچھ دیکھا مگر وہ لاچار تھے۔ میرے خیال میں یہوداہ اسکریوتی نے بھی یہ دیکھا اور دیوانہ ہو گیا۔ یہی موقع موزوں معلوم ہوتا ہے جس میں یہوداہ کے بارے میں یہ ٹھیک صادر آتا ہے کہ "جب اُس نے دیکھا کہ وہ مجرم ٹھہرایا گیا تو پچھتایا"۔

جب وہ جلوس بندھے ہوئے کو لئے ہوئے پیلاطس کی عدالت کی طرف جا رہا ہے میں اُن کے درمیان ایک باؤلے کو دیکھتا ہوں بد شکل صورت اور بال بکھرے ہوئے جیسے ہیکل کے پہرے والے پکڑے ہوئے ہیں اور وہ ہاتھ پیر مارتا اور کاہنوں کی طرف آواز سے گستا جا رہا ہے اور ان کے پاؤں کے پاس فرش پر اپنی مٹھی میں سے روپے پھینک رہا ہے۔ آخر کار شخص اُس کا گلا دبا رہا ہے۔ جہنم کی عبت نے اُسے آ لیا ہے۔ پہرے والے حقارت سے اُسے پھاٹک کے باہر دھکیل دیتے ہیں پھر وہ کوچوں اور سنسان سڑکوں پر سے بھاگتا ہُوا کمہاروں کے اُجاڑ کھیت کی طرف چلا جاتا ہے گویا اُسکے سر پر بھوت سوار ہیں۔

"اُسے خود دیا۔ میں نے غداری سے اُس کا بوسہ لیا۔ میں نے سمجھا تھا کہ وہ اُسے حوالے نہیں کرینگے اور شاید لوگ اُسے بچا لینگے یا وہ خود اپنے کو بچا لے گا۔ میں نے گناہ کیا ہے جو میں نے بے گناہ کو دغا سے قتل کے لئے پکڑوا دیا ہے میں نے اُسے تیس روپے پر بیچ دیا ہے میں نے وہ روپے اُن لوگوں کے پاؤں کے پاس پھینک دیئے مگر اُنہوں نے کچھ پرواہ نہ کی اب کسی کو پرواہ نہیں ہے سوائے یسوع کے جسے میں نے موت کے حوالے کر دیا ہے وہ جانتا تھا کہ میں اُسے پکڑوا دونگا باوجود اس کے اُس نے مجھے اپنے پاس رکھا اور میں نے غداری سے اُس کا بوسہ لیا"۔

پھر اُس کا خاتمہ ہو گیا۔ "وہ چلا گیا اور جا کر اپنے آپ کو پھانسی دی" اس پاجی حرکت میں یہی سب سے مناسب بات تھی۔

وہ پھانسی سے بہتر طور پر اس کام کو سر انجام دے سکتا تھا ہاں وہ اپنے جنون میں گلوری کے رستے پر یسوع کو چھڑانے کی کوشش میں رومی سپاہیوں کے بھالے سے موت کے گھاٹ اُتر سکتا تھا وہ پشیمانی کے مارے صلیب کے نیچے گر کر اپنے آپ کو یسوع کے ہاتھ میں چھوڑ دے سکتا تھا۔

ہاں وہ اس سے کوئی بہتر طریقہ اختیار کر سکتا تھا مگر اس سے بہت بدتر طریقہ بھی ہو سکتا تھا وہ جیتے رہنا گوارا کر سکتا اور بے باکی سے اپنے گناہ پر قائم رہ سکتا تھا وہ خوشامد سے کاہنوں کو خوش کرنے کی کوشش کر سکتا تھا اور اپنے دل کو تسلی دے سکتا تھا کہ میں نے مذہب اور سرکار کی اچھی خدمت کی ہے وہ روپے اپنے پاس رکھ سکتا تھا اور اُن میں اور ملا کر مالدار اور فربہ ہو سکتا اور آرام سے زندگی بسر کر سکتا تھا اور اپنی رُوح کو دس گنا مردود بنا سکتا تھا۔ اب چونکہ اُس نے ایسا نہ کیا اور اُس میں کم از کم یہ محسوس کرنے کی صفت تھی کہ میں جینے کے لائق نہیں ہوں

اور اس نے جا کر اپنے کو پھانسی دی۔ ہم تہ دل سے اُس کی بابت بہتر خیال کرتے چلے آ رہے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ شاید خدا نے اُس کے بارے میں کچھ بہتر خیال کیا ہوگا۔

اِس طور پر یہوداہ "غداری" کے ذریعہ سے نکل کر دوسرے عالم میں داخل ہو گیا۔ وہ اپنی جگہ گیا۔ بہت لوگوں نے اُس جگہ کی نسبت قیاس دوڑائے ہیں۔ مگر اِس معاملہ کو یہیں چھوڑنا چاہیے۔ اگر کوئی گناہ کسی آدمی کو مردود بنا سکتا ہے تو وہ اِس شخص کا گناہ ہونا چاہیے۔ اگر ہمارے دل میں اُس کے لئے کچھ امید ہو سکتی ہے تو وہ اُس کی سیرت کی کسی خوبی کے سبب سے نہیں بلکہ مسیح کی وفات کی کسی ایسی بات کے سبب سے ہے جسے ہم مضبوطی سے پکڑے رہتے ہیں ۔

ساتویں فصل

رومی عدالت

مجھے ایک دوست کا یہ خیال یاد آتا ہے جس نے اپنے لڑکپن کے تواریخی
مضامین میں بنی آدم کو دو طبقوں میں تقسیم کیا یعنی "سب سے اچھے آدمی" اور
"سب سے خراب آدمی"۔ اسے فقط سیاہ اور سفید سیرت آدمیوں کا علم تھا جن
لوگوں نے مسیح کے حالات لکھے ہیں ان میں بھی یہی نقص پایا جاتا ہے صحیح تواریخ
اس طور پر نہیں لکھی جاتی۔ انسانی تجربہ ہے کوئی آدمی سراسر سیاہ نہیں اور سوائے ایک
کے کوئی سراسر سفید نہیں۔

پیلاطس بھی بڑے بھاری عجب سے تھے مسیح کے مقدمے کے متعلق سب
سے بڑا [illegible] یہ تھا کہ وہ روم کے بدظن قیصر سے بہت ڈرتا تھا مگر وہ سب
رومی [illegible] ضعف تھا اس سے بڑھ کر یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس قیدی کے ساتھ
اس کو ہمدردی تھی اور اس نے اسے بچانے کی کوشش کی۔

کاہنوں اور بزرگوں اور فقیہوں کی مجلس نے جو [illegible] کی رکاوٹ کو لحاظ کر کے
[illegible] کی طرف [illegible] پیلاطس کی عدالت میں پیش کیا گیا یہ حقیقی تحقیقات تھی
جس سے [illegible] کی قسمت کا فیصلہ ہو جاتا تھا۔

ابھی کوئی ساعت [illegible] کا وقت تھا اور جب ابتدائی کارروائی ہو چکی تو
حاکم نے کچہری کا کام شروع کر دیا یہاں ایک تنگ تختہ تھا جو [illegible] اور
[illegible] رومی عدالت ہے اگر ہمیں کچھ اس کے خلاف علم نہ ہو تو [illegible]

رکھنا چاہئے کہ سب روبرو رعایت تفتیش ہوگی۔ ملزم کے حقوق کی بڑی خبرداری سے نگہداشت کی جاتی تھی۔ رومی قانون پر کتابیں لکھنے والے سب اِس بات پر زور دیتے ہیں۔ اِس سے کچھ عرصے کے بعد مقدس پولُس کے مقدمہ میں فیستُس یہ عام اصول پیش کرتا ہے "ایک شخص کو فیلکس قید میں چھوڑ گیا ہے جس کے بارے میں کاہنوں اور یہودیوں کے بزرگوں نے مجھے اطلاع دی اور سزا کے حکم کی درخواست کی اُن کو میں نے جواب دیا کہ رومیوں کا یہ دستور نہیں کہ کسی آدمی کو حوالے کریں جب تک کہ مدعا علیہ کو اپنے مدعیوں کے روبرو دعویٰ کے جواب دینے کا موقع نہ ملے"۔ رومی ضابطہ قانون میں انصاف کا یہ اصول پختہ طور پر قائم کیا گیا تھا اِس لئے پیلاطُس کے سامنے اِس مقدمے کی کارروائی کے غیر منصفانہ یا خلاف قانون ہونے کے عام الزام کو فوراً مان لینا مناسب نہیں۔

انجیل نویس اِس مقدمے کے متعلق مختلف روایات درج کرتے ہیں۔ اِن بیانات کو ہمیشہ موافق کرنا یا سوال و جواب کو اپنے اپنے موقع پر بٹھانا آسان نہیں سو بجائے اِس رومی ضابطہ قانون کی بُنیاد پر ہم اِس مقدمے کی عمارت کو کھڑا کرنے کی کوشش کرینگے۔

عدالت کا موقع پیلاطُس کے محل کے کُھلے صحن میں ہے۔ گو وہ جج کُرسی ہوکر سپاہی کی طرح اور حاکم قوم کے ٹھاٹھ کے ساتھ مسندِ عدالت پر بیٹھا ہے وہ اُن دق کرنے والے یہودیوں کو ناپسند کرتا اور اُن سے ڈرتا ہے کیونکہ وہ کئی بار اُسے مشکلات میں پھنسا چکے ہیں وہ اُن کے بیہودہ جاہلانہ مذہبی تعصب سے نفرت رکھتا ہے جیسے رومی لوگ رکھا کرتے ہیں مگر اُسے روم سے تاکید حکم ملا ہے کہ بلا ضرورت اُن کا غصہ نہ بھڑکائے۔

اب رومی قانون کے مطابق کوئی سرکاری پیروکار نہیں ہوتا تھا۔ ضرور تھا

کہ قانونی دست اندازی سے پیشتر کہ یہ کسی پر الزام قائم کریں یہودیوں کی صدر عدالت کے نمائندے بطور مستغیث کے اُس کے سامنے حاضر ہیں اور حاکم مقدمہ کو معمولی مقررہ سوالوں سے شروع کرتا ہے یعنی "تم اِس آدمی کے خلاف کیا فریاد کرتے ہو؟"

اِس سوال سے یہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ وہ یسوع کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا یہ نہایت غیر اغلب ہے بہر صورت اِس سے کچھ ثابت نہیں ہوتا۔ ضابطہ کے مطابق یہ ابتدائی سوال تھا اُنہوں نے گستاخی سے جو جواب دیا اُس کا سمجھنا مشکل ہے کہ "اگر یہ بدکار نہ ہوتا تو ہم اُسے تیرے حوالے نہ کرتے"۔ شاید اُن کا مقدمہ کمزور تھا اور اِسی سبب سے وہ وقت ٹال رہے ہیں۔ تب پیلاطس نے فوراً اُن کو جھڑک کر کہا "اگر تم کوئی سنگین الزام عدالت کے سامنے پیش نہیں کر سکتے اور یہ تمہارے قومی دستوروں کا معاملہ ہے تو اُسے لے جا کر تم ہی اپنی شریعت کے موافق اِس کا فیصلہ کرو"۔ اُنہوں نے جواب دیا کہ "ہمیں روا نہیں کہ کسی کو جان سے ماریں" اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اُسے ایک ایسے جرم کے لئے عدالت میں پیش کرتے ہیں جس کی سزا موت ہے۔ اِس پر پیلاطس نے اصرار کیا کہ کوئی خاص (غالباً تحریری) الزام لگایا جائے۔ ہوشیار مؤرخ مقدس لوقا کے بیان کے مطابق اُس پر تین الزام لگائے گئے۔ (۱) ہم نے اسے اپنی قوم کو بہکاتے۔ (۲) اور قیصر کو خراج دینے سے منع کرتے (۳) اور اپنے آپ کو مسیح بادشاہ کہتے پایا"۔

پہلا الزام مبہم ہے غالباً وہ سمجھتے ہیں کہ کوئی اُس کا خیال نہ کرے گا۔

دوسرا الزام بالکل جھوٹ ہے۔ یسوع نے صاف اِسکے برعکس کہا تھا۔

تیسرا الزام جو قیصر کے قانونِ بغاوت کے مطابق خطرناک جرم ہے

اور پیلاطُس کو ضرور پُوری توجہ سے اِس پر غور کرنا پڑے گا۔

عدالت کے ضابطہ کے مطابق وہ ملزم سے پُوچھتا ہے کہ وہ جُرم کا اقبال کرتا ہے یا نہیں "کیا تُو یہودیوں کا بادشاہ ہے" یسوعؑ اِس سوال کو سمجھ کر جواب دیتا ہے کہ "کیا تُو یہ بات آپ سے کہتا ہے یا اوروں نے میرے حق میں تجھ سے کہی؟ کیا تم دریافت کرتے ہو کہ مَیں اُس معنی میں بادشاہ ہوں جیسا تم سمجھتے ہو یا یہودیوں کے بیان کی طرف اشارہ کرتے ہو کہ مَیں مسیح ہوں؟"

پیلاطُس نے حقارت سے اُلٹا جواب دیا کہ "کیا مَیں یہودی ہوں؟ مجھے یہودیوں کے بیان کی کیا پرواہ ہے تیری ہی قوم اور سرداروں نے تجھ کو میرے حوالے کیا ہے تُو نے کیا کیا ہے؟ کیا تُو بادشاہ ہے؟" یسوعؑ نے جواب دیا کہ "میری بادشاہت اِس دُنیا کی نہیں ورنہ میرے خادم لڑتے"۔

پیلاطُس اِس سے صاف جواب طلب کرتا ہے "تیری بادشاہت؟ پس کیا تُو بادشاہ ہے؟" یسوعؑ نے کہا "ہاں مَیں بادشاہ ہوں۔ سب حق کے طالبوں کا بادشاہ۔ جو کوئی سچائی کا ہے میری آواز سُنتا ہے"۔

رومی حاکم حقارت آمیز آواز سے مفسی انداز سے کہتا ہے کہ "کون کہہ سکتا ہے کہ سچائی ہے کیا؟" مگر معلوم ہوتا ہے کہ وہ اِس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ مسیح رومی سلطنت کے خلاف کوئی صریح کارروائی کرنی نہیں چاہتا۔

تب اُس نے شاید مدعیوں سے مشورہ کیا اور کہا "مَیں اُس کا کوئی جُرم نہیں پاتا" یعنی مَیں بغاوت کے الزام کی کوئی حقیقی وجہ نہیں پاتا۔ گویا یہ اُس وقت کہا جاتا ہے جب ملزم کے حق میں برّیت کا فیصلہ دیا جاتا ہے اور وثوق سے کہا جاتا ہے کہ یہ تحقیقات یہیں ختم ہو جانی چاہئے تھی۔ اگر یہ برّیت کا فیصلہ ہوتا تو فی الحقیقت ایسا ہی ہوتا ضرور تھا۔ غالباً پیلاطُس کا مطلب یہ تھا کہ گو یسوعؑ نے

مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور بادشاہ ہونے سے انکار نہیں کیا اور گو اُس کے پیروؤں اور ہموطنوں نے اِس کو رومی سلطنت کے خلاف بغاوت سمجھا ہے تو بھی خود اُس کا اپنا یقین ہے کہ وہ غلطی پر ہیں اور یسوع کا حکومت کے خلاف بغاوت کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا تو وہ مجرم قرار دیا جا سکتا ہے مگر چونکہ فی الحقیقت بغاوت کے ارادے کے لحاظ سے بے قصور ہے اِس لئے پیلاطُس نے یہودیوں کو صلاح دی کہ اِس الزام پر زور نہ دیں۔

مگر انہوں نے اِس پر اصرار کیا یسوع کے اقبال اور اُس کے مقلدوں کے اعتقاد کے رُو سے وہ شاہی قانونِ بغاوت کی زد میں آ جاتا ہے جو اس نقطۂ خیال سے اُسے ملزم قرار دے سکتے تھے۔ اور وہ جانتے تھے کہ وہ پیلاطُس کو قیصر کا خوف دلا کر اُس سے جبراً اپنی مرضی کے مطابق عمل کرا سکتے ہیں۔ "جو کوئی اپنے آپ کو بادشاہ بناتا ہے وہ قیصر کا مخالف ہے"۔

یہ کہنا آسان ہے کہ پیلاطُس کو اُن کی پروا کرنی نہیں چاہئے تھی۔ یہ سچ ہے مگر اِس کے لئے کسی حد تک دلیری کی ضرورت ہے۔ وہ جانتا تھا کہ رومی سلطنت اِس سے زیادہ کسی بات سے نہیں ڈرتی کہ کوئی شخص فلسطین میں مسیح ہونے کا دعویٰ کرے۔ وہ پہلے ہی اِس کے باعث سخت تکلیف اُٹھا چکے تھے وہ اپنے دل میں سمجھ سکتا تھا کہ تبریس قیصر کے آگے جس کی نظروں سے وہ گرا ہوا تھا کونسا الزام پیش کئے جانے کے لائق ہے۔ "اِس آدمی نے کھلی عدالت میں مان لیا ہے کہ اُس نے مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے صاف شہادت موجود ہے کہ یہودیوں اور اُس کے اپنے پیروؤں نے اِس کا مطلب انقلاب سمجھا اِس کے خلاف فقط پیلاطُس کی اپنی ذاتی رائے تھی کہ یسوع کا فی الحقیقت وہی مطلب نہ تھا جو اُس کے مقلدوں نے سمجھا اور اِس ذاتی رائے کے رُو سے اور اِس

شہادت کے خلاف جو بدی کیا گیا ہے۔ پیلاطُس درحقیقت مشکل میں پھنسا ہُوا تھا۔ وہ قانونی وجوہات سے اپنے پختہ یقین کے خلاف اُس پر موت کا حکم صادر کر سکتا تھا۔

اب مقدمے کی پیشی کے دوران میں ناگاہ ایک چھوٹا سا واقعہ پیش آتا ہے۔ حاکم کی بیوی کی طرف سے ایک خواص رقعہ لے کر آیا کہ "اِس راستباز سے کچھ کام نہ رکھ کیونکہ میں نے آج خواب میں اِس کے سبب سے بہت دُکھ اُٹھایا ہے"۔ خواب اور شگون بڑے سے بڑے رومی بہادر کا کلیجہ ہلا دیتے تھے چنانچہ جولیس قیصر بھی کلپورنیا کے خواب کی پرواہ نہ کرکے قتل کیا گیا تھا۔ اُس رقعہ سے پیلاطُس کے دل میں کوئی خوشی پیدا نہ ہوئی۔

وہ اُس کے چاروں طرف اَور بھی شور مچا کر کہنے لگے کہ "یہ گلیل سے لے کر لوگوں کو اُبھارتا ہے"۔ اپنی پریشانی میں وہ لفظ گلیل کو لپک کر پکڑ لیتا ہے۔ کیا یہ آدمی گلیلی ہے؟ کیا وہ ہیرودیس کی عملداری کا ہے؟ کیا میں اپنی ذمہ داری ہیرودیس کے سر پر جو اِس وقت یروشلیم میں ہے ڈال سکتا ہوں؟"

پس اُس نے اُسے ہیرودیس کے پاس بھیجا۔ شاید گلیل کا حاکم گلیلی نبی میں دلچسپی ظاہر کرے گا اور اُسکے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کر دیگا مگر وہ عجوز چالاک یہودی اُس اُلجھن میں کب آسانی سے پھنسنے والا تھا وہ بغاوت کے مقدمہ میں ہاتھ ڈالنا نہیں چاہتا اور اُس ملزم کے بارعب رویّہ نے اُسے سمجھا دیا یسوع اصطباغی کے قاتل کے ساتھ بات کرنا پسند نہیں کرتا تھا۔ پس ہیرودیس اور اُس کے اہلکاروں نے حقارت سے اُس کی بادشاہی پر تمسخر کرکے اُس کو ایک پُرانا قرمزی چوغہ پہنایا اور اُسے واپس بھیج دیا۔ یہ طریقہ اختیار کرنے سے پیلاطُس کی مشکل حل نہ ہوئی۔

اِس انتظار کے وقفہ میں معاملہ اور بھی بگڑ گیا کاہن لوگوں کو اُبھار رہے ہیں
پیلاطُس گھبرا رہا ہے اور لوگ اُسکے قابو سے نکلے جا رہے ہیں۔ "تمہارا دستور ہے
کہ میں فسح کو تمہاری خاطر ایک آدمی چھوڑ دیا کرتا ہوں کیا میں یسوع ناصری کو
چھوڑ دوں ؟" اُنہوں نے غصہ سے چلا کر کہا " اِس کو نہیں لیکن برآبا کو۔
برآبا کو۔ برآبا کو"۔

اُنہوں نے برآبا کو کیوں مانگ لیا ؟ شاید اِس وجہ سے کہ برآبا بغاوت
کے مقدمہ میں سیاسی قیدی تھا گو یہ کوئی خفیف سا جھگڑا تھا مگر اُس نے رومہ
کو صدمہ پہنچانے کی جرأت کی تھی اور عوام کی ہمدردی ہر شخص کے ساتھ تھی جو قیصر
کا مخالف تھا یسوع کا اصلی جرم اُن کی نظر میں یہ تھا کہ اُس نے اُن کی توقع کے
مطابق بغاوت کا جھنڈا کھڑا نہ کیا تھا اور پیلاطُس بھی غالباً اپنے دل میں یہ جانتا تھا۔
فیصلہ کی ذمہ داری پھر اُسی کے سر پر آ پڑی۔ اور وہ کشمکش و پیچ میں مبتلا
ہو گیا ایسے معاملہ میں جو شخص تردد میں پڑ جائے وہ گیا گذرا۔ جاہل پیادے اُس
کے سبب شرم کھانے لگے اُن کی مرضی تھی کہ وہ مختصر سپاہیانہ حکم صادر کر کے
اُس شور مچانے والی بھیڑ سے عدالت کے کمرے کو خالی کرا دے اُسے فیصلہ
کرنا تھا مگر دلیرانہ فیصلہ کرنے کی ہمت نہ پڑتی تھی گھبرا کر اُس نے وہ سوال پوچھا
جو صبح سے اُسے ستا رہا تھا "یسوع کو جو مسیح کہلاتا ہے کیا کروں ؟"

وہ بجو مجھی جانتا تھا کہ اُس کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہئیے وہ چلا کر بولے
کہ " اُس کو صلیب دی جائے " مگر اُن کے وہ خیالات نہ تھے جو پیلاطُس کو ستا
رہے تھے۔ اُس خاموش ملزم نے اُس پر عجیب اثر کیا تھا۔ اُس نے اُس کے
ساتھ بات چیت اور مشورت کی تھی اُسے معلوم نہیں تھا کہ اُس کے بارے
میں کیا خیال کرے۔ اُس نے کبھی اُس جیسا آدمی دیکھا نہ تھا۔ اُس کی ابدی آنکھوں میں

کوئی ایسا جادو ہے جسے وہ سمجھ نہیں سکتا۔ جس سے وہ کسی خوبصورت اور اعلیٰ چیز کی طرف کھنچا جاتا ہے۔ مگر اُس کے دل میں جو ہیبت اور اسرار کا احساس پیدا ہو رہا ہے اُسے وہ پیچھے ہٹا رہا ہے۔ اُس کی بیوی کے عجیب خواب نے بھی اُس کے دل میں وسوسہ آمیز خوف کو برانگیختہ کر دیا ہے۔

"اُس کو صلیب دے۔ صلیب دے۔"

اِس سے پیلاطُس طیش میں آ گیا اور اُن سے کہا کہ "میں اُسے صلیب نہیں دیتا۔ میں اُس کو کوڑے پڑوا کر چھوڑ دیتا ہوں۔"

سو پہرے والوں کو حکم پہنچایا جاتا ہے اور تھوڑی دیر میں اُس زرد رُو تھکے ماندے ملزم کو کھمبے کے ساتھ تسموں سے جکڑ کر باندھ دیا جاتا ہے۔ اُس کا خون بہہ رہا ہے اور اُس کی نسیں بے رحم جلّادوں کے کوڑوں کی ضرب سے کانپ رہی ہیں۔ اُس روز بارک میں یقیناً سب سنگدل سپاہی جمع تھے ورنہ کس کا کلیجہ ہوتا کہ اُس بے زبان مصیبت زدہ آدمی کے ساتھ ایسی سخت بدسلوکی کرتا؟ اُنہوں نے کانٹوں کا تاج بنا کر اُس کے سر پر رکھا اور ہیرودیس والا قرمزی چوغہ پھر اُسے پہنا دیا۔ اور ایک سرکنڈا اُس کے دہنے ہاتھ میں دیا اور اُسے ٹھٹھوں میں اُڑا کر کہنے لگے۔ "اے یہودیوں کے بادشاہ۔ آداب۔"

پھر پیلاطُس شاید سمجھ جائے کہ اُنہوں نے کیا کیا ہے اُن سے آخری بار رحم کی درخواست کر رہا تھا۔ اُس نے حکم دیا کہ ملزم کو باہر لوگوں کے سامنے لے جائیں۔ "یسوع کانٹوں کا تاج رکھے اور ارغوانی پوشاک پہنے باہر آیا اور پیلاطُس نے اُن سے کہا۔ دیکھو یہ آدمی۔"

کیا کبھی دُنیا میں اس سے پیشتر ایسا واقع ہُوا تھا؟ خدا کے اُس ابدی مسیح کا خون جو انسان کے لئے مرنے کو آیا تھا بڑے صبر و عظمت کے ساتھ اپنی سب

سے ادنیٰ مخلوقات کے آگے جھک رہا ہے اور وہ شخصوں میں اکڑایا جا رہا ہے کیا اُن کے دل میں کچھ درد نہیں کچھ ترس نہیں؟ کیا اُن میں بھی شیطان سمایا تھا؟

"اُس کو صلیب دے، صلیب دے۔"

پیلاطُس حیران اور دہشت زدہ اُس کی طرف کھڑا دیکھ رہا تھا اور جب اُس نے یہی الزام لگانے والوں کی صاف آواز عدالت کے کمرے میں گونجتی ہوئی سُنی کہ "وہ قتل کے لائق ہے کیونکہ اُس نے اپنے آپ کو خدا کا بیٹا بنایا" تو اُس کا پُرانا وسوسہ خوف پھر عود کر آیا۔

"خدا کا بیٹا!" تب پیلاطُس اَور بھی ڈرا اور پھر محل میں جا کر یسوع سے پُوچھنے لگا "تُو کہاں کا ہے؟" مگر یسوع نے اُسے جواب نہ دیا۔ اب جواب کا وقت گذر چکا تھا۔

اِس سے پیلاطُس اَور بھی ڈرا۔ "تُو مجھ سے بولتا نہیں۔ کیا تُو نہیں جانتا کہ مجھے تیرے صلیب دینے اور چھوڑ دینے کا بھی اختیار ہے؟"

وہ یسوع سے ایسے بول رہا ہے جیسے افسر بندہ نوازی سے ماتحت کے ساتھ کلام کیا کرتے ہیں یا جیسے کوئی حاکم ملزم کو کچھ رعایت دکھانے کی کوشش کرتا ہے۔ یسوع نے اُسے جواب دیا "اگر تجھے اوپر سے نہ دیا جاتا تو تیرا مجھ پر کچھ اختیار نہ ہوتا۔ گو تُو بُرا آدمی ہے مگر جس نے مجھے تیرے حوالے کیا اُس کا گناہ زیادہ ہے۔"

پیلاطُس اِس یسوع کو جو مسیح کہلاتا ہے کیا کریگا؟ وہ اُس کی حمایت کرنی چاہتا ہے اُس کا کانشنس کہتا ہے کہ اُسے ایسا کرنا چاہئے مگر اُسکی آنکھوں کے سامنے وہ مُسن تُند خو ظالم آتش مزاج اور شکی طبیعت والا تبریُس ہے وہ سمجھتا ہے کہ یہودیوں کے اِن خوف دلانے والے الفاظ کے کیا معنی ہیں کہ "اگر تُو اُس کو چھوڑ دیتا ہے

تو قیصر کا خیر خواہ نہیں۔ اب وہ کیا کر سکتا ہے؟ بہر صورت وہ اپنی آبرو بنائے رکھنے کی خاطر ذمہ واری اُنہی کے سر پر ڈالے گا۔ جب اُس نے دیکھا کہ کچھ بن نہیں پڑتا بلکہ اُلٹا بلوا ہوتا جاتا ہے تو پانی لے کر لوگوں کے رُوبرُو اپنے ہاتھ دھوئے اور کہا مَیں اِس راستباز کے خون سے بَری ہوں تم جانو۔ سب لوگوں نے جواب دے کر کہا کہ اِس کا خون ہماری اور ہماری اولاد کی گردن پر۔"

اِس سے زیادہ بیان کرنے کی حاجت نہیں ہم جانتے ہیں کہ انجام کیا ہوا اور کہ اُس بیچارے ڈرپوک آدمی نے جس پر اُس کے فیصلہ کے بھاری موقع پر یسوع کی آنکھیں لگی تھیں اِس جھگڑے سے کیونکر جان چھُڑائی۔

یہی وہ سلوک ہے جو پیلاطُس نے یسوع کے ساتھ جو مسیح کہلاتا ہے کیا۔ اور اِسی بزدلی کے فعل کی وجہ سے دو ہزار سال سے جہاں کہیں مسیحی عقیدہ پڑھا جاتا ہے یہ کہہ کر اُس کو رسوا کیا جاتا ہے کہ "پنطیُس پیلاطُس کے عہد میں دُکھ اُٹھایا" ۔

آٹھویں فصل

کلوری

اُنھوں نے یسوع کو جس نے کچھ مزاحمت نہ کی کھُردری صلیب پر لٹا دیا اور اُس کے ہاتھوں اور پاؤں میں بے رحمی سے میخیں گاڑ دیں۔ پھر اُنھوں نے مل کر صلیب کو اُٹھایا اور بے دردی سے اُس کی جگہ میں گرا دیا۔ اُس کے صدمے سے اُس کی نسیں اور پٹھے پھٹ گئے۔ ابن اللہ سخت عذاب میں ہو کر خوبصورت شہر کو دیکھتا ہے جس نے اُسے مرنے کے لئے باہر نکال دیا اور اُن سپاہیوں کو جو اُس کے پاؤں کے پاس اُس کے لباس پر قرعہ ڈال رہے ہیں اور اُن کاہنوں کو جو اپنی فتح پر وحشیوں کی طرح خوشی منا رہے ہیں اور اُس آوارہ گرد بھیڑ کو جو تماشا دیکھنے کے لئے آئی ہے گویا دُنیا ایک چھوٹے پیمانے پر اُسکے سامنے موجود ہے جس کے لئے وہ اپنی جان دے رہا ہے۔

"اور دُنیا نے اُسے نہ پہچانا"۔ ایک دن آنے والا ہے جب وہ پہچانے گی اور اُس سارے معاملہ کا مطلب سمجھے گی اور آئندہ صدیوں میں وہ ہولناک سیاہ صلیب جو شرم اور بے بیان بے عزتی کا نشان ہے سب سے اعلےٰ تصوّر اور خدا کی خود نثاری کی علامت بن جائے گی۔

"اور لوگ کھڑے دیکھ رہے تھے"۔ اُس ہجوم کے حق میں یہ کتنا انصاف ہے کہ وہ سب یسوع کے مخالف نہ تھے۔ ہم سب سراسر بُرے نہیں ہیں۔ یسوع نے ہم پر اعتبار کیا اور ہمیں اپنی خود نثاری کے لائق سمجھا اگر ہم ایسے ہی بُرے

ہوتے ہیں کہ بعض لوگوں کو خیال ہے تو ہم بچائے جانے کے لائق نہ ہوتے۔ کہا جاتا
ہے کہ انسان کے پاکیزہ جذبات کا اعتبار نہیں کیا جا سکتا اور کہ وہ بھیڑ جو اُس کھجور کے
اتوار کے جلوس میں ہوشعنا پکارتی تھی وہی بھیڑ تھی جو تھوڑے عرصہ کے بعد چلائی کہ
اُسے صلیب دے۔ اِس بات کو یقین دکر وہ وہ متعصب اژدحام جس کے سرپر
کاہن سوار تھے عوام کے وسیع دل کا نمائندہ نہ تھا کیونکہ وہ چاہے خواہ اُس کا پیرو نہ تھا تو
بھی اُس کا مداح اور حامی تھا اور فریسیوں کو اُس پر بے رحمی سے ہاتھ ڈالنے نہ دیتا تھا
خدا کی گرفت انسان کے دل پر اِس سے بڑھ کر ہے۔ وہاں گلیل کے علاقہ کی غمزدہ بھیڑ
تھی جسے مقتول کے گذشتہ پیارے ایام یاد تھے اور دُنیا بھر کے سوچ بچار کرنے
والے پردیسی جن کے خیالات کو اُس نے تھوڑے عرصہ کے لئے اعلیٰ باتوں
کی طرف لگا دیا تھا اور رومی صوبہ دار جس نے اُسے خدا کا بیٹا سمجھا اور یروشلیم
کی بیٹیاں جو اُس کے واسطے روتی اور نوحہ کرتی تھیں اور وہ لوگ جو چھاتی پیٹتے
ہوئے لوٹ گئے علاوہ ان کے اُس کے مقرب پیرو تھے جن کے دل پھٹ
رہے تھے یسوع اپنی تکلیف کے وقت سراسر تنہا چھوڑا نہ گیا تھا۔

مگر کلوری کی بھیڑ مسیح کی طرف اپنے رویہ کے لحاظ سے چھوٹے پیمانہ پر
ایک دُنیا تھی جس میں اُس کے سخت متعصب دشمن بھی تھے انجیل نویس اپنے دلی
درد میں اُن کا خاص طور پر ذکر کرتے ہیں وہ طعن مارتے اور طنز اور حقارت سے
آوازے کستے تھے کہ وہ اِسی سزا کے لائق ہے اور کاہن اور فقیہ اور یہودیوں
کے سردار بے حیائی سے تیوروں کے ہم آواز ہو کر چلاتے اور اسے ٹھٹھے کو ذلیل کر رہے
تھے۔ اگر تو خدا کا بیٹا ہے تو صلیب پر سے اتر آ۔ یہ مسیح اسرائیل کا بادشاہ صلیب پر
سے اتر آئے تو ہم اُس پر ایمان لائیں اس نے اوروں کو بچایا اپنے تئیں بچا نہیں سکتا
یسوع سُن رہا ہے۔ وہ جانتا ہے۔ وہ اپنے تئیں بچا نہیں سکتا اور نہ اُسے

جانا چاہے مگر اُس کے دل میں اِن ٹھٹھا مارنے والوں کے سبب سے تکلیف ہے۔ وہ جان کنی میں اپنا نہیں بلکہ اُن کا جو کمینہ پن اور ذلّت اور گناہ میں مبتلا ہیں خیال کر رہا ہے۔ آخر کار وہ اپنے لبوں پر سے سکرات کی مُہر توڑتا ہے گناہ آلودہ آدمیوں کی طرف سے وہ توکّل بھرے دل سے اپنے پیارے باپ کی طرف جس نے اُنہیں پیدا کیا متوجہ ہوتا ہے۔

"اے باپ۔ اِن کو معاف کر کیونکہ یہ نہیں جانتے کہ کیا کرتے ہیں"۔

خدا کے دل کے مکاشفہ پر غور کرو وہ ایسا کشادہ دل ہے کہ کبھی بغض رکھنے والا نہیں۔ وہ بجائے خفا ہونے کے اُن کے لئے فکرمند اور تکلیف میں ہے کیونکہ وہ جیسے در اصل ہیں اُس سے بدتر ظاہر ہو رہے ہیں۔ مرتے ہوئے یسوع کے حوصلہ کا خیال کرو کہ وہ نہ فقط اُن کو معاف کر سکتا یا اُن کے لئے دعا کر سکتا تھا بلکہ فی الحقیقت اُن کے لئے کوئی بات بطور عذر یا اُن کی حمایت میں کہنے کی کوشش کرتا ہے۔ اُن کے حق میں کوئی عذر پیش کرنا آسان نہ تھا مگر یسوع نے کوئی بات تلاش کر کے پیش کر دی یعنی اُن کا تعصّب اُس کے بارے میں اُن کی تربیت اور اُن کی ناواقفیت اُن کے فعل کی ذمہ وار تھی۔ وہ جانتے نہ تھے کہ کیا کر رہے ہیں اگر وہ جانتے تو ایسی بات نہ کرتے۔ اے باپ تو معاف کر۔

ہم سب کو خدا کی مسندِ عدالت کے آگے کھڑا ہونا ہے مگر یہ یاد رکھنے سے تسلّی ہوگی کہ اُس نے اِن لوگوں کے لئے کیسی رعایت روا رکھی۔ ہمیں یقین ہے کہ تو ہماری عدالت کرنے کو آئے گا۔

یقیناً اُن لوگوں نے اُس کی آواز سُنی ہوگی۔ جو ٹھٹھا کرنے والوں میں اُس کا ذکر جوش سے بڑبڑاتے چلاتے اور تمسخر اور حقارت آمیز الفاظ کے شور میں وہی لوگ اُن دعائیہ الفاظ کو سُن سکتے تھے جو صلیب کے بہت قریب تھے۔

کم از کم ایک آدمی نے حیرت اور خوف کے ساتھ اُن کو سُنا معلوم ہوتا ہے کہ اُس کے دل میں ایسی رقت پیدا ہوئی جیسی کبھی نہ ہوئی تھی۔ "اُس وقت اُس کے ساتھ اور دو شخصوں کو صلیب دی گئی۔ ایک کو داہنی اور دوسرے کو بائیں طرف۔" پہلے تو دونوں اِس "مسیح" کا ٹھٹھا مارنے میں شریک ہوئے۔ اگر مسیح کے ہاتھ میں تلوار نہ ہو تو وہ کس کام کا مسیح ہے؟ "اگر تو مسیح ہے تو اپنے آپ کو اور ہم کو بچا" لا اُن میں سے ایک تو خاموش ہوتا گیا۔ وہ تند اور ہٹگرا نظر آتا ہے اور بھیڑ کو دیکھ کر غصّہ سے تیوری چڑھا رہا ہے۔ اُسے اپنے درد کی پڑی ہے اور کسی اور کے درد کا خیال نہیں۔ تھوڑی دیر بعد یسوع کے برتاؤ اور رعب کا اثر اُس پر پڑنے لگتا ہے۔ یسوع کی مقناطیسی کشش اُسے کھینچ رہی ہے۔ وہ بے ہمت ہو رہا ہے اور اپنے آپ سے شرم کھاتا ہے اور اُس بزدل بھیڑ کے سبب شرمسار ہو رہا ہے جو ایک ناچار آدمی کی ہنسی اُڑا رہی ہے۔

پھر ایک عجیب بات واقع ہوتی ہے۔ یسوع کچھ کہہ رہا ہے۔ وہ ڈاکو اُس کے الفاظ کو سُن کر دم بخود ہو جاتا ہے۔ وہ اُس کے اپنے الفاظ کی طرح درد کا نوحہ یا لعن طعن کے کلمات نہ تھے۔ "اے باپ۔ اِن کو معاف کر کیونکہ یہ جانتے نہیں کہ کیا کرتے ہیں"۔ اور فوراً ایک اچنبھا ہو گیا یعنی ایک پل میں دفعتاً اُس آدمی کا دل بدل گیا۔ یسوع کی سیرت کی خوبصورتی نے ایک لحظہ میں وہ کام کر دکھایا جو سلطنت کے السداوی قانون نے سالوں میں نہیں کیا تھا یعنی اُس کے دل میں نیکی کے لئے تحریک۔ گذشتہ اعمال کے لئے غم اور اعلیٰ خوبیوں کی طرف دُھندلا سا خیال پیدا کر دیا اور ساتھ ہی اس پُر اسرار مسیح کے سبب سے خوف اور حیرت پیدا ہو گئی جو خدا کا بیٹا ہونے کا دعوٰی کرنے کے باعث صلیب دیا گیا۔ یروشلیم کے اُس مجرم نے اُس کے دعووں اور اُس کی بادشاہت کے بارے میں باتیں سُنی ہوں گی۔ اسی کے باعث وہ اُسے

قتل کر رہے ہیں یہ عجیب آدمی کون ہے اور کیا ہے؟

پھر اُس کا ساتھی عوام کے ساتھ لعن طعن کرنے میں شریک ہو جاتا ہے اور کیوں نہ ہو جب کہ بوڑھے کاہنوں اور عالم فقیہوں اور شرع کے عالموں کا نمونہ اُس کی آنکھوں کے سامنے ہے اُس کی بدزبانی کوئی تعجب کی بات نہیں مگر اب اُس کا دوسرا ساتھی اس کی زیادہ برداشت نہیں کر سکتا "کیا تُو خدا سے بھی نہیں ڈرتا حالانکہ اُسی سزا میں گرفتار ہے؟ اور ہماری سزا تو واجبی ہے کیونکہ اپنے کاموں کا بدلا پا رہے ہیں لیکن اِس نے کوئی بیجا کام نہیں کیا۔"

غور کرو کہ بیچاری انسانی رُوح جب مسیح کے ساتھ لگ کر خوبصورت بن جاتی ہے تو اُس کے کیسے اعلے امکان ہو جاتے ہیں تکریم کا جذبہ تو بہ فروتنی پھر غصّہ سے اُس رُو کو اُٹھانے والے کی بے غرض حمایت جو اُس کے پہلو میں ہے اور پھر اُس سے بھی بڑھ کر ایمان کا عجیب احساس اور اس بات کا یقین پیدا ہو جاتا ہے کہ یہ کوئی معمولی آدمی نہیں وہ شخص سخت عذاب سے بیدم ہو رہا ہے موت قریب آ رہی ہے وہ نہیں جانتا کہ مرنے کے کیا معنے ہیں۔ کیا وہ بیہوشی ہے یا الٹا ہو جاتا اُس کے خوفزدہ دل سے بے تحاشا یہ صدا نکلتی ہے "اے یسوع جب تُو اپنی بادشاہت میں آئے تو مجھے یاد کرنا"۔

اور یسوع کے دل میں اُس بیچارے کے لئے درد پیدا ہُوا جو بنی آدم کی خاطر اُس کی موت کا پہلا پھل تھا وہ اُس کی طرف دیکھنے کے لئے اپنی گردن پھیر نہیں سکتا تھا اُس کے خشک لبوں سے صاف الفاظ نہیں نکل سکتے تھے مگر مرتے ہوئے یسوع کے جواب میں ایک شاہانہ شان ہے "میں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ آج تُو میرے ساتھ فردوس میں ہوگا"۔

اِس طور پر اُس خستہ حال ڈاکو کو معافی اور سلامتی اور موت کے بعد کی زندگی

کا وعدہ نصیب ہؤا یسوع ہی اُس کی بابت جانتا تھا اُسکے الفاظ کے یہ معنی ہو سکتے ہیں کہ آج رات جب ہماری لاشیں صلیب پر لٹک رہی ہونگی تو تُو اور میں اُس بہشت رفتگاں کے عالم میں اکٹھے ہونگے اور ایک دوسرے کو پہچانینگے کہ ہم وہی ہیں جو آج صبح صلیب پر لٹک رہے تھے تین گھنٹوں کے بعد اُس عالم کا خداوند اندر داخل ہؤا اور اُس مرتے ہوئے چور کی راہ دیکھتا رہا۔

دو بار یسوع مُہرِ سکوت توڑ چکا ہے پہلی بار بطور کاہن کے انسان کو کبھی ایسا کشادہ دل کاہن نصیب نہیں ہؤا تھا جو اپنے قاتلوں کے لئے شفاعت کرتا ہے پھر بطور بادشاہ کے شاہانہ الفاظ فرما رہا ہے اور ایک غریب ڈاکو سے اپنی بادشاہت میں حصّہ دینے کا وعدہ کرتا ہے اور اب وہ تیسرے وقت بولتا ہے۔ نہ بطور کاہن یا بادشاہ کے بلکہ ابن آدم بحیثیت انسان ہونے کے اپنی ماں اور ایک دوست کی فکر کرتا ہے اور اُن کی طرف انسانی فرائض ادا کرتا ہے۔

اب دوپہر کے وقت گرمی کی شدت ہے عذاب کے تین گھنٹے گذر چکے ہیں بھیڑ کا شور شار بند ہو گیا ہے عوام تماشا سے اُکتا کر پہاڑ پر تتر بتر ہو رہے ہیں صلیب کے پاس سپاہی بیتاب کرنے والی گرمی میں کھڑے ہیں اور اُن کا صوبہ دار گھوڑے پر بُت کی طرح خاموش بیٹھا ہے اگر لوگوں کی چھوٹی سی جماعت جو ”دُور کھڑی“ ہے اب اپنے دوست کو مرتا دیکھنے کے لئے پاس آ جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

پاس یسوع کی صلیب کے پاس اُس کی ماں ”اپنی رفیق عورتوں کے ساتھ کھڑی ہے وہ لعن طعن اور ٹھٹھوں کی کچھ پروا نہیں کرتی پاس سے گذرنے والے رعب دار رتبوں پر اُس کی نگاہ نہیں۔ وہ یسوع کی ماں ہے اُسے کوئی نہیں

روکے گا۔ اب سوائے اُسکے پاس کھڑے ہونے کے اُس کے لئے گویا
میں اور کوئی تسلی نہیں گو وہ اُس کی پیشانی پر سے پسینہ نہیں پونچھ سکتی اور نہ
اُس کے خشک ہونٹوں کو ٹھنڈا کر سکتی ہے۔ وہ وہاں کھڑی ہے۔ دل رنج کے
مارے اُسکے آنسو نہیں بہتے۔ وہ غمزدہ ماں ہے جس کی جان "تلوار سے چھد
گئی ہے" اور وہ سخت اضطراب سے اُس لٹکنے والے کے چہرے کی طرف
دیکھ رہی ہے۔ وہ مسیح اُس کا خداوند ہے۔ وہ اِسے نہیں بھولتی گو یہ راز اُس کی
سمجھ سے باہر ہے مگر اِس موقع پر اُسے خاص طور پر یہی خیال ہے کہ وہ اُس کا
بیٹا ہے یہ وہی معصوم بچہ ہے جو مدت ہوئی اُس کی گود میں پڑا تھا۔ یہی بہادر
لڑکا جو ناصرۃ کے کارخانے میں کام کیا کرتا تھا۔ وہی جوان جو اُس کی بیوگی کے
ایام میں اُس کے لئے روٹی کماتا تھا۔

یسوع کو اِس حالت میں دیکھنا دل میں کیسی ہیبت پیدا کرتا تھا۔ اور
یسوع ہی اِس کو سب سے بہتر طور پر جانتا تھا۔ جب اُس کی جان کندنی کا آخری
وقت آنے لگا تو اُس کی ماں کو یہاں کھڑا رہنا مناسب نہیں۔ اپنی سخت تکلیف
میں اور دُنیا کی نجات اور آنے والے جلال کے خیالات میں وہ ایسا مگن
نہیں کہ اپنی بیوہ ماں کی فکر نہ کرے جس کی بیوگی اب دُوگنی ہو جانے والی
ہے۔ اِس چھوٹی سی جماعت میں اُس کی آنکھیں دو شخصوں پر لگی ہیں یعنی اپنی ماں
پر جس سے وہ پیدا ہوا اور اُس رفیق پر جو زندگی بھر اور موت کے وقت تک
اُس کا عزیز رہا۔ "اے ماں۔ دیکھ یہ تیرا بیٹا ہے۔ بیٹا۔ دیکھ۔ تیری ماں یہ ہے" اور ۱
اُس وقت سے وہ شاگرد اُسے اپنے گھر لے گیا"۔

اِس طرح پُر امن طور پر اور محبت اور خیالات بھرے دل کے ساتھ وہ
دُنیا کے آخری رشتوں سے قطع تعلق کرتا ہے اور تن تنہا آنے والے زیادہ

گورے اور شدید تجربہ کا سامنا کرتا ہے انسانی خیال کے لئے ناممکن ہے کہ ان تین گھنٹوں کی نیبست کو جب کہ جسمانی درد کے ساتھ بے بیان روحانی جدوجہد کا پُراسرار دلی عذاب بھی شامل ہو گیا تھا قیاس میں لا سکے یا سمجھ سکے۔ اس کو تاریکی کے پردے میں چھپا لینا کیسا موزون تھا شاید یہ آنے والے بھونچال کا پیش خیمہ تھا۔ اس منظر پر بھورے رنگ کی دُھندلاہٹ ہو گئی۔ کوہ زیتون کا نقشہ اور یروشلیم کے مینار اور برج ماند پڑ گئے۔ دوپہر کے قریب سے تیسرے پہر تک تمام ملک میں اندھیرا چھا گیا۔

کیا یہ خدا کی خفگی کا نشان تھا یا اُس دن کی شرارت آمیز کارروائی کے خلاف نیچر کی صدائے احتجاج تھی جب اُن لوگوں نے جہان کے نور کو بجھانے کی کوشش کی؟ کیا یہ اُس پُر اسرار کشمکش پر بڑے ادب سے پردہ ڈالا گیا تھا؟ کیا یہ اُس شہر اور اُس کے رہنے والوں کے لئے کانشنس کی آخری صدا تھی؟ سارے ملک پر تاریکی چھا گئی۔

کسی انسان نے اُسے اُس عذاب کے وقت نہ دیکھا بیان کیا جاتا ہے کہ وہ تاریکی کے تین گھنٹے خاموشی کی گھڑیاں تھیں۔ اخیر پر جو اُس کی زندگی کا خاتمہ تھا اُس کے چلانے کی صدا نے خاموشی کو توڑا جس سے معلوم ہوا کہ وہ تین گھنٹے کیونکر بسر ہوئے تھے۔ صلیب کے پہرہ داروں پر اس کا بڑا بھاری اثر پڑا۔ صلیب کا یہ ایک کلمہ جو پہلے دو انجیل نویسوں نے درج کیا لکھنے والوں نے اصلی زبان میں لفظ بلفظ قلمبند کیا گویا کہ سننے والے اُسے کبھی بھول نہ سکتے تھے یہ خاموشی اور تاریکی اور بے بیان جدوجہد کے تین گھنٹوں کے بعد چلانے کی بڑی آواز تھی جس سے اُسے بے حد سہارا ملا "تیسرے پہر کو یسوع بڑی آواز سے چلایا کہ ایلی ایلی لما سبقتنی۔ اے میرے خدا۔ اے میرے خدا۔ تو

نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟"

ہاں یہ بڑے بھاری سہارے کی آواز تھی۔ یہ نہیں کہ "تُو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا ہے؟" یونانی میں ماضی کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے جس کا ترجمہ ہے "کیوں چھوڑ دیا؟" چھوڑنے کا عمل ہو چکا اور سہارا ٹل گیا مگر جب تک وہ حالت رہی وہ سراسر چھوڑ دینے کا عمل تھا۔ "میرے خدا۔ میرے خدا تُو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟"

ذرا انجیل کی دلیرانہ دیانتداری پر غور کرو جن میں مرتے ہوئے مسیح کی یہی صدا بطور آخری کلمہ کے مندرج ہے تعجب نہیں کہ بے دینوں نے اِس کو بڑی مضبوطی سے پکڑ لیا ہے انہوں نے اِس پر یہ حاشیہ چڑھایا ہے کہ اِس نیک سرگرم جوان کو اخیر پر اپنی غلطی معلوم ہو گئی۔ اُس نے ایک اعلٰے مقصد کی خاطر سب کچھ قربان کر دیا اُسے ہمیشہ یہ اُمید تھی کہ خدا اُس کو قبول کرلیگا مگر سنگدل موت نے اُس کی آنکھیں کھول دیں اور اُس کی آخری ہولناک صدا نا اُمیدی کا اور اُس کو ہوش میں لانے والا کلمہ تھا۔ خدا نے اُسے چھوڑ دیا تھا اُس کی شاندار جان نثاری عبث تھی وہ مسیح نہ تھا۔

ہم کون ہیں جو اُس قادرِ مطلق کے گہرے بھیدوں کو سمجھ لیں؟ ہم یہ جانتے ہیں کہ وہ جو صلیب دیا گیا خدا کا ابدی بیٹا تھا۔ اگر ہم بزرگی تعلیم سے اِس کے معنی کو قیاس میں لانا چاہیں تو اِس بھید کی ایک ہی کُنجی ہے یعنی یہ کہ وہ جو دُنیا کا گناہ اُٹھانے والا تھا خدا تھا ہم اسکا مطلب ٹھیک طور پر ادا نہیں کر سکتے ممکن ہے کہ کفارے کے معنوں کی نسبت ہمارے نظریوں میں اختلاف ہو مگر کم از کم ہمارا ایمان ہے کہ "جو گناہ سے واقف نہ تھا اُسی کو خدا نے ہمارے واسطے گناہ ٹھہرایا" کہ "وہ آپ ہمارے گناہوں کو اپنے بدن پر لئے ہوئے صلیب پر چڑھ گیا"

کہ وہ ہمارے گناہوں کے سبب گھایل کیا گیا اور ہماری بدکاریوں کے باعث کچلا گیا ہماری سلامتی کے لئے اُس پر سیاست ہوئی تاکہ اُس کے مار کھانے سے ہم چنگے ہوں"۔

اُن تین ہولناک گھنٹوں کی جد و جہد اور اُس پیالے کا راز جس کے لئے اُس نے گتسمنی میں دعا مانگی کہ اگر ہو سکے تو ٹل جائے اور جس کے پینے میں وہ وہاں مصروف رہا اِسی میں ہے۔

ہم اِس سے آگے جانے کی جرأت نہ کرینگے۔ ہم کم از کم جانتے ہیں کہ وہ ہماری ہی خاطر چھوڑ دیا گیا تھا۔

اب جو سخت روحانی کش مکش ہو چکی ہے جسمانی تقاضہ کو پورا کرلے کی تمنا نے زور پکڑا۔ یہ ایک نشان تھا کہ اب رُوح کو آرام مل گیا ہے جیسا کہ آزمائش کے اُن خوفناک چالیس ایام میں اُس کو کبھی کھانے پینے کا خیال نہ آیا مگر جب آزمائش کا زور جاتا رہا "تو اُسے بھوک لگی"۔ اب بھی ویسا ہی ہُوا۔ وہ کیسا حقیقی انسان ہے اور اُس کا صاف دل سے اُس جاہل رُومی سپاہی کی جبلّی شفقت پر اعتبار کرنا کیسا دلکش ہے جس کو اُس نے کہا کہ "مَیں پیاسا ہُوں" اور فوراً سرکے میں بھگویا ہُوا اسفنج اُسکے مرتے ہوئے ہونٹوں سے لگایا گیا۔ ہر ایک شخص کی آرزو ہوگی کہ کاش وہ سپاہی مَیں ہی ہوتا۔

تب خاتمہ آپہنچا۔ صلیب پر چھ گھنٹوں نے اُسکی طاقت کو زایل کر دیا ہے زندگی کا پیالہ لبریز ہو رہا ہے مگر اب اُس کو بے بیان آرام مل گیا ہے ہم ادب سے قیاس دوڑا سکتے ہیں کہ سارا گذرا ہُوا زمانہ بڑی تیزی سے اُس کی آنکھوں کے سامنے پھر گیا ہوگا یعنی باپ کا اُس کو بھیجنا۔ اُس کی تشبیہات اور عکس۔ قدیم نبوتیں تباہ و حال دُنیا کا نقشہ۔ اُس کی محبت کا رد کیا جانا۔ اُس کی جانکندنی اور لہو کا پسینہ۔

صلیب اور اذیت سہنا۔ اور ان بیچارے انسانی بھائیوں کے لئے اپنی جان قربان کرنا۔ "تمام ہوُا"۔ جس کام کو اُس نے اچھی طرح انجام دیا تھا خوش ہو کر اُس کا یقین رکھتے ہوئے اُس نے چلا کر کہا "تمام ہوُا۔ پُورا ہوُا۔" "اے باپ مَیں اپنی رُوح تیرے ہاتھوں میں سونپتا ہوں اور یہ کہہ کر دم دے دیا"۔

اِس کے یہ معنی نہیں کہ اب آرام کے لئے یا مرنے کے لئے یا آسمان پر جانے کے لئے اُس نے اپنی رُوح کو باپ کے ہاتھوں میں سونپ دیا۔ اُس کی زمینی خدمت اب تک پُوری نہیں ہوچکی وہ رُوحوں کے عالم میں اُن لوگوں کو جو اُس پار جا چکے ہیں اپنی فتح کی خبر سُنائیگا۔

اب مسیح کی زندگی میں ایک اور باب شروع ہوتا ہے اور ہم اِس دُنیا کے کنارے کی بلندی پر کھڑے ہو کر دیوار پر سے جھانکینگے اور حیرت زدہ دل کے ساتھ اپنے تصوّر میں اُس دوسرے عالم کی نئی مہم میں اُس کے پیچھے پیچھے چلینگے +

نویں فصل

مسیح کی سرگزشت کا ایک غیر مندرج قصہ

مسیح کا مُردوں کے عالم میں اُتر جانا مسیحی اعتقاد کا ایک نمایاں جُزو مانا گیا ہے۔ لوگ دریافت کرتے ہیں کہ مرنے کے بعد یسوع کی رُوح کہاں گئی ؟ کوئی کہتا ہے کہ وہ سیدھی آسمان کو گئی۔ نہیں، خداوند نے جی اُٹھنے کے بعد خود فرمایا کہ "میں اب تک باپ کے پاس نہیں گیا"۔ تو پھر رُوح کہاں گئی ہوگی ؟

کوئی اِس کا جواب نہیں دے سکتا۔ ہاں ایک ہی شخص دے سکتا تھا۔ اُسی نے بیابان میں اپنی تنہا آزمایش کا حال بتایا ہوگا اور وہی عالمِ رفتگاں میں جانے کا حال بیان کر سکتا تھا اور ظاہر ہے کہ اُسی نے بیان کیا ہوگا۔ وہ اپنے جی اُٹھنے کے بعد چالیس دن تک اُنہیں نظر آتا اور خدا کی بادشاہت کی باتیں سکھاتا رہا۔ یہ باتیں بھی یقیناً اُنہی میں سے ہونگی جو صحیح نہیں کی گئیں کیونکہ اُن کا علم ابتدائی کلیسیا میں چاروں طرف پھیلا ہوا تھا اور کسی اَور نے اُن کا بیان نہیں کیا ہوگا۔

ایک عام خیال ہے کہ مقدس پطرس اور مقدس پولُس ہی کی تحریر میں فقط چند مبہم آیات ایسی ہیں جن میں اِس مضمون کی تعلیم پائی جاتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ یہ دونوں مقدس اُن ابتدائی ایّام کے متعدد معلموں میں سے تھے جنہوں نے فتح کے جذبات کے ساتھ خداوند کے رفتگان کے عالم میں جانے کی تعلیم دی۔ مقدس پطرس کے دل میں اپنے پہلے وعظ میں یہی خیال تھا۔ اُس نے کہا

"اُس کی رُوح عالمِ ارواح میں چھوڑی نہ گئی" بخقط اِنھی الفاظ سے کچھ ثابت نہیں ہوتا مگر جب کہ وہی مقدس پطرس مدت کے بعد اپنے پہلے مکتوب کے تیسرے باب کی اٹھارھویں آیت میں اتفاقی طور سے بیان کرتا ہے کہ اُس کا خداوند جسم کے اعتبار سے تو مارا گیا لیکن رُوح کے اعتبار سے زندہ کیا گیا جس میں اُس نے جا کر اُن قیدی روحوں میں منادی کی جو محفوظ رکھی گئی تھیں۔" کیونکہ مُردوں کو بھی خوشخبری اسی لئے سنائی گئی تھی" (۴: ۶) اس سے یہ نتیجہ نکالنا معقول معلوم ہوتا ہے کہ پطرس کو کوئی خاص واقفیت تھی پھر مقدس پولُس (افسیوں ۴ باب ۹) جب عالمِ بالا پر چڑھتے ہوئے خداوند کی بخششوں کا ذکر کرتا ہے تو لفظ "چڑھا" پر دفعتاً رُک جاتا ہے اور کہتا ہے "اُس کے چڑھنے سے اور کیا پایا جاتا ہے سوا اس کے کہ وہ زمین کے نیچے کے علاقے میں (یعنی عالمِ رفتگان میں) اُترا بھی تاکہ سب چیزوں کو معمور کرے"۔ عالمِ ارواح اور آسمان دونوں نے اُس کی حضوری کو محسوس کیا تھا۔

مگر اس سے بڑھ کر ثبوت یہ ہے کہ رسولوں کے زمانہ کے فوراً بعد عہدِ جدید کے علاوہ دیگر ابتدائی مسیحی تصانیف کے رُو سے یہ علم عام کلیسیا میں پھیلا ہُوا تھا ہم مقدس یوحنا کی وفات سے لے کر قدیم اُسقفوں اور معلموں کی تحاریر میں پاتے ہیں کہ وہی معتقف جن کی کتابوں میں بپتسمہ اور عشائے ربانی اور اناجیل کی مطابقت کی تعلیم موجود ہے خداوند کے مُردگان کے عالم میں جانے کی انجیل نمایاں طور پر پیش کرتے ہیں۔

مثلاً جسٹن شہید جو قریباً یوحنا کی موت کے وقت پیدا ہُوا تھا مسیح کے عالمِ ارواح میں اُتر جانے کا ایسا پختہ یقین رکھتا ہے کہ وہ فی الحقیقت یہودیوں کو ملزم قرار دیتا ہے کہ اُنہوں نے اِسکے متعلق یرمیاہ کی ایک پیشگوئی کو کاٹ چھانٹ

دیا ہے۔

فرانس کے شہیدوں کا مشہور بشپ آرینیوس اِس سے کچھ عرصہ کے بعد بیان کرتا ہے کہ خداوند نے کیونکر مُردوں کے عالم میں جا کر رفتگاں کے سامنے منادی کی اور اُن سب نے جو اُس سے اُمید رکھتے اور اُس کے نجات کے انتظام کو قبول کرتے تھے گناہوں کی معافی پائی۔

پھر مصر کے دُور اُفتادہ ملک میں سکندریہ کے مقدس کلیمنٹ کا جو مقدس یوحنا کی وفات کے قریب پچاس سال بعد پیدا ہؤا بیان سُننے کے قابل ہے وہ مسیح کے عالمِ مُردگاں میں اُتر جانے کے مضمون پر نہایت دلچسپ اشارات تحریر کرتا ہے۔ وہ بڑے زور سے کہتا ہے کہ کتابِ مقدس کی صاف تعلیم ہے کہ یسوع نے مُردوں کو انجیل سُنائی۔ اُس کا خیال ہے کہ رسولوں کی رُوحوں نے بھی مرنے کے بعد یہ کام جاری رکھا ہو گا کہ اُنھوں نے نہ فقط یہودیوں یا مقدسوں بلکہ بُت پرستوں کے سامنے اِبھی منادی کی ہو گی۔ وہ اِس کو معقول سمجھتا ہے کیونکہ اُن لوگوں کو اِس کا علم حاصل کرنے کا کوئی موقع نہ ملا تھا۔

اِس کے بعد مقدس کلیمنٹ کے شاگرد اعظم آریجن کی ایک عجیب قسم کی شہادت ہے۔ ایک مشہور ملحد سیلسس کلیسیا کے اِس عالمگیر اعتقاد کی یہ کہہ کر ہنسی اُڑاتا ہے کہ "شاید تمہارے اُستاد نے جب وہ زندوں کو قائل نہ کر سکا تو مُردوں کو قائل کرنے کی کوشش کی"۔ آریجن نے اِس کا صاف جواب دیا کہ "خواہ یہ سیلسس کو پسند ہو یا نہ ہو ہم کلیسیا کے شُرکا دلی سے کہتے ہیں کہ ہمارے خداوند کی رُوح جسم کا جامہ اُتار کر رُوحوں کے ساتھ ہمکلام ہوئی تاکہ جو لوگ سیکھنے کے قابل ہیں اُن کا دل بدل جائے"۔

مغربی افریقہ میں ایک بڑے معلم ترتلیان نے اِسی تعلیم کو پیش کیا۔ یروشلیم

میں بشپ سیرل نے اپنی ایک لیکچروں کی کتاب میں خوشی اور فتح کے جذبہ کے ساتھ اس کی تعلیم دی۔ وہ مسیح کو نہ فقط اُن رُوحوں کے ساتھ جو تاغرما تہرو دار تھیں بلکہ اُن حق کے پیچھے جدوجہد کرنے والوں کے ساتھ بھی جنہوں نے دُنیا میں اُس کی صورت نہ دیکھی تھی مبارک ربط وضبط رکھتے ہوئے دیکھتا ہے۔ وہ تصور کی آنکھوں سے دیکھتا ہے کہ مقدس انبیا کیونکر خداوند کے پاس جمع ہو گئے۔ موسیٰ اور ابرہام اور اضحاق اور یعقوب اور یوحنا اصطباغی کیونکر اُس کی طرف پکارتے ہوئے دوڑے کہ "اے موت تیرا ڈنک کہاں رہا؟ اے موت تیری فتح کہاں رہی؟ کیونکہ تجھ نے ہم کو نجات بخشی ہے"۔

یہی یسوع کی سرگزشت میں "غیر مندرج قصہ" ہے۔ کلیسیا کے سب سے پاک اور نہایت پُرمحبت ایام میں جو خداوند اور اُس کے رسولوں کا قریب ترین زمانہ تھا یہ اناجیل کے نغمہ میں خوشی کا ایک ترانہ اور فتح کا سُر یلا الاپ تھا۔ اِس سے اُن ایماندار رُوحوں سے مسیح کی پُرشفقت اور فکر مند محبت کا اظہار ہوتا تھا جنہوں نے اُسے کبھی نہ دیکھا تھا۔ اِس سے ثابت ہوتا تھا کہ اُس کا کفارہ عالمگیر ہے۔ اِس سے اِس زندگی کے بعد کی فتح کا ثبوت ملتا تھا کہ وہ جو دُنیا میں انسانی رُوحوں کو ڈھونڈنے اور بچانے کو آیا تھا اُس نے اپنی خوشخبری مُردگاں کے عالم میں پہنچا دی جب کہ اُس کا جسم قبر میں پڑا تھا کہ وہ بطور فاتح کے نادیدنی عالم میں داخل ہو گیا کہ رفتگاں کے عالم میں اُس کا پھریرا اُڑنے لگا اور اُسکی صلیب نصب کی گئی تاکہ قدیم دُنیا کی رُوحیں اُس کی طرف پھریں۔ اور جئیں۔ کہ قدیم زمانے کے مقدسوں اور انبیا کی ارواح نے خوشی مناتے ہوئے اُس کا استقبال کیا تھا کہ اونی درجہ کے آدمیوں

پر بھی رحم ہوا تھا۔" بہت سے مکانوں" میں اُن کے لئے بھی جگہ تھی۔

غرض عالمِ ارواح میں آنے کا یہی مسرت خیز مطلب ہے۔ اِس سے رفتگان کے عالم کی جسے لوگ مشکوک طور پر سمجھتے ہیں صاف حقیقت کا پتہ ملتا ہے۔ کیا کائنات میں اِس سے پہلے یا پیچھے کبھی ایسا منظر دکھائی دیا؟ یعنی ایسا واعظ۔ ایسا واعظ اور ایسے سامعین؟ کیا تصور اپنی بلند پروازی میں اِس سے دُور جا سکتا ہے؟ باوجود اِس کے یہ بطور ایک حقیقی واقعہ کے بیان کیا گیا ہے۔

اُس مبارک جمعہ کی شام کو ہم پھر کلوری پر کھڑے ہیں۔ خدا کا ابدی فرزند صلیب پر دلی درد سے اُس دُنیا کے لئے جان دے رہا ہے جسے وہ نجات دینے آیا ہے مگر ساتھ ہی اُس کے دل میں فتحمندی اور خوشی کی اُمید ہے جو کام اُسے کرنے کو دیا گیا تھا اُس نے ختم کر دیا ہے۔ وہ نجات کی مبارک انجیل کلیسیا کے سپرد کر رہا ہے تاکہ آئندہ زمانہ میں دُنیا کے سب آدمیوں کے آگے اُس کی منادی کرے۔ مگر اُن لوگوں کا کیا حال ہو گا جو اُس کو جاننے کے بغیر دُنیا سے کُوچ کر گئے ہیں؟ کلیسیا بذریعہ اپنی بائبل اور عقیدہ اور اپنے معتقدوں کے جواب دیتی ہے کہ وہ اُنہیں نہیں بھولا۔ وہ چند لمحوں کے بعد "رُوح کے اعتبار سے زندہ" ہو کر اپنی انجیل کی خوشخبری منتظر رُوحوں کے پاس لے جا رہا ہے یعنی کلیسیا کی اوّل مشنری خدمت کو انجام دے رہا ہے۔

کیا ہم ادب سے اُسکے آخری کلمات میں جب وہ اپنی اُس خدمت کے لئے روانہ ہونے کو تھا اُس کی طرف اشارہ نہیں پاتے "اے باپ میں اپنی رُوح تیرے ہاتھوں میں سونپتا ہوں" یعنی اُس سفر میں جو مجھے درپیش ہے؟ کیا جب اُس نے اُس چور کو جو اُس کے پہلو میں تھا بجائے "الوداع" کے "جب تک ہم پھر نہ ملیں خدا حافظ" کہا تو اِس میں بھی یہی اشارہ نہ تھا۔

"آج ہی تُو میرے ساتھ فردوس میں ہوگا؟" کیا ہم تھوڑی دیر تک اُس خوشی اور شکرگذاری اور محبت کا ذکر نہ کریں جس نے اُس مرد مجید فتحمند کے اندر داخل ہوتے وقت پردے کے اندر در و دیوار میں لرزش پیدا کردی ہوگی؟ اور کیا ہم تعظیم سے اپنے تصور میں اُسکے پیچھے پیچھے نہ چلیں جب وہ اِس دُنیا میں لوٹ آیا اور اپنے جی اُٹھنے کے بعد چالیس دن تک اپنے شاگردوں سے عجیب تجربہ بیان کرتا رہا؟ ورنہ انہوں نے یہ بات کہاں سے سُنی ہوگی؟

یسوع کی اِس عجیب سرگزشت پر غور کرو۔ اِس عالم میں لوگ ایک لاش کو صلیب پر سے اُتار رہے ہیں مگر محل کے عالم میں سرحد کے پار لوگ اُس کے اندر آنے پر خوشی منا رہے ہیں۔ سب اُسکے بھائی ہیں۔ دُنیا کی کوئی سرحد اُسے اُس کے عزیزوں سے روک نہیں سکتی محبت راہ نکال لیتی ہے۔ "خدا کی محبت جو ہمارے خداوند یسوع مسیح میں ہے اُس سے ہم کو نہ موت جُدا کر سکے گی نہ زندگی۔ نہ فرشتے۔ نہ حکومتیں۔ نہ حال کی نہ استقبال کی چیزیں۔ نہ قدرتیں۔ نہ بلندی۔ نہ پستی۔ نہ کوئی اور مخلوق" ۔

دسویں فصل

مسیح کا جی اُٹھنا

ہم زمینی سرگزشت کا بیان پھر شروع کرتے ہیں۔ اچھا ہوا کہ ہم نے اُس پار کے عالمِ ارواح کی پُر اُمید جھلک دیکھی کیونکہ ابھی ہمیں پھر اِس کم اُمید والی دُنیا کا قصہ بیان کرنا ہے۔ یہ سنیچر کا روز اُن بیچارے شاگردوں کے لئے دل توڑنے والا سبت تھا اُنہوں نے فقط مسیح کی لاش صلیب پر سے اُتارتے ہوئے دیکھی وہ اُس کے دوسرے عالم میں جانے کی سرگزشت نہیں جان سکتے تھے وہ سخت مایوسی کی حالت میں تھے اُن کے دل مسیح کے ساتھ وابستہ تھے اُنہوں نے مسیح کی خاطر سب چیزوں کا نقصان اُٹھایا تھا اب وہ مر گیا ہے آخر اُسکے دشمن بازی جیت گئے ہیں۔ وہ کیسے مر گیا ہوگا؟ وہ کیسے ناکامیاب رہا؟ آخر اِس معاملہ کا کیا مطلب ہے؟ کبھی تو معلوم ہوتا ہے کہ خدا دُنیا کے سامنے ضرور اُس کی حمایت کرے گا۔ کبھی اُن کے دل اِس آخری وقت کی ہولناک صدا کو یاد کر کے ٹھنڈے ہو جاتے ہیں۔ کہ اے میرے خدا میں چھوڑا گیا ہوں۔

جو سب ربط حالات ہم تک پہنچے ہیں اُن سے یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے کہ اُس روز روئے زمین پر یسوع کے شاگردوں سے بڑھ کر کوئی جماعت بلا اُمید اور مایوس نہیں تھی۔ اور وہ مغلوب ہو کر اور مر کے ارمتیاہ کے یوسف کی قبر میں پڑا تھا۔ اُن کی زندگی کا سہارا ٹوٹ گیا ہے۔ اب وہ کیا کریں گے؟ اُنہیں کوئی اُمید نہیں کسی سے توقع نہیں۔ وہ دلگیر اور اِس مشکل میں گرفتار ہیں کہ کیا اب

اُن کو واپس مچھلی پکڑنے کے کام پر چلے جانا چاہئیے ، روتی ہوئی عورتیں خوشبودار چیزیں تیار کر رہی ہیں ، یسوع مرگیا ہے ۔ سب باتوں کا خاتمہ ہو چکا ہے ۔

جب ہم تھوڑی دیر کے لئے اپنے کو اُن کی جگہ رکھ دیتے ہیں تو ہمارے دل اُن کے لئے درد سے بھر جاتے ہیں مگر ہم جانتے ہیں کہ کیا واقع ہونے والا ہے ۔

چوبیس گھنٹوں کے بعد اُن کو پھر دیکھو ۔ حواس باختہ اور حیرت زدہ اور جوش سے سراسیمہ مگر بے بیان خوشی کی پہلی کرنوں سے منور شہر کے اندر اور باہر ایک دوسرے سے ملتے اور تپاک سے ملاقات کرتے اور ایک دوسرے کو پکار کر کہتے ہیں کہ "خداوند جی اُٹھا ہے ۔ وہ مُردوں کے عالم سے لوٹ آیا ہے وہ شمعون کو دکھائی دیا ہے ۔ اُس نے مریم سے باتیں کی ہیں ۔ اُس نے ہمارے پاس پیغام بھیجے ہیں ۔ وہ ہمارے پاس بالاخانہ میں آیا تھا ہمیں اُس سے گلیل میں ملنا ہے ۔"

مارے خوشی کے اُن کو یقین نہ آیا ۔ وہ ایسی اچھی خبر تھی کہ اُس کو سچ مان لینا مشکل تھا بلکہ وہ کل کے ہولناک واقعات کو یاد کرنا پسند کرتے تھے جن کے مقابلہ میں آج کی خوشی دوبالا ہو جاتی تھی جُوں جُوں دن گذرتے گئے اور وہ اُس کی حضوری کے زیادہ عادی ہوتے گئے اُن کی زندگی میں انقلاب پیدا ہوتا گیا ۔ وہ ہمیشہ کے لئے تبدیل شدہ آدمی بن گئے ۔ وہ حیرت اور انسانیات کے نئے عالم میں رہنے لگے ۔ اُن کا پیارا اُستاد اور رفیق انسانی صورت میں خدا تھا اور وہ اس پختہ یقین کے زور پر نکل گئے تاکہ دُنیا کو اُلٹ دیں ۔

ایسٹر کا سارا افسانہ خوشی کے رنگ میں ڈوبا ہوا ہے اور اگر ہم غور کریں تو یہ خوشی مسیحی مذہب کی سب سے زبردست شہادتوں میں سے ایک ہے ۔

کیونکہ اُس حیرت انگیز اور ناقابلِ یقین واقعہ کی راستی کے سوا جس کی انہوں نے
منادی کی وہ کیونکر سمجھ میں آسکتی ہے؟ اور وہ واقعہ یہ ہے کہ مسیح نے مُردوں
میں سے جی اُٹھ کر زندگی اور بقا کو اپنی انجیل کے ذریعہ روشن کر دیا۔

بعض لوگ اِس کی کوئی اور وجہ بیان کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں اور جو لوگ
مسیح کے جی اُٹھنے کی نسبت شک رکھتے ہیں وہ اکثر خیال کرتے ہیں کہ اگر انہیں
علم ہوتا کہ ہوشیار ملحدوں نے کیا کہا ہے تو اس سے غالباً اُن کا ایمان اُلٹ جاتا
اب جس وقت چھوٹے بچے اندھیرے کمرہ میں ہوّے سے ڈرتے ہیں
تو مناسب ہے کہ اُن کے منہ پر سے چادر ہٹا کر اُس ہوّے کی حقیقت اُن
پر ظاہر کی جائے۔ اِسی طرح ہمیں بھی ایسے لوگوں کو سب سے لائق ملحدوں کی
کتابیں پڑھنے دو لگا۔ خواہ اِس سے اُن کا اعتقاد جاتا ہی رہے اور اگر یہ نیم اعتقاد
جاتا رہے تو کیا مضائقہ ہے؟ اِس سے اُن پر روشن ہو جائے گا کہ سب سے
وزنی بات کیا کہی گئی ہے۔

ملحد خواہ کیسا ہی دیانتدار اور منصف مزاج ہو پہلے سے اپنے دل میں جمائے
ہوئے خیالات سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ مثلاً یہ کہ مسیح محض انسان
تھا کہ معجزات واقع نہیں ہوتے۔ اور کہ اسی سبب سے مُردوں میں سے جی
اُٹھنا صحیح واقعہ نہیں ہو سکتا لیکن اگر انجیل کا بیان دیدہ و دانستہ فریب دہی نہیں
(اور ملحد بھی اِس پر صاد نہیں کرتے) تو اُن کو اِس بھاری مشکل کا سامنا کرنا پڑیگا
کہ مسیح کے جی اُٹھنے سے دفعتاً عالمگیر خوشی کیونکر پیدا ہو گئی۔

ملحد عموماً اِس کو بناوٹی قصہ نہیں کہتے۔ بناوٹی قصہ کے ذریعہ یہ واقعہ سمجھ میں نہیں آ
سکتا۔ ایسا قصہ پرجوش فضا ہی میں تیزی سے ترقی کر سکتا ہے بہت سی بے بنیاد کہانیوں
نے صدی کے اندر اندر شہرت حاصل کر لی مگر اِس زیرِ بحث قصہ کو پڑھنے کا کچھ بھی

وقت مل گیا۔ جو ہفتہ کے اندر ہی مایوس شاگرد قائل ہو گئے اور خوشی منانے لگے۔ دو مہینوں کے اندر پطرس یروشلیم میں کھڑا ہو کر اور اُس قبر کے سامنے کھڑا ہو کر یہودیوں کے منہ پر دعویٰ سے کہنے لگا کہ "تم نے زندگی کے مالک کو قتل کیا جسے خدا نے مُردوں میں سے جِلایا"۔ ابھی ایک بھی انجیل لکھی نہ گئی تھی جب پولُس جو یسوع کا ہم عصر تھا مُردوں میں سے جی اُٹھنے کی صداقت پر اپنی ساری خوشخبری جو کلیسیا میں ڈال رہا تھا۔ "اگر مسیح نہیں جی اُٹھا تو ہماری منادی بھی بے فائدہ ہے اور تمہارا ایمان بھی بے فائدہ"۔

اِس قصہ کہانی بحث سے خارج ہے۔

ایک اور نظریہ ہے جو ایک زمانہ میں کسی قدر رائج تھا پیلاطُس کو تعجب کہ یسوع ایسا جلد مر گیا کچھ شبہ پیدا کرنے والی بات ہے صلیب پر کھینچا جانا ایک آہستہ رو عمل تھا مرتے مرتے عرصہ لگ جاتا تھا۔ شاید مسیح بالکل مرا نہیں تھا چونکہ تھکا تھا شاید وہ بیچارہ کمزور آدمی جس کے پیچھے لٹکے ہوئے تھے سرد قبر اور تیز خوشبودار مصالحوں کی مدد سے اُس موت نما غش سے ہوش میں آ گیا۔ یہ ایسٹر کے واقعہ کا کیسا قرینِ قیاس بیان ہے! ؟ یہیں رسولوں کی فوری خوشی کی وجہ معلوم کرنی ہے اور کہ بزدل آدمی بہادر کیسے بن گئے کہ وہ کیسا زبردست یقین تھا جس نے دُنیا کو فتح کر لیا بیان کیا جاتا ہے کہ یسوع ناصری اور اُس کے شاگردوں نے اِس مکروہ دھوکے سے چشم پوشی کی یعنی وہ ایک خستہ حال سسکتی دکھتی اور تھکی ہوئی صورت تھی جس نے چند سال کے بعد پھر وفات پائی کیا یہی وہ بات ہے جس نے زندگی کے مالک کے لئے دلسوز سرگرمی کو متحرک کر دیا؟ کیا یہی وہ بات ہے جس کے سبب سے یعقوب اور پطرس اور پولُس نے جان قربان کر دی؟ کیا مسیحی کلیسیا ایسی بنیاد پر قائم ہوئی؟

سب سے مستقل اور بظاہر معقول نظریہ جو عملی طور پر آج کے دن مروّج ہے وہ
رویتوں کا نظریہ ہے جس کا شروع مریم مگدلینی کی رویت سے ہوا۔ ایک جوشیلی عورت جو
حد درجہ کی الفت رکھتی تھی گور کے ترک کے اپنے زبردست جذبہ اور اشتیاق کے باعث بڑی
آسانی سے دھوکا کھا سکتی تھی۔ یہ سچ ہے اُن سیانے شاگردوں نے بھی اُس عورت اور
اُس کی رفیقوں کے بارے میں ایسا ہی سمجھا "یہ باتیں اُنہیں کہانی سی معلوم ہوئیں اور اُنہوں
نے اُن کا یقین نہ کیا" اُن کو یقین دلانے کے لئے اِس سے کچھ زیادہ درکار تھا۔

مگر ہم سے بیان کیا جاتا ہے کہ خود رسولوں کو بھی یقین دلانا مشکل نہ تھا کیونکہ جب یہ خبر
چاروں طرف پھیل گئی تھی تو یہ قدرتی تھا کہ وہ لوگ دلدادہ مسیح کو دیکھنے کی توقع رکھتے اور بھولے
ہوئے قصوں اور ارواح کے ساتھ ہم کلام ہونے کے بارے میں ہمارے علم سے ثابت
ہوتا ہے کہ جب سریع الاعتقاد اشخاص کسی شے کی توقع رکھتے ہیں تو اُس شے کی ہستی کا
آسانی سے یقین کر لیتے ہیں لیکن اگر اناجیل کا بیان جان بوجھ کر جھوٹ گھڑا ہوا نہیں تو
یسوع کے جی اُٹھنے کا یقین کر لینا سب سے مشکل بات تھی وہ تو تراشیدہ اور سیانے
پکے ایسے آدمی نہ تھے جو خیالی دھوکے کو فوراً مان لیتے۔ وہ جب تک جیتے رہے
بڑے یقین اور زور سے دعویٰ کرتے رہے کہ اُس نے بار بار اُن کے ساتھ گفتگو کی
اور وقتاً فوقتاً چالیس دن تک اُن کے درمیان بود و باش کرتا اور خدا کی بادشاہت کی
باتیں کرتا رہا۔ یہ چالیس دن کے عرصہ کی حد بھی بجائے خود محض خیالی رویتوں کے لحاظ
سے قابلِ غور ہے۔ بالاتفاق یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ وہ تیسرے دن جی اُٹھا اور
چالیس دن کے بعد زمین پر سے چلا گیا۔ خیال کیا جا سکتا ہے کہ اگر یہ رویت دیکھنے کی
وبا پھیل جاتی تو وہ اِس تھوڑے سے عرصہ سے محدود نہ ہو سکتی۔

جو لوگ مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے قائل نہیں اُن کے اِس اعتقاد کی وجہ بیان
کرنے کے لئے فی الحقیقت سب سے معقول نظریے ہیں دھوکا اور چشم پوشی یا خیالی

صورتیں اور دماغی توہم مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے متعلق دنیا کے اعتقاد کی بنیاد بیان کئے جاتے ہیں۔

اِن کے مقابل وہ سارے واقعات ہیں جو سادہ طور سے بیان کئے گئے اور اُنیس صدیوں میں ہر ایک زاویۂ نگاہ سے اُن کا موازنہ کیا گیا ہے اور وہ شاگرد جو "مانتے ہیں سُست اعتقاد" تھے مگر جب وہ ایمان لے آئے تو بڑے پکے اور مستقل ارادہ سے ایمان لائے۔

اگر کبھی تمہارے دل میں شک پیدا ہو تو صاف دلی اور ایمانداری سے اُس کا مقابلہ کرو۔ ملحدوں کے تشویشی بیان کا نہایت غور سے مطالعہ کرو اور پھر اُن دہاتی مچھیروں کے سادہ یقین کی طرف متوجہ ہو جو کہتے ہیں کہ ہم بارہ آدمی یسوع ناصری کو جانتے تھے ہم میں سے بعض نے اُسکے ساتھ پرورش پائی ہم سب تین سال تک اُس کے ساتھ رہے ہم نے اُسے مصلوب ہوتے اور مرا ہُوا دیکھا اور ہم نے اُسے نُورانی جسم کے ساتھ پھر زندہ دیکھا اور بار بار دیکھا وہ چالیس دن تک ہمارے ساتھ رہا۔ وہ ہمارے ساتھ ہمکلام ہوتا اور ہمیں سکھاتا رہا۔ اُس نے ہمیں اِس خدمت کے لئے بھیج دیا۔ ہم میں سے بہتوں نے اُسے بار ہا یروشلیم میں دیکھا۔ ہمارے تائید کرنے والے پانسو بھائی گلیل میں ہیں جن میں سے اکثر جیتے ہیں ہمیں پختہ اور قطعی طور پر اس کا یقین ہے اور ہم تمہاری خاطر اِس کا بیان کرتے ہیں تاکہ تم ایمان لاؤ کہ وہ جو مجسم ہو کر ہمارے درمیان رہا باپ کا اکلوتا اور فضل اور سچائی سے معمور تھا ✦

گیارھویں فصل

اِس کے متعلق ایک پیرو شخص کی یادداشتیں

جی اُٹھے ہوئے مسیح کے متواتر دکھائی دینے اور چالیس دن تک ملنے جلنے کے متعلق حالات کی کوئی تحریر ہمارے پاس نہیں جو کچھ ہمیں ملا ہے وہ چند چھوٹے چھوٹے واقعات کا مجموعہ ہے جو کسی ایک شخص یا چند اشخاص یا جماعت کے دل پر منقوش ہو گیا تھا معلوم ہوتا ہے کہ مسیح کے جتنی بار دکھائی دینے کا ذکر اناجیل میں مندرج ہے وہ اُن سے زیادہ دفعہ دکھائی دیا تھا مقدس لوقا چند ایک کا ذکر کرتا ہے اور مقدس یوحنا جب شک لانے والے توما کو جی اُٹھنے کے نشان دکھانے کا بیان کرتا ہے تو کہتا ہے کہ اُس نے اور بہت سے نشان دکھائے جو اس کتاب میں لکھے نہیں گئے لیکن یہ اس لئے لکھے گئے کہ تم ایمان لاؤ اور ان الفاظ سے بھی کہ وہ چالیس دن تک انہیں نظر آتا اور خدا کی بادشاہت کی باتیں کہتا رہا ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اُن سے دیر تک اور بار بار ملتا رہا۔

اُن کی مابعد کی زندگی میں ہر ایک شاگرد کی یادداشتوں کا مرکز یہی چند باتیں ہوں گے مگر ہر ایک کی یادداشت میں واقعات کا مجموعہ مختلف ہوگا ہر ایک کا دلی تصور جُدا جُدا ہوگا۔ اُن میں سے ایک شاگرد پچاس سال کے بعد اپنا بیان سُناتا ہے۔

ہمیں معلوم ہے کہ مقدس یوحنا نے اپنی انجیل باقی اناجیل سے بہت

عرصہ کے بعد لکھی۔ اُس وقت وہ عمر رسیدہ آدمی تھا اور اُن مقامات سے جہاں اُس کے لڑکپن کے ایام گذرے تھے دُور رہتا تھا۔ جھیل گلیل کا وہاتی جوان اب افسس کی کلیسیا کا پیارا بشپ ہے مگر اس دیرینہ سال بزرگ کی آنکھیں ہمیشہ گذرے ہوئے عجیب زمانہ کی طرف تھیں خصوصاً اُن تین برسوں کی طرف جن میں وہ یسوع کے ساتھ گلیل میں بود و باش کرتا تھا یعنی یسوع کا پیارا شاگرد تھا۔ مسیح کی قیامت اور صعود کی سُنہلی تاریکی میں سے وہ زمانہ کیسا عجیب نظر آتا تھا جب "ہم نے اُس کا ایسا جلال دیکھا جیسا باپ کے اکلوتے کا جلال۔ فضل اور سچائی سے معمور"۔

اُس کے پُرانے رفیق انتقال کر گئے تھے یعقوب اور پطرس اور اندریاس اور فلپس مدت ہوئی رحلت کر کے اپنے اُستاد کے پاس اُس ابدی عالم میں جا چکے تھے اور اُس جھنڈ میں سے وہی اکیلا رہ گیا تھا۔ وہ گذرے ہوئے ایام کی قیمتی یادداشتوں کے بارے میں جیسے کہ عمر رسیدہ لوگوں کا معمول ہوتا ہے سوچا کرتا تھا۔

لوگ اُس بزرگ کی اُن پُرانی یادداشتوں کو سُننا کیسا پسند کرتے تھے۔ اغلباً اُن کے پاس کم از کم ایک تحریری انجیل تھی مگر جو باتیں اُنکے پیارے عمر رسیدہ بشپ کو یاد تھیں اُن کا بیان سُننا کچھ اور معنی رکھتا تھا اور اس کو ایسی کتنی باتیں یاد تھیں جو اُن کی کتاب میں مندرج نہ تھیں سال بسال وہ اُن کو وہ داستان سُنایا کرتا تھا اور جب وہ اُسی قصہ کو بار بار دُہراتا تھا تو اُس نے ایک پختہ صورت اختیار کر لی جو مقدس یوحنا کی انجیل کہلانے لگی ہے۔ یعنی وہ ایک بزرگ کی یادداشتوں کی انجیل ہے۔

اُن کے انجیلی بیانات کے علاوہ اُس نے بہت سی باتیں لوگوں کو

سُنائیں۔ مثلاً یسوع کے ساتھ اُس کی پہلی ملاقات۔ قانا میں شادی۔ خدا کی روٹی کے بارے میں "جو آسمان سے اُترتی ہے" پُراسرار سکر یعنی تعلیم۔ پہلی رفاقت کے بعد وہ بیش بہا تقریر اور دُعا۔ اُس ہولناک دن کی مصیبت کی داستان جب کہ اُس نے یسوع کو صلیب پر مرتے دیکھا اور معلوم ہوتا تھا کہ تمام امیدیں ہمیشہ کے لئے جاتی رہیں اور پھر اُس نے مسیح کے جی اُٹھنے اور اُس کے بعد چالیس یوم عظیم کے حالات کی ذاتی یادداشتیں بیان کیں۔

اپنی یادداشتوں کی اِس انجیل میں وہ خاص مسیح کے جی اُٹھنے کا بیان نہیں کرتا اور اُس روز کو یاد کرتا ہے جب اپنی ناامیدی اور تباہ حالی کے درمیان اِس ایمان کی جھلک پڑی کہ پیارا خداوند زندہ اُس کے پاس لوٹ آیا ہے۔

کوئی ایسی بات واقع ہوئی ہوگی جس نے اُس کو دفعتاً یقین لانے پر مجبور کر دیا۔ وہ کہتا ہے کہ "میں نے دیکھ کر یقین کیا"۔

لوگ اُس سے دریافت کرتے ہونگے کہ "اے اُستاد۔ ہمیں بتا تُو نے کیا دیکھا؟ اور تُو نے کیوں یقین کیا؟ وہ جواب دیتا ہے کہ "میں تمہیں بتاتا ہوں۔ بات یوں ہوئی کہ ہفتے کے پہلے دن مریم مگدلینی ایسے تڑکے کہ ابھی اندھیرا ہی تھا قبر پر آئی اور پتھر کو ہٹا ہوا اور قبر خالی دیکھی۔ حیرت زدہ ہو کر وہ پطرس کے اور میرے پاس تیزی سے دوڑی ہوئی آئی۔ ہم دونوں دیکھنے کے لئے دوڑے۔ میں دونوں میں سے چھوٹا تھا اسلئے وہاں پہلے پہنچا۔ میں نے جھک کر نظر کی اور جیسا مریم نے بیان کیا تھا ویسا ہی پایا مگر میں اندر نہ گیا۔ جب میں جھانک رہا تھا پطرس بھی آ پہنچا۔ وہ سیدھا اندر چلا گیا اور میں نے دیکھا کہ وہ خالی کفن کی طرف اور رومال کی طرف جو لپٹا ہوا ایک جگہ پڑا ہے غور سے تاک رہا ہے۔ پھر میں اندر گیا تو جو کچھ پطرس نے دیکھا تھا میں نے خود دیکھ کر یقین کیا"۔

اب سوال یہ ہے کہ کس بات نے مقدس یوحنا کو یقین دلایا؟ خالی کفن سے اُس کے دل میں اتنا ہی یقین پیدا ہوا ہوگا جتنا مریم کو ہوا تھا پطرس کفن اور الگ پڑے ہوئے رومال کی طرف ٹکٹکی باندھ کر کیوں دیکھتا رہا؟ اور کیا سبب ہے کہ جب یوحنا نے وہ کپڑے دیکھے جن کی طرف پطرس غور سے دیکھ رہا تھا تو اُس نے فوراً یقین کر لیا؟

پندرہ سال کا عرصہ ہوا کہ ڈاکٹر لیتھم کیمبرج کے ٹرنٹی ہال کا مہتمم قسطنطنیہ میں تھا جب وہ قبرستان کو دیکھنے گیا تو کئی ایک جنازے وہاں آ رہے تھے مُردے تابوتوں پر رکھے تھے جنہیں لوگ اپنے کندھوں پر اُٹھا کر لا رہے تھے۔ سب لاشوں کا منہ اوپر کی طرف تھا اور سب کے کفن یکساں تھے سب کا منہ گردن اور شانوں کے اوپر کا حصہ ننگا تھا یعنی کفن اور اُس رومال کے بیچ جو سر کے اوپر لپیٹا ہوا تھا کوئی ایک فٹ جگہ خالی تھی۔

اس لحاظ سے کہ مشرقی ممالک میں رسمیں کیسی آہستہ بدلتی ہیں خصوصاً کفن دفن کی رسمیں ہر کہیں بڑی آہستگی سے تبدیل ہوتی ہیں یہ قرین قیاس ہے کہ جب یسوع کی لاش قبر میں رکھی گئی تو وہ بھی ٹھیک ایسے ہی کفن میں لپٹی ہوئی ہوگی۔

اب ذرا اپنے تصور میں اُس لاش کو قبر میں رکھا ہوا دیکھو۔ کفن شانوں تک ہے اور کندھے اور گردن ننگے اور رومال سر کی چوٹی کے گرد لپیٹا ہوا۔ پھر اپنے دل میں غور کرو کہ اگر وہ لاش بغیر کپڑوں کے ہلائے جُلائے کے کسی طرح گم ہو جائے یا خاک ہو جائے یا لطیف ہو کر اُڑ جائے تو کفن اور رومال کا نقشہ کیسا بن جائے گا۔

اب پطرس کے ساتھ قبر کے اندر جاؤ۔ اُس نے فوراً دیکھ لیا کہ کوئی نہایت غیر معمولی بات واقع ہوئی ہے۔ کتانی کپڑے وہاں پڑے ہیں گویا کہ لاش اُن کے اندر موجود ہے مگر وہ پچکے پڑے ہوئے ہیں کیونکہ لاش اُن میں سے نکل گئی ہے

اور کپڑے اپنی جگہ سے نہیں ہلے علاوہ اس کے اُس نے دیکھا کہ رومال جو سر کے گرد بندھا ہُوا تھا اپنے چبوترے پر الگ لپٹا پڑا ہے وہ بھی کچھ پچکا ہُوا ہے اس لئے کہ سر اُس میں سے نکل گیا ہے مگر اُس میں اور کوئی خلل واقع نہیں ہُوا۔ لفظ "لپٹا" سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُس نے سر پر بند ھنے سے سر کی صورت اختیار کر لی تھی۔

پطرس کی نگاہ فوراً اُس پر جم گئی یوحنا جھانک کر فقط دیکھتا ہے مگر پطرس جس کی نظر اُس عجیب منظر پر ٹک گئی ہے اُن پڑے ہوئے کپڑوں کو اور لپٹے ہوئے رومال کو الگ پڑا دیکھتا ہے۔ (یونانی میں یوحنا اور پطرس کے دیکھنے کے لئے مختلف الفاظ ہیں) اگر پطرس دیکھتا کہ کفن لاش سے اُترا ہُوا اور تہ کر کے چبوترے پر رکھا ہُوا ہے اور رومال بھی تہ کر کے الگ رکھا ہُوا ہے تو اس سے یہ نتیجہ نکالتا کہ لاش جاتی رہی ہے اور کسی نے خبرداری سے کپڑوں کو تہ کر کے رکھ دیا ہے مگر جو کچھ اُس نے دیکھا اُس سے معلوم ہوتا تھا کہ کسی نے اُن کپڑوں کو ہاتھ نہیں لگایا۔ لاش فقط نکل گئی ہے یعنی بخارات کی طرح اندر سے اُڑ گئی ہے اور کفن جوں کا توں پڑا رہا اور اُن کے بند بھی نہیں کھلے نہ پھٹے تھے کپڑے فقط پچکے ہوئے تھے اسی طرح سر بھی رومال میں سے نکل گیا اور رومال بدستور لپٹا اور پچکا ہُوا پڑا رہا۔ اُن پر ثابت ہو گیا کہ لاش نکال نہیں گئی اور کہ وہ واقعی زندہ ہو کر نکل گئی تھی۔ کسی کے ہاتھ نے اُسے چھُوا نہیں بلکہ یہ خدا کی زبردست طاقت کا عمل تھا۔

"اس پر دوسرا شاگرد بھی جو پہلے قبر پر آیا تھا اندر گیا اور اُس نے دیکھ کر یقین کیا" فقط یہ دیکھنے سے کہ لاش جاتی رہی ایمان پیدا نہیں ہُوا تھا مگر اس کے دیکھنے سے کہ لاش کفن میں سے نکل گئی ہے اور کپڑے کو اسکے گرداگرد

لپٹے ہوئے تھے اب تک جوں کے توں ویسے ہی ہیں۔ اور سر رومال میں سے نکل گیا ہے اور رومال اب تک ویسا ہی لپٹا ہؤا ہے۔ یقین ہو گیا کہ یسوع مُردوں میں سے جی اُٹھا ہے۔

وہ آدمی حیرت زدہ تو ہو گئے مگر گھبرائے نہیں۔ اُن کی آنکھیں غور سے دیکھنے والی اور اُن کے دل یقین کر لینے والے تھے جو کچھ دیکھنے کے قابل تھا اُنہوں نے دیکھ لیا اور ہمیں اُس کا بیان سُنا دیا۔ مگر ایک عجیب بات ہے کہ وہ اِس بیان میں مصالحوں کے ڈھیر کا ذکر نہیں کرتے کیونکہ یسوع کی لاش پر مصالحے بڑی مقدار میں استعمال کئے گئے تھے۔ پچاس سیر وزن میں مصالحے کپڑے کی پرتوں میں بھر کر لاش دفنائی گئی تھی۔ اب وہ مصالحے کہاں گئے؟ اگر کپڑے لاش پر سے اُتارے گئے تو تابوت کے کنارے یا فرش پر اُن مصالحوں کا ڈھیر لگ جانا چاہئے تھا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ وہ کفن میں سے گرے نہ تھے۔ وہ پطرس اور یوحنا کو نظر نہ آئے اِس سبب سے کہ جسم کے اُٹھنے سے لپٹے ہوئے کپڑوں میں کوئی فرق نہ آیا اور مصالحے کفن کی پرتوں میں چھپے رہے۔

اِس طور پر اُس بزرگ نے اُمید کی پہلی پُر حیرت جھلک کا بیان کیا مگر سُننے والوں نے اُس سے دریافت کیا ہو گا کہ "بس سارا قصّہ ختم ہو چکا؟" اُس نے جواب دیا کہ نہیں سارا نہیں میں نے تم کو فقط یہ بتایا ہے کہ مجھے خداوند کے جی اُٹھنے کا پہلے پہل یقین کیونکر ہؤا۔ اِس کے بعد وہ ہم لوگوں کو بار بار دکھائی دیا۔ کبھی تو میں موجود تھا اور کبھی غیر حاضر۔

"مگر اے اُستاد ہمیں اُس موقع کی خود اپنی یادداشتیں سُنا دیجئے"۔

"جب پطرس اور میں لوٹ کر آئے تو مجھے اُس روز کا حال یاد ہے۔ ہم بڑے شوق سے بیان کرنے کی کوشش کر رہے تھے کہ ہم نے کیا دیکھا

تو ناگہاں مریم مگدلینی کانپتی ہوئی اور دلی اضطراب کے ساتھ ہمارے سامنے آگئی۔ اُس نے زور سے کہا کہ میں نے خداوند کو دیکھا ہے۔ ہاں سچ مچ دیکھا ہے۔ اُس نے مجھ سے باتیں کی ہیں۔ اُس نے حکم دیا کہ میں آکر تمہیں خبر دوں۔ پہلے پہل میں نے اُسے نہ پہچانا۔ میں خالی قبر کو دیکھ کر دہشت زدہ ہو گئی تھی اور مجھے ایسا معلوم ہوا کہ وہ مالی ہے اور کہ شاید وہ مجھے بتا سکے گا کہ اُنہوں نے اُس کی لاش کو کیا کیا۔ اُس نے پل بھر کے لئے میری طرف دیکھا۔ میرا دل میرے سینے میں پتھر ہو گیا۔ اُس نے اپنے پُرانے بے تکلف لہجے میں مجھے میرا نام لے کر پکارا۔ "مریم" میں سمجھ گئی اور اُس کے قدموں پر گر کر بولی "ربونی۔ ربونی" اور اُس نے مجھے حکم دیا کہ آکر سارا حال تمہیں بتاؤں"۔

اُسی دن شام کے وقت ہم سب پھر جمع ہوئے۔ ہم نے یہودیوں کے ڈر کے مارے دروازے بند کر دئے تھے کیونکہ اُس ہفتہ میں ہمارے خلاف جوش پھیلا ہوا تھا۔ ہم بات چیت کر رہے تھے اور حیرت زدہ تھے اور کلپتے ہوئے کسی نامعلوم بات کی راہ دیکھ رہے تھے۔ بعض عورتوں نے ہم سے بیان کیا تھا کہ اُنہوں نے فرشتوں کو قبر پر دیکھا تھا مگر ہم نے اُن کا اعتبار نہ کیا بلکہ ہم نے سمجھا کہ مریم والا قصہ بھی دماغ کی پریشانی کا نتیجہ ہوگا۔ مگر پطرس اپنی آنکھوں میں ایک عجیب نئی نگاہ کے ساتھ آ نکلا اور اُس نے یقین کے ساتھ سنجیدگی سے بیان کیا کہ خداوند اُس پر ظاہر ہوا ہے۔ وہ اُس کا کچھ حال زبان پر نہ لایا اور اُس نے اُس کے بعد بھی کبھی کچھ نہ کہا مگر اُسے اس بات کا پورا یقین تھا۔ ہم سراسر حیرت زدہ ہو گئے۔ اس درجہ کا جوش پھیلا ہوا تھا کہ جب وہ دو شاگرد اماؤس کی سڑک پر سے آکر ایک نئی خبر سُنانے لگے تو خوشی کے نعروں کے درمیان اُن کو بولنے کا موقع نہ ملا۔ خداوند بیشک جی اٹھا

اور شمعون کو دکھائی دیا ہے۔" جب اُن کو موقع ملا تو انہوں نے ہمیں بتایا کہ وہ کیونکر اُن سے ملا اور اُن کے ساتھ چلتا اور باتیں کرتا رہا اور انہوں نے اُسے روٹی توڑتے وقت پہچانا[1]۔ پس ہم غور سے سنتے رہے اور حیران تھے اور امید رکھتے اور خوشی مناتے تھے۔ پھر ناگہاں ایک عجیب سکوت چھا گیا۔ یسوع آ موجود ہوا۔ کسی نے اُسے آتے نہ سُنا۔ کسی نے دروازہ نہ کھولا مگر وہ وہاں آ پہنچا۔ ہم نے خوف کھا کر سمجھا کہ اُس کی روح کو دیکھتے ہیں۔ مگر اُس نے ہم پر نگاہ کی جیسا کہ وہ کیا کرتا تھا اور اپنی ہی آواز کے ساتھ کلام کرنے لگا۔ ہم نے اُس کی معمولی طرز کے سلام کو سُنا کہ "تمہاری سلامتی ہو"۔ اور ہمیں کچھ شک نہ رہا کہ یہ کوئی روح نہ تھی بلکہ وہ خود اپنی منور جسمانی صورت میں موجود تھا۔ پھر اُس نے ہم پر پھونکا اور کہا کہ "روح القدس لو۔ جس طرح باپ نے مجھے بھیجا ہے اسی طرح میں بھی تمہیں بھیجتا ہوں"۔ اور ہم شاگرد خداوند کو دیکھ کر خوش ہوئے۔"

مجھے یاد ہے کہ جب ہم نے اُس رات توما کو یہ بات سنائی تو اُس نے یقین نہ کیا۔ اُس نے کہا یہ ناممکن ہے۔ تم نے ضرور دھوکا کھایا ہے۔ جب تک میں بھالا کو اور کیلوں کے نشان نہ دیکھ لوں ہرگز یقین نہ کروں گا"۔

"اُس ہفتہ بھر ہم حواس باختہ پھرتے رہے گویا ہم خواب دیکھ رہے ہیں۔ اور اگلے اتوار کے روز خداوند پھر دفعتاً ہمارے پاس آ گیا۔ ہمیں معلوم نہ تھا کہ وہ کب اور کہاں سے آئے گا۔ اس موقع پر توما ہمارے ساتھ تھا۔ مجھے کبھی

[1] مقدس یوحنا اپنی انجیل میں اس واقعہ کو درج نہیں کرتا۔ غالباً اس لئے کہ مقدس لوقا نے اس کا مفصل بیان پیشتر ہی کر دیا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ اس ملاقات کے ساتھ جہاں وہ موجود تھا تعلق رکھتا ہے اور جس کا بیان غالباً بطور یادداشت کے اُن لوگوں کے سامنے کیا گیا۔

نہیں بھولے گا کہ وہ توما کے ساتھ کیونکر ہمکلام ہُوا اور اُسے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے زخم دکھائے اور توما ایسا حیران اور خوشی سے مغلوب ہو گیا کہ وہ تعظیم کے مارے سرنگوں ہو کر زور سے چلّا اُٹھا ”اے میرے خداوند۔ اے میرے خدا“۔

”ہاں ہم نے اُس کے جی اُٹھنے کے بعد اُس چالیس دن کے عرصہ میں اُسے بہت دفعہ دیکھا۔ مجھے خاص ایک موقع یاد ہے جو پطرس بھی عمر بھر نہ بھولا۔ خداوند نے ہم سب کو حکم دیا تھا کہ گلیل میں اُس سے ملیں۔ ہم اپنے وطن کی طرف جھیل کے کنارے کفرنحوم کو لوٹ گئے اور ان پُرانے ایام کو یاد کرتے تھے جب ہم مل کر خوشی سے زندگی بسر کرتے تھے۔ اُس نے پہاڑ پر آنے کا وعدہ کیا تھا۔ جب ہم اُس کی آمد کا انتظار کر رہے تھے ایک دن صبح کے وقت ہمیں ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ ہم لوگ یعنی پطرس اور میرا بھائی یعقوب اور میں اور توما اور نتن ایل اور دو اور شخص پطرس کی ناؤ میں رات بھر مچھلی کا شکار کرتے رہے تھے۔ ہم نے کچھ نہ پکڑا۔ ساری رات ہم محنت کرتے اور کھیتے اور جال ڈالتے رہے مگر کوئی مچھلی ہاتھ نہ آئی۔ ایسا ہی تین سال پیشتر بھی جس وقت اُس نے ہمیں پہلے بُلایا تھا واقع ہُوا تھا۔ صبح ہوتے ہی ہم نے اُسے کنارے پر کھڑے دیکھا۔ میں جان گیا اور مجھے یقین تھا کہ یہ وہی ہے مگر میں کچھ بول نہ سکا۔ اُس نُور کے تڑکے کی دھندلی روشنی میں اوروں نے اُسے نہ پہچانا۔

”تب ہم نے پانی پر سے اُس کی آواز صفائی سے سُنی کہ ”میرے بچو۔ کشتی کی دہنی طرف جال ڈالو تو پکڑو گے“۔ وہ تھک کر چُور ہو گئے تھے اور کامیابی کی چنداں اُمید نہ تھی مگر انہوں نے جال ڈالا اور اُس کو اوپر کھینچنے کی کوشش

کی تو بڑی حیرت اور دہشت اُن پر طاری ہو گئی۔ جال مچھلیوں کے سبب اتنا بھاری تھا کہ وہ اُسے کھینچ نہ سکے۔ مَیں اب اور زیادہ خاموش رہ نہ سکا اور پُکار اُٹھا کہ "یہ تو خداوند ہے۔ یہ تو خداوند ہے" پطرس فوراً جھیل میں کُود پڑا کیونکہ ہم کنارے کے نزدیک تھے اور ہم سب ڈونگی میں سوار ہو کر جلدی جلدی اُس کی طرف آئے اور خود یسوع میرا خداوند اور میرا خدا کنارے پر تھا۔

"جب ہم مچھلی کا ناشتہ کر چکے تو خداوند نے پطرس سے کہا "اے شمعون یوحنا کے بیٹے کیا تو مجھ سے محبت رکھتا ہے؟" "ہاں خداوند" اُس نے اُس سے کہا کہ تو میرے برّے چرا۔ اُس نے پھر اُس سے پوچھا کہ اے شمعون یوحنا کے بیٹے، کیا تو مجھ سے محبت رکھتا ہے؟ وہ بولا۔ ہاں خداوند تو تو جانتا ہی ہے کہ مَیں تجھ کو عزیز رکھتا ہوں تب اُس نے تیسری بار اُس سے وہی سوال کیا۔ معلوم ہوتا تھا کہ اِس تیسری بار پوچھنے کے سبب پطرس کے دل پر چوٹ لگی اور اُس نے زور سے جواب دیا کہ اے خداوند، تو تو سب کچھ جانتا ہے تجھے معلوم ہی ہے کہ مَیں تجھے عزیز رکھتا ہوں اور یسوع نے اُس سے کہا کہ میرے پیچھے ہو لے۔ تب اُس نے پیشنگوئی کی کہ پطرس کس طرح کی موت سے مریگا۔

"مَیں پیچھے پیچھے آ رہا تھا۔ پطرس نے پھر کر میری طرف دیکھا وہ لوگ مجھے کہا کرتے تھے "وہ شاگرد جس سے یسوع محبت رکھتا تھا" اور پطرس نے خداوند سے پوچھا کہ "خداوند اِس کا کیا حال ہو گا؟" مَیں جواب کا کیسے شوق سے انتظار کرتا رہا۔ مجھے اب تک معلوم نہیں کہ اُس جواب کا کیا مطلب تھا۔ "اگر مَیں چاہوں کہ یہ میرے آنے تک ٹھہرا رہے تو تجھ کو کیا؟"

"کیا میرے عزیز اُستاد کا یہ مطلب تھا کہ میں نہ مرونگا؟"

"مجھے معلوم نہیں۔ میں اتنی مدت جیتا رہا ہوں اور میرے سب ساتھی بہت عرصہ ہُوا گذر چکے ہیں۔ یہ افواہ اُس وقت شاگردوں کے بیچ پھیل گئی تھی کہ میں نہیں مرونگا۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اُس نے یہ نہیں کہا تھا بلکہ یہ کہ "اگر میں چاہوں کہ یہ میرے آنے تک ٹھہرا رہے"۔

یہ مقدس یوحنا کی فقط چند ذاتی یادداشتیں ہیں۔ اوروں نے یعقوب اور پانچ سو بھائیوں کے گلیل میں مسیح سے ملنے کے متعلق بیان کیں۔ کیا وہ اپنی ماں سے بھی ملا تھا جس کا بیان کسی نے درج نہیں کیا؟ چالیس دن تک خدا کی بادشاہت کی باتیں کہتے رہنے سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ دیر تک اُن سے ہمکلام ہوتا رہا تھا۔ اگر ہمارے پاس اُن چالیس ایام کے واقعات کا مفصل حال ہوتا تو ہم غالباً اور بھی اچھی طرح سے سمجھ جاتے کہ ابتدائی کلیسیا کے پکے اور یقینی ایمان کی بنیاد کیسے مکمل اور مختلف قسم کے اثبات پر رکھی گئی تھی ۔

بارھویں فصل

چالیس ایام کی تعلیم

ہم مسیح کی زندگی کے حالات میں اُس کے نمایاں مقصد کی جھلک دیکھتے رہے ہیں کہ وہ چند آدمیوں کو تیار کر رہا تھا تاکہ جب اُس کی ظاہری حضوری دُنیا میں نہ رہے تو وہ زمین پر اُس کی بادشاہت کے قائم کرنے کے کام کو سرانجام دیں۔ تربیت کا یہ سلسلہ اُس کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے بعد اور آسمان پر صعود کر جانے سے پیشتر چالیس دن تک جاری رہا بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ وہ سلسلہ اُس کے صعود کے بعد آئندہ صدیوں میں جاری رہا "مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنی ہیں مگر اب تم اُن کی برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن جب وہ یعنی سچائی کا رُوح آئے گا تو تم کو سب باتیں سکھائے گا اور جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے وہ سب تمہیں یاد دلائے گا"۔

اب ہم مختصر آسرسری نظر سے دیکھینگے کہ اُس نے چالیس یوم کے مکاشفہ میں شاگردوں کی تربیت کیونکر کی۔

اوّل بات قابلِ لحاظ یہ ہے کہ یہ کوئی ایسا مظاہرہ نہ تھا جو جہان کے مشاہدہ میں آسکے۔ یہ مکاشفہ دشمنوں یا یروشلیم کے بے پرواہ لوگوں کے لئے نہیں بلکہ فقط اُس کے اپنے شاگردوں کے لئے تھا۔ "اُس کو خدا نے تیسرے دن جلایا اور ظاہر بھی کر دیا۔ نہ کہ ساری اُمّت پر۔ بلکہ اُن گواہوں پر جو آگے سے خدا کے چُنے ہوئے تھے یعنی ہم پر جنہوں نے اُس کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے

بعد اُس کے ساتھ کھایا پیا"۔ (اعمال ۱۰: ۴۰-۴۱) یہ ظہور مخالفوں اور غیروں کو قائل
کرنے یا ڈرانے کے لئے نہ تھا بلکہ اُن اشخاص کو یقین دلانے اور اُن کی تسلی
اور تعلیم و تربیت کے لئے تھا جن پر اُس کی کلیسیا کے مستقبل کا دارومدار
تھا بہر صورت غیر اور بے پرواعوام اِن مکاشفوں کو سمجھنے اور اُن کی قدر
کرنے کے لائق نہ تھے۔ اس کے لئے ایک خاص تیاری اور خاص قابلیت
درکار تھی۔ محض ایک معمولی طبعی معجزے کو تو عام لوگ سمجھ سکتے تھے مگر وہ خداوند
کی نئی زندگی کے معجزے کو سمجھنے کے اہل نہ تھے۔ اگر وہ پرانی طبعی انسانی زندگی
کے ساتھ ہی اٹھتا۔ جیسا کہ لعزر اٹھا تھا تو سب کے لئے اُس کا سمجھنا اور پرکھ
لینا آسان ہوتا۔ سب بے پروا لوگ گواہ بن جاتے کہ یہ آدمی وہی یسوع ہے
جو مصلوب ہوا تھا اور پھر جی اٹھا ہے۔

مگر ایسا ہرگز واقع نہ ہوا۔ اِس سے مسیح کی الوہیت کا انکشاف نہ ہوتا نہ
اِس سے یہ ظاہر ہوتا کہ وہ آئندہ زمانوں میں اپنے لوگوں کے ساتھ ہر جگہ نادیدنی طور پر
کیسے ہوگا۔ یہ ایک نئی لامحدود جلالی زندگی کا کفیل نہ ہوتا۔ نہ اِس سے دیدنی اور
نادیدنی عالم کے درمیانی گڑھے پر پُل باندھا جاتا۔

نہیں جس بات کا انکشاف ہوا وہ یہ نہیں کہ جس ہستی کے طریق سے
ہم واقف ہیں یہ اُسی کا سلسلہ ہے بلکہ یہ ہستی کا وہ نیا طریق ہے جس کا پہلے
کسی کو پتہ یا علم نہ تھا۔ رفتہ رفتہ اور حیرت سے لوگوں کی آنکھیں کھلیں کہ جی اُٹھنے
کے بعد کی زندگی انسان کی معمولی ناچیز زندگی سے کیسی مختلف ہے۔ یسوع کی جی
اُٹھی ہوئی زندگی کے اچنبھے سے اُنہوں نے دیکھ لیا کہ زندگی اپنے موجودہ حالات
سے کیسی مستغنی ہے اور کہ ہم پرانے خیالات اور احساس کو بغیر اُن حدود کی قید
کے کیونکر قائم رکھ سکتے ہیں جن میں اُنہوں نے صورت پکڑی۔

مسیح کے جی اُٹھنے اور اُس کے بعد کے قصّے نہایت بے ربط ہیں مگر اُن میں بڑے بڑے رخنے ہیں ہم اُن حالات کو سلسلہ وار نہیں جانتے غالباً اگر ہمیں سب باتوں کا علم ہوتا تو جی اُٹھے ہوئے مسیح کے مکاشفات میں خدا کا مقصد زیادہ صفائی سے نظر آتا اور ہم اُس سلسلہ کی جس میں خدا نے اُنھیں رکھا ہے زیادہ قدر کرتے مگر جو کچھ ہمیں معلوم ہے اُسی سے اُس کا مدعا صاف ہو جاتا ہے یعنی (۱) مُردوں میں سے جی اُٹھنے کی حقیقت کا اظہار اور کہ یہ وہی مسیح ہے جو جی اُٹھا ہے (۲) تاکہ وہ اُن کو اپنی آئندہ ظاہری حضوری کے جاتے رہنے کے لئے تیار کرے اور جب وہ جاتی رہے تو اُس آنے والی مستقل حضوری کو سمجھ لیں۔

پہلی بات تو آسان تھی مگر دوسری ہرگز نہ تھی۔ اُس ایسٹر ڈے کی جوش انگیز خوشی میں سوائے اِس کے اور کسی خیال کی گنجایش نہ تھی کہ خداوند جی اُٹھا ہے ہمارا پیارا رفیق اور اُستاد ہمارے پاس لوٹ کر آگیا ہے وہ جسے ہم نے مرا ہوا دیکھا تھا پھر زندہ ہے جس کے بارے میں ہم یقین رکھتے تھے کہ اسرائیل کو چھٹکارا دیگا اُس نے آخر کار ہمیں چھوڑ نہیں دیا۔ وہ کیسی گہری اور زبردست خوشی تھی وہ بالکل بے دل ہو گئے تھے اور اُنھوں نے اُس کے دشمنوں کو غالب ہوتے اور اُسے مرا ہوا دیکھا تھا جب اُنھوں نے اُس کی لاش کو سڑنے سے بچانے کے لئے مصالحے تیار کر لئے تھے تو اُسے زندہ پا کر اُن کی خوشی کی کیا حد ہو گی۔ اُس نے موت کو مغلوب کیا اور ظفرمند کی طرح پھر اُن کے درمیان آگیا۔

غالباً پہلے اُنھوں نے اِس پر غور کرنے کی پروا نہ کی کہ آیا وہ لعزر کی طرح پُرانے حالات کے درمیان جی اُٹھا ہے غالباً اُنھیں معلوم نہ تھا اور شاید وہ جانتے کی فکر نہیں کرتے تھے کہ مُردوں کی قیامت ایک نئے سلسلہ کا آغاز

اور ایک نئی پُر اسرار اور جلالی زندگی ہے جس میں خداوند زندہ ہو کر داخل ہو گیا ہے مگر انہیں اِس کے سیکھنے کی ضرورت تھی۔ ورنہ وہ آئندہ زمانہ میں نہ فقط اپنے بلکہ آنے والی تمام کلیسیا کے درمیان اُس کی مسلسل اور مستقبل حضوری کے اہم خیال کو دل میں نہ لا سکتے۔

اچھی طرح غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جتنی بار وہ دکھائی دیا وہ رفتہ رفتہ انہیں جس قدر وہ سمجھنے کی قابلیت رکھتے تھے نئی زندگی کی تعلیم دیتا رہا۔ پہلی ہی بار جب وہ مریم مگدلینی پر ظاہر ہوا تو یہ تعلیم شروع ہو گئی تھی۔ وہ خوشی کے اوّل ولولہ میں اُس کے قدموں پر گر کر کہنے لگی "ربونی" - میرے اُستاد"۔ اُسے وہ ہمدم مل گیا جو اُس سے جاتا رہا تھا مگر وہ اِس سے کچھ بڑھ کر نہ تھا اُس پرانے نام یعنی "میرے اُستاد" سے اعلیٰ کوئی اور نام اُسے معلوم نہ تھا۔ اُس کے لئے وہ وہی انسان یسوع ہے۔ اُس کا جی اُٹھنا فقط پُرانی زندگی میں واپس آ جانا ہے۔ وہ اُس کے قدم پُر محبت تعظیم سے پکڑنا چاہتی ہے۔ اِسی سبب سے یسوع اپنے جواب میں اُس کی غلطی کی اصلاح کرتا ہے اور اُس کے خیال کو بلندی پر اُٹھاتا ہے "مجھے نہ چھو۔ میرے قدم نہ پکڑ۔ اب حالات بدلے ہوئے ہیں لیکن میرے بھائیوں کے پاس جا کر اُن سے کہہ کہ مجھ سے ملیں" یہ پہلا نشان تھا کہ پُرانی بے تکلفی ایک زیادہ اعلیٰ رفاقت کے ساتھ تبدیل ہو گئی ہے۔

ایسا ہی اُن شاگردوں کے ساتھ واقع ہوا جو اُسی روز شام کو اماؤس کی سڑک پر جا رہے تھے۔ انہوں نے اُس کی حضوری میں کوئی بھید کی بات معلوم کی جب وہ اُن کے ساتھ ساتھ چلتا اور باتیں کرتا تھا تو اُن کے دل جوش میں بھر گئے مگر اُس نے اپنے کو اخیر سے پیشتر اُن پر ظاہر نہ کیا۔

اور جب اُنہوں نے اُسے پہچان لیا تو وہ اُنہیں اُس وقت تک نظر آتا رہا جب تک کہ اُن کو یقین نہ ہو گیا کہ وہ یسوع ہے اور جب وہ پُرانا بے تکلف رابطہ شروع ہونے لگا تو وہ اُن کی نظروں سے غائب ہو گیا اور یوں یہ حقیقت اُن پر روشن ہوئی کہ وہ ایک نئے نظم و نسق سے تعلق رکھتا ہے اور کہ وہ اُس نادیدنی عالم کے مطالبات کو پورا کر رہا ہے جس میں ابھی وہ اُس کے پیچھے پیچھے نہیں جا سکتے۔

تب وہ دفعتاً اور بلا توقع شاگردوں کی جماعت کے بیچ آ کھڑا ہوا۔ "جب دروازے بند تھے"۔ ہم اپنی موجودہ ناواقفیت کی حالت میں نہیں جان سکتے کہ خداوند کے جی اُٹھے ہوئے بدن میں کیا تبدیلی واقع ہوئی تھی۔ تو بھی اِس میں کسی بھید کی بات کا انکشاف ہوا ہے جس پر ہمیں بڑے ادب سے غور کرنا چاہئے کواڑ اور دیواریں اُس کو روک نہ سکیں۔ اُنہوں نے گھبرا کر اور خوف کھا کر سمجھا کہ اُس کی رُوح کو دیکھتے ہیں مگر اُس نے اُنہیں تسلی دی اور اُن پر ظاہر کیا کہ منوّر جسمانی صورت میں میں ہی ہوں۔ جو پہچانی جا سکتی ہے مگر وہ اب زمینی شرائط کی پابند نہیں۔

علیٰ ہٰذا القیاس باقی مظہرات کا بھی یہی حال ہے جیسے اور جب اُس کی مرضی ہو وہ دکھائی دیتا اور پہچانا جاتا ہے۔ وہ آتا دکھائی نہیں دیتا مگر اُن کے بیچ میں آ موجود ہوتا ہے۔ وہ اچانک آ جاتا ہے اور پھر دفعتاً غائب ہو جاتا ہے۔ وہ شاگردوں سے گلیل میں ملنے کا انتظام کرتا ہے مگر خود اُن کے ساتھ نہیں جاتا۔ جب وہ وہاں موجود ہوتے ہیں وہ دفعتاً ظاہر ہو جاتا ہے وہ توما سے ایسے الفاظ میں باتیں کرتا ہے جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب توما نے اپنے شک کا اظہار کیا تو وہ نامعلوم طور پر حاضر تھا۔

اور اُن سب کی باتیں سُنتا تھا۔اس طور پر اُس کی نادیدنی حضوری کا یقین اُن کے دل میں پکا ہوتا گیا۔

جُوں جُوں چالیس دن گذرتے گئے تعظیم اور حیرت کا احساس اُن کے دل میں بڑھتا گیا۔وہ اُسے اب انسانی ضروریات کا محتاج نہیں دیکھتے اور نہ زمین کے طبعی قوانین کا پابند پاتے ہیں۔وہ کیسا تھکا ماندہ اور بھوکا پیاسا ہُوا کرتا تھا اور بیت عنیاہ والے گھر کے زیر سایہ رہ کر کیسا خوش ہوتا تھا۔اب سب کچھ بدل گیا ہے۔جی اُٹھے ہوئے مسیح کو نہ پناہ کی اور نہ آرام کی ضرورت ہے۔وہ چالیس دن تک دُنیا میں ٹھہرا رہتا ہے مگر کسی گھر میں مقیم نہیں ہوتا۔رفتہ رفتہ یہ یقین پختہ ہوتا جاتا ہے کہ اُن کا خداوند زمین کے پُرانے ایام کے مقابلہ میں ایک نئے اور زیادہ اعلیٰ طبقہ میں زندگی بسر کر رہا ہے۔

وہ مختلف معلوم ہوتا تھا مگر تو بھی وہی شخص تھا۔اُس کی گفتار اور اطوار کی چھوٹی چھوٹی خصوصیتیں اور اُس کا خاص لب ولہجہ بھی حسب معمول سابق تھا۔اُس کے سینے میں وہی دل متحرک تھا۔اُس کی محبت ویسی ہی قوی اور بے تبدیل تھی جیسے گذرے ایام میں ہُوا کرتی تھی۔اُس کے پُرانے ایام کی یادداشتیں بدستور قائم تھیں۔بات چیت کے پُرانے مضامین کا سلسلہ ایسے بے معلوم طور سے شروع کیا جاتا تھا کہ گویا موت کا غار اور عالم رفتگاں میں تین دن تک رہنے کا عرصہ بیچ میں حائل ہُوا ہی نہیں۔اُس نے اپنی موت سے پیشتر کہا تھا کہ "میں اپنے جی اُٹھنے کے بعد تم سے پہلے گلیل کو جاؤنگا" اب وہ کہتا ہے کہ "میرے بھائیوں کو خبر دو تاکہ گلیل کو چلے جائیں۔وہاں مجھے دیکھیں گے جیسا میں نے تمہیں کہہ دیا

ہے"۔ مرنے سے پیشتر اُس نے اُن سے کہا تھا کہ روح القدس تمہارے پاس آئے گا"۔ اب وہ اُنہیں تاکید کرتا ہے کہ یروشلیم میں باپ کے اُس وعدے کے پُورا ہونے کے منتظر رہو "جس کا ذکر تم مجھ سے سُن چکے ہو"۔ پُرانی اور نئی زندگی کا سلسلہ قائم رہا۔

آدمیوں مثلاً پطرس کے ساتھ اُس کا برتاؤ بھی حسبِ معمول سابق تھا۔ ہمیں معلوم ہے کہ اُس نے گلیلی ایام میں پطرس کی تربیت کی اُس کے ساتھ اپنے جی اُٹھنے کے بعد کا مزید برتاؤ قابلِ لحاظ ہے یعنی اوّل یہ ہے وہ خوشخبری پیغام "تم جا کر میرے شاگردوں خصوصاً پطرس سے کہو" یہ وہی پطرس تھا جس نے بےوفائی سے اُس کا انکار کرکے اُس کا دل توڑ دیا تھا۔ وہی پطرس جو اب اپنے کو اُس کا شاگرد تصوّر نہیں کرتا پھر وہ تخلیہ کی گفتگو جس کا پطرس نے کبھی نام نہ لیا۔ پھر وہ سوال جو تین بار دُہرایا گیا۔ "کیا تُو مجھ سے محبت رکھتا ہے؟" یہ تین بار انکار کے مقابلہ میں تھا۔ اُس نے اُس کے ساتھ وہی سابقہ سلوک جاری رکھا اور اُس پُرانے ہمدرد ماہر اُستاد کی طرح اُس کی تربیت کی۔

شاگردوں کے متعلق بھی وہی بات تھی ہر کہیں اُن کے دلوں پر نقش کیا جاتا تھا کہ جو خداوند موت پر فتحیاب ہو کر لوٹ آیا ہے اپنے دوستوں کے لئے وہی ہے جو پیشتر تھا۔ وہ اُسی نرمی کے ساتھ انکسار سے کمزور ایمان والے کی دلجمعی کرتا ہے۔ وہ پُرانی پُر شفقت سنجیدگی سے ملامت کرتا ہے۔ اُس کے ہر ایک عمل میں وہ یعنی یسوع کے دل کو دیکھتے ہیں۔ اُن میں موت سے سرِ مُو فرق نہیں آیا۔

اب اُن کا وہ پُرانا باادب محبت کا انداز بدل گیا ہے اُس میں

سنجیدہ تعظیم اور ہیبت اور فروتنی عبودیت کا احساس پیدا ہو گیا ہے۔ وہ بے تکلف ربط و ضبط میں بھائیوں کی جماعت کی طرح تھے۔ وہ اُس کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا کرتے تھے۔ اُن میں سے ایک کھانے کے وقت قریباً اُس کے سینے پر جھکا ہوا ہوتا تھا۔ اب وہ پرانی آزادانہ بے تکلفی جاتی رہی۔ اب وہ اُس کی پرستش کرتے اور اُس کو "اے میرے خداوند۔ اے میرے خدا" کہتے ہیں۔

رفتہ رفتہ مگر یقینی طور پر اُنہوں نے اُن چالیس دنوں کا سبق سیکھا۔ کہ خدا کا ابدی بیٹا نئے بھیس میں اُن کا رفیق اور ہمدم رہا ہے۔ کہ وہ ایک اعلیٰ نظام میں پہنچ گیا ہے۔ کہ وہ بغیر اُن کے دیکھنے کے اُن کے ساتھ حاضر رہ سکتا ہے اور کہ اب ایک روحانی اور ابدی رفاقت عارضی اور جسمانی رفاقت کی جگہ لے لیگی۔

اُنہوں نے یہ سبق ایسے مؤثر طور سے سیکھا کہ آخرکار وہ اُس آنے والی جدائی کو اطمینان سے دیکھ سکتے تھے۔ اِس سبق کا سب سے پکا ثبوت صعود کے واقعہ میں پایا جاتا ہے جہاں غم اور بیکسی کا احساس اور یہ خیال ہونا چاہئے تھا کہ زمین خداوند کے چلے جانے سے ہمیشہ کے لئے اُجاڑ ہو گئی ہے۔ اب نہ غم ہے نہ آشفتہ حالی۔ زمین بجائے خستہ حال ہو جانے کے زیادہ مالامال اور اعلےٰ درجہ کی ہو گئی ہے۔ "وہ اُن سے جدا ہو گیا۔" "وہ بڑی خوشی سے یروشلیم کو لوٹ گئے" کیونکہ اُنہوں نے اُن چالیس ایام میں خداوند سے یہ سبق سیکھا تھا کہ وہ "دُنیا کے آخر تک ہمیشہ اُن کے ساتھ" رہے گا۔

کیا اُن چالیس دنوں میں کوئی ایسی بات نہیں جو ہم بھی سیکھ سکتے

ہیں؟ یعنی اُس میں کوئی ایسے اشارات نہیں جو بعد از مرگ زندگی کے
متعلق ہمارے لئے کارآمد ہوں گے؟ جہاں تک ہم جی اُٹھے ہوئے
خداوند کے مظہرات سے یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں ہم ابھی موت کے
بعد اور ہمارے عزیز جو مر چکے ہیں وہی مرد اور عورتیں رہیں گی تو بھی وہ
مختلف مرد اور عورتیں ہوں گی ہماری زندگی دو ٹکڑے نہیں ہو جائیگی
مگر بدل جائے گی۔ موت سے ہماری خود شناسی اور حافظہ اور محبت
باقی نہیں رہے گی ہماری شخصیت پھر بھی وہی رہے گی۔ ہم پہچانینگے
اور پہچانے جائیں گے۔ ہماری خو اور خصلت کے چھوٹے چھوٹے
نشیب و فراز جن سے ہماری شخصیت وابستہ ہے وہی رہیں گے مگر
وہ مقصد اور ارادے کی اعلیٰ تبدیلی سے جلالی بن جائیں گے۔

یہ سچ نہیں ہے کہ مابعد کی زندگی کا عالم ہمیں ابد تک زمین پر
کبھی صفائی سے نظر نہیں آئے گا۔ ہم بہت کچھ نہیں جان سکتے۔
"وہ ابھی تک یہ ظاہر نہیں ہوا کہ ہم کیا کچھ ہوں گے" مگر وہ نامعلوم
زندگی سراسر نامعلوم نہیں ہے۔ مسیح کے دکھ اور اذیت کے ہفتے
سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُس نے اُس بیچارے ڈاکو کو یہ کہہ کر اپنی تسلی
بخشی کہ آج تو میرے ساتھ ہوگا۔ اور ہم ایک دوسرے کو پہچانینگے
ر پھر دونوں اِس صبح صلیب پر لٹکا رہے تھے۔ ایسٹر کے مظہرات
سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک شخص ہمارے عزیزوں کی طرح مر گیا تھا
وہ اُن کی طرح تاریک دریا کو عبور کر کے پار چلا گیا۔ مگر جب وہ تیسرے
اپنے دوستوں کو پھر ملنے کے لئے آیا تو وہ اُنہی انسانی صفات
کے ساتھ اور وہی پرانے قریبی تعلقات رکھتے ہوئے آیا۔ موت

کے دریا نے نہ تو ہمارے ایام کی یاد کو مٹا ڈالا اور نہ ہمارے دوستوں
کی الفت کو نیست و نابود کر دیا۔ کیا اس سے ہم اپنے عزیزوں کے
بارے میں جن کو ہم نے بڑی عزت سے کفن میں لپیٹ دیا ہے
ویسی ہی امید اور یقین نہیں رکھ سکتے اور کیا ان باتوں سے ایک دوسرے
کو تسلی نہیں دے سکتے؟

تیرھویں فصل

باپ کے پاس مراجعت

مگر آخر اس خوشی کے عجیب حیرت انگیز ربط و ضبط کا خاتمہ ہونا ضرور ہے۔ زمین پر ابدی بیٹے کی آمد کا زمانہ جو بیت لحم کی چرنی میں شروع ہوا تھا انجام تک پہنچ گیا ہے جیسا اُس نے خود سادہ الفاظ میں فرمایا "میں باپ میں سے نکلا اور دُنیا میں آیا ہوں پھر دُنیا سے رخصت ہو کر باپ کے پاس جاتا ہوں"۔

ایسا ہی ہونا ضرور تھا اُس زندگی کا اور کوئی انجام خیال میں بھی نہیں آسکتا۔ اپنے تصور میں کائنات کے خداوند کو اس چھوٹے سے کرۂ ارض پر بود و باش کرتے دیکھو اُس کی سکونت کہاں ہونی چاہئے یروشلیم میں یا کسی اور بڑے شہر میں؟ جہاں وہ مقیم ہوگا وہیں موجود ہوگا۔ باقی سب جگہ غیر حاضر ہوگا مگر ایسا خیال کرنا ہی اُس کی شان کو گھٹانے والا اور بے معنی ہے۔

ضرور ہے کہ وہ اپنی جسمانی حضوری کو ہٹا لے تاکہ اپنی روحانی حضوری کے ذریعہ ہر زمانہ میں ہر کہیں اپنے بیچارے بھائیوں کے پاس رہے تاکہ ہر ایک خستہ حال انسان ہر وقت اپنی کوٹھڑی میں جا کر اور دروازہ بند کر کے اُسکے ساتھ رفاقت رکھ سکے "میرا جانا ہی تمہارے لئے فائدہ مند ہے"۔

مسیح کے صعود کے بارے میں ایک لڑکپن کا سادہ خیال ہے کہ

اُس کا جسم زمین کے کرۂ ہوائی میں سے گذر کر ایک لطیف فضا میں چلا گیا اور وہاں سے جاتے جاتے لامحدود خلا کے اندر ابدی آسمانوں کے تخت تک پہنچ گیا۔ یہ لڑکپن کا خیال ہے اگر اس کو لفظی طور پر سمجھا جائے تو اس سے کئی ایک طفلانہ سوال پیدا ہوتے ہیں مثلاً کیا آسمان کسی جگہ کا نام ہے یا ہستی کی ایک حالت کا ؟ کیا یہ جگہ کسی مستقل مقامی سمت میں ہے ؟ کسی ہمیشہ گھومنے والے سیارے کے متعلق لفظ اوپر یا نیچے کا کیا مفہوم ہو سکتا ہے ؟

مگر ہمارا طفلانہ خیال گو غلط فہمی پر مبنی ہے کچھ ایسے معنی رکھتا ہے جس سے ہم سادہ طور پر اپنا مطلب سمجھا سکتے ہیں یا وہ مسیح کے صعود سے جس صداقت کا اظہار ہوتا ہے اُس کی ایک سادہ تشبیہ ہے یعنی یہ کہ خداوند اپنے رُوحانی جسم کے ساتھ ایک نادیدنی عالم میں داخل ہو گیا اور ہستی کے اُسی حلقہ میں چلا گیا جس سے وہ آیا تھا۔

ہم مانتے ہیں کہ وہ مرئی واقعہ جس کو ہم صعود کہتے ہیں کوتاہ عقل انسان کے لئے ایک پُرشفقت ذرہ نوازی کا عمل تھا۔ ہم اُس اعلیٰ زندگی کو جو ہمارے موجودہ فہم سے باہر ہے بلند نیلگوں آسمان یا اُس سے اوپر ستاروں سے دُور کے عالم کے ساتھ منسوب کرتے ہیں ہمارے اس سادہ خیال کی رعایت سے وہ بجائے دفعتاً غائب ہو جانے کے جیسا کہ اور موقعوں پر ہو جایا کرتا تھا زمین پر سے اُٹھا اور بدلی نے اُسے چھپا لیا۔ اِس کے یہی معنی تھے کہ وہ ہمارے موجودہ حلقۂ ہستی سے ایک دوسرے طبقہ میں چلا گیا جو ہمارے حیطۂ ادراک سے بعید ہے۔

اس طور پر اُس آخری الوداعی ملاقات کا وقت آ گیا وہ آسمان کی بادشاہت

کے بارے میں انہیں آخری سبق سکھا رہا تھا "آسمان اور زمین کا کُل اختیار مجھے دیا گیا ہے پس تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ اور انہیں باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام پر بپتسمہ دو اور انہیں یہ تعلیم دو کہ اُن سب باتوں پر عمل کریں جن کا میں نے تم کو حکم دیا ہے اور دیکھو میں دُنیا کے آخر تک ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں"۔

پھر وہ انہیں آخری الوداع کے لئے بیت عنیاہ کی طرف باہر لے گیا اور اپنے ہاتھ اُٹھا کر انہیں برکت دی اور جب وہ انہیں برکت دے رہا تھا وہ اُن سے جُدا ہو گیا اور آسمان پر اُٹھایا گیا۔

یسوع ناصری رخصت ہو گیا۔

ہماری داستان کا سلسلہ یہاں ٹوٹ جاتا ہے مگر اُس کا خاتمہ کبھی نہیں ہوگا جیسا کہ شروع میں ذکر کیا گیا تھا اِس قصہ کا آغاز نہیں بلکہ وہ دھندلی ازلیت کے زمانوں میں چلا گیا ہے بعینہٖ ویسا ہی اب بھی وہ سلسلہ ٹوٹ کر نامکمل رہ جاتا ہے اور اُس کا خاتمہ نہیں ہوگا۔

بنی آدم کے لئے یسوع مسیح کی زندگی اور کام کی داستان میں تینتیس سال کے عرصہ کا انجیلی بیان محض ایک مختصر سا قصہ ہے۔ اِس کے ابتدائی ابواب ابدیت کے دفتر میں ہیں۔ مابعد کے ابواب دوسرے عالم میں لکھے جائینگے اُس دوسرے عالم میں جب "آسمان کی کتابیں کھولی جائینگی" تو انسان اُس داستان کو پڑھتے دکھائی دینگے بلکہ انسان اُس کو اُس عالم میں لکھتے ہوئے ... کے باکمال اہل ہنر مثلاً صاحب خیال اور نقاش اور عالم میں اپنی اپنی مصروفیت کا سلسلہ قائم رکھینگے۔

مگر ہمیں بنی آدم کے لئے اُس کی زندگی اور کام کا سلسلہ نامکمل

کی تکمیل تک قائم رہے گا جب موت اور دوزخ اور بدی اور ابلیس ہلاکت کی جھیل میں ڈالے جائیں گے۔ جب بدی ہمیشہ کے لئے خدا کی کائنات سے معدوم ہو جائے گی اور خدا سب میں سب کچھ ہوگا۔

مُلہم رسول لکھتا ہے کہ "اُس کے بعد آخرت ہوگی"۔ شاید اُس وقت ذیشان رُوحیں جو آسمان کے کتب خانے میں ہوں گی انسان کے لئے مسیح کے کام کے اخیر پر "ختم شد" لکھیں گی۔

انسان کے حساب کے رُو سے جب سے وہ چھوٹا بچہ اُس بُعید عرش معلی سے ہماری اِس دُنیا میں بنی آدم کے لئے زندگی بسر کرنے اور مرنے کے لئے آیا تینتیس برس گذر چکے ہیں۔ اور آسمانی گروہ نے اُس کرسمس کی رات کے وقت حدود کو توڑ کر تعظیم سے خدا کی خود نثاری کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر حمد کرتے ہوئے یہ نغمہ گایا "عالم بالا پر تمجید ہو۔ اور زمین پر اُن آدمیوں سے جن سے وہ راضی ہے صُلح"

تینتیس سال تک وہ گروہ دلی رنج اور حیرت کے ساتھ غور سے دیکھتا رہا کہ بنی آدم اپنے خداوند کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہیں۔

اب اُس مختصر قصہ کا خاتمہ آپہنچا ہے یسوع کی خدمت کا مُدعا پُورا ہو چکا۔ وہ خستہ انسانیت کا بوجھ ابد تک اپنے دل پر لئے ہوئے واپس جاتا ہے۔ وہ فتح مند ہو کر لامحدود زندگی اور کائنات کے تخت اور باپ کی حضوری میں۔ خزانے طبقہ افواج اور کرسمس کے فرشتوں کے نغمات جا رہا ہے۔